


اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۵۵

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

اہتمام

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علما

معاونِ نظرِ ثانی

حضرت شاہ عبد الرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ




ضمیمہ فہرست تصحیح اغلاط جلد ۵۵

نمبر صفحہ	حوالہ دفعات وسن نمبر	غلط	صحیح
۱۱۵	۳۷/۱۱۷۴ کی تیسری سطر	ببینۃ ۔ الآخر	ببینۃ الاکبر علی الاصغر
۱۱۳	۳۵/۱۱۷۴ (ب) سے پہلی سطر	زید اور عمرو	زید اور عبداللہ
	۲۱/۱۱۰ کی چھٹی سطر	از روئے استحسان تا لیکن	از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ اس قاتل سے قصاص لیا جائے اور اسے مؤخر نہ کیا جائے اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس سے قصاص نہ لیا جائے لیکن

فتاویٰ عالمگیری مترجم، اردو مع عربی، نمبروار احکام کیساتھ

(جلد ۵۵)

مترجم ـــــ حضرت مولانا ابوالسعید محمد صادق بن حافظ قادری

کتابت ـــــ خوشنویس راجہ غلام رسول راولپنڈی

طباعت ـــــ عکسی

تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار

ناشر ـــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ

نظر ثانی ـــــ اراکین مجلس منتظمہ و ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ـــــ اعلیٰ سفید

تاریخ اشاعت ـ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ بمطابق دسمبر ۱۹۸۲ء

مطبع ـــــ المکہ پریس شارع فاطمہ جناح لاہور

مقام اشاعت ـ سہگل آباد ـ ضلع جہلم پاکستان

طبع شدہ کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک

جلد ۱ طہارت کی بحث، عنوانات ۹۴، احکام ۱۳۳۶، قیمت ۳۰۰۰۰ ـ جلد ۲ نماز کی بحث، عنوانات ۱۳۳، احکام ۲۶۱۹، قیمت ...

جلد ۳ زکوٰۃ کی بحث، " ۳۲، " ۵۳۱، " ۱۷۰۰۰ ـ جلد ۴ روزہ کی بحث، " ۲۶، " ۵۱۰، " ...

جلد ۵ حج کی بحث، " ۳۳، " ۱۰۱۹، " ۵۰۰۰۰ ـ جلد ۱۱ حدود کی بحث، " ۲۰، " ۸۵۵، " ۸۰۰۰

جلد ۱۳ احکام المرتدین، " ۱۳، " ۳۹۰، " ۳۰۰۰۰ ـ جلد ۱۵ جنایات یعنی قصاص ودیت کی بحث " ۱۹، " ۹۸۸، " ۴۶۰۰۰

جلد ۲۱ ذکر مصحف ومسجد، " ۲، " ۱۹۵، " ۱۲۰۰۰ ـ جلد ۲۲ نظر کھانے وقبروں کی زیارت، " ۱۳، " ۴۴۲، " ۲۶۰۰۰

جلد ۶ نکاح باب ۱ تا ۵، " ۲۰، " ۵۰۶، " ۴۸۰۰۰ ـ علمی شاہکار (تعارفی کتاب) مجلد، " ۲۲

مذکورہ کتب کا ایک سیٹ، قیمت ـــــ ۳۰۶۰۰

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ بموجب چٹھی نمبر 71 -2-10 / 2 - GM / 97009 / 96904 - ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن راولپنڈی پنجاب -

" " " " 71 -4-13 / A.D.S.C / 2 - M / 28386 / 28056 ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد -

" " " " 71 -7-14 / E/F.P.U.B/11-B/19650/1974 ایجوکیشن ڈائریکٹر ریجن کراچی -

" " " " 72 - 12 - 13 / 33145 / 33035 / ناظم تعلیمات حکومت آزاد کشمیر مظفرآباد

العارض :- معاون ناظم نشر واشاعت نوید صادق مغل، میانہ موہڑہ - ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ :- مولانا محمد صادق صاحب ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ سہگل آباد ضلع جہلم - پاکستان -

انتساب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

قارئین کرام :- جلد ہذا کی تکمیل پر جذبہ تشکر کے ساتھ، اس ٹوٹی پھوٹی محنت کا انتساب محترمہ جنابہ والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی عظیم ہستی کے نام معنون ہے جنکی گرانقدر دعاؤں کے نتیجہ میں دین کی اس محنت سے نسبت کی توفیق ملی

وہ ہستی جس کے ایثار و پیار اور شفقت و مروّت کے صدقہ میں" طلبِ صادق کیلئے شرف اور نور" سے معمور ایسی تابانیاں میسر آتی ہیں جنکی ضیا پاشیوں سے قلوب، مستفید ہوتے، کفر و شرک، بدعت و قطع رحمی اور جہالت کی ظلمت سے محفوظ رہتے اور ایمان و توحید، سنت وصلہ رحمی اور علم دین کی سعادت سے منور ہوتے ہیں۔

وہ ہستی جن کے نحیف و نزار ہاتھوں اور لڑکھڑاتی زبان کی دعاؤں میں ایسی ہمہ گیر قوت ودیعت رکھی ہوتی ہے جس سے رحمت حق کا نزول، ہر خیر کا حصول، ہر الجھن کا حل، ہر پریشانی کا مداوا اور ہر درد کا درماں بہم پہنچتا ہے اور جس کے مقام عظمت نشان کی شان میں خالقِ کائنات نے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے اس اعزاز کا اعلان کرایا کہ" اِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا"، احمد و نسائی۔

آہ :- وہ عظیم منقبت، وہ عالی مرتبت اور بکھری ذریت کے لئے سایہ عاطفت ہستی، اپنی پُرآشوب اور نشیب و فراز سے بھرپور حیاتِ مستعار گذار کر، گوناگون حوادث سے دو چار رہ کر، گہرے دکھوں کو سہہ کر اور عظیم ارمانوں کو سمو کر، مورخہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ بمطابق ۳۰ جون ۱۹۸۱ء منگلوار کی شام کو، اپنی جان کی امانت پورے تسلیم و رضا کے ساتھ، جان آفرین کے سپرد کر کے ہمیں الوداع کہہ گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ متوفیہ کا سنِ وفات" جنابہ والدہ ماجدہ شرف نورِ النعیم وجنّہ" ہے۔

بارگاہ رب العزت میں بغایت انکساری التجا ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا۔ بنی اسرائیل - ۲۵

اے اللہ العالمین، اے رجاء المستجیرین، اے غیاث المستغیثین اے صریخ المستصرخین، اسلام کے متقدمین و متأخرین داعیانِ دین کی محنتِ حقہ کے صدقہ میں، اس مرحومہ، مہاجرہ اور مسافرہ کے مرقد کو" رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ" بنا دے۔ اس کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیّین اور جنّۃ الفردوس میں جگہ عطا فرما دے اور غم نصیب پس ماندگان کو سعادت دارین نصیب فرما دے۔

اے حنّان و منّان، اے رحیم و رحمٰن، اے اللہ الاولین والآخرین اور اے مجیبَ دعوۃ المضطرین، اس گنہگار کی ان دعاؤں کو، اور ان پر آمین کہنے والے کرمفرماؤں کی دعاؤں کو اپنے وسیع فضل و رحمت اور بے پایاں جود و کرم سے نواز کر شرفِ قبولیت بخش دے۔

حَاشَا لِجُودِكَ أَنْ تُقَنِّطَ عَاصِيًا اَلْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ أَوْسَعُ

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهٖ خَيْرُ الْأَنَامِ وَمَنْ بِهٖ يُتَشَفَّعُ

العبد الراجی، المهموم الخاطئ، المکروب الخاشع والضعیف العاجز ابو السعید محمد صادق مغل ابن حافظ
مترجم جلد ھذا و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاویٰ عالمگیریہ، المتوطن میانہ موھڑہ، ڈاکخانہ
فریال ضلع راولپنڈی، (حال) سہگل آباد ضلع جہلم، پاکستان

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاوٰی عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اردو ترجمہ نمبر دار احکام کے نقشا) کی اشاعت پر

اہلِ علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظِ قرآن، عالمِ دین۔ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رح نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوری کی زیرِ نگرانی اور علمائے ربانی کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیشِ نظر فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاوٰی عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بےنظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کر سکتی ہے۔

اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ فقہ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاوٰی ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اس فتاوٰی کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ عز برہانہ نے اس اہم اور عظیم الشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظم فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابوالسعید **محمد صادق بن حافظ قادری** رح نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبر وار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیحدہ کتاب میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان بھی اربابِ ذوقِ فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کر سکتے ہیں یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔

اس فتاوٰی کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے۔ اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہو گئی ہے ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفے سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیلِ راہ ثابت ہو گی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوٰی عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مترجم کو ہمت، فرصت صحت اور اسباب بخشے۔ مجلسِ منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاوٰی عالمگیریہ

سہگل آباد۔ ضلع جہلم مغربی پاکستان



اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بین الناس بالفتاوی الھندیة فی مذھب الامام الاعظم، ابی حنیفة النعمانؒ صاحب القدر الافخم، تالیف جماعة من علماء الھند الاعلام، وکان رئیسھم فی تالیفھا العلامة الھمام مولٰنا الشیخ نظامؒ، وذلک بامر السلطان ابی المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیرؒ، علیہ وعلیھم رحمة المولی اللطیف الخبیر۔ آمین۔

جلد ۵۵

الجلد الخامس والخمسون، کتاب الجنایات

تعریف الجنایة وانواعھا واحکامھا ومن یقتل قصاصا من یستوفی القصاص، والقصاص فیما دون النفس، والشھادة والاقرار الصلح والعفو واعتبار حالة القتل والدیات والشجاج الامر بالجنایة ومسائل الصبیان والجنین جنایة الحائط والطریق وغیرہ، وجنایة البھائم والجنایة علیھا القسامة والمعاقل واداء الدیة والمتفرقات

ابواب ۱۷، عنوانات ۱۹

پچپنویں جلد، جنایات کی بحث

جنایت کی تعریف، قسمیں، احکام اور قصاص میں قابل قتل شخص کے احکام قصاص کا حقدار، جان سے کم میں قصاص اور قتل کی گواہی اور اقرار کے احکام قتل میں صلح، عفو، حالتِ قتل، دیتوں اور زخموں کے احکام جنایت کا حکم دینا، بچوں کے مسائل اور جنین کے احکام دیوار اور راستہ وغیرہ سے متعلق اور جانوروں سے متعلق جنایات کے احکام قسامت، عاقلہ، دیت کی ادائیگی اور متفرق احکام

دفعات ۱۱۶۸ تا ۱۱۹۰، تعداد شق ۹۸۸

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابوالسعید محمد صادق مغل بن حافظؒ القادری، فاضل مدرسہ عربیہ خیر المدارس، فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، صدر شعبہ عربی، اردو، اسلامیات، ایس-ایم سکول خطیب جامعہ عثمانیہ، سرپرست مدرسہ تبلیغ الاسلام سہگل آباد، مؤلف جمہوریہ اسلامیہ کا مقدس یوم، عمدة القواعد اور تعارف فتاوی عالمگیری مترجم و ناظم
مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ المتوطن میانہ موہڑہ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی حال، سہگل آباد ضلع جہلم



فہرست فتاوی عالمگیری مترجم عربی مع اردو، جلد ۵، کتاب الجنایات

(جرائم کی بحث)

جرم کی تعریف، اِس کی قسمیں اور احکام، جان کے قصاص میں قابلِ قتل و ناقابلِ قتل اشخاص، قصاص لینے کا حقدار، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص، قتل کی گواہی اور اقرار اور وارث کی تصدیق و تکذیب، قتل میں صلح، عفو اور اس کی گواہی، حالتِ قتل کا معتبر ہونا، دیتیں واجب ہونے کے احکام، زخموں کے احکام، جنایت کا حکم دینا اور بچوں کے مسائل، جنین کے احکام، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء، راستہ اور ان سے مشابہ چیزوں سے متعلق جنایت کے احکام، جانوروں کی جنایت اور جانوروں پر جنایات کے احکام، قسامت، عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام، دیت کی ادائیگی اور متفرق احکام، ابواب ۱۷ دفعات ۱۱۶۸ تا ۱۱۹۰، عنوانات ۱۹، تعداد شق ۹۸۸

دفعات نمبر	عنوانات	تعداد شق	صفحات
۱ تا ۳۳۰	ارکانِ اسلام میں عباداتِ خالصہ، طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور زیارت کے احکام	۵۹۱۵	۱۷۱۶
۳۵۴ تا ۴۷۳	حدود کی بحث، عقوباتِ خالصہ، زنا، شراب نوشی، قذف، تعزیر، چوری اور ڈکیتی کے احکام	۸۵۵	۳۵۲
۴۹۰ تا ۵۰۲	احکام المرتدین، ایمان و اسلام، ذات باری تعالےٰ، انبیاء علیہم السلام، قرآن مجید، عبادات، علم و علماء، حلال و حرام، قیامت، کلام فساق اور کفار سے مشابہت وغیرہ سے متعلق احکام	۳۹۰	۲۱۴

کتاب الجنایات

دفعات نمبر	عربی عنوانات	اردو عنوانات	تعداد شق	صفحات
	ابواب ۱۷	عنوانات ۱۹	۹۸۸	
	الباب الاول فی تعریف الجنایة وغیرہ	پہلا باب، جنایت کی تعریف وغیرہ	۲۶	
۱۱۶۸	تعریف الجنایة	جنایت کی تعریف	۲	۸
۱۱۶۹	انواع الجنایة	جنایت کی قسمیں	۲	۱۰
۱۱۷۰	احکام الجنایة	جنایت کے احکام	۲۲	۱۲
	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا و من لا یقتل	دوسرا باب، قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل اشخاص	۸۰	
۱۱۷۱	من یقتل قصاصا و من لا یقتل	قصاص میں قابل قتل اور ناقابلِ قتل اشخاص	۸۰	۲۰
	الباب الثالث فیمن یستوفی القصاص	تیسرا باب، قصاص لینے کا حقدار	۱۴	

دفعات نمبر	عربی عنوانات	اردو عنوانات	تعداد شق	صفحات
۱۱۷۲	فيمن يستوفى القصاص	قصاص لینے کا حقدار	۱۴	۵۰
	الباب الرابع، القصاص فيما دون النفس	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام	۱۱۳	
۱۱۷۳	القصاص فيما دون النفس	جان سے کم تلف کرنے میں قصاص	۱۱۳	۵۶
	الباب الخامس، الشهادة فى القتل والاقرار به	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اس کے اقرار کے احکام	۴۹	
۱۱۷۴	الشهادة فى القتل والاقرار به	قتل کی گواہی اور اقرار	۴۹	۹۶
	الباب السادس، فى الصلح والعفو والشهادة فيه	چھٹا باب، قتل میں صلح اور عفو اور اسمیں گواہی کے احکام	۳۳	
۱۱۷۵	الصلح والعفو والشهادة فيه	قتل میں صلح اور عفو اور اسمیں گواہی	۳۳	۱۲۴
	الباب السابع فى اعتبار حالة القتل	ساتواں باب، حالتِ قتل کے معتبر ہونے کے احکام	۷	
۱۱۷۶	اعتبار حالة القتل	حالتِ قتل کا معتبر ہونا	۷	۱۴۴
	الباب الثامن فى الديات (والشجاج)	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام اور زخموں کے احکام	۱۵۷	
۱۱۷۷	الديات	دیتوں کا وجوب	۱۱۸	۱۴۸
۱۱۷۸	الشجاج	زخموں کی قسمیں اور احکام	۳۹	۱۷۶
	الباب التاسع، الامر بالجناية ومسائل الصبيان	نواں باب، جنایت کا حکم دینے اور بچوں کے مسائل کے احکام	۴۸	
۱۱۷۹	الامر بالجناية ومسائل الصبيان	جنایت کا حکم دینا اور بچوں کے مسائل	۴۸	۱۸۴
	الباب العاشر الجنين	دسواں باب، جنین سے متعلق احکام	۲۰	
۱۱۸۰	الجنين	جنین کے احکام	۲۰	۲۰۲
	الباب الحادى عشر فى جناية الحائط والجناح والطريق وغيرها	گیارھواں باب، دیوار، شہتیر اور راستہ وغیرہ سے متعلق جنایت کے احکام	۱۶۴	
۱۱۸۱	جناية الحائط والجناح والطريق وغيرة	دیوار، شہتیر اور راستہ وغیرہ سے متعلق جنایات	۱۶۴	۲۰۸
	الباب الثانى عشر فى جناية البهائم والجناية عليها	بارھواں باب، جانوروں کی جنایت اور جانوروں پر جنایت کے احکام	۶۷	
۱۱۸۲	جناية البهائم والجناية عليها	جانوروں کی جنایت اور جانوروں پر جنایت [1]	۶۷	۲۶۶
	الباب الخامس عشر فى القسامة	پندرھواں باب، قسامت کے احکام	۹۳	
۱۱۸۷	القسامة	قسامت کے احکام	۹۳	۲۹۴
	الباب السادس عشر فى المعاقل	سولھواں باب، عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام	۶۷	
۱۱۸۸	المعاقل	عاقلہ قرار پانے والے	۵۵	۳۲۲
۱۱۸۹	اداء الدية	دیت کی ادائیگی کے احکام	۱۲	۳۴۴
	الباب السابع عشر فى المتفرقات	سترھواں باب، متفرق احکام	۵۰	
۱۱۹۰	المتفرقات	متفرق احکام	۵۰	۳۴۸

[1] باب نمبر ۱۳، ۱۴، یعنی حکم نمبر ۱۱۸۳ تا ۱۱۸۶ کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۸۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تعریف الجنایة وانواعها واحکامها	تعریف الجنایة	حوالہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے سیدنا محمد
سید المرسلین وعلے آلہ واصحابہ وعلے عباد اللہ الصالحین اجمعین، آمین

کتاب الجنایات

وفیہ سبعۃ عشر بابا

ابواب ۱۷ دفعات ۱۱۶۸ تا ۱۱۹۰ عنوانات ۱۹ تعداد شق ۹۸۸

الباب الاول فی تعریف الجنایة وانواعها واحکامها

دفعات ۱۱۶۸ تا ۱۱۷۰ عنوانات ۳ تعداد شق ۲۶

۱۱۶۸- تعریف الجنایة — تعداد شق ۲

شق	متن	حوالہ
۱-	وھی فی الشرع اسم فعل محرم سواء کان فی مال اونفس لکن فی عرف الفقہاء[۲] یراد باطلاق اسم الجنایة الفعل فی النفس والاطراف	کذا فی التبیین

[۱] فتاوی عالمگیری مترجم اردو، حامل المتن میں، عبادات خالصہ یعنی طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج وزیارت کی پانچ مکمل کتابیں جوکہ فتاوی عالمگیری عربی میں بطور بحث ۱ تا ۵ تھیں اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور جلد ۱ تا ۵ شائع ہوئیں۔ اسکے بعد بطور انتخاب عقوبات خالصہ یعنی کتاب الحدود مکمل جسمیں زنا، شراب نوشی اور قذف کی حد اور تعزیر نیز چوری اور رہزنی کی حد، نیز احکام المرتدین جوکہ فتاوی عالمگیری عربی میں بحث نمبر ۲۰ اور بحث ۱۳ باب ۹ سے متعلق ہیں عربی مع اردو میں یہ منتخبہ بحثیں اور باب بطور جلد ۱۱، ۱۲، ۱۳ شائع ہوئیں۔ اب جنایات کی بحث کے احکام بھی بطور انتخاب اشاعت پذیر ہیں اور چونکہ یہ بحث فتاوی عالمگیری عربی میں بطور بحث ۵۵ ہے لہذا اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور جلد ۵۵ شائع ہے۔ اور فتاوی عالمگیری عربی کی بحث نمبر اور اردو مع عربی کی جلد نمبر میں مذکورہ یکسانیت اس لیے رکھی گئی ہے تاکہ فتاوی عالمگیری عربی اور اردو مع عربی کے مابین ایک حد تک ترتیب کا تعلق باقی اور واضح رہے۔ اور مذکورہ بحثوں کے ترتیب نمبر کے متعلق فتاوی عالمگیری اردو مع عربی کی جلد ۱ کا صفحہ ۶ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] قولہ لکن فی عرف الفقہاء الخ ای فی ھذا الکتاب والا فجنایات الحج

دفعات و شق نمبر	پہلا باب، جنایت کی تعریف، اسکی قسمیں اور احکام — جنایت کی تعریف کا بیان	حوالہ
	ومتت کلمت ربک صدقا وعدلا — اور تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری ہے — مجلس منتظمہ ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ	
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سب پر ہو۔ آمین	
	جنایات کی بحث [ا]	
	اور اس میں سترہ باب ہیں۔	
	ابواب ۱۷ دفعات ۱۱۶۸ تا ۱۱۹۰ عنوانات ۱۹ تعداد شق ۹۸۸	
	پہلا باب، جنایت کی تعریف، اسکی قسمیں اور اسکے احکام	
	دفعات ۱۱۶۸ تا ۱۱۷۰ عنوانات ۳ تعداد شق ۲۶	
۱۱۶۸ ـ	**جنایت کی تعریف** اور اس میں ۲ شقیں ہیں	
۱ ـ	شریعت میں جنایت، حرام فعل کو کہتے ہیں خواہ وہ مال میں ہو یا جان میں ہو لیکن فقہاءؒ کے عرف کی رو سے جنایت کہنے میں ایسا (حرام) فعل (یعنی جرم) مراد لیا جاتا ہے جو جان میں ہو یا اعضاء میں ہو[۵۳]	تبیین

[ا] متعلق بنفس الآدمی ولا طرفہ مع اطلاق الفقہاء[۲] علیہا الجنایۃ کما فی شرنبلالیۃ اھ مصححہ - عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا - یعنی "فقہاءؒ کے عرف" سے مراد جنایات کی اس بحث میں فقہاءؒ کا عرف مراد ہے ورنہ حج کی جنایات جو آدمی کی جان یا عضو سے متعلق نہیں ہوتیں اور اس کے باوجود فقہاءؒ ان پر جنایت کا اطلاق کرتے ہیں جیسا کہ شرنبلالیہ میں ہے۔ اور حج کی جنایات کے احکام فتاویٰ عالمگیری مترجم حامل المتن ج ۵ حکم نمبر ۳۰۸ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [۳] جنایات اور قصاص، حد اور تعزیر کے مفہوم میں باہمی فرق کے متعلق حکم نمبر $\frac{1}{454}$ کے حاشیہ کا "وتاد" اور حکم نمبر $\frac{2}{1169}$ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی تعریف الجنایۃ وانواعھا واحکامھا — انواع الجنایۃ	حوالہ
۱۱۶۸- ۲	والاول یسمی قتلا وھو فعل من العباد تزول بہ الحیاۃ والثانی یسمی قطعا وجرحا	کذا فی العنایۃ
۱۱۶۹-	**انواع الجنایۃ** تعداد شق ۲	
۱	الجنایۃ علی نوعین احدھما یوجب القصاص وھو العمد والآخر لا یوجبہ ومایوجب القصاص فھو علی نوعین احدھما فی النفس والآخر فیما دون النفس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲	القتل علی خمسۃ اوجہ عمد وشبہ عمد وخطأ وماجری مجری الخطأ والقتل بسبب[۱] والمراد بہ[۲] انواع القتل بغیر حق مما یتعلق بہ الاحکام	کذا فی الکافی

[۱] درمختار میں ہے کہ (مقتول کے قصاص کو) مقتول کے ولی کی طرف سے معاف کردینا، صلح کرنے سے افضل ہے اور صلح کرلینا قصاص لینے سے افضل ہے اور
مجروح کی طرف معاف کرنے کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ ماخوذ از درمختار ورد المحتار مطبوعہ کوئٹہ ج ۵ ص۳۸۹۔ حکم نمبر ۱،۲،۳/۱۱۷۵ نیز ۳۲/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۲] قولہ والمراد بہ الخ (ای فلا یرد علی الحصر القتل المأذون فیہ شرعا کقصاص ورجم وصلب وقتل حربی اھ مصحح عربی
حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی جنایات کی اس بحث میں قتل سے مراد، قتل ناحق ہے پس پانچ قسموں میں حصر پر اعتراض وارد نہ ہوگا کہ قتل حق جسکی،
اجازت دی گئی ہے وہ شامل کیوں نہیں ہیں مثلاً قصاص میں قتل کرنا۔ رجم کرنا، قاطع الطریق کو پھانسی دینا اور مسلمانوں سے لڑنے والے کافر کا قتل
کرنا وغیرہ۔، حکم نمبر ۴۲/۴۷۳ مع حواشی نیز حکم نمبر ۹۰، ۹۱/۱۱۸۷ ملاحظہ ہوں) (مترجم) [۳] قتل کی ان اقسام کی تعریفوں اور احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۷
ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] ہدایہ میں ہے کہ قتل (ناحق) موجب گناہ ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ
الآیۃ۔ یعنی جو کوئی مارے مسلمانوں کو تو اس کی سزا دوزخ ہے" آیت ۹۵ سورۃ نساء نیز جیساکہ احادیث میں ہے اور جیساکہ اس پر اجماع امت ہے۔ مفہوم
ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص۵۵۹۔ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ قتل ناحق اتنا بڑا گناہ ہے کہ کفر (وشرک) کے بعد اکبر الکبائر میں سے ہے البتہ ایسے شخص
کی توبہ قبول ہوسکتی ہے اور بدون توبہ موت کی صورت میں خلود فی النار کی بجائے دوسرے کبائر کی طرح اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر ہے۔ مفہوم ماخوذ
از الجوھرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری للامام العلام شیخ الاسلام ابی بکر بن علی بن محمد الحداد الیمنی م ۸۰۰ھ مطبوعہ مکتبہ
امدادیہ ج ۲ ص۲۰۲ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ قاتل کی توبہ صرف استغفار اور ندامت سے ہی نہیں بلکہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کے وارثوں
کے ہاں اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کرنے سے بھی ہے اگر وہ معاف کردیں تو قاتل دنیا میں قصاص اور دیت سے بری ہوجاتا ہے (دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۵ کا
تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو) اور آیت (یعنی سورہ نساء کی مذکورہ آیت ۹۵) کی تاویل یہ ہے کہ وہ آیت، مقتول کو اسکے ایمان کی وجہ سے قتل کرنے یا مسلمان کے قتل کو
حلال جاننے پر محمول ہے یا خلود سے یہاں مراد لمبا عرصہ ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص۳۷۶، ص۳۸۹ ملخصاً (مترجم) [۵] قصاص بھی حدود
کی طرح شبہ متحقق ہونے سے ہٹ جاتا ہے جیساکہ درمختار ورد المحتار ج ۵ ص۳۹۰ میں ہے اور جیساکہ حکم نمبر ۳/۱۱۷۰، ۳/۱۱۷۷ اور ۲، ۳/۲۶۳ میں ہے۔ نیز ہدایہ مع حاشیہ
ج ۳ ص۱۴۱ میں ہے کہ دوسرے امور میں عورت کا فیصلہ جائز قرار پاتا ہے مگر حدود اور قصاص میں نہیں اسلیے کہ قاضی کیلئے اہل شہادت ہونے کا اعتبار ہے اور عورت حدود وقصاص

دفعات و شق نمبر	پہلا باب جنایت کی تعریف، اسکی قسمیں اور احکام — جنایت کی قسموں کا بیان	حوالہ
۱۱۶۸ - ۲	(مذکورہ جنایت میں سے) اول کو (یعنی جان کی جنایت کو) قتل کہا جاتا ہے اور قتل بندوں کی طرف سے ایسا فعل ہے جس کی وجہ سے زندگی زائل ہو جاتی ہے اور دوم کو (یعنی اعضاء میں جنایت کو) قطع کرنا (یعنی کاٹ دینا) اور زخمی کر دینا کہا جاتا ہے۔	عنایہ
۱۱۶۹ -	**جنایت کی قسمیں** اور اس میں ۲ شقیں ہیں	
۱	(مذکورہ) جنایت (یعنی جرم) کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو موجب قصاص [۱] ہے (یعنی اس جرم کی سزا میں ویسا ہی بدلہ لازم ہے) اور وہ ایسی جنایت ہے جو عمدا (یعنی جان بوجھ کر) ہو دوسری قسم وہ ہے جو موجب قصاص نہیں ہے (یعنی اس جرم کی سزا ویسا ہی بدلہ نہیں اس کے علاوہ ہے) پھر جو جنایت موجب قصاص ہے اس کی (بھی) دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو جان میں ہو اور دوسری قسم وہ ہے جو جان سے کم ہو۔	قاضیخان
۲	قتل پانچ قسم پر ہے (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطاء (۴) قتل جاری مجری خطاء (۵) قتل بسبب [۳] اور قتل سے اسکی وہی قسم مراد ہے جو ناحق ہو [۴] جس سے احکام متعلق ہوتے ہیں۔ [۵]	کافی

کے علاوہ میں اہل شہادت سے ہے (حدود قصاص میں اہل شہادت سے نہیں) نیز ہدایہ میں ہے کہ قصاص اور حدود میں تحکیم (یعنی ثالثی) جائز نہیں ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۳ ص ۱۳۳
نیز قصاص و حدود میں گواہی مردوں کی چاہیے جیسا کہ حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ مع حواشی، ۱/۴۶۴، ۵/۴۶۶ میں ہے۔ نیز قصاص و حدود میں استیفاء یعنی قصاص و حدود کے حاصل کرنے، وکالت کرنے، شہادت علی الشہادۃ کتاب القاضی الی القاضی اور عورت کی گواہی کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۵/۱۱۷۲، ۲۰،۲۱/۱۱۷۴ مع حواشی اور حکم نمبر ۲۳/۴۶۲، ۵۱/۴۶۴، ۲۳،۲۵/۴۷۱ اور ۱۵،۲۰/۴۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ تاہم درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ فقہاء کے ہاں قصاص و حدود کے مابین کئی امور میں فرق ہے چنانچہ لکھا ہے کہ
۱۔ قاضی (یعنی حاکم مجاز، جہاں وہ قاضی ہے اپنے ایام قضا میں) اپنے علم کی بنا پر قصاص میں فیصلہ دے سکتا ہے اور حدود میں ایسا نہیں ہے (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری عربی کتاب ادب القاضی، باب ۱۲ میں بحوالہ الخلاصہ لکھا ہے کہ وہ قاضی، قصاص اور حد قذف میں (دعویٰ کے بعد) اپنے علم کی بنا پر فیصلہ دے سکے گا (حکم نمبر ۳۷/۴۶۱، ۱۵۰/۴۶۲ مع حواشی نیز ۳/۴۶۷ ملاحظہ ہوں) نیز رد المحتار میں اسکے متعلق لکھا ہے کہ یہ مذکورہ حکم اس پر مبنی ہے کہ حاکم مجاز اپنے علم کی بنا پر حدود کے علاوہ میں فیصلہ دے سکتا ہے اور آجکل فتویٰ اس پر ہے کہ اپنے علم کی بنا پر فیصلہ مطلقاً ناجائز ہے یہ حموی میں ہے اھ ۲۔ قصاص میں وراثت ہے۔ حدود میں نہیں (حکم نمبر ۳/۱۱۷۲، ۳۶ ب/۴۶۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں) ۳۔ قصاص میں (ورثاء کی طرف سے) معافی دی جا سکتی ہے اور حدود میں (مرافعہ کے بعد) نہیں (حکم نمبر ۱/۱۱۶۹ کا حاشیہ، ۵/۱۱۷۵، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۲ اور ۱۴۸، ۱۵۱/۴۶۶ ملاحظہ ہوں) ۴۔ قصاص میں تقادم (یعنی زائد المیعاد ہونا) مانع نہیں ہے اور حدود میں حد قذف کے سوا میں مانع ہے (حکم نمبر ۸۵ تا ۸۸/۴۶۴، ۱۲۵/۴۶۶ ملاحظہ ہوں) ۵۔ قصاص، گونگے شخص کی تحریر یا اشارہ سے (اقرار کرنے سے) ثابت ہو سکتا ہے اور حدود میں ایسا نہیں ہے (جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری کتاب الاقرار باب ۲ میں بحوالہ الحاوی لکھا ہے حکم نمبر ۶/۴۶۱، ۴۱/۴۶۳ ملاحظہ ہوں) ۶۔ قصاص میں (ولی قصاص کے ہاں) سفارش جائز ہے اور حدود میں ثبوت عند الحاکم کے بعد جائز نہیں ہے، (حکم نمبر ۲/۱۱۷۰، ۱/۴۵۴ کے حاشیہ کا ب ۲ ملاحظہ ہوں) ۷۔ قصاص میں دعویٰ ضروری ہے اور حد قذف کے سوا باقی حدود میں دعویٰ ضروری نہیں ہے (حکم نمبر ۹/۱۱۸۲ کا حاشیہ، ۱۳۶،۱۳۷/۴۶۶ ملاحظہ ہوں)
۸۔ قصاص حاصل کرنے کیلئے امام (یعنی حاکم مجاز) کا ہونا شرط نہیں ہے حدود میں شرط ہے (حکم نمبر ۴/۱۱۷۲، ۸۷/۴۶۳ کے دوسرے حاشیہ میں درمختار و ردالمحتار کا حوالہ، نیز حکم نمبر ۶/۴۹۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں) ۱۰۔ قصاص کے عوض معاوضہ لینا جائز قرار پاتا ہے اور حد میں نہیں (حکم نمبر ۱۴۹/۴۶۶ ملاحظہ ہو) ۱۱۔ قصاص میں اقرار کے بعد رجوع صحیح نہیں قرار پاتا اور حد میں اقرار کے بعد رجوع صحیح قرار پاتا ہے (حکم نمبر ۲۴/۴۶۱ ملاحظہ ہو) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار مطبوعہ کوئٹہ ۵۵ ص ۳۸۱، ص ۳۹۰ (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریف الجنایۃ وانواعہا واحکامہا — احکام الجنایۃ	حوالہ
۱۱۷۰-	**احکام الجنایۃ** — تعداد شق ۳	
۱	اما العمد فما تعمد ضربہ بسلاح او ما یجری مجری السلاح فی تفریق الاجزاء کمحدد الخشب والحجر ولیطۃ القصب والنار	کذا فی الکافی
۲	وموجب ذلک المأثم والقود الا ان یعفو الاولیاء او یصالحوا ولا کفارۃ فیہ عندنا	کذا فی الھدایۃ
۳	ومن حکمہ حرمان المیراث ووجوب المال بہ عند التراضی او عند تعذر ایجاب القصاص للشبہۃ	کذا فی شرح المبسوط

لہ (ا) الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ قتل عمد وہ ہے جو جان بوجھ کر ضرب پہنچانے سے ہو وہ ضرب ہتھیار سے ہو یا اس چیز سے ہو جو (جسم کے) اجزا کی تفریق میں بمنزلہ ہتھیار ہو مثلاً دھار دار لکڑی (اور پتھر اور آگ اور لکھا ہے کہ قتل عمد لوہے کی چیز سے مثلاً تلوار، چھری، نیزہ، خنجر، تیر وغیرہ اور جو چیز لوہے کی ہو خواہ وہ قطع کنندہ ہو یا چیر دیتی ہو یا کوٹ دیتی اور پیس دیتی ہو جیسا کہ تلوار ہو یا لوہار کا ہتھوڑا ہو یا لوہے کا بڑا ٹکڑا یعنی آئرن ہو خواہ اس سے عام طور پر موت واقع ہوتی ہو یا نہ ہو "ظاہر روایت کے بموجب لوہے (کی چیز کی ضرب) میں (اس کا) دھار دار ہونا شرط نہیں ہے" اس لئے کہ لوہا وضع للقتل سے ہے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَأْسٌ شَدِیْدٌ سورۃ حدید آیت ۲۵ یعنی اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے الآیۃ اسی طرح جو چیز لوہے کی مانند ہو مثلاً پیتل، تانبا، سیسہ، سونا، چاندی تو اس کے متعلق بھی یہی حکم ہے خواہ چیرنے سے یا کوٹ ڈالنے سے موت ہو حتی کہ اگر کسی شخص نے لوہے یا اس کی مانند چیز سے جو وزنی تھی قتل کیا تو قصاص واجب ہوگا مثلاً یہ کہ کسی نے پیتل، تانبا یا سیسہ کے عمود (یعنی لٹھ، گرز یا ستون) سے قتل کیا نیز بمنزلہ ہتھیار چیز جو اجزا کو تفریق کنندہ ہو مثلاً کانچ، کھپانچ، دھار دار پتھر اور ہر وہ چیز جس سے ذبح کرنا ممکن قرار پاتا ہے اس سے قتل کرنے میں قصاص لازم ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۰۴

(ب) اور درمختار و رد المحتار میں الجوہرۃ النیرہ کا مذکورہ حوالہ منقول ہے اور الجوہرۃ النیرۃ کا فقرہ کہ "ظاہر روایت کے بموجب لوہے (کی چیز کی ضرب) میں دھار دار ہونا شرط نہیں ہے،، رد المحتار میں یوں منقول ہے کہ الجوہرۃ میں ہے کہ "ظاہر روایت کے بموجب لوہے (کی چیز کی ضرب) میں زخم ہونا شرط نہیں ہے" نیز رد المحتار میں لکھا ہے کہ امام طحاوی رح نے امام (ابو حنیفہ رح) سے روایت کیا ہے کہ لوہے کی چیز سے ضرب میں زخم ہونے کا اعتبار ہے اور الصدر الشہید رح کا قول ہے کہ یہی حکم زیادہ صحیح ہے اور ہدایہ وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے اور صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ بندوق کی گولی سے قتل کرنا قتل عمد ہے اس لئے کہ سکہ لوہے کی جنس سے ہے اور زخم کنندہ ہے پس موجب قصاص ہے لیکن اگر اس سے زخم نہ ہوا (اور مضروب کی موت واقع ہوگئی) تو طحاوی رح کی روایت کے بموجب قصاص نہ ہوگا۔ نیز درمختار میں ہے کہ قتل عمد وھو ان یتعمد ضربہ ای ضرب الآدمی فی ای موضع من جسدہ بآلۃ تفرق الاجزاء یعنی قتل عمد وہ ہے کہ وہ اس آدمی کو عمداً ضرب لگائے (جس سے وہ مقتول ہو جائے) اور وہ

دفعات وشق نمبر	پہلا باب۔ جنایت کی تعریف، اسکی قسمیں اور احکام — جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۰-	**جنایت کے احکام** اور اس میں ۲۲ شقیں ہیں	
۱	(قتل) عمد وہ ہے جو قاتل نے مقتول کو عمداً ضرب سے کیا ہو۔ ہتھیار سے کیا ہو یا اس چیز سے کیا ہو جو (جسم کے) اجزا کی تفریق میں بمنزلہ ہتھیار ہو مثلاً دھار دار لکڑی اور پتھر، بانس کی کھپاچ اور آگ (وغیرہ) [1]	کافی
۲	قتلِ عمد گناہ کا[2] موجب ہے نیز وہ قصاص کا موجب[3] بھی ہے سوائے اس کے کہ (مقتول کے) وارث معاف کردیں[4] یا قاتل سے صلح کرلیں[5] (تو پھر قتل عمد موجب قصاص نہیں ہے) اور ہمارے ہاں قتل عمد میں کفارہ نہیں ہوتا[6]	ہدایہ
۳	قتل عمد کے احکام میں سے یہ حکم (بھی) ہے کہ قاتل (مقتول کی) میراث سے محروم ہوجاتا ہے[7] اور اس پر وہ مال لازم ہوجاتا ہے جو باہمی رضامندی سے طے ہو یا جب شبہ کی بنا پر قصاص لازم ہونا متعذر ہو[8]	شرح مبسوط

ضرب اجزاء کو تفریق کنندہ آلہ سے ہو خواہ اس کے جسم کے کسی حصہ میں بھی ہو اور ردالمحتار میں ہے کہ یتعمد ضربہ ای ضرب المقتول فیخرج العمد فیما دون النفس الخ یعنی اس آدمی کو عمداً ضرب لگانے سے مراد وہ آدمی ہے جو مقتول ہوا اور اس قید سے جان سے کم تلف کرنے سے احتراز ہوگیا اور لکھا ہے کہ یہ نہیں کہا کہ اس کے قتل کا عمد کرے اس لیے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے ہاتھ کو ضرب لگانے کا ارادہ کرے اور وہ ضرب اس کی گردن کو جالگی (اور اس کی موت واقع ہوگئی) تو یہ (قتل) عمد ہے اور اگر وہ ضرب اس کی بجائے کسی اور انسان کی گردن کو جالگی (اور اس کی موت واقع ہوگی) تو یہ (قتل) خطأ ہے اور لکھا ہے کہ اسی لئے المجتبیٰ میں ہے کہ قتل عمد میں قتل کا قصد شرط نہیں ہے، اور لکھا ہے عمد کی قید سے قتل خطأ سے احتراز ہوگیا اور آلہ (قاتلہ) کی قید سے قتل کی باقی قسموں سے احتراز ہوگیا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۳۷۵ حکم نمبر ۱۱، ۳۴، ۳۸ تا ۴۳/۱۱۷۱، ۳۰۲/۱۱۷۰، ۵/۱۱۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲۵/۱۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۲/۱۱۶۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۲/۱۱۷۱ مع حاشیہ نیز قصاص کے متعلق ۳۲/۱۱۷۱، حکم نمبر ۱۱۶۹ تا ۱۱۷۲، ۱/۱۱۷۳ کا آخری حاشیہ اور دیت کے متعلق ۱/۱۱۷۷ کا حاشیہ، ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] وارث کے متعلق احکام، حکم ۱۱۷۲ میں اور عفو اور صلح کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۵ اور ۲/۱۱۶۹ کا دوسرا حاشیہ اور اس کے تیسرے حاشیہ کا ۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] جیساکہ درمختار اور ردالمحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ باہمی رضامندی سے صلح میں دیت کی مثل یا اس سے زیادہ مال لازم ہوسکتا ہے۔ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۳۷۶ حکم نمبر ۱ تا ۳/۱۱۷۵، ۳/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] اس کفارہ کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ اصول یہ ہے کہ ہر وہ قتل جس میں قصاص لازم ہوتا ہے یا قاتل پر کفارہ آتا ہے تو ان صورتوں میں قاتل (اپنے مقتول کی) میراث سے محروم ہوجاتا ہے ورنہ نہیں۔ ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۰۶ حکم ۷، ۱۹، ۲۲/۱۱۷۰، ۵۶/۱۱۷۱ اور ۴،۳/۱۱۸۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز قصاص و دیت سے متعلق کچھ مزید اصول حکم نمبر ۱ تا ۸/۱۱۷۷ مع حواشی و حکم نمبر ۱۱۸۹ میں ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] جنایت کی جن صورتوں میں قصاص لازم نہ ہو تو ان میں دیت یا ارش یا حکومۃ العدل کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الاول فی تعریف الجنایة وانواعها واحکامها — احکام الجنایة	حوالہ
۷۱۱ - ۴	وشبه العمد ان يتعمد الضرب بما ليس بسلاح ولا ماجرى مجرى السلاح عند ابى حنيفة رح وقال ابو يوسف رح ومحمد رح اذا ضربه بحجر عظيم او خشبة عظيمة فهو عمد و شبه العمد ان يتعمد ضربه بما لا يقتل به غالبا والصحيح قول ابى حنيفة رح	كذا فى المضمرات
۵	وموجبه على القولين الاثم والكفارة وكفارته تحرير رقبة مؤمنة فان لم يجد فصيام شهرين متتابعين ودية مغلظة على العاقلة	كذا فى الكافى
۶	وهذا التغليظ انما يظهر فى اسنان الابل اذا وجبت الدية منها لا من شئ آخر	كذا فى شرح المبسوط
۷	ومن موجب شبه العمد ايضا حرمان الميراث	كذا فى شرح المبسوط
۸	وليس فيما دون النفس شبه العمد قال القدورى رح فى كتابه ما جعل شبه عمد فى النفس فهو عمد فيما دون النفس	كذا فى المحيط
۹	والخطأ على نوعين خطأ فى القصد وهى ان يرمى شخصا يظنه صيدا فاذا هو آدمى او يظنه حربيا فاذا هو مسلم وخطأ فى الفعل وهو ان يرمى غرضا فيصيب آدميا	كذا فى الهداية
۱۰	وموجب ذلك الكفارة والدية على العاقلة وتحريم الميراث وسواء قتل مسلما او ذميا فى وجوب الدية والكفارة ولا مأثم فيه فى الوجهين سواء كان خطأ فى القصد او خطأ فى الفعل	هكذا فى الجوهرة النيرة

ؔ۱ حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ مع حاشیہ، ۴تا۸/۱۱۷۰، ۱۶/۱۱۷۰ ۳۸تا۴۶، ۵۴، ۵۵، ۵۸، ۶۱تا۶۱/۱۱۷۱ نیز ۲۴/۱۱۹۰، ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۲ حکم ۳۲ پ/۱۱۷۰، ۱/۱۱۷۰ مع حاشیہ اور ۲ ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کا نمبر ۱۰ ملاحظہ ہو (مترجم) ؔ۳ حکم نمبر ۲/۱۱۷۰ اور حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۴ حکم نمبر ۳/۱۱۸۹ مع حاشیہ اور عاقلہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۵ حکم نمبر ۲/۱۱۷۰ اور ۴، ۵تا۷/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۶ حکم نمبر ۵/۱۱۷۰ اور ۱تا۷/۱۱۷۷، ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؔ۷ حکم نمبر ۴/۱۱۷۰ نیز حکم نمبر ۳/۱۱۷۰ کے پہلے حاشیہ اور حکم نمبر ۱تا۸/۱۱۷۷ اور ۹/۱۱۸۹ مع حواشی میں مندرجہ اصول ملاحظہ ہوں۔ اور درمختار میں ہے کہ قتل شبہ عمد قاتل کا آلہ ملحوظ رکھتے ہوئے قتل خطأ سے مشابہ قرار پاتا ہے اسلئے اسمیں قصاص لازم نہیں ہوتا لیکن اگر اس سے اس کا تکرار ہو تو حاکم مجاز سیاستہ (یعنی تعزیرا) اس کے قتل کا حکم دے سکتا ہے یہ اختیار میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۳۷۷ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پہلا باب جنایت کی تعریف، اس کی قسمیں اور احکام — جنایات کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۰-۴	قتلِ شبہ عمد (یعنی قتلِ عمد سے ملتا جلتا قتل) (ل) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں وہ ہے جو اس نے عمداً کیا ہو اور ایسی چیز کی ضرب سے کیا ہو جو نہ ہتھیار ہو اور نہ بمنزلہ ہتھیار ہو[1] (ب) امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب کسی نے عمداً بڑے پتھر سے یا بڑی لکڑی کی ضرب سے قتل کیا تو وہ قتل عمد ہے اور شبہ عمد یہ ہے کہ اس نے عمداً قتل کیا ہو اور ایسی چیز سے کیا ہو جس سے غالباً (یعنی بالعموم) قتل نہیں کیا جاتا (ج) اور صحیح قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے[2]	مضمرات
۵	قتل شبہ عمد دونوں (مذکورہ ۴/۱۱۷۰) قولوں پر، گناہ اور کفارہ[3] کا موجب ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ مسلمان گردن (یعنی مسلمان غلام یا باندی) آزاد کرے اور اگر نہ پائے تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور اس کی عاقلہ[4] پر دیت مغلظہ لازم ہے[5]	کافی
۶	اس (مذکورہ) دیت مغلظہ کا لازم ہونا تب ہی ظاہر ہوتا ہے جبکہ دیت اونٹوں سے لازم ہو کسی اور چیز سے (دیت ادا کرنے کی صورت میں دیت مغلظہ کا ظہور) نہیں ہوتا[6]	شرح مبسوط
۷	اور قتل شبہ عمد (مقتول کی) میراث سے (قاتل کے لئے) محروم ہو جانے کا موجب بھی ہے[7]	شرح مبسوط
۸	شبہ عمد جان تلف کرنے سے کم میں نہیں ہوتا امام قدوریؒ نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ جو صورت جان تلف کرنے میں قتلِ شبہ عمد ہو وہ جان سے کم تلف کرنے میں عمد قرار پاتی ہے[8]	محیط
۹	قتل خطا دو قسم پر ہے (۱) قصد میں خطا کرنا اور وہ یوں ہے کہ اس نے کسی شکل کو تیر مارا وہ اسے شکار گمان کر رہا تھا اور وہ آدمی نکلا یا اس نے کسی شخص کو حربی (یعنی سلطنت کفار کا شخص جس سے جنگ جائز ہے وہ) گمان کیا اور وہ مسلمان نکلا[9] (۲) فعل میں خطا کرنا اور وہ یوں ہے کہ اس نے کسی نشانہ پر تیر مارا اور وہ کسی آدمی کو جا لگا[10]	ہدایہ
۱۰	قتل خطأ، کفارہ[11]، عاقلہ[12] پر دیت[13] اور (مقتول کی) میراث سے محرومی کا موجب ہے[14] اور دیت اور کفارہ واجب ہونے میں خواہ اس نے مسلمان کو قتل کیا یا ذمی کو قتل کیا حکم برابر ہے۔ نیز قتل خطأ میں خواہ قصد میں خطأ ہو یا فعل میں خطأ ہو، گناہ نہیں ہے[15]	جوہرہ نیرہ

[8] جیسا کہ ہدایہ میں ہے نیز ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ جان تلف کرنا (یعنی ازہاق روح) غیر محسوس امر ہے اس پر دلالت آلۂ مستعملہ سے ہے چنانچہ آلہ قاتلہ و غیر قاتلہ سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں مگر جان سے کم تلف کرنا زخم سے ہے اور وہ فعل محسوس ہے اسکا تحقق آلہ (مستعملہ) پر نہیں ہے پس اس صورت میں آلہ کے اختلاف سے حکم مختلف نہ ہوگا اور جان سے کم تلف کرنا آلہ قاتلہ و غیر قاتلہ سے مخصوص نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ مطبوعہ کلام کمپنی ج ۴ ص ۵۶۲ حکم نمبر ۸، ۱۶/۱۱۷۰، ۱۲/۱۱۷۳ اور جان تلف کرنے میں قتل عمد کے متعلق نمبر ۱/۱۱۷۰ اور قتل شبہ عمد کے متعلق نمبر ۲/۱۱۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] حکم نمبر ۳، ۷/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر ۱۱، ۱۴/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] حکم نمبر ۵/۱۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [12] عاقلہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [13] دیت کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۸/۱۱۷۷ مع حواشی، ۱/۱۱۷۸ مع حواشی، ۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ، ۳۷/۱۱۸۸، ۱۱۸۹، نیز ۱۰/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [14] حکم نمبر ۳/۱۱۷۰ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [15] حکم نمبر ۹/۱۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریف الجنایۃ وانواعھا واحکامھا — احکام الجنایۃ	حوالہ
١١٧٠ — ١١	فی المنتقی عن محمدؒ اذا تعمدت شیئاً من انسان فاصبت شیئاً آخر منہ سوی ماتعمدتہ[1] فھو عمد محض وان اصبت غیرہ یعنی غیر ذلک الانسان فھو خطأ قال ھشامؒ[2] تفسیر ھذا رجل تعمد ان یضرب ید رجل فأخطأ واصاب عنق ذلک الرجل فابان رأسہ وقتلہ فھو عمد وفیہ القود ولو اراد ید ھذا الرجل فاصاب عنق غیرہ فھو خطأ	کذا فی الذخیرۃ
١٢	فی البقالی اذا اتصد رأسہ بالعصا فاصاب عینہ فعلیہ الارش[3] فی مالہ لانہ تعمد ضربہ	کذا فی المحیط
١٣	ولو کان لہ ان یقطع کف رجل فی قصاص لہ قبلہ فاراد ان یضرب کفہ بالسیف فاصاب الید من المنکب فانما ضمانہ فی مالہ لانہ عمد محض ولا قصاص فیہ لانہ کان لہ ان یقطع کفہ	کذا فی المحیط
١٤	ولو رمی قلنسوۃ علی رأس رجل فاصاب الرجل فھذا خطأ	کذا فی المحیط
١٥	قال ھشامؒ قلت رجل رمی انسانا بسھم فاخطأ فاصاب السھم حائطا ثم عاد السھم فاصاب ذلک الانسان وقتلہ قال ھذا خطأ	کذا فی المحیط
١٦	ولو لوی ثوبا فضرب بہ رأس رجل فشجہ موضحۃ فھو عمد ولو مات من ذلک صار خطأ ذکرہ فی العیون	کذا فی المحیط
١٧	واما ماجری مجری الخطأ فھو مثل النائم ینقلب علی رجل فیقتلہ فلیس ھذا بعمد ولا خطأ	کذا فی الکافی
١٨	وکمن سقط من سطح علی انسان فقتلہ او سقط من یدہ لبنۃ او خشبۃ واصابت انسانا وقتلتہ او کان علی دابۃ فوطئت دابتہ انسانا	ھکذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ١، ٩/١١٧٠ نیز ١٠١/١١٧٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ١١ تا ١٦/١١٧٠ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] ارش کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ١/١١٧٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ١٩ و/٣٦٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] شجہ موضحہ کے متعلق حکم نمبر ١، ٩، ١٦، ١٨، ١٩، ٢٠/١١٧٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ٣/١١٧٠ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] خطأ یعنی خطأ العمد کی ہے اور ہدایہ مع بین السطور میں ہے کہ

دفعات شق نمبر	پہلا باب - جنایت کی تعریف، اس کی قسمیں اور احکام — جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۰-۱۱	المنتقی میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ جب تو نے کسی انسان کے کسی مقام پر ضرب لگانے کا قصد کیا اور تو نے اس کے کسی اور مقام پر ضرب لگادی جس کا تو نے قصد نہیں کیا تھا تو یہ صورت عمدِ محض کی قرار پاتی ہے اور اگر اس کے غیر کو یعنی اس انسان کے غیر کو ضرب لگادی تو یہ صورت خطا کی قرار پاتی ہے۔ ہشامؒ نے کہا ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ کو ضرب لگانے کا قصد کیا تو اس نے خطا کی اور اس کے آدمی کی گردن کو ضرب لگ گئی پس اس کا سر الگ کر دیا اور اسے قتل کر دیا تو یہ قتل عمد[1] ہے۔ اور اس میں قصاص لازم ہے اور اگر اس نے (مذکورہ صورت میں) اس کے ہاتھ (کو ضرب لگانے) کا ارادہ کیا او(خطا) کسی اور آدمی کی گردن کو ضرب لگادی (اور وہ قتل ہو گیا) تو قتل خطا ہے[2]۔	ذخیرہ
۱۲	البقالی میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کے سر کو لاٹھی سے ضرب لگانے کا قصد کیا تو اس کی آنکھ کو ضرب لگ گئی تو اس پر اس کے مال میں ارش[3] (یعنی تاوان) لازم ہوگا اس لئے کہ اس نے اس کو عمداً ضرب لگائی ہے	محیط
۱۳	اگر کسی شخص کو کسی آدمی سے سابقہ قصاص لینے میں اس کی ہتھیلی کاٹنے کا حق حاصل تھا اس نے تلوار سے اس کی ہتھیلی کاٹنے کا ارادہ کیا تو اس کے بازو پر کندھے میں ضرب لگ گئی اور اسے الگ کر دیا تو اس کی ضمان اس کے مال میں لازم ہوگی اس لئے کہ یہ صورت عمد محض کی ہے اور اس صورت میں قصاص نہ ہوگا اس لئے کہ اسے اس آدمی کی ہتھیلی کاٹنے کا حق حاصل تھا[4]۔	محیط
۱۴	اگر کسی شخص نے ایسی ٹوپی کو تیر مارا جو کسی آدمی کے سر پر تھی تو وہ تیر اس آدمی کو جا لگا تو یہ خطا ہے۔	محیط
۱۵	ہشامؒ کا قول ہے کہ میں نے سوال کیا کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو تیر مارا وہ تیر خطا کر گیا اور دیوار پر جا لگا پھر تیر لوٹ کر اس آدمی کو لگا اور اسے قتل کر دیا تو آپ نے (جواب میں) فرمایا کہ یہ صورت خطا کی ہے۔	محیط
۱۶	اگر کسی شخص نے کپڑا مروڑا اور اس سے کسی آدمی کے سر پر ضرب لگائی اور اسے شجہ موضحہ[5] زخم لگایا تو یہ صورت عمداً[6] کی ہے اور اگر وہ (مضروب آدمی) اس سے مر گیا تو یہ صورت (قتل) خطا[7] کی ہے اسے العیون میں ذکر کیا ہے[8]۔	محیط
۱۷	اور وہ قتل جو قتل جاری مجری خطا ہے مثلاً کوئی شخص سوتے کی حالت میں کروٹ لیتے ہوئے کسی آدمی پر گر پڑے اور اس سے اسے قتل کر دے (یعنی اس پر یوں گرنے سے اس کی موت واقع ہو جائے) تو یہ قتل نہ قتل عمد ہے نہ قتل شبہ عمد ہے (بلکہ یہ قتل جاری مجری خطا ہے)[9]۔	کافی
۱۸	اور (قتل جاری مجری خطا) مثلاً جو شخص چھت سے کسی آدمی پر گر پڑا اور اس سے اسے قتل کر دیا (یعنی اس پر یوں گرنے سے اس کی موت واقع ہو گئی) یا کسی شخص کے ہاتھ سے اینٹ یا لکڑی گری اور کسی آدمی کو جا لگی اور اس سے اسے قتل کر دیا یا کوئی شخص سواری کے جانور پر سوار تھا اور اس جانور نے کسی آدمی کو کچل دیا[10]۔	محیط

[1] خطا العمد سے مراد شبہ العمد ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۶۔ [2] حکم نمبر ۴/۱۱۷۰ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۴، ۸، ۱۶/۱۱۷۰، ۴۲ تا ۴۴/۱۱۷۱، ۳۹، ۴۲/۱۱۹۰ نیز ۱، ۱۹/۴۶۸ مع حواشی اور ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] حکم نمبر ۴۸، ۱۲۳/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۶۰/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ۴۷، ۶۹/۱۱۸۱ اور ۱۰/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تعریف الجنایۃ وانواعها واحکامها — احکام الجنایۃ	حوالہ
١١٧٠ - ١٩	وحکمہ حکم الخطأ من سقوط القصاص ووجوب الدیۃ والکفارۃ وحرمان المیراث	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
٢٠	واما القتل بسبب فمثل حفر البئر ووضع الحجر فی غیر ملکہ	کذا فی الکافی
٢١	ولو وطئت دابتہ انسانا فقتلتہ وهو سائقها او قائدها فهو قتل بسبب	کذا فی المضمرات
٢٢	وموجبہ اذا تلف بہ آدمی الدیۃ علی العاقلۃ ولا یتعلق بہ الکفارۃ و لا حرمان المیراث عندنا	کذا فی الکافی

واللہ اعلم

---

١ حکم نمبر ١٧، ١٨ / ١١٧٠ نیز حکم نمبر ١٠ / ١١٧٠ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ حکم نمبر ١٢٦ / ١١٨١ نیز ١٢٤ / ١١٨١ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ حکم نمبر ١٢٥، ١٢٦، ١٢٣، ١٢٤ / ١١٨١ ، ١٠ / ١١٨٢

دفعات وشق نمبر	پہلا باب ، جنایت کی تعریف اس کی قسمیں اور احکام جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۰ - ۱۹	قتل جاری مجری خطا کا حکم وہی ہے جو قتل خطا کا حکم ہے . اس میں قصاص ساقط ہو جاتا ہے دیت اور کفارہ لازم ہوتے ہیں اور قاتل (اپنے مقتول کی) میراث سے محروم ہو جاتا ہے ۱؎	جوہرہ نیرہ
۲۰	اور قتل بسبب مثلاً کسی شخص نے اپنی ملکیت کے علاوہ میں کنواں کھودا یا (اپنی ملکیت کے علاوہ میں) پتھر رکھ دیا (اور اس کنوئیں میں گرنے سے یا اس پتھر کے ساتھ ٹھوکر کھانے سے یا اس پتھر کے آپڑنے سے کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی تو یہ صورت قتل بسبب کی ہے) ۲؎	کافی
۲۱	اگر کسی شخص کے جانور نے کسی آدمی کو کچل ڈالا اور (اس سے) اسے قتل کر دیا اور جانور والا شخص اس جانور کی رسی پکڑے آگے چل رہا تھا یا وہ اسے پیچھے سے ہانک رہا تھا تو یہ صورت قتل بسبب کی ہے ۳؎	مضمرات
۲۲	قتل بسبب سے جب کوئی آدمی ہلاک ہو جائے تو وہ عاقلہ پر دیت کا موجب ہے اور ہمارے ہاں قتل بسبب سے کفارہ لازم نہیں ہوتا اور نہ قاتل کو (مقتول کی) میراث سے محرومی ہوتی ہے ۴؎	کافی

واللہ اعلم

ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۴؎ حکم نمبر ۲۰، ۲۱/۱۱۷۰ ، ۸۲/۱۱۸۱ ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ اور دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل	
	دفعات ۱۱۷۱ تا ۱۱۷۱ عنوان ۱ تعداد شق —	
۱۱۷۱-	**من یقتل قصاصا ومن لا یقتل** تعداد شق ۸۰	
۱	یقتل الحر بالحر	کذا فی الکنز
۲	ویقتل الذکر بالانثی والانثی بالذکر	کذا فی الخلاصۃ
۳	ویقتل الحر بالعبد والعبد بالعبد	کذا فی المحیط فی الفصل ۵ من
۴	ویقتل الکافر بالمسلم	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	ویقتل المسلم بالذمی ویقتل الذمی بالذمی	کذا فی الکافی
۶	والذمی اذا قتل ذمیا ثم اسلم القاتل فانہ یقتل بلا خلاف	کذا فی المحیط
۷	ولا یقتل المسلم والذمی بحربی دخل دارنا بامان	کذا فی التبیین
۸	ولا یقتل مستأمن بمستأمن فی ظاہر الروایۃ	کذا فی المحیط
۹	مسلم قتل مرتدا او مرتدۃ لا قصاص علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	وکذا المسلم اذا قتل مسلما وہما داخلان دار الحرب بامان لا یجب القصاص عندنا	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ قصاص کے متعلق ۱ تا ۳/۱۱۷۰، ۱ تا ۸۰/۱۱۷۱، ۱۶، ۲۲، ۲۳/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۶/۱۱۷۱، ۱، ۱۰/۱۱۷۲، ۲۶، ۲۸، ۳۰/۱۱۹۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ اور اعضاء کے قصاص کی صورت میں حکم نمبر ۲/۱۱۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۶/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ مستأمن کا خون دائمی طور محفوظ نہیں اور چونکہ وہ رجوع کا قصد رکھتا ہے لہذا اس کا کفر جنگ اکسا سکتا ہے نیز بین السطور و حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ مستأمن شخص کے خون میں چونکہ اس کے دار الحرب لوٹنے پر شبہ اباحت ہے (لہذا اس کا خون دائمی طور پر محفوظ نہیں ہے) مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳ و بین السطور و حاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۲۔ حکم نمبر ۳۲/۱۱۷۱ مع حاشیہ نیز ۶/۱۱۷۷، حکم نمبر ۴۷/۳۶۳ اور ۱۳۴/۲۹۹

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابلِ قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام

دفعات ۱۱۷۱ تا ۱۱۷۱ عنوان ۱ تعداد شق ۸۰

دفعات وشق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۷۱ -	**قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابلِ قتل اشخاص** اور اسمیں ۸۰ شقیں ہیں	
۱	آزاد شخص کے قصاص میں آزاد آدمی کو قتل کیا جائے گا [۱]	کنز
۲	مؤنث کے قصاص میں مذکر شخص اور مذکر شخص کے قصاص میں مؤنث کو قتل کیا جائے گا	خلاصہ
۳	غلام شخص کے قصاص میں آزاد اور غلام شخص کے قصاص میں غلام کو قتل کیا جائے گا [۲]	محیط
۴	مسلمان شخص کے قصاص میں کافر کو قتل کیا جائے گا [۳]	قاضیخان
۵	ذمی شخص کے قصاص میں مسلمان کو اور ذمی شخص کے قصاص میں ذمی کو قتل کیا جائے گا [۴]	کافی
۶	ذمی شخص نے جب کسی ذمی کو قتل کیا پھر وہ قاتل مسلمان ہوگیا تو وہ قصاص میں بلا خلاف قتل کیا جائے گا	محیط
۷	حربی (یعنی سلطنت کفار کا شخص) جو امان لیکر ہمارے شہر میں (یعنی دار الاسلام میں) داخل ہوا تو اس کے قصاص میں مسلمان کو اور ذمی کو قتل نہ کیا جائے گا [۵]	تبیین
۸	مستأمن شخص کے قصاص میں مستأمن کو ظاہر روایت [۶] کے بموجب قتل نہ کیا جائے گا۔	محیط
۹	کسی مسلمان شخص نے کسی مرتد مرد یا کسی مرتدہ عورت کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص لازم نہیں ہے [۷]	قاضیخان
۱۰	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو قتل کیا درآنحالیکہ وہ دونوں دار الحرب (یعنی سلطنتِ کفار) میں امان لیکر داخل ہوئے تھے تو (اس صورت میں) ہمارے ہاں قصاص لازم نہ ہوگا [۸]	قاضیخان

مع حواشی اور حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ نیز ۸/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] ظاہر روایت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ ب/۲۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کے [۸] میں "دا" نیز حکم نمبر ۸/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۸،۶/۲۹۳ مع حواشی نیز حکم نمبر ۳ تا ۵/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۴۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱ – ۱۱	ولو قتل المسلم اسیرا مسلما فی دار الحرب لا یجب القصاص عند الکل ولا دیۃ فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقال صاحباہ علیہ الدیۃ فی مالہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	ویقتل الکبیر بالصغیر والصحیح بالاعمی والزمن	کذا فی الکافی
۱۳	رجل قتل آخر وھو فی النزع قتل وان کان یعلم انہ لا یعیش	کذا فی الخلاصۃ
۱۴	ولا قصاص فیما بین الصبیان وعمد الصبی وخطوہ سواء عندنا حتی تجب الدیۃ فی الحالین فیکون ذلک فی مالہ فی فصل العمد ولا کفارۃ علیہ فی الخطأ عندنا ولا یحرم عن المیراث عندنا	ھکذا فی المحیط
۱۵	والجواب فی المعتوہ والمجنون اذا قتل فی حال جنونہ نظیر الجواب فی الصبی	ھکذا فی المحیط
۱۶	ویقتل الصحیح وسالم الاطراف بالمریض وناقص الاطراف صورۃ اومعنی کالاشل ونحوہ والعاقل بالمجنون ولا یقتل المجنون بالعاقل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	القاضی اذا قضی بالقصاص علی القاتل فقبل ان یدفع الی ولی القتیل جن القاتل لا تقاص علیہ استحسانا وتجب علیہ الدیۃ	کذا فی الخلاصۃ
	ولو جن القاتل بعد ما قضی بالقصاص ودفع الی الولی یقتل	کذا فی فتاوی قاضیخان
	فی العیون اذا قتل الرجل ولہ ولی فلما قضی القاضی بالقصاص قال القاتل لی حجۃ ثم جن القاتل قال محمد رحمہ اللہ فی القیاس یقتل وفی الاستحسان تؤخذ منہ الدیۃ	کذا فی التتارخانیۃ

۱؎ حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲؎ اور ذراسی حلقوم کے سوا باقی ساری گردن کٹے ہوئے مقتول کے متعلق حکم نمبر ۶۶/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۶۴، ۶۵/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۳؎ معتوہ شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹/۲۹۲ کا پہلا حاشیہ نیز حکم نمبر ۷ ب/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۴؎ چنانچہ الجوھرۃ النیرہ میں ہے کہ (نابالغ) بچہ یا مجنون قتل کرے تو دیت واجب ہوگی اس لئے کہ ان دونوں کا عمداً قتل کرنا، قتل خطأ کے حکم میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از الجوھرۃ النیرہ ج ۲ ص ۲۱۴ حکم نمبر ۱۴، ۱۶ تا ۱۹، ۲۶، ۲۷ ب/۱۱۷۱، ۲/۱۱۷۷ اور حکم نمبر ۱۱۷۹ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۵؎ جیساکہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے،

دفعات شق نمبر	دوسرا باب: جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابلِ قتل و ناقابلِ قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱ — ۱۱	اگر کسی مسلمان نے دار الحرب میں قید کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو (اس صورت میں) سب کے ہاں قصاص لازم نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب دیت بھی لازم نہ ہوگی اور آپ کے صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے قول کے بموجب اس پر اس کے مال میں سے دیت لازم ہوگی	قاضیخان
۱۲	چھوٹے (یعنی نابالغ) شخص کے قصاص میں بڑے (یعنی بالغ) کو اور اندھے اور لنجے شخص کے قصاص میں (مذکورہ عیوب سے) تندرست شخص کو قتل کیا جائے گا۔[۱]	کافی
۱۳	کسی شخص نے دوسرے آدمی کو قتل کیا حالانکہ وہ دوسرا آدمی نزع کی حالت میں (یعنی قریب المرگ) تھا تو اس (قاتل) کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا اگرچہ یہ معلوم ہو کہ وہ (قریب المرگ) شخص اس قاتل کے قتل کے بغیر بھی) زندہ نہ رہ سکے گا۔[۲]	خلاصہ
۱۴	(نابالغ) بچوں میں باہم (ایک دوسرے کو قتل کرنے میں) قصاص نہیں ہے اور ہمارے ہاں (نابالغ) بچہ قتل عمد کرے یا قتل خطاً اس کا حکم برابر ہے حتیٰ کہ دونوں صورتوں میں دیت واجب ہوگی اور قتل خطا کی صورت میں ہمارے ہاں اس پر کفارہ نہ ہوگا نیز ہمارے ہاں وہ (نابالغ) قاتل (اپنے مقتول بچہ کی) میراث سے محروم نہ ہوگا۔	محیط
۱۵	معتوہ شخص[۳] (یعنی خفیف العقل، مدہوش شخص) اور مجنون شخص نے جب اپنے جنون کی حالت میں قتل کیا تو اس کے حکم کے متعلق ایسا ہی جواب ہے جیسا کہ بچہ کے بارے میں ہے[۴]	محیط
۱۶	(ا) مریض اور صورۃً یا معنیً ناقص اعضاء والے شخص مثلاً کوڑھی اور اس کی مانند کے قصاص میں تندرست اور سالم اعضاء والے کو اور پاگل شخص کے قصاص میں عاقل کو قتل کیا جائے گا۔[۵] (ب) اور عاقل شخص کے قصاص میں پاگل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔[۶]	قاضیخان
۱۷	(ا) قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے جب قاتل پر قصاص کا فیصلہ دیا تو قاتل، مقتول کے وارث کے سپرد کئے جانے سے پہلے، پاگل ہو گیا تو اس قاتل پر از روئے استحسان[۷] قصاص لازم نہیں ہے البتہ اس پر دیت لازم ہے۔	خلاصہ
	(ب) اگر قاتل، قاضی کے فیصلہ اور مقتول کے والی کے سپرد کئے جانے کے بعد، پاگل ہو گیا تو (اسے) قصاص میں قتل کیا جائیگا۔	قاضیخان
	(ج) عیون میں ہے کہ جب کوئی شخص قتل کیا گیا اور اس کا وارث ہے تو جب قاضی نے قصاص کا فیصلہ دیا تو قاتل نے کہا کہ میرے پاس ایک دلیل ہے پھر (اس کے بعد) وہ قاتل پاگل ہو گیا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ کا قول ہے کہ از روئے قیاس[۸] اسے (قصاص میں) قتل کیا جائے گا اور از روئے استحسان اس سے دیت لی جائے گی[۹]	تتارخانیہ

[۱] اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو قتل کیا جسکے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، کان اور ذکر یہ سب اعضا کٹے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں بھی نہ تھیں تو اسے عمداً قتل کرنے میں قصاص واجب ہوگا یونہی الخجندی میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۰۸۔ [۲] حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱۵ تا ۱۹/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] استحسان کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ ب/۹۲۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفعیل کے ۱۰ کے ج کا ۲/۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] قیاس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ ب/۹۲۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفعیل کا ۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] حکم نمبر ۱۵ تا ۱۹/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۷۱۱ — ۱۸	وفی الفتاوی الصغری من یجن ویفیق اذا قتل انسانا فی حالۃ الافاقۃ یقتل کالصحیح فان جن بعد ذلک ان کان الجنون مطبقا سقط القصاص وان کان غیر مطبق لا	کذا فی الخلاصۃ
۱۹	وفی المنتقی رجل قتل رجلا ثم عتہ وشھد علیہ الشھود بالقتل وھو معتوہ فانی استحسن ان لا اقتلہ واجعلہ الدیۃ فی مالہ	کذا فی المحیط
۲۰	ومن وجب علیہ القصاص اذا مات سقط القصاص	کذا فی الھدایۃ
۲۱	ویقتل الولد بالوالد والوالدۃ والجد وان علا والجدۃ وان علت من قبل الآباء والامھات	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ولا یقتل الرجل بابنہ والجد من قبل الرجال والنساء وان علا فی ھذا بمنزلۃ الاب وکذا الوالدۃ والجدۃ من قبل الاب والام قربت او بعدت	کذا فی الکافی
۲۳	ثم علی الآباء والاجداد الدیۃ بقتل الابن عمدا فی اموالھم فی ثلاث سنین وان کان الوالد قتل ولدہ خطأ فالدیۃ علی عاقلتہ وعلیہ الکفارۃ فی الخطأ ولا کفارۃ علیہ فی العمد عندنا وان کان الولد مملوکا لانسان فقتلہ ابوہ عمدا فلا قصاص علیہ لمولاہ	کذا فی شرح المبسوط
۲۴	ولو کان فی ورثۃ المقتول ولد القاتل او ولد ولدہ وان سفل بطل القصاص وتجب الدیۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حکم نمبر ۱۵ تا ۱۹/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ معتوہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹/۴۹۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۵ تا ۱۹/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۶ ب، ۶۷/۱۱۷۱ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۷۶، ۸۲/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۲/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "لا یقاد الوالد بولدہ" الحدیث یعنی والد سے اپنے ولد کا قصاص نہ لیا جائے گا اور عین السطور میں ہے کہ یہ حدیث بروایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جامع ترمذی اور ابن ماجہ شریف میں ہے ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳ اور جیسا کہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ ابن، باپ کی جزء کے حکم میں ہے اور انسان پر اس کے اپنے اجزاء میں سے بعض کا قصاص

دفعات دستی نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے، اور جو نہیں اس کے احکام — قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابلِ قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷ ۱۱ – ۱۸	قصاص صغریٰ میں ہے جو شخص کبھی پاگل ہو جاتا ہے اور کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے جب اس نے ٹھیک ہونے کی حالت میں قتل کیا تو اسے (غیر پاگل، تندرست) صحیح قاتل شخص کی طرح (قصاص میں) قتل کیا جائے گا پس اگر وہ اس قتل کے بعد پاگل ہو گیا تو (دیکھا جائے گا) اگر اس کا وہ جنون، جنون مسلسل ہو تو اس سے وہ قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر اس کا وہ جنون غیر مسلسل ہو (یعنی کبھی جنون ہو اور کبھی صحت ہو جاتی ہو) تو اس سے وہ قصاص ساقط نہ ہو گا ھ۱	خلاصہ
۱۹	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو قتل کیا پھر وہ معتوہ (یعنی[2] حفیف العقل، مدہوش) ہو گیا اس پر گواہوں نے قتل کرنے کی گواہی دی جبکہ وہ قاتل معتوہ ہونے کی حالت میں تھا تو (اس صورت میں) میں (قصاص میں) از روئے استحسان اس کے قتل کا حکم نہ دوں گا اور اس کے مال میں سے دیت کا حکم دوں گا ھ۳	محیط
۲۰	جس شخص پر قصاص لازم ہوا تو جب (قصاص سے پہلے) اس کی موت واقع ہو گئی تو (اس سے) وہ قصاص ساقط ہو گیا ھ۴	ہدایہ
۲۱	والد، والدہ، دادا خواہ اوپر کے سلسلہ کا ہو اور دادی خواہ اوپر کے سلسلہ کی ہو اور یہ سلسلہ باپ کی دادا کی طرف سے ہو یا ماں، نانی کی طرف سے ہو، ان کے قصاص میں ولد (یعنی اولاد میں سے جو ان کا قاتل ہو اس) کو قتل کیا جائے گا ھ۵	قاضیخان
۲۲	اپنے بیٹے کے قصاص میں وہ قاتل شخص (یعنی مقتول کا باپ) قتل نہ کیا جائے گا اور مردوں اور عورتوں کے رشتہ سے دادا خواہ اوپر کے سلسلہ تک ہو اس حکم میں بمنزلہ باپ کے ہے اسی طرح ماں یا باپ کے رشتہ سے والدہ یا دادی کے متعلق بھی یہی حکم ہے خواہ وہ قریب کے سلسلہ سے ہو یا دور کے سلسلہ سے ہو ھ۶	کافی
۲۳	(ا) پھر (یہ حکم بھی ہے کہ) بیٹے کو عمداً قتل کرنے میں، باپ اور دادوں پر، ان کے مال میں دیت لازم ہو گی جس کی ادائیگی تین سال میں ہو گی (ب) اور اگر اپنے بیٹے کو والد نے خطاً قتل کیا تو دیت اس کی عاقلہ پر ہو گی اور قتل خطا کی صورت میں اس پر کفارہ لازم ہے اور ہمارے ہاں قتل عمد کی صورت میں اس پر کفارہ لازم نہیں ہے (ج) اور اگر ولد کسی آدمی کا مملوک تھا اور اسے اس کے والد نے عمداً قتل کر دیا تو اس والد پر اس کے آقا کے لئے قصاص نہیں ہے ھ۷	شرح مبسوط
۲۴	اگر مقتول شخص کے وارثوں میں قاتل کا بیٹا ہو خواہ وہ نیچے کے سلسلہ تک ہو تو وہ قصاص باطل ہو جائے گا اور دیت واجب ہو گی ھ۸	قاضیخان

لازم نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۰۸۔ حکم نمبر ۲۲ تا ۲۵/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ھ۷ حکم نمبر ۲/۱۱۷۷، ۲۲ تا ۲۵/۱۱۷۱ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ اور ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ھ۸ حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۱ اور ۲۲ تا ۲۵/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱-۲۵	اخوان لاب وام قتل احدهما اباهما عمدا و الآخر امهما روی عن ابی یوسف رح انه لا قصاص علی واحد منهما وعلی کل واحد منهما دیة قتیله فی ثلاث سنین اذا لم یکن للمقتولین وارث سواهما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	ولا یقتل الرجل بعبده ولا مدبره ولا مکاتبه ولا بعبد ولده وکذا لا یقتل بعبد ملك بعضه	کذا فی الهدایة
۲۷	ویقتل العبد بمولاه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۸	رجل قتل عبد الوقف لا یجب القصاص	کذا فی الخلاصة
۲۹	ولا یقتل شریك من لا قصاص علیه کالاب والاجنبی والعامد والخاطئ والصغیر والکبیر	کذا فی التتارخانیة ناقلا عن التهذیب
۳۰	وکالاجنبی اذا شارك الزوج فی قتل زوجته وله ولد منها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱	اذا اشترک الرجلان فی قتل رجل احدهما بعصا والآخر بحدیدة فلا قصاص علی واحد منهما ویجب المال علیهما نصفان ثم کل واحد منهما فیما لزمه من نصف الدیة یجعل کالمنفرد به فنصف الدیة علی صاحب الحدیدة فی ماله ونصفها علی صاحب العصا علی عاقلته	کذا فی شرح المبسوط
۳۲	القصاص واجب بقتل کل محقون الدم علی التأبید اذا قتل عمدا	کذا فی الهدایة
۳۳	ولا یستوفی القصاص الا بالسیف ونحوه	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۲۲تا۲۵/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیساکہ الجوهرة النیرة میں ہے اور لکھاہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ولا السید بعبده" الحدیث یعنی آقا اپنے غلام کے قتل کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا۔ مفہوم ماخوذ از الجوهرة النیرة ج ۲ ص ۲۰۸ اور جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھاہے کہ اس لئے کہ اپنے لئے اپنے اوپر قصاص لازم نہیں ہوتا۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳ ۔ اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جب کسی شخص نے اپنے غلام یا اپنے مدبر غلام یا اپنی ام ولد باندی کو قتل کردیا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی (اور اس پر) نہ قصاص واجب ہوگا اور نہ دیت۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۴۳ ۔ حکم نمبر ۳، ۲۷/۱۱۷۱ ، ۶۴/۴۶۷ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱-۲۵	دو بھائی ماں اور باپ کی طرف سے (حقیقی بھائی) ہیں ان میں سے ایک نے ان دونوں کے باپ کو اور دوسرے نے ان دونوں کی ماں کو قتل کر دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ان دونوں میں سے کسی پر قصاص لازم نہیں ہے اور ان میں سے ہر ایک پر اس کے مقتول کی دیت لازم ہے جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی جبکہ ان دونوں کے سوا مقتولوں کا کوئی اور وارث نہ ہو [۱]	قاضیخان
۲۶	(الف) کوئی شخص اپنے غلام کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا [۲] (ب) اس طرح (کوئی شخص) اس غلام کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا جس غلام کے بعض حصہ کا وہ (قاتل) مالک ہو [۳]	ہدایہ
۲۷	اپنے آقا کے قصاص میں (قاتل) غلام قتل کیا جائے گا [۴]	قاضیخان
۲۸	کسی شخص نے وقف غلام کو قتل کیا تو قصاص لازم نہ ہوگا [۵]	خلاصہ
۲۹	جس شخص پر (جس مقتول کا) قصاص لازم نہیں ہوتا اس (مقتول کے قتل میں اس قاتل) کا شریک بھی (اسکے) قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا مثلاً (کسی کے قتل میں اس کا) باپ اور اجنبی (شریک تھے) یا (کسی کے قتل میں) عمداً قتل کرنے والا اور خطاً قتل کرنے والا (شریک تھے) یا کسی کے قتل میں نابالغ (چھوٹا بچہ) اور بڑا (یعنی بالغ شخص شریک تھے) تو شریک کو بھی قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا [۶]	تتارخانیہ
۳۰	اور (مذکورہ کی طرح) مثلاً بیوی کے قتل میں اس کے (قاتل) خاوند کے ساتھ کوئی اجنبی شخص شریک ہوا اور اس بیوی سے اس خاوند کا ولد ہے (تو اس مقتولہ کے قصاص میں وہ اجنبی بھی قتل نہ کیا جائیگا) [۷]	قاضیخان
۳۱	جب دو شخص کسی آدمی کے قتل میں شریک ہوئے ایک نے اسے لاٹھی سے اور دوسرے نے کسی دھار دار چیز سے مارا تو ان دونوں میں سے کسی پر قصاص لازم نہ ہوگا [۸] اور ان دونوں پر (دیت کا) نصف نصف مال لازم ہوگا پھر ان میں سے ہر ایک پر جو نصف دیت لازم ہے وہ اس میں بمنزلہ اکیلے کے قرار پلئے گا پس دھار دار چیز (سے قتل کرنے) والے پر اس کے مال میں [۹] نصف دیت لازم ہوگی اور لاٹھی سے قتل کرنے والے پر اس کی عاقلہ [۱۰] پر نصف دیت لازم ہوگی	شرح مبسوط
۳۲	قصاص ہر اس شخص کے قتل پر واجب ہوتا ہے جس کا خون دائمی طور پر محفوظ ہو اور اسے عمداً قتل کیا گیا ہو [۱۱]	ہدایہ
۳۳	قصاص تلوار سے یا اس کی مانند چیز سے ہی لیا جائے گا	کافی

[۳] چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ قصاص منقسم نہیں ہوتا اور بین السطور میں ہے کہ جب (قصاص) اس کے بعض حصہ سے ساقط ہوا تو کل سے ساقط ہوا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳۔ حکم نمبر ۲۶/۱۱۷۱ الف مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۳/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۶۴/۶۷۴ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۲۲ تا ۲۵، ۳۰/۱۱۷۱، ۱۰/۱۱۷۰، ۱۴/۱۱۷۱، ۲۵/۱۱۷۴ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۱ اور ۲۲ تا ۲۵/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] ۱، ۲/۱۱۷۰، ۲، ۱۱، ۲۹/۱۱۷۱، ۱۳/۱۱۷۴، ۱۳/۱۱۹۰ نیز ۶۴، ۶۵/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] حکم نمبر ۴/۱۱۷۰، ۳/۱۱۷۷ اور ۲، ۵/۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۲/۱۱۷۷، ۳/۱۱۸۹ اور عاقلہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۱] چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ ہر وہ شخص جس کا خون دائمی طور پر محفوظ ہو اس کے قتل عمد میں بنا بر تحقق مساوات قصاص لازم ہے اور بین السطور اور حاشیہ میں ہے کہ خواہ وہ مقتول مسلمان ہو یا ذمی ہو۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور وحاشیہ ج ۴ ص ۵۶۲۔ البتہ حکم نمبر ۲/۱۱۷۰، ۷ تا ۱۱، ۱۴، ۱۵، ۲۲، ۲۶، ۲۹/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱-۳۴	حتی ان من حرق رجلا بالنار او غرقه [1] بالماء تضرب علاوته بالسیف وکذلک اذا قطع طرف انسان ومات تحز رقبته بالسیف ولا یقطع طرفه وکذلک ان شجه هاشمة ومات تقطع علاوته بالسیف	هکذا فی محیط السرخسی
۳۵	ومن شج نفسه وشجه رجل وعقره أسد ونهشته حیة ومات من ذلک کله فعلی الاجنبی ثلث الدیة	کذا فی الکافی
۳۶	ولو قتل واحد جماعة فحضر اولیاء المقتولین قتل بجماعتهم ولا شئ لهم غیر ذلک وان حضر واحد منهم قتل له وسقط حق الباقین	کذا فی الهدایة
۳۷	واذا قتل جماعة واحدا عمدا اقتل الجماعة بالواحد	کذا فی الکافی

[1] قوله او غرقته بالماء لعله علی قولهما [2] واما عند الامام [3] فلا قصاص فی التغریق کما فی المعتبرات المذهب ویاتی قریبا ایضا فلیحرر المراد من عبارته هذه اه مصححه ۔عربی حاشیہ فتاوی ہذا ۔یعنی پانی سے غرق کرنے میں قصاص کا یہ مذکورہ حکم غالبا صاحبین رح کے قول کی بنا پر ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے قول میں (یعنی آپ کی تحقیق میں) غرق کرنے میں قصاص لازم نہیں ہوتا (بلکہ دیت مغلظہ لازم ہوتی ہے) جیسا کہ مابعد میں آئے گا پس اس عبارت سے یہی مراد ہوگی (مترجم) [2] درمختار ورد المحتار میں ہے کہ آگ بھی (جسم کے) اجزاء کے لئے تفریق کنندہ ہے اس لئے کہ وہ جلد کو پھاڑ دیتی ہے اور ذبح کا عمل کر دیتی ہے حتی کہ اگر اسے ذبح کے مقام پر رکھیں اور رگیں جل جائیں اور ان سے خون بہہ پڑے تو اس جانور کو کھایا جائے گا ورنہ نہیں جیسا کہ الکفایہ، الخزانۃ النہایۃ اور حموی عن المقدسی میں مذکور ہے ۔مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۳۷۵ ۔آگ سے جلانے کی صورت میں حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ ۲۳، ۴۱، ۴۹ تا ۵۱، ۵۳/۱۱۷۱ اور آگ سے جلانے کی صورت میں حکم نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۷، ۱۶۰/۱۱۸۱ اور حکم نمبر ۳۱، ۳۲/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم ہذا واللہ اعلم بموجب عربی حاشیہ ۳۴/۱۱۷۱ صاحبین رح کے قول کی بنا پر ہے ۔چنانچہ کسی آدمی کو پانی میں غرق کرنے کے متعلق حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸، ۵۱، ۵۲/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۱۵۷ تا ۱۶۴/۱۱۸۱ اور امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین رح میں اختلاف کی صورت میں حکم کے متعلق ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل میں ۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] ہاشمہ زخم کے متعلق حکم نمبر ۱۰، ۱۷ تا ۲۰/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] شجہ زخم کے متعلق ۱/۱۱۷۸ نیز ۳۹/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ شیر اور سانپ کا فعل ایک جنس سے ہے جو دنیا و آخرت کے لحاظ سے رائیگان ہے اور اس کا اپنا یہ فعل دنیا میں رائیگان اور آخرت میں اسکا اعتبار ہے حتی کہ اس پر اس کا گناہ ہے اور اجنبی کے اس فعل کا دنیا اور آخرت میں اعتبار ہے پس یہ کل تین اجناس قرار پاتی ہیں اور اس کی جان گویا تین افعال سے تلف ہوئی پس اس اجنبی پر تہائی دیت لازم ہوگی ۔مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۲۷ ۔حکم نمبر ۱/۱۱۷۱ نیز ۴۲/۱۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۱ مع حاشیہ نیز ۴۴/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] قتل عمد کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ ملاحظہ ہو اور الجوہرۃ میں ہے کہ جب دو شخصوں نے ایک آدمی کا ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ دیا تو ان مجرموں میں سے کسی ایک پر بھی قصاص

دفعات شق نمبر	دوسرا باب جو شخص قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابلِ قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱-۳۴	حتیٰ کہ (مذکورہ حکم کی بنا پر) (ا) جس شخص نے کسی آدمی کو آگ میں جلا دیا [۲] یا اسے پانی میں غرق کر دیا [۳] تو اس کے قصاص میں) اس کی گردن تلوار سے مار دی جائے گی (ب) اسی طرح جب کسی شخص نے کسی آدمی کا کوئی عضو کاٹا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے قصاص میں) قاتل کی گردن تلوار سے کاٹی جائے گی اور اس کا عضو نہ کاٹا جائے گا (ج) اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو ہاشمہ [۴] زخم لگایا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے قصاص میں) اس کی گردن تلوار سے ماردی جائے گی	محیط سرخسی
۳۵	جس شخص نے اپنے آپ کو شجہ [۵] زخم لگایا نیز اسے کسی دوسرے آدمی نے (بھی) شجہ زخم لگایا نیز اسے شیر نے (بھی) کاٹا نیز اسے سانپ نے (بھی) ڈسا اور ان سب (کی وجہ) سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس اجنبی پر (یعنی شجہ زخم لگانے والے دوسرے آدمی پر) تہائی دیت لازم ہوگی [۶]	کافی
۳۶	(ا) اگر کسی ایک شخص نے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور مقتولین کے ورثار حاضر ہوئے تو (مقتولوں کی) اس جماعت کے قصاص میں اس شخص کو قتل کیا جائے گا اور ان ورثار کے لئے اس کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا (ب) اور اگر ان ورثار میں سے ایک آدمی حاضر ہوا تو اس کے حق کے لئے (قصاص میں) وہ قاتل شخص قتل کیا جائے گا اور باقی ورثار کا حق ساقط ہو جائے گا [۷]	ہدایہ
۳۷	جب ایک جماعت نے ایک شخص کا قتلِ عمد کیا تو اس ایک شخص کے قصاص میں وہ جماعت قتل کی جائیگی [۸]	کافی

لازم نہیں ہے اس لئے کہ ہاتھ کے حصے ہو سکتے ہیں پس ان میں سے ہر ایک بعض ہاتھ کو لینے والا ہے اور بعض ہاتھ میں قصاص واجب نہیں ہوتا (حکم نمبر ۷/۱۱۷۳ ملاحظہ ہو) اور جان کے متعلق یوں حکم نہیں اس لئے کہ جان کے حصے نہیں ہو سکتے ۔ مفہوم ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۱۴ اور ہدایہ میں ہے کہ دو شخص ایک آدمی کا ہاتھ کاٹیں اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً دونوں نے ایک چھری پکڑی اور اس کے ہاتھ پر چلائی حتیٰ کہ ہاتھ کٹ گیا اور حاشیہ میں ہے کہ اس صورت میں وہ دونوں کی قوت سے کٹا ہے پس ہر ایک کی طرف بعض ہاتھ کاٹنا منسوب ہوگا اور اگر ایک نے ہاتھ کے (جوڑ کے) ایک طرف چھری چلائی دوسرے نے دوسری طرف سے چلائی تب بھی ہر ایک نے بعض ہاتھ کاٹا ہے (پس قصاص نہ ہوگا) نیز ہدایہ میں ہے کہ اس صورت میں ان دونوں مجرموں پر (انسان کی) نصف دیت لازم ہوگی اس لئے کہ ایک ہاتھ کی دیت یہی ہے ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۵۷۳ ، ص ۵۷۴ نیز الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ وہ نصف دیت ان دونوں پر آدھی آدھی ہوگی اور یہی حکم ایسے جرائم میں ہے جو دو شخصوں نے ملکر ایک آدمی پر جان سے کم تلف کرنے کا جرم کیا ہو ۔ مفہوم ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۱۴ ۔ حکم نمبر ۶۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۲۹/۱۱۹۰ ، ۳۸/۱۱۷۳ ، ۶۵/۱۱۷۱ اور ۶۵/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱-۳۸	من ضرب رجلا بمر[1] فقتله فان اصابه بالحدید قتل به وان اصابه بالعود فعلیه الدیة قال رضی اللہ عنه هذا اذا اصابه بحد الحدید وان اصابه بظهر الحدید فعندهما[2] یجب وهو روایة عن ابی حنیفة[3] وعنه انه یجب اذا جرح وهو الاصح وعلی هذا الضرب بصنجات المیزان	کذا فی الهدایة
۳۹	ومن جرح رجلا فلم یزل صاحب فراش حتی مات فعلیه القصاص	کذا فی الکافی
۴۰	ولو ضرب رجلا بابرة ومایشبها عمدا فمات لا قود فیه وهو الصحیح وفی المسلة ونحوها القود وقیل ان غرز بالابرة فی المقتل قتل والا فلا	کذا فی خزانة المفتین
۴۱	ولو عضه حتی مات ذکر فی الاجناس کل آلة تتعلق به الذکاة فی البهائم یتعلق به القصاص فی الآدمی ومالا فلا یعنی لا یجب بالعض	کذا فی الخلاصة

[1] المرّ یعنی پھاؤڑا، بیلچہ۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۱۹۷ (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ کے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم) [3] رد المحتار میں بحوالہ القاموس لکھا ہے کہ سنجة المیزان اور صنجة المیزان دونوں طرح آتا ہے السنجة زیادہ فصیح ہے۔ نیز لکھا ہے کہ الصنج پیتل کے بنا کر ایک دوسرے پر مار کر بجائے جاتے ہیں۔ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۳۷۵ اور المنجد میں ہے کہ السنجة یعنی ترازو، باٹ الصنج جھانج، ماخوذ از المنجد ص ۵۹۴، ص ۴۰۶ (مترجم) [4] در مختار و رد المحتار میں بحوالہ البرھان لکھا ہے کہ غیر دھار دار لوہا مثلاً ترازو کے جھانج سے ضرب لگا کر قتل کرنے میں دو روایتیں ہیں اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے قتل "قتل عمد" قرار پاتا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حکم اس پر مبنی ہے کہ لوہے اور اسکی مانند چیزوں سے ضرب میں زخم ہونا شرط نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۳۷۵۔ وهکذا فی فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۲ ص ۴۴۰ حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ کے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو (مترجم) [5] جیسا کہ الجوهرة النیرة میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ قتل کا سبب اس سے پایا گیا ہے اور وہ سبب اسکی موت تک متصل رہا اور اس سبب قتل اور موت کے درمیان کوئی امر ایسا نہیں پایا گیا جو قصاص کو ساقط کردے۔ مفہوم ماخوذ از الجوهرة النیرة ج ۲ ص ۲۱۰۔ اور جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے، اور لکھا ہے کہ موت جب ایسے سبب کے بعد پائی جائے جو موت کا سبب قرار پا سکتا ہو تو وہ موت اسی سبب کی طرف منسوب ہوگی کسی اور شئی کی طرف منسوب نہ ہوگی جبتک کہ کوئی اور سبب ظاہر میں نہ پایا جائے اگرچہ اس کا احتمال ہو۔ اسلئے کہ ظاہر کے خلاف دعویٰ احتمال کا ہونا احکام میں معتبر نہیں قرار پاتا یہ اتفاقی ہے۔ مفہوم ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۴ حکم نمبر ۵۰/۱۱۷۱، ۱۵، ۵/۱۱۷۴ مع حواشی نیز

دفعات شق نمبر	دوسرا باب جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷۱-۳۸	(۱) جس شخص نے کسی آدمی کو مر (یعنی [1] پھاوڑا یا بیلچہ) سے ضرب لگائی اور (اس سے) اسے قتل کر دیا تو اگر اس نے اسے لوہے کی طرف سے مارا تو (اس کے قصاص میں) اسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے اسے لکڑی کی طرف سے مارا تو قاتل پر دیت لازم ہوگی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے اسے لوہے کی دھار کی طرف سے مارا اور اگر اس نے اسے لوہے کی پشت کی طرف سے مارا تو صاحبینؒ کے ہاں (اس کے قصاص میں) اسے قتل کیا جائے گا اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایک روایت یونہی ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ (مذکورہ صورت میں) قصاص تب لازم ہوگا جب اس نے (اسے) زخم کیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوئی) اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [2] (ب) اور اسی حکم کی طرح ترازو کے صنجات [3] (یعنی ترازو کی جھانج) کی ضرب (سے قتل کرنے) کا حکم ہے [4]	ہدایہ
۳۹	جس شخص نے کسی آدمی کو زخمی کیا پھر وہ زخمی (اس سے) صاحب فراش (یعنی بیمار) رہا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو (زخمی کرنے والے) اس شخص پر قصاص لازم ہے [5]	کافی
۴۰	اگر کسی شخص نے سینے کی سوئی یا اس کی مانند چیز سے عمداً کسی آدمی کو ضرب لگائی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس (صورت) میں قصاص نہیں ہے یہی حکم صحیح ہے (ب) المسلۃ [6] (یعنی تیر کی بھال، پتلا لوہا اور سوا وغیرہ) اور اس کی مانند (سے ضرب لگانے اور اس سے اس کی موت واقع ہونے کی صورت) میں قصاص ہے (ج) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو ایسی جگہ میں سوئی چبھوئی جہاں سے آدمی قتل کیا جا سکتا ہو تو (اس سے موت واقع ہونے کی صورت میں قصاص میں) اسے قتل کیا جائے گا ورنہ نہیں [7]	خزانۃ المفتین
۴۱	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو دانتوں سے کاٹا حتی کہ اس آدمی کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے متعلق) اجناس میں مذکور ہے کہ ہر ایسا آلہ جس کے ذریعہ جانوروں کو ذبح کرنا متعلق ہوتا ہے اِس آلہ کے ذریعہ آدمی (قتل کر دینے) میں قصاص کے متعلق ہو جاتا ہے ورنہ نہیں یعنی دانتوں سے کاٹنے (اور اس سے موت واقع ہونے کی صورت) میں قصاص واجب نہ ہوگا [8]	خلاصہ

[6] اصل۔ تیز اور پتلا لوہا۔ ماخوذ از المنجد ص اور الاسلة النصل۔ تیر کی بھال کی نوک۔ ماخوذ از منتہی الارب ج ۱ ص ۲۱۲ (مترجم) [7] جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ الاختیار میں ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا ہے جس نے کسی آدمی کو سوئی یا اسکی مانند چیز سے عمداً ضرب لگائی اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو اس میں قصاص نہیں ہے، اور المسلۃ (یعنی سوا یا تیر کی بھال) سے ضرب لگائی اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو اس میں قصاص لازم ہے اس لئے کہ سوئی سے عادۃً قتل کا قصد نہیں کیا جاتا اور المسلۃ سے قتل کا قصد کیا جاتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ اگر سوئی ایسی جگہ چبھوئی جہاں آدمی قتل کیا جا سکتا ہو تو قصاص میں قتل کیا جائیگا ورنہ نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ البزازیہ میں ایک جگہ سوئی میں لوہے کا اعتبار کرتے ہوئے قصاص کا حکم لکھا ہے، اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ اگر مقتل میں چبھوئی اور اس کی موت واقع ہوگئی تب قصاص ہے ورنہ نہیں۔ شرح الوھبانیۃ میں ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب سوئی میں قصاص ہے، اور القہستانی میں ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور فتاوی قاضیخان میں ہے، سوئی سے قتل میں قصاص نہیں ہے پھر صاحب رد المحتار نے اسی دائے پر لکھی ہے کہ سب روایتوں میں موافقت اسی میں ہے کہ مقتل کی قید ہو (یعنی اگر ایسی جگہ سوئی چبھوئی جہاں سے آدمی قتل کیا جا سکتا ہو اور اس کی موت واقع ہوگئی تو قصاص لازم ہے ورنہ نہیں نیز لکھا ہے کہ معین المفتی میں بھی مقتل کی قید ہے مفہوم ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۳۷۵ (مترجم) [8] وھکذا بحوالہ الناطفی فی الاجناس فی البزازیۃ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۸۳ اور فتاوی عالمگیری میں بحوالہ المحیط السرخسی لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اکھڑے ہوئے دانت یا ناخن سے جانور ذبح کیا تو حلال ہوگا مگر مکروہ ہوگا اور بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ اگر کسی نے (انگلی میں) قائم ناخن یا قائم دانت سے ذبح کیا تو اس سے ذبح کرنا بالاجماع جائز نہ ہوگا اور اگر اس سے ذبح کیا تو وہ جانور مردار پائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۵ ص ۲۸۶ (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لایقتل　　من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۰-۴۲	ولو ضربہ بالسوط ووالی فی الضربات حتی مات لا یلزمہ القصاص	کذا فی الخلاصۃ
۴۳	العصا الصغیر اذا والی بہ فی الضربات حتی مات لا یلزمہ القصاص عندنا	کذا فی شرح المبسوط
۴۴	ومن ضرب رجلا مائۃ سوط فبرأ من تسعین ومات من عشرۃ فعلیہ دیۃ واحدۃ ولیس علیہ بضرب التسعین شیئ وظاہر الجواب فی کل جراحۃ اندملت ولم یبق لہا اثر لا شیئ فیہا وعن ابی یوسف رح[۲] انہ اوجب حکومۃ العدل وعن محمد رح[۳] انہ اوجب قیمۃ اجرۃ الطبیب وثمن الادویۃ قالوا ہذا محمول علی ما اذا برأ من تسعین ولم یبق لہ اثر اصلا فان بقی لہ اثر ینبغی ان یجب علیہ حکومۃ العدل للاسواط ودیۃ للقتل وان ضرب رجلا مائۃ سوط وجرحہ وبرأ منہا وبقی لہ اثر یجب حکومۃ العدل لبقاء الاثر	کذا فی الکافی
۴۵	ولو خنق رجلا لا یقتل الا اذا کان الرجل خناقا معروفا خنق غیر واحد فیقتل سیاسۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	فان تاب من ذلک ان تاب قبل ان یقع فی ید الامام تقبل توبتہ وان تاب بعد ما وقع فی ید الامام لا تقبل توبتہ وہو نظیر الساحر اذا تاب	کذا فی المحیط

[۱] حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۱۷۰}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۱۷۰}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] ہدایہ میں ہے کہ جس شخص نے کسی آدمی کو سو کوڑے مارے وہ نوے سے تندرست ہوگیا اور دس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس میں ایک ہی دیت لازم ہوگی اس لئے کہ جب وہ نوے سے تندرست ہوگیا تو ارش کے حق میں باقی نہ رہا اگرچہ تعزیری سزا کے حق میں باقی رہا پس دس کوڑوں کا اعتبار ہوگا اور اسی طرح ہر وہ زخم جو ٹھیک ہوگیا اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا تو امام ابو حنیفہ رح کے اصول پر یہی حکم ہے اور حاشیہ میں ہے کہ نوے سے تندرست ہونے اور دس سے موت واقع ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے نوے کوڑے اور جگہ پر مارے اور دس کوڑے دوسری جگہ پر پس وہ نوے سے تندرست ہوگیا اور دس سرایت کر گئے نیز خانیہ میں ہے کہ ہر وہ زخم جو ٹھیک ہو جائے اور اس کا

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے، اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱-۴۲	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو کوڑے سے پے درپے ضربیں لگائیں حتیٰ کہ (اس سے) اس مضروب کی موت واقع ہوگئی تو (اس صورت میں) اس پر قصاص واجب نہ ہوگا [۱]۔	خلاصہ
۴۳	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو چھوٹی لاٹھی سے پے درپے ضربیں لگائیں حتیٰ کہ (اس سے) اس مضروب کی موت واقع ہوگئی تو (اس صورت میں) ہمارے ہاں اس پر قصاص لازم نہ ہوگا [۲]۔	شرح مبسوط
۴۴	(ل) جس شخص نے کسی آدمی کو سو کوڑے مارے تو وہ نوے کوڑوں سے تندرست ہوگیا اور دس کوڑوں سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ تو مارنے والے پر ایک ہی دیت لازم ہوگی اور اس پر ان (مذکورہ) نوے کوڑے مارنے کے متعلق (مزید) کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور ہر وہ زخم جو اچھا ہوجائے اور اس کا کوئی اثر (یعنی نشان) باقی نہ رہے تو اس کے متعلق ظاہر جواب میں کچھ لازم نہیں ہے [۳]۔ (ب) اور امام ابو یوسف رحؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے حکومۃ العدل [۴] واجب ہونا کہا ہے (ج) اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے طبیب کی اجرت اور دواؤں کی قیمت واجب ہونا کہا ہے (د) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ یہ (مذکورہ ظاہر جواب کا) حکم اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ مضروب ان نوے کوڑوں سے تندرست ہوگیا اور اس کا کوئی اثر بالکل باقی نہ رہا اور اگر اس کا کچھ اثر باقی رہا تو چاہیئے کہ مارنے والے پر ان کوڑوں کے متعلق حکومۃ العدل اور قتل کی دیت واجب ہو (س) اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو سو کوڑے مارے اور اسے زخمی کیا پھر وہ اس سے ٹھیک ہوگیا البتہ اس کا اثر باقی رہا تو اس اثر کے باقی رہنے کی وجہ سے (اس میں) حکومۃ العدل واجب ہوگی [۵]۔	کافی
۴۵	(ل) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا تو اسے (اس کے قصاص میں) قتل نہ کیا جائے گا لیکن اگر وہ (قاتل) شخص گلا گھونٹنے میں مشہور ہو اور اس نے ایک سے زیادہ بار گلا گھونٹ کر مارنے کا جرم کیا ہو تو اسے سیاسۃً (یعنی تعزیراً) قتل کیا جائے گا [۶]۔	قاضیخان
	(ب) پھر اگر گلا گھونٹنے والا (مذکورہ) شخص تائب ہوگیا تو اگر اس نے حاکم مجاز کے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اگر اس نے حاکم مجاز کے قابو میں آنے کے بعد توبہ کی تو اس کی وہ توبہ قبول نہ کی جائے گی اور یہ حکم جادوگر سے متعلق حکم کی نظیر ہے جب کہ اس جادوگر نے توبہ کی (کیونکہ اس کے حکم میں بھی ایسی تفصیل ہے) [۷]۔	محیط

اثر باقی نہ رہے) تو اس میں ارش اور حکومۃ العدل کے متعلق کچھ باقی نہ رہے گا البتہ تعزیری سزا باقی رہے گی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حواشی ج ۴ ص ۴۷۵ حکم نمبر ب تا س / ۱۱۷۱، ۹۴ / ۱۱۷۷، ۲۰۱۱، ۲۱، ۲۹ / ۱۱۷۸ نیز ۶ ، ۱ / ۱۱۷۳ اور ۱ / ۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکومۃ العدل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۴ / ۱۱۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۴۴ و / ۱۱۷۱، ۲۴ / ۱۱۷۸ نیز ۱۶ / ۱۱۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۲۰۱، ۹، ۱۷، ۲۰۱۱ / ۱۱۷۰، ۴۱ / ۲۲۲، ۴۳ / ۴۷۳ اور ۱ / ۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] جادوگر کے متعلق حکم نمبر ۳۶ / ۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "س" نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۶ / ۵۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "د، ب"، اور حکم نمبر ۵، ۱۷، ۲۰۱۱ / ۴۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	دفعات وشق نمبر
کذا فی المحیط	ذکر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فی شرح زیادات الاصل ان من غرق انسانا بالماء ان کان الماء قلیلا لا یقتل مثله غالبا ترجی منه النجاة بالسباحة فی الغالب فمات من ذلك فهو خطأ العمد[1] عندهم جمیعا واما اذا کان الماء عظیما ان کان بحیث تمکنه النجاة منه بالسباحة بان کان غیر مشدود ولا مثقل وهو یحسن السباحة فمات یکون خطأ العمد ایضا وان کان بحیث لا تمکنه النجاة فعلی قول ابی حنیفة رحمه الله هو خطأ العمد ولا قصاص وعلی قولهما رحمهما الله هو عمد محض ویجب القصاص	۱۱۷۱–۴۶
کذا فی الظهیریة	ولو اخذ رجل رجلا فقمطه ثم القاه فی البحر فرسب فی الماء ومات ثم طفا میتا لا یقتل به وعلیه الدیة مغلظة وکذا لو غطه فی البحر او فی الفرات فلم یزل یفعل به کذلك حتی مات	۴۷
کذا فی الظهیریة	ولو ان رجلا طرح رجلا من سفینة فی البحر او فی دجلة وهو لا یحسن السباحة فرسب لا یقتل به عند ابی حنیفة رحمه الله وعلیه الدیة وان ارتفع ساعة وسبح ثم غرق ومات فان ابا حنیفة رحمه الله قال لیس علیه قصاص ولا دیة وکذا اذا جید السباحة فاخذ یسبح ساعة طرح فی البحر لیتخلص فلم یزل یسبح حتی فتر غرق ومات فلا قود ولا دیة ولو انه حین طرح فی الماء ولا یدری مات اخرج ولم یر له اثر لا شیء علیه حتی یعلم انه قد مات ولو انه ارتمس مرتین او ثلاثا وانغمس وبه حیاة ولم یدر ما حاله ولم یقدر علیه لم یکن علی الذی صنع شیء	۴۸

۱ خطأ العمد یعنی شبہ العمد کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۴/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۲ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں پانی میں غرق کرنے سے موت کی صورت خطأ العمد ہے (یعنی شبہ العمد) حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اسمیں قصاص نہیں دیت ہے (حکم نمبر ۴/۱۱۷۰ ملاحظہ ہو) اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "الا ان قتیل خطأ العمد قتیل السوط والعصا" الحدیث نیز ارشاد ہے کہ فی کل خطأ ارش الخ یعنی کوڑے اور لاٹھی سے قتل کرنا خطأ العمد یعنی شبہ العمد کی صورت ہے اور ہر قتل خطا میں ارش ہے۔ (ارش کے متعلق حکم ۱/۱۱۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) اور پانی بھی غیر جارح ہونے میں کوڑے اور لاٹھی کے حکم میں ہے اسلئے کہ پانی آلہ قاتلہ نہیں ہے، اور قتل کیلئے اس کا استعمال متعذر ہے پس قتل عمد نہ ہونے کا شبہ متحقق ہے اور جب قصاص متعلق نہ ہوسکے تو دیت متعین ہے (حکم نمبر ۳/۱۱۷۷، ۵/۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں) اور صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل جس روایت پر مبنی ہے وہ سیاستہ اور تعزیری سزا پر محمول ہے نیز وہ روایت مرفوع بھی نہیں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۶۔ حکم نمبر ۱/۱۱۷۰، ۴۶ تا ۴۸/۱۱۷۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴/۱۱۷۱، ۲۳، ۲/۱۱۷۰ کا دوسرا حاشیہ، نمبر ۱۵، ۱۶ تا ۱۷۴/۱۱۸۱، ۴۲ تا ۴۴/۱۱۸۷، ۱۰/۱۱۹۰ اور اسکی نظیر کے متعلق ۲۳، ۳۱، ۳۴/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۲/۲۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل میں ۱۰ اور حکم نمبر ۱/۲۹۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابلِ قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۶-۱۱۷۱	شیخ الاسلام نے زیادات الاصل میں ذکر کیا ہے کہ (و) جس شخص نے کسی انسان کو پانی میں غرق کر دیا تو (دیکھا جائے گا) (ل) اگر وہ پانی اتنا تھوڑا تھا کہ غالب یہی ہوتا ہے کہ اس کی مانند پانی باعث ہلاکت نہیں ہوتا اور تیر کر بالعموم اس سے نجات کی امید رکھی جاتی ہے اور اس پانی سے اس کی موت واقع ہوگئی تو یہ صورت سب کے ہاں خطأ العمد[۱] (یعنی شبہ العمد) کی ہے (ب) اور اگر وہ پانی بہت تھا تو[۱] اگر وہ انسان ایسی حالت میں تھا کہ اس کے لئے تیر کر اس سے نجات ممکن تھی مثلاً یہ کہ وہ بندھا ہوا نہ تھا اور نہ اسے وزن دار کیا گیا تھا اور وہ تیرنا بھی اچھی طرح جانتا تھا اور (اس پانی میں) اس کی موت واقع ہوگئی تو یہ صورت بھی خطأ العمد (یعنی شبہ العمد) کی ہے۔ اور[۲] اگر ایسی حالت میں تھا کہ اس کے لئے (اس پانی سے) نجات ممکن نہ تھی تو (یہ صورت بھی) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب خطأ العمد (یعنی شبہ العمد) کی ہے اور قصاص لازم نہیں ہے[۲] اور صاحبینؒ کے قول کے بموجب یہ صورت (قتل) عمد محض کی ہے اور قصاص واجب ہو گا[۳]	محیط
۴۷	(و) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور اسے سمندر میں ڈال دیا تو وہ پانی کی تہ میں جا پہنچا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی پھر اس کی لاش پانی کی سطح پر تیر آئی تو اس کے قصاص میں (قاتل کو) قتل کیا جائے گا اور اس پر دیت مغلظہ لازم ہوگی (ب) اس طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو سمندر میں یا (مثلاً) دریائے فرات میں غوطہ دیا اور وہ اسے غوطے دیتا رہا حتی کہ (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی (تو قصاص لازم نہ ہوگا اور دیت مغلظہ لازم ہوگی)[۴]	ظہیریہ
۴۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو کشتی میں سے سمندر میں یا (مثلاً) دریائے دجلہ میں پھینک دیا (و) اور اسے تیرنا اچھی طرح نہ آتا تھا پس وہ پانی کی تہ میں جا پہنچا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوئی) تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں پھینکنے والے کو (قصاص میں) قتل نہ کیا جائے گا اور اس پر دیت لازم ہوگی۔ اور اگر وہ پھینکا ہوا آدمی تھوڑی دیر پانی کے اوپر آ گیا اور تیرا پھر پانی میں ڈوب گیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ پھینکنے والے شخص پر قصاص یا دیت سے کچھ لازم نہ ہوگا[۵] (ب) اور اگر (پھینکے ہوئے) اس شخص کو تیرنا اچھی طرح آتا تھا اس نے سمندر میں گرنے پر تھوڑی دیر تیرنا شروع کیا تاکہ بچ جائے پس وہ تیرتا رہا حتی کہ وہ کمزور پڑ گیا اور ڈوب گیا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو (پھینکنے والے پر) نہ قصاص لازم ہوگا نہ دیت (ج) اور اگر صورت حال یہ ہوئی کہ جب وہ پانی میں پھینکا گیا تو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی یا وہ باہر نکل گیا اور اس کا کچھ نشان نہ ملا تو جبتک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی ہے پھینکنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر وہ دو تین بار پانی میں ڈوبا اور غوطہ کھایا اور اس میں زندگی باقی تھی پھر معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا کیا حال ہوا اور اس پر قدرت نہ پالی گئی تو ہاں؟ [illegible]	ظہیریہ

۳؎ حکم نمبر ۴ب/۱۱۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸، ۵۴، ۶۱/۱۱۷۱، ۳۴/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں بحوالہ المجرد لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر سمندر میں ڈال دیا وہ پانی کی تہ تک جا پہنچا اور ڈالتے ہی غرق ہوگیا تو (اسکی موت کی صورت میں) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب دیت واجب ہوگی اور اگر وہ تھوڑی دیر تیرا پھر غرق ہوا تو (اسکی موت کی صورت میں) کچھ لازم نہ ہوگا اس لئے کہ وہ اپنے عجز کی وجہ سے غرق ہوا اور پہلی صورت میں وہ اسکے پھینکنے کی وجہ سے غرق ہوا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری ج ۳ صفحہ ۴۴۰۔ حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸، ۵۴، ۶۱/۱۱۷۱، ۳۴/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱ — ۴۹	قال محمد رح فی الجامع الصغیر اذا احمی تنورا فألقی فیہا انسانا او ألقاہ فی نار لا یستطیع الخروج منہا فاحرقتہ النار یجب القصاص وموضوع المسئلۃ یشیر الی ان الاحماء یکفی وان لم تکن فیہ نار قال البقالی رح فی فتاواہ وھو الصحیح	کذا فی المحیط
۵۰	لو القاہ فی النار ثم اخرج وبہ رمق فمکث ایاما ولم یزل صاحب فراش حتی مات قتل وان کان یجیٔ ویذھب ثم مات لم یقتل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	ولو قمط رجلا ثم اغلی لہ ماء فی قدر ضخمۃ حتی صار کانہ نار ألقاہ فی الماء فسلخ ساعۃ ألقاہ فمات قتل بہ وان کان الماء حار الا یغلی غلیانا شدیدا فألقاہ فیہ ثم مکث ساعۃ ثم مات وقد تنفط جسدہ ای صار بہ نفطۃ اونضجہ الماء قتل بہ والا فلا وان ھو اخرج من القدر فی ھذہ الوجوہ وقد انسلخ ومات من ساعتہ اومن یومہ اومکث ایاما مضنین یخاف علیہ من ذلک قتل بہ وان تماثل حتی یجیٔ ویذھب ثم مات من ذلک لم یقتل وعلیہ الدیۃ وھذا قیاس قول ابی حنیفۃ رح	کذا فی الظھیریۃ
۵۲	ولو القی رجلا فی ماء بارد فی یوم الشتاء فکز ویبس ساعۃ ألقاہ فعلیہ الدیۃ وکذلک لو جردہ فجعلہ فی سطح فی یوم شدید البرد ولم یزل کذلک حتی مات من البرد وکذلک لو قمطہ وجعلہ فی الثلج	کذا فی الظھیریۃ

۱ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۱۱۷۱}$ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر $\frac{۳۱}{۱۱۷۱}$ مع حاشیہ، $\frac{۳۴}{۱۱۷۱}$ مع پہلا حاشیہ نیز $\frac{۱۵}{۱۱۷۴}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر $\frac{۱}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۱۱۷۱}$ مع پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۱۱۷۱}$ مع پہلا حاشیہ نیز $\frac{۴۶}{۱۱۷۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷۱۱-۴۹	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں کہا ہے کہ جب کسی شخص نے تنور گرم کرکے اس میں کسی آدمی کو ڈال دیا یا اس نے کسی آدمی کو ایسی آگ میں ڈال دیا جس سے وہ نکل نہیں سکتا پس آگ نے اسے جلا دیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو قصاص لازم ہوگا۔ اس مسئلہ کا موضوع اس امر پر اشارہ کرتا ہے کہ (تیز) گرم ہونا کافی ہے خواہ اس میں آگ نہ ہو بقالیؒ نے اپنے فتاوی میں کہا ہے کہ یہی صحیح ہے	محیط
۵۰	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو آگ میں ڈالا پھر اسے نکال لیا اور اس میں کچھ زندگی باقی تھی وہ چند دن (زندہ) صاحب فراش (یعنی بیمار) رہا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے قصاص میں آگ میں ڈالنے والے) اس شخص کو قتل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ شخص آتا جاتا رہا پھر اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس صورت میں) اس شخص کو (اس کے قصاص میں) قتل نہ کیا جائیگا	قاضیخان
۵۱	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھے پھر اس کے لئے بڑی دیگ میں پانی اتنا ابالا گیا کہ وہ آگ کی طرح ہوگیا اس پانی میں اسے ڈال دیا تو ڈالنے میں تھوڑی دیر کے اندر اس کی کھال اتر گئی اور اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے قصاص میں) اس قاتل کو قتل کیا جائے گا (ب) اور اگر وہ پانی اتنا گرم تھا کہ اس کا ابال سخت نہ تھا تو اس نے اسے اس میں ڈالا پھر تھوڑی دیر بعد اس حال میں اس کی موت واقع ہوگئی کہ اس کا جسم آبلہ گیر ہوگیا یعنی اس کے جسم پر چھالے آگئے یا اس پانی سے اس کا جسم (یعنی اس کا گوشت) پک گیا تو اس کے قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا ورنہ نہیں (ج) اور اگر ان مذکورہ صورتوں میں ڈالنے والے نے اسے اس دیگ سے نکال لیا اور اس کی حالت یہ ہوئی کہ اس کی کھال اتر گئی اور (اس سے) اسی وقت اس کی موت واقع ہوگئی یا اس دن اس کی موت واقع ہوگئی یا چند دن گذرنے تک وہ اس طرح رہا کہ اس سے اس پر اس کی موت واقع ہونے کا خوف رہا (پھر اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس کے قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا اور اگر وہ کچھ ٹھیک ہوگیا حتی کہ وہ آنے جانے لگا پھر (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے قصاص میں) اسے قتل نہ کیا جائے گا اور اس پر دیت لازم ہوگی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس ہے	ظہیریہ
۵۲	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو ایام سرما میں ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا اور ڈالتے ہی سردی سے ٹھٹھر کر اس کی موت واقع ہوگئی تو اسے ڈالنے والے شخص پر دیت لازم ہے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے کپڑے اتار دیئے اور اسے سخت سردی کے دنوں چھت پر رکھا اور اسے اسی طرح رکھا حتی کہ سردی سے اس کی موت واقع ہوگئی (تو اس پر اس کی دیت لازم ہے) (ج) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اسے برف میں ڈال دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی، تو اس پر دیت لازم ہے)	ظہیریہ

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱-۵۳	ولو ان رجلا قمط رجلا او صبیا ثم وضعه فی الشمس فلم یتخلص حتی مات من حر الشمس فعلیه الدیة	کذا فی خزانة المفتین
۵۴	واذا ألقاه من سطح او جبل او ألقاه فی بئر فعلی قول ابی حنیفة رح هذا خطأ العمد واما علی قولهما أن کان موضعا ترجی منه النجاة غالبا فهو خطأ العمد وان کان لا ترجی منه النجاة فهو عمد محض یجب القصاص به عندهما رح	کذا فی المحیط
۵۵	واذا سقی رجلا سما فمات من ذلک فان اوجره ایجارا علی کره منه او ناوله ثم اکرهه علی شربه حتی شرب او ناوله من غیر اکراه علیه فان اوجره او ناوله واکرهه علی شربه فلا قصاص علیه وعلی عاقلته الدیة واذا ناوله فشرب من غیر ان اکرهه علیه لم یکن علیه قصاص ولا دیة سواء علم الشارب بکونه سما او لم یعلم	هکذا فی الذخیرة
۵۶	ویرث منه	کذا فی الخلاصة
۵۷	وکذا لو قال لآخر کل هذا الطعام فانه طیب فأکله فاذا هو مسموم فمات لم یضمن	کذا فی الخلاصة
۵۸	ولو ان رجلا أخذ رجلا فقیده وحبسه فی بیت حتی مات جوعا فقال محمد رح اوجعه عقوبة والدیة علی عاقلته والفتوی علی قول ابی حنیفة رح انه لا شئ علیه	کذا فی الظهیریة

ـــــه ۱ درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا۔ الی قولہ۔ حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اسکی عاقلہ پر دیت لازم ہے۔ اور رد المحتار میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ یا کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اسے دھوپ میں ڈال دیا (حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس پر دیت لازم ہے اھ اور پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ یعنی اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۳۸۶ اور مذکورہ ذکر کرنے کی وضاحت کے متعلق حکم نمبر ۶۲ ب/۱۱۷۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

ـــــه ۲ خطأ العمد یعنی شبہ العمد اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور ۴/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــــه ۳ حکم نمبر ۴۶/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۲ ب/۲۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۱، ۴۹/۱۱۸۱ اور ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــــه ۴ جیسا کہ الجوهرة النیرة ج ۲ ص ۲۰۵ میں ہے۔

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱-۵۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے یا کسی (نابالغ) بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھے پھر اسے دھوپ میں ڈال دیا اور اس نے بچاؤ نہ پایا حتی کہ سورج کی گرمی سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس پر دیت لازم ہے [۱]	خزانۃ المفتین
۵۴	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو چھت پر سے یا پہاڑ پر سے نیچے گرا دیا یا اسے کنوئیں میں گرا دیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب یہ صورت خطأ العمد (یعنی شبہ العمد) [۲] کی ہے اور صاحبین رح کے قول کے بموجب اگر وہ جگہ ایسی تھی کہ اس میں نجات کی امید غالب تھی تو یہ صورت خطأ العمد (یعنی شبہ العمد) کی ہے اور اگر وہ جگہ ایسی تھی کہ اس میں نجات کی امید نہیں رکھی جاسکتی تھی تو یہ صورت قتل عمد محض کی ہے اس سے صاحبین رح کے ہاں قصاص واجب ہوگا [۳]	محیط
۵۵	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو زہر پلایا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو (دیکھا جائے گا) اس کے منہ میں جبراً ڈالکر نگلوایا گیا یا اسے پکڑ کر پھر اسے پینے کے لئے اس پر جبر کیا گیا حتی کہ اس نے پی لیا یا اسے بغیر جبر کئے دیا پس (۱) اگر اسے جبراً نگلوایا گیا یا اسے پکڑ اکر اسے پینے کے لئے اس پر جبر کیا گیا تو اس (جبراً زہر پلانے والے) پر قصاص لازم نہ ہوگا اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی [۴] (ب) اور جب اس نے اسے دیا اور اس پر جبر کئے بغیر اس نے پی لیا تو اس (پلانے والے) پر نہ قصاص لازم ہوگا نہ دیت لازم ہوگی پینے والے نے یہ جان لیا کہ یہ زہر ہے یا نہ جانا حکم برابر ہے [۵]	ذخیرہ
۵۶	اور (مذکورہ صورت میں) وہ (یعنی زہر پلا کر مار دینے والا اپنے مقتول کا) وارث ہوسکے گا [۶]	خلاصہ
۵۷	اسی (مذکورہ حکم ۵۵/۱۱۷۱ کی) طرح اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ "یہ کھانا کھالے یہ پاک صاف ہے" تو اس نے کھالیا حالانکہ وہ کھانا زہر ملا ہوا تھا پس اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ (یعنی اسے کھانے کے لئے کہنے والا) شخص ضامن نہ ہوگا [۷]	خلاصہ
۵۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو پکڑا اور اسے کسی کوٹھری میں بند کر دیا حتی کہ بھوک سے اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمد رح کا قول یہ ہے کہ میں اسے دردناک سزا (کا حکم) دوں گا اور اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور فتوی امام ابو حنیفہ رح کے قول پر ہے کہ اس پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شی لازم نہیں ہے [۸]	ظہیریہ

[۱] حکم نمبر ۵۷/۱۱۷۱ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] جیسا کہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ جب اس نے خود (بغیر جبر کے) زہر کھایا تو وہ خود اپنا قاتل ہے البتہ اسے پیش کرنے والے نے اس سے دھوکہ کیا اور (جنایات کی بحث میں) دھوکہ کے جرم میں جان کی ضمان لازم نہیں ہوتی اور لکھا ہے کہ اسے تعزیری سزا دی جاسکے گی۔ مفہوم ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۰۵ اور جیسا کہ در مختار و رد المحتار میں ہے اور بحوالہ قاضیخان لکھا ہے کہ چونکہ اس نے دھوکہ سے دیا اس لئے تعزیری سزا اور استغفار ہی لازم ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۵۔ حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۲۲/۱۱۷۰، ۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۵۵ ب/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] چنانچہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آزاد آدمی کو کمرے میں (داخل کرکے) دروازہ بند کر دیا یا لیپ دیا اور بھوک اور پیاس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں وہ شخص (قصاص و دیت میں سے) کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا اس لئے کہ یہ (یعنی بند کرنا) سبب ہلاکت نہیں بلکہ اسکی موت دوسرے سبب سے ہوئی اور وہ کھانے پینے کا نہ ہونا ہے الخ اور صاحبین رح کے ہاں حکم یہ ہے کہ اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہے اسلئے کہ وہ ایسا سبب ہے جس نے اسے ہلاکت تک پہنچایا الخ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۰۵ حکم نمبر ۵۹/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۱۲۸/۱۱۸۱ اور ۱/۱۱۷۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات حکم نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۵۹-۱۱۷۱	وان دفنه فی قبر حیا فمات یقتل به وهذا قول محمد[۱] والفتوی علی ان الدية علی عاقلته	کذا فی الظهيرية
۶۰	رجل ادخل نائما او صبيا او مغمى عليه فی بيته فسقط عليه البيت ضمن فی الصبی والمغمى عليه دون النائم[۲]	کذا فی الخلاصة
۶۱	وفی جنايات المنتقى قال ابو يوسف[۳] قال ابو حنيفة[۴] فی رجل قمط رجلا فطرحه قدام سبع فقتله السبع لم يكن علی الذی فعل ذلك قود ولا دية ولكن يعزر ويضرب ويحبس حتی يتوب قال ابو يوسف رح واما انا فاری ان يحبس ابدا حتی يموت	کذا فی المحيط فی الفصل الثالث عشر
۶۲	ولو ان رجلا ادخل رجلا فی بيت وادخل معه سبعا واغلق عليهما الباب فأخذ الرجل السبع فقتله لم يقتل به ولا شیٔ عليه وكذا لو نهشته حية او لسعته عقرب لم يكن فيه شیٔ ادخل الحية والعقرب معه او كانتا فی البيت ولو فعل ذلك بصبی فعليه الدية	کذا فی خزانة المفتين
۶۳	اذا شق رجل بطن رجل واخرج امعاءه ثم ضرب رجل عنقه بالسيف فالقاتل هو الذی ضرب العنق ويقتص ان كان عمدا وان كان خطأ تجب الدية وعلی الذی	

۱؎ اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۴۶/۱۱۷۱ کا دوسرا حاشیہ اور حکم نمبر ۵۹، ۶۰/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۸، ۵۹، ۶۲ب/۱۱۷۱ کا ملاحظہ ہوں۔ اور مذکورہ صورت میں سوئے ہوئے کے متعلق ضامن نہ ہونے کی وجہ، واللہ اعلم، ممکن ہے اس نظیر پر متفرع ہو کہ فتاوی عالمگیری بحث ۶ کتاب النکاح، باب ۷، فصل ۲ میں سوئے ہوئے شخص کی خلوت صحیحہ متحقق ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ هذا الجواب محمول علی قول ابی حنیفة رح لان عنده للنائم حکم الیقظان کذا فی الظهيرية یعنی فتاوی عالمگیری میں بحوالہ الظہیریہ لکھا ہے کہ سوئے ہوئے کی خلوت کے متعلق یہ جواب امام ابو حنیفہ رح کے قول پر محمول ہے کہ اس لئے کہ آپ کے ہاں (اسمیں) سوئے ہوئے کیلئے جاگتے شخص کا حکم ہے اور حکم نمبر ۱۷/۱۱۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۲/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھکر شیر یا درندے کے سامنے پھینک دیا اور درندے نے اسے ہلاک کر ڈالا تو اس صورت میں قصاص و دیت میں سے کوئی شی لازم نہیں ہے اور اسے تعزیری سزا، ضرب کی سزا دی جائیگی اور اسے قید میں رکھا جائیگا حتی کہ وہ مر جائے اور لکھا ہے کہ فتاوی بزازیہ میں مزید یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس پر دیت لازم ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۶ اور فتاوی بزازیہ کا مذکورہ حوالہ فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۸۲ میں ہے حکم نمبر ۶۲ب/۱۱۷۱ مع حاشیہ اور ۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ رد المحتار

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱-۵۹	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو قبر میں زندہ دفن کر دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے قصاص میں ایسا کرنے والے کو قتل کیا جائے گا اور یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور فتویٰ اسپر ہے کہ اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہے [1]	ظہیریہ
۶۰	کسی شخص نے کسی سوئے ہوئے آدمی کو یا (نابالغ) بچہ کو یا بیہوش کو اپنے مکان میں داخل کر لیا اور وہ مکان اس پر گر پڑا تو داخل کرنے والا شخص اس بچہ اور بیہوش کا ضامن ہوگا اور سوئے ہوئے کے متعلق ضامن نہ ہوگا [2]	خلاصہ
۶۱	جنایات المنتقی میں ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی آدمی کے ہاتھ پاؤں باندھے اور اسے کسی درندے کے آگے پھینک دیا اور اس درندے نے اسے ہلاک کر دیا تو ایسا کرنے والے پر قصاص اور دیت لازم نہیں ہے لیکن اسے تعزیری سزا دی جائے گی اور ضرب کی سزا دی جائے گی اور اسے قید میں رکھا جائے گا حتی کہ وہ توبہ کرے۔ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ (مذکورہ شخص کے متعلق) میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ اسے ہمیشہ قید میں ہی رکھا جائے حتی کہ وہ مر جائے [3]	محیط
۶۲	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو کسی کوٹھری میں داخل کیا اور اس کے ساتھ ایک درندہ بھی داخل کر دیا اور ان دونوں پر دروازہ بند کر دیا اور درندے نے اس آدمی کو پکڑا اور اسے ہلاک کر دیا تو اس کے قصاص میں داخل کرنے والے شخص کو قتل نہ کیا جائے گا اور اس پر دیت میں سے، کوئی شئی لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) اسے سانپ نے ڈس لیا یا بچھو نے ڈنگ مار دیا تو اس داخل کرنے والے پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئے لازم نہیں ہے خواہ اس نے وہ سانپ اور بچھو اس کے ساتھ داخل کیا یا وہ اس کوٹھری میں (پہلے سے) موجود تھے [4] (ب) اور اگر کسی نے کسی (نابالغ) بچہ کے ساتھ ایسا کیا تو اسپر دیت لازم ہے [5]	خزانۃ المفتین
۶۳	جب کسی شخص نے کسی آدمی کا پیٹ پھاڑ دیا اور اس کی انتڑیاں باہر نکال دیں پھر ایک اور شخص نے تلوار سے اس (مضروب) کی گردن مار دی تو (ا) اس کا قاتل وہ شخص قرار پائے گا جس نے اس کی گردن ماردی اور اگر اس نے عمداً ایسا کیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر اس نے خطأً ایسا کیا تو دیت لازم ہوگی [6] اور جس	

میں بحوالہ التتارخانیہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو کسی کوٹھری میں داخل کیا اور اس کے ساتھ کوئی درندہ بھی داخل کر دیا اور دروازہ بند کر دیا اور اس آدمی کو اس درندے نے ہلاک کر ڈالا یا اسے سانپ نے ڈس لیا یا بچھو نے ڈنگ مار دیا تو قصاص اور دیت میں سے کوئی شئی لازم نہ ہوگی اور اگر کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ سے ایسا کیا تو اس پر دیت لازم ہوگی اور پھر صاحب ردّ المحتار نے لکھا ہے کہ اس پر دیت لازم ہوگی سے مراد یہ ہے کہ اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور یہ بحذف مضاف (یعنی عاقلہ) ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں قتل عمد کی تعریف تو صادق نہیں آتی۔ تامل مفہوم ماخوذ از ردّ المحتار ج ۵ صفحہ ۳۸۶۔ حکم نمبر ۶۰/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں قتل عمد کی تعریف کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ مع حاشیہ، اور جب کوئی قتل قتل عمد نہ قرار پائے اور دیت لازم ہو تو وہ عاقلہ پر لازم ہونے کے اصول کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۷۷، ۳/۱۱۸۹ نیز حکم نمبر ۴/۱۱۷۰، ۶۱/۱۱۷۱ اور ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] جیسا کہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ آدمی کبھی پیٹ پھاڑے جانے کے باوجود زندہ رہ سکتا ہے مگر گردن مارے جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ج ۲ صفحہ ۲۱۔ حکم نمبر ۶۶/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱ —	شق ثلث الدیة وان کان الشق نفذ فی الجانب الآخر فثلثا الدیة هذا اذا کان مما یعیش بعد شق البطن یوما او بعض یوم فان کان لا یعیش ولا یتوهم منه الحیاة معه ولا یبقی معه الا اضطراب الموت فالقاتل هو الذی شق البطن ویقتص فی العمد وتجب الدیة فی الخطأ والذی ضرب العنق [illegible] علاوة یعزر	کذا فی الخلاصة
۶۴	وکذا لو جرح رجل جراحة متخنة لا یتوهم العیش معها وجرح آخر جراحة اخری فالقاتل هو الذی جرح الجراحة المتخنة هذا اذا کانت الجراحتان علی التعاقب فان کانتا معا فکلاهما قاتلان	کذا فی الخلاصة
۶۵	وکذا لو جرحه رجل عشر جراحات والآخر جرحه جراحة واحدة فکلاهما قاتلان	کذا فی الخلاصة
۶۶	وفی المنتقی اذا قطع عنق الرجل وبقی شئ قلیل من الحلقوم وفیه الروح فقتله رجل فلا قود علیه لان هذا میت فلو مات ابنه بعد ذلک وهو علی تلک الحالة ورثه ابنه ولم یرث هو من ابنه	کذا فی الذخیرة
۶۷	فی المنتقی بشر بن الولید عن ابی یوسف رح وابن سماعة عن محمد فی رجل قطع ید رجل عمدا ثم ان المقطوعة یده قتل ابن القاطع عمدا ثم مات المقطوعة یده من القطع فعلی القاطع القصاص لولی المقطوعة یده وذکر هذه المسئلة فی موضع آخر	

۱ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ پہلے مسئلہ میں (یعنی جبکہ گردن مارنے والا قاتل قرار پائے) پیٹ پھاڑنے والے پر تہائی دیت اور دوسری جانب پار ہونے کی صورت میں دو تہائی دیت لازم ہوگی جیسا کہ (ایک اور دو) جائفہ زخم کی صورت میں حکم ہے نیز لکھا ہے کہ جراحات میں مقرر ارش (یعنی تاوان) نہیں ہے مگر جائفہ میں ہے، تہائی دیت اور جائفہ زخم دوسری جانب پار ہوجائے تو دو تہائی دیت لازم ہے اس لیئے کہ پار ہونے کی صورت میں وہ دو جائفہ زخم قرار پاتے ہیں: مفہوم ماخذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۸۱، ص ۳۹۸ حکم نمبر ۱۳، ۱۹، ۳۰ / ۱۱۶۸، ۲ / ۱۱۶۳ اور ۱۰۶، ۱۱۲ / ۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۳، ۶۵، ۶۶ / ۱۱۷۱ نیز حکم ۳۱ / ۱۱۶۳، ۱۰۷ / ۱۱۶۳، ۱۳، ۱۶، ۱۷، ۳۷ / ۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو ایک زخم لگایا اور دوسرے نے دس زخم لگائے

دفعات وشق نمبر	دوسرا باب. جو شخص قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
١١٧١ —	شخص نے (اس کا پیٹ) پھاڑا اس پر تہائی دیت لازم ہے اور اگر اس کا (پیٹ) پھاڑتا دوسری جانب پار ہو گیا ہو تو اس پر دو تہائی دیت لازم ہے [1] اور یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں کہ اس کا پیٹ پھاڑے جانے کے بعد اسکی حالت ایسی ہو کہ وہ ایک دن یا بعض حصہ دن تک زندہ رہ سکتا ہو (ب) اور اگر اس کی حالت ایسی ہو کہ (اس کے پیٹ کے مذکورہ پھاڑے جانے کے بعد) وہ زندہ نہ رہ سکتا ہو۔ اس زخم کی موجودگی میں اس کا زندہ رہنا متصور نہ ہو اور اس زخم کی موجودگی میں اس میں موت کے اضطراب کے سوا کچھ باقی نہ رہا ہو تو اس کا قاتل وہ شخص قرار پائے گا جس نے اس کا پیٹ پھاڑا۔ اگر اس نے عمداً ایسا کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر اس نے خطأً ایسا کیا تھا تو دیت لازم ہو گی اور جس نے اس کی گردن ماری تھی اسے تعزیری سزا دی جائے گی	خلاصہ
٦٤	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو ایسا سخت زخم کیا کہ اس زخم کی موجودگی میں اس کا زندہ رہنا متصور نہ ہو اور اس آدمی کو ایک اور شخص نے ایک اور زخم کیا (اور اس کی موت واقع ہو گئی) تو اس کا قاتل وہ شخص قرار پائے گا جس نے اسے وہ سخت زخم پہنچایا تھا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ دونوں زخم یوں لگے کہ ایک پہلے اور دوسرا بعد میں لگا اور اگر وہ دونوں زخم ایک ساتھ واقع ہوئے تو (زخم پہنچانے والے) وہ دونوں شخص قاتل قرار پائیں گے [2]	خلاصہ
٦٥	اور اسی (مذکورہ صورت یعنی ایک ساتھ زخم پہنچانے کی صورت کی) طرح اگر کسی آدمی کو کسی شخص نے دس زخم لگائے اور اس آدمی کو ایک اور شخص نے ایک زخم لگایا (اور اس کی موت واقع ہو گئی) تو وہ دونوں قاتل قرار پائیں گے [3]	خلاصہ
٦٦	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کی گردن کاٹ دی مگر ذرا سی حلقوم لگی رہ گئی اور ابھی اس میں روح باقی تھا کہ ایک شخص نے اسے قتل کر دیا تو اس دوسرے آدمی پر قصاص لازم نہ ہو گا اس لئے کہ وہ مردہ (کے حکم میں) ہے پس اگر اس (کی گردن یوں کٹنے) کے بعد اس کی اس حالت میں اس کے بیٹے کی موت واقع ہو گئی تو اس کا وہ بیٹا اس کا وارث قرار پائے گا اور وہ اپنے اس بیٹے کا وارث نہ قرار پائے گا [4]	ذخیرہ
٦٧	(ا) المنتقی بشر بن ولیدؒ میں، امام ابو یوسفؒ سے اور ابن سماعۃؒ نے امام محمدؒ سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا ہے جس نے کسی آدمی کا ہاتھ عمداً کاٹ دیا پھر جس آدمی کا ہاتھ کاٹا گیا اس نے ہاتھ کاٹنے والے کے بیٹے کو عمداً قتل کر دیا پھر وہ آدمی جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا ہاتھ کٹنے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس کے وارث کے لئے ہاتھ کاٹنے والے پر قصاص لازم ہے [5] (ب) المنتقی میں دوسرے	

(اور اس کی موت واقع ہو گئی) تو اس کا موجب ان دونوں پر برابر ہو گا اس لئے کہ انسان کبھی ایک ہی زخم سے مر جاتا ہے اور کبھی دس زخموں سے بھی نہیں مرتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٣٨٣ [1] حکم نمبر ٣٧، ٦٤/١١٧١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اور قریب المرگ شخص کے قتل کے متعلق حکم نمبر ٣٧، ٦٤/١١٧١، ١٣/١١٧١ نیز حکم ٦٣/١١٧١ کا پہلا حاشیہ اور حکم نمبر ٦٤/١١٧١ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ٢٠١/١١٧٠ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ١٠٣/١١٧٣ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثاني فيمن يقتل قصاصا ومن لا يقتل — من يقتل قصاصا ومن لا يقتل	حـــوالـــه
١١٦٧	من المنتقى عن محمدؒ وذكر فيه القياس والاستحسان فقال القياس ان على القاطع القصاص وفي الاستحسان لا قصاص وتجب الدية عليه في ماله	كذا في المحيط
٦٨	رجل قتل ابنا لرجل عمدا ثم ان ابا المقتول قطع يد القاتل خطأً ومات من ذلك كان قصاصا ولم يكن لو نيه الدية على ابي المقتول	كذا في المحيط
٦٩	رجل قال" انا ضربت فلانا بالسيف فقتلته" قال ابو يوسفؒ هو خطأ حتى يقول عمدا	كذا في فتاوى قاضيخان
٧٠	ولو قال" ضربت بسيفي فقتلت فلانا" او قال "وجأت بسكين فقتلت فلانا" ثم قال" انما اردت غيره فاصبته" درئ عنه القتل	كذا في المحيط
٧١	رجل قال ضربت فلانا بالسيف عمدا ولا ادري انه مات منها ولكنه مات" وقال ولي القتيل "بل مات بضربك" فانه لا يقتل به وان قال القاتل مات منها ومن حية نهشته او من ضرب رجل آخر ضربه بالعصا" وقال الولي" بل مات من ضربك" كان القول قول الضارب وعليه نصف الدية	كذا في فتاوى قاضيخان
٧٢	اذا قتل القاتل رجل اجنبي فان كان القتل عمدا يجب القصاص وان كان خطأً تجب الدية على عاقلته فان قال ولي القتيل بعد ما قتله الاجنبي كنت امرته بقتله ولا بينة له على ذلك لا يصدق	كذا في المحيط
٧٣	صفان من المسلمين والمشركين التقيا فقتل مسلم مسلما على ظن انه مشرك لا قصاص عليه وعليه الكفارة وتجب الدية	كذا في شرح الجامع الصغير للصدر الشهيدؒ

ؑ قياس اور استحسان کے متعلق حکم نمبر ٢ب/٢٩٧ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ٨ اور ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ١٠ کے ج کا ٧ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؑ٢ حکم نمبر ٣/١١٧٧، ٢،٥/١١٨٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؑ٣ حکم نمبر ١،٢/١١٧٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؑ٤ حکم نمبر ٢٣/١١٩٠، ٦٩تا٧١/١١٧١ قتل خطاء کے متعلق ٩تا١٢/١١٧٠ نیز ٥،٦/١١٧٢ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؑ٥ حکم نمبر ٦٩/١١٧١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؑ٦ حکم نمبر ٣١،٣٥،٦٠،٦٩/١١٧١ مع حواشی، ٢٢/١١٨١ کا حاشیہ ١

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے اور جو نہیں اس کے احکام — قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابلِ قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۷۱۱ -	مقام پر یہی مسئلہ امام محمدؒ سے مروی ہے اور اس میں اس کا حکم از روئے قیاس اور از روئے استحسان[۱] مذکور ہے تو آپ نے فرمایا کہ از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنے والے اس شخص پر قصاص لازم ہے اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس پر قصاص لازم نہیں ہے اور اس پر اس کے مال میں سے دیت لازم ہوگی ۲ھ	محیط
۶۸	کسی شخص نے کسی آدمی کے بیٹے کو جان بوجھ کر قتل کر دیا پھر مقتول کے باپ نے قاتل کا ہاتھ خطأً کاٹ دیا اور اس کاٹنے کی وجہ سے اس قاتل کی موت واقع ہوگئی تو یہ (اس کا) قصاص قرار پائے گا اور مقتول (بیٹے) کے باپ پر اس (مردہ) قاتل کے وارث کے لئے دیت لازم نہ ہوگی ۳ھ	محیط
۶۹	کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے فلاں شخص کو تلوار سے ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا تو اس کے حکم کے متعلق امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ یہ (قتل) خطأً (پر محمول) ہوگا جبتک کہ وہ یوں نہ کہے کہ (میں نے) عمداً (ایسا) کیا[۴]	قاضیخان
۷۰	اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے اپنی تلوار سے ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا" یا اس نے یوں کہا کہ "میں نے چھری گھونپ دی پس فلاں آدمی کو قتل کر دیا" پھر اس نے یہ کہا کہ "میں نے اس کے غیر (کے قتل) کا ارادہ کیا تھا اور (غلطی سے) اسے ضرب لگا دی تو (اس صورت میں) اس سے قتل (یعنی قصاص) ہٹا دیا جائے گا ۵ھ	محیط
۷۱	(ا) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے فلاں آدمی کو عمداً تلوار سے ضرب لگائی اور میں نہیں جانتا کہ اس کی موت اس ضرب سے واقع ہوئی ہے لیکن وہ مر گیا ہے۔ اور مقتول کے وارث نے یہ کہا کہ بلکہ وہ تیری ضرب سے ہی مرا ہے تو (اس صورت میں ضرب لگانے والے) اس شخص کو قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا (ب) اور اگر اس قاتل نے یوں کہا کہ اس کی موت اس ضرب سے اور سانپ کے ڈسنے سے یا ایک اور آدمی کی ضرب سے ہوئی جس نے اسے لاٹھی سے ضرب لگائی ہے اور مقتول کے وارث نے یہ کہا کہ بلکہ وہ تیری ضرب سے ہی مرا ہے تو (اس صورت میں) ضرب لگانے والے کے قول کا اعتبار ہو اور اس پر نصف دیت لازم ہوگی ۶ھ	قاضیخان
۷۲	جب قاتل کو کسی اجنبی شخص (یعنی غیر وارث[۷]) نے قتل کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ قتل عمد ہو قصاص لازم ہے اور اگر وہ قتل خطأً ہو تو اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔ اور اگر اس قاتل کو اس اجنبی کے قتل کرنے کے بعد، مقتول کے وارث نے یہ کہا کہ میں نے اس اجنبی کو اس قاتل کے قتل کا حکم دیا تھا اور اس پر اس کے گواہ نہیں ہیں تو اس کے یوں کہنے کی تصدیق نہ کی جائے گی ۸ھ	محیط
۷۳	(ا) مسلمانوں اور مشرکوں کی دونوں صفیں (لڑائی میں) باہم متقابل ہوئیں تو کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو مشرک گمان کر کے قتل کر دیا تو اس قاتل پر قصاص لازم نہیں ہے البتہ اس پر کفارہ اور دیت لازم ہے۔	شرح جامع صغیر

۶ھ ۱۳/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ھ قتل کے وارث کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۷۲ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۲/۱۱۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

۸ھ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے (اس کی تصدیق نہ کی جائیگی) کہ اس سے اس کے غیر یعنی پہلے قاتل کے وارث کا حق ساقط ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۳ تا ص ۳۸۴ حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ کے دوسرے حاشیہ کا "ب" اور حکم نمبر ۲ب/۱۱۷۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا ومن لا یقتل — من یقتل قصاصا ومن لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱ —	قالوا انما تجب الدیة اذا کانوا مختلطین فان کان فی صف المشرکین لا تجب لسقوط عصمته بتکثیر سوادهم	کذا فی الهدایة
۷۴	ومن شهر علی المسلمین سیفا وجب قتله ولا شئ بقتله وکذلک اذا شهر علی رجل سلاحا فقتله او قتله غیره دفعا عنه فلا یجب بقتله شئ ولا یختلف بین ان یکون باللیل او النهار فی المصر او خارج المصر	کذا فی التبیین
۷۵	ومن شهر علیه عصا لیلا فی مصر او نهارا فی غیر مصر فقتله المشهور علیه عمدا فلا شئ علیه وان شهر علیه عصا نهارا فی المصر فقتله المشهور علیه عمدا قتل به عند ابی حنیفة رحمه الله وعندهما لا قصاص علیه	هکذا فی الکافی
۷۶	وان شهر المجنون علی غیره سلاحا فقتله المشهور علیه عمدا فعلیه الدیة فی ماله وعلی هذا الصبی والدابة	کذا فی الهدایة
۷۷	ومن شهر علی رجل سلاحا فضربه وانصرف ثم ان المضروب ضرب الضارب ضربة وقتله فعلی القاتل القصاص وهذا اذا ضربه الاول وکف عن الضرب علی وجه لا یرید ضربه ثانیا	کذا فی الکافی
۷۸	ومن شهر علی غیره سلاحا فی المصر فضربه ثم قتله الآخر فعلی القاتل القصاص معناه اذا ضربه فانصرف	کذا فی خزانة المفتین

۱؎ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "من کثر سواد قوم فهو منهم"، الحدیث یعنی جس نے کسی قوم کی جماعت میں اضافہ کیا تو وہ ان ہی میں سے ہے الخ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ صفحہ ۵۶۷ نیز حکم نمبر ۱۰۰۹/۱۱۷۰، ۱۰۰۹/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ، من شهر علی المسلمین سیفا فقد اطل دمه " الحدیث یعنی جس نے مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا (یعنی ہتھیار سے حملہ کیا) تو اس کے قتل کرنے میں قصاص نہیں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے بھی کہ وہ بغاوت کنندہ ہے اور اس کی بغاوت کی وجہ سے اس کے خون کی عصمت ساقط ہے نیز اس لئے اسے قتل کر سکتا ہے کہ اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچانے کے لئے اس حملہ آور نے راستہ متعین کر دیا ہے نیز لکھا ہے کہ ہتھیار سے "قتل کرنے میں دیر نہیں لگتی پس اسے بچاؤ حاصل کرنے کے لئے اس (حملہ آور) کے قتل کا احتیاج ہوتا ہے بمفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ صفحہ ۵۶۷، صفحہ ۵۶۸۔ حکم نمبر ۷۴ تا ۸۰/۱۱۷۱، ۶۰/۱۱۷۳، ۳۴، ۳۵/۱۱۹۰، ۱۳ اور ۱، ۲/۱۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب شخص نے کسی آدمی پر رات کے وقت یا دن کے وقت ہتھیار سے حملہ کیا یا رات کو شہر میں یا دن کو شہر سے باہر راستہ میں لاٹھی سے حملہ کیا اور اس حملہ آور کو اس آدمی نے عمداً قتل کر دیا تو اس پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے جیساکہ ہم نے بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہتھیار سے تو دیر نہیں لگی اور چھوٹی لاٹھی سے قتل کرنے میں اگرچہ دیر لگ سکتی ہے مگر رات کے

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — قصاص میں قابلِ قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۱ ـ	(ب) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ (اس مذکورہ صورت میں) دیت کا واجب ہونا تب ہوگا جب وہ باہم مختلط ہوں اور اگر وہ (مقتول مسلمان) مشرکوں کی صف میں تھا تو ان کی جماعت میں اضافہ کرنے کی وجہ سے اس (کے خون) کی عصمت ساقط ہو کر اس کی دیت لازم نہ ہوگی ۱ھ	ہدایہ
۷۴	جس شخص نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی (یعنی حملہ کیا)، تو اس کا قتل کر دینا واجب ہے اور اس کے قتل کر دینے میں (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے اسی طرح جب کسی (مسلمان) شخص نے کسی (مسلمان) آدمی پر ہتھیار اٹھایا (یعنی حملہ کیا) تو اس مسلمان نے اسے قتل کر دیا یا اس کے علاوہ کسی شخص نے اس (مسلمان) کے دفاع کے لئے ہتھیار سے حملہ کرنے والے اس شخص کو قتل کر دیا تو اس کے قتل میں (قصاص و دیت سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی ایسا واقعہ رات کو ہوا یا دن کو، شہر میں ہوا یا شہر سے باہر، حکم مختلف نہ ہوگا ۲ھ	تبیین
۷۵	(ا) جس شخص نے رات کے وقت شہر کے اندر یا دن کے وقت شہر کے باہر کسی مسلمان شخص پر لاٹھی اٹھائی (یعنی حملہ کیا) تو جس پر لاٹھی اٹھائی گئی اس نے اسے جان بوجھ کر قتل کر دیا تو اس پر (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے (ب) اور اگر دن کے وقت شہر کے اندر لاٹھی سے حملہ کیا تو جس پر حملہ کیا گیا اس نے اسے عمداً قتل کر دیا تو امام ابو حنیفہ رح کے ہاں قاتل کو اس کے قصاص میں قتل کیا جائے گا اور صاحبینؒ کے ہاں اس پر قصاص نہیں ہے ۳ھ	کافی
۷۶	(ا) اگر کسی مجنون شخص نے غیر مجنون پر ہتھیار سے حملہ کیا اور جس پر حملہ کیا گیا اس نے اسے عمداً قتل کر دیا تو اس پر اس کے مال میں دیت لازم ہے اور (نابالغ) بچہ اور جانور کی صورت میں بھی یہی حکم ہے ۴ھ	ہدایہ
۷۷	جس شخص نے کسی آدمی پر ہتھیار سے حملہ کیا اسے (ایک) ضرب لگائی اور واپس ہو گیا پھر مضروب نے ضرب لگانے والے کو ایسی ضرب لگائی کہ اسے قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص لازم ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ پہلے ضرب لگانے والے شخص نے اسے ضرب لگائی اور مزید ضرب لگانے سے بایں طور رک گیا کہ وہ اسے دوبارہ ضرب لگانے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے ۵ھ	کافی
۷۸	جس شخص نے شہر میں کسی آدمی پر ہتھیار سے حملہ کیا اور اسے (ایک) ضرب لگائی پھر ضرب لگانے والے شخص کو کسی اور شخص نے قتل کر دیا تو قاتل پر قصاص لازم ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب ضرب لگانے والے اس شخص نے اسے ضرب لگائی تو واپس ہو گیا (اور اس کا ارادہ مزید ضرب کا نہ تھا) ۶ھ	خزانۃ المفتین

وقت مدد نہیں پہنچتی اور اسی طرح دن کے وقت شہر سے باہر راستہ میں مدد نہیں پہنچتی پس اس نے حملہ آور کو قتل کیا تو اس کا خون رائیگاں ہے اور مشائخ نے کہا ہے کہ اگر لاٹھی ایسی ہو کہ اس سے قتل کرنے میں دیر نہیں لگے گی کیوں کہ وہ لاٹھی بڑی ہے تو صاحبینؒ کے ہاں اس کے متعلق ہتھیار کی طرح ہونے کا احتمال ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۷، ص ۵۶۸ حکم نمبر ۳/۱۱۷۰ مع حواشی اور حکم نمبر ۴/۱۱۰۱ مع حاشیہ نیز ۱۳/۱۱۹۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۴ھ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ کیونکہ اس نے معصوم مملوک مال کو عمداً تلف کیا ہے اس لئے کہ جانور کا فعل اس کی عصمت ساقط نہیں کرتا اور یہی حال مجنون اور بچہ کا ہے بایں وجہ کہ ان کا اختیار صحیح نہیں ہے اور چونکہ ان کی شر کے دفعیہ کے لئے مبیح امر موجود ہے لہٰذا قصاص واجب نہ ہوگا اور دیت واجب ہوگی اور حاشیہ میں بحوالہ عنایہ لکھا ہے کہ اس جانور کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۵۶۸ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۹، ۲۰/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۵ھ حکم نمبر ۴۲/۱۱۰۱ مع حاشیہ اور ۱/۱۱۷۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۶ھ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ (مذکورہ صورت میں) اسکے واپس ہونے سے وہ محارب نہ رہا اور اسکی عصمت لوٹ آئی اور حاشیہ میں ہے کہ جب اس پر ہتھیار اٹھایا تو اسکی شر سے بچنے کیلئے اسکا خون حلال ہو گیا اور جب حملہ آور نے اسے قتل نہ کیا اور رک گیا تو اسکی شر دفع ہو گئی لہٰذا اسکے خون کی عصمت لوٹ آئی پس اسے قتل کرنا معصوم شخص کا قتل قرار پا کر قابل قصاص ہوگا مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۵۶۸ حکم نمبر ۴۲/۱۱۷۱ مع حاشیہ ۳/۲۶۷ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا و من لا یقتل — من یقتل قصاصا و من لا یقتل	حوالہ
۱۱۷۱-۷۹	ومن دخل علیه غیره لیلا واخرج السرقة فاتبعه وقتله فلا شئ علیه وتأویل المسألة ان کان لا یتمکن من الاسترداد الا بالقتل	کذا فی الهدایة
۸۰	واما انه لو صاح به یترک ما اخذه و یذهب فلم یفعل هکذا ولکن قتله کان علیه القصاص	کذا فی العینی شرح الهدایة
	والله اعلم	

ے۱ حکم نمبر ۸۰، ۷۹/۱۱۷۱ اور ۶۳ تا ۱۷/۴۶۸ مع حواشی اور ۳۴، ۳۵/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ے۲ ۷۹، ۸۰/۱۱۷۱ اور ۶۳ تا ۱۷/۴۶۸ مع حواشی اور ۳۴، ۳۵/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو شخص قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام قصاص میں قابل قتل اور ناقابل قتل شخص کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۹-۱۱۷۱	جس شخص پر رات کے وقت کوئی آدمی داخل ہوا اور چوری کے لئے مال نکالا پس اس (مالک) نے اس کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا تو اس پر (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے اور اس مسئلہ کی تأویل یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ اس کے قتل کے بغیر اس سے چوری کا مال واپس نہ لے سکتا تھا [۱]	ہدایہ
۸۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ (مالک) زور سے آواز کرتا تو وہ (چور) لیا ہوا مال چھوڑ کر چلا جاتا مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ اسے قتل کیا تو اس پر قصاص لازم ہے [۲][۳]	عینی شرح ہدایہ
	واللہ اعلم	

[۳] قصاص کی مزید جزئیات کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	فیمن یستوفی القصاص	الباب الثالث فیمن یستوفی القصاص	دفعات و شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث فیمن یستوفی القصاص

دفعات ۱۱۷۲ تا ۱۱۷۲ - عنوان ۱ - تعداد شق ۱۴

۱۱۷۲- مستوفی القصاص

تعداد شق ۱۴

۱	للاب استیفاء القصاص لابنه الصغیر فی النفس و فیما دون النفس و یستحق القصاص من یستحق میراثه علی فرائض الله تعالٰی فیدخل فیه الزوج و الزوجة و کذا الدیة	کذا فی فتاوی قاضیخان

له جان یا جان سے کم میں باپ یا وصی یا حاکم مجاز کی طرف سے قصاص لینے یا صلح کرنے یا معاف کرنے کے حق کے متعلق مندرجہ حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) فتاوی قاضی خان میں

(۱) باپ کے متعلق لکھا ہے کہ باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے چھوٹے (یعنی نابالغ) بیٹے کی جان تلف کرنے کا قصاص لے اور باپ کو یہ حق (بھی) حاصل ہے کہ وہ جان سے کم تلف کرنے کا قصاص لے باپ کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ جان تلف کرنے اور جان سے کم تلف کرنے میں صلح کرے (البتہ حکم ۱/۱۱۷۵ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۶۸/۱۱۷۱ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۹ و ۱/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں) (۲) وصی (یعنی وصیت یافتہ) کے متعلق لکھا ہے کہ وصی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ (موصی لہ کی) جان تلف کرنے کا قصاص لے البتہ اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ جان سے کم تلف کرنے میں قصاص لے۔ وصی کو یہ حق (بھی) حاصل ہے کہ وہ جان سے کم تلف کرنے میں صلح کرلے اور جان تلف کرنے میں صلح کرنے کے (حق کے) متعلق روایات مختلف ہیں، جامع صغیر میں ہے کہ اسے یہ حق حاصل ہے اور الصلح میں مذکور ہے کہ اسے یہ حق نہیں ہے۔

(۳) قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے متعلق لکھا ہے کہ امام محمدؒ سے بعض روایات میں مذکور ہے کہ قاضی، چھوٹے (یعنی نابالغ) کا قصاص لینے کا حق نہیں رکھتا نہ جان میں اور نہ جان سے کم میں اور نہ اسے صلح کرنے کا حق ہے اور الصلح میں مذکور ہے کہ جب کسی نے کسی ایسے آدمی کو عمداً قتل کیا جس کا کوئی وارث نہیں تو امام (یعنی حاکم مجاز) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس قاتل کو قصاص میں قتل کردے اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ صلح کرے اور اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ معاف کردے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۴۲ ملخصا

(ب) رد المحتار میں ہے کہ حاصل یہ ہے کہ جیسا کہ غایۃ البیان میں البزدوی سے منقول ہے کہ

(۱) اس پر روایات متفق ہیں کہ باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جان تلف کرنے کا قصاص لے اور اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ جان سے کم میں قصاص لے باپ کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ جان میں اور جان سے کم میں صلح کرے باپ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ معاف کردے (البتہ در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۲ میں ہے کہ جان یا جان سے کم میں باپ دیت سے کم پر صلح کرلے تو صحیح نہیں بلکہ پوری دیت واجب ہوگی۔ وھکذا فی النھایۃ)

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب، جو شخص قصاص لینے کا حق دار ہے اسکے احکام — قصاص لینے کا حق دار اور اسکے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب، جو شخص قصاص لینے کا حق دار اور اس کے احکام

دفعات ۱۱۷۲ تا ۱۱۷۲ - عنوان ۱ - تعداد شق ۱۴

۱۱۷۲ - قصاص لینے کا حق دار

اور اس میں ۱۴ شقیں ہیں

۱ (۱) باپ کو اپنے چھوٹے (یعنی نابالغ) بیٹے کا قصاص لینے کا حق حاصل ہے جان (تلف کرنے کے قصاص) میں بھی اور جان سے کم (تلف کرنے کے قصاص) میں بھی ۱؎ اور ہر وہ شخص قصاص لینے کا حق رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں کے بموجب میراث میں مستحق ہے ۲؎ پس قصاص لینے کے حق میں خاوند اور بیوی بھی داخل ہوں گے اور اسی طرح دیت کے متعلق حکم ہے۔ — قاضیخان

---

(۲) اسپر بھی روایات متفق ہیں کہ وصی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جان تلف کرنیکا قصاص لے البتہ وصی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جان سے کم تلف کرنے کا قصاص لے۔ وصی کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ جان سے کم میں صلح کرے اور وصی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ معاف کردے۔ اور اسمیں روایات مختلف ہیں کہ وصی، جان تلف کرنے کی صورت میں مال پر صلح کرسکتا ہے یا نہ، جامع صغیر میں ہے کہ اسکی یہ صلح صحیح ہے اور کتاب الصلح میں ہے کہ صحیح نہیں ہے اور الرملیؒ نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے (یعنی یہ کہ جامع صغیر کی روایت کو ترجیح ہے)

(۳) درمختار میں ہے کہ مذکورہ جملہ احکام میں زیادہ صحیح حکم کے بموجب، قاضی، باپ کے حکم میں ہے، مثلاً کوئی شخص قتل ہوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے، تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ وہ قاتل کو قصاص میں قتل کردے اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ صلح کرلے۔ البتہ اسے یہ حق حاصل نہیں ہے، کہ وہ معاف کردے اسلئے اسمیں عام لوگوں کیلئے ضرر ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار و درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۲، ص ۳۸۳۔ حکم نمبر $\frac{1 \text{ تا } 9}{1172}$، $\frac{17}{1175}$ نیز حکم نمبر $\frac{10}{1172}$، $\frac{26}{1190}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ (ا)۔ چنانچہ مستحقین قصاص کی ترتیب کے متعلق بحوالہ الحمادیہ کتاب الاختیار میں ہے کہ قصاص لینے کے حق میں زیادہ حقدار، مقتول کا بیٹا ہے پھر بیٹے کا بیٹا نیچے کے سلسلہ تک پھر باپ پھر باپ کا باپ اوپر کے سلسلہ تک پھر وہ بھائی جو ماں اور باپ کی طرف ہو (یعنی سگا بھائی ہو) پھر وہ بھائی جو باپ کی طرف سے ہو پھر ماں اور باپ کی طرف سے بھائی کا بیٹا پھر باپ کی طرف سے بھائی کا بیٹا پھر (حقیقی) چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا علی الترتیب۔ ماخوذ از کتاب الاختیار مترجم مولانا سلامت علی ص ۲۳۴ بحوالہ الحمادیہ اور عاقلہ میں ترتیب کے متعلق حکم نمبر $\frac{4}{1188}$ ملاحظہ ہو (مترجم) (ب) رد المحتار میں ہے کہ قصاص کے وارث کو حق حاصل ہے کہ وہ خود قصاص لے یا قصاص لینے کے لئے کسی غیر کو کہے جیسا کہ بزازیہ میں صراحت ہے لیکن اس غیر کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے مؤکل کی غیر حاضری میں قصاص لے جیسا کہ القہستانی میں ہے مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۳، ص ۳۸۴۔ حکم نمبر $\frac{72}{1171}$ نیز حکم نمبر $\frac{2}{1172}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثالث فیمن یستوفی القصاص — فیمن یستوفی القصاص	حوالہ
۱۱۷۲-۲	ولیس لبعض الورثة استیفاء القصاص اذا کانوا کبارا حتی یجتمعوا ولیس لهم ولا لاحدهم ان یؤکل باستیفاء القصاص	كذا في فتاوى قاضيخان
۳	والقصاص یستحقه المقتول ثم یخلفه وارثه	كذا في الهداية
۴	واذا قتل الرجل عمدا وله ولی واحد فله ان یقتله قصاصا قضی القاضی به او لم یقض ویقتله بالسیف ویحز رقبته واذا اراد ان یقتله بغیر السیف منع عن ذلك ولو فعل ذلك یعزر الا انه لا ضمان علیه ویصیر مستوفیا حقه بای طریق قتله	كذا في المحيط
۵	اذا قتل ولی المعتوه فلابیه ان یقتل وله ان یصالح ولیس له ان یعفو وكذلك ان قطعت ید المعتوه عمدا والوصی بمنزلة الاب فی جمیع ذلك الا انه لا یقتل یندرج تحت هذا الاطلاق الصلح عن النفس واستیفاء القصاص فی الطرف والصبی بمنزلة المعتوه فی هذا والقاضی بمنزلة الاب فی الصحیح	كذا في الهداية
۶	واجمعوا علی ان القصاص اذا کان کله للصغیر لیس للاخ الکبیر ولایة الاستیفاء	كذا في المحيط

۱؎ اور اگر وارثِ قصاص غیر بالغ ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۱۷۲ ، ۱۷/۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحؒ کے ہاں قتل کے ثابت کرنے میں مدعی اور مدعا علیہ کی طرف سے وکالت مقبول ہے۔ امام ابو یوسف رحؒ کے آخری قول میں مقبول نہیں ہے اور امام محمد رحؒ کا قول مضطرب ہے نیز لکھا ہے کہ جان کا قصاص اور جان سے کم کا قصاص لینے کے لئے ہمارے ہاں وکیل تب ہی قصاص لے گا کہ مؤکل حاضر ہو (حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ کے دوسرے حاشیہ کا "ب" ملاحظہ ہو) وکیل جب قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی مجلس میں یہ اقرار کرے کہ (قصاص) طلب کرنے والے نے معاف کر دیا ہے تو اس کا یہ اقرار صحیح قرار پاتا ہے اسی طرح (قصاص کے لئے) مطلوب شخص (یعنی مدعا علیہ) اپنے مؤکل پر قصاص واجب ہونے کا اعتراف کرے تو اس کا یہ اقرار از روئے قیاس صحیح قرار پاتا ہے اور از روئے استحسان صحیح نہیں قرار پاتا۔ نیز لکھا ہے کہ قتل خطا ثابت کرنے کے لئے وکالت، اور عمدا ایسے زخم، جن میں قصاص نہیں ہوتا انہیں ثابت کرنے کے لئے وکالت، بمنزلہ وکالت بالمال کے ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۳، ص ۴۵۴ حکم نمبر ۱۵۲/۴۶۶ نیز حکم نمبر ۱۹/۴۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	تیسرا باب، جو شخص قصاص لینے کا حق دار ہے اسکے احکام — قصاص لینے کا حق دار اور اس کے احکام کا بیان	دفعات شق نمبر
قاضیخان	(ا) جب وارث لوگ بالغ ہوں تو جب تک وہ سب متفق نہ ہوں تب تک بعض وارثوں کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ قصاص لیں[1] (ب) اور سب وارثوں یا کسی ایک وارث کو یہ حق نہیں ہے وہ کسی کو اپنا وکیل کرے کہ وہ قصاص لے لے[2]	۱۱۷۲-۲
ہدایہ	قصاص لینے کا اصل مستحق مقتول ہوتا ہے پھر اس کا وارث بطور خلیفہ (یعنی بطور نائب اور قائمقام کے) قصاص کا مستحق ہوتا ہے[3]	۳
محیط	(ا) جب کوئی آدمی عمداً قتل کیا گیا اور اس کا ایک ہی وارث ہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس قاتل کو قصاص میں قتل کر دے خواہ قاضی نے اس کے قصاص کا فیصلہ دیا ہو یا نہ (ب) قاتل سے قصاص لینے میں، مقتول کا وارث اسے تلوار سے قتل کرے گا اور اس کی گردن کاٹے گا (ج) اور اگر (مقتول کا) وارث، قاتل کو تلوار کے علاوہ کسی اور چیز سے قتل کرنے کا ارادہ کرے تو اسے اس سے منع کیا جائے گا اور اگر اس نے اسے تلوار کے علاوہ سے قتل کیا تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی لیکن اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے (د) اور اس نے جس طریق سے بھی اسے قتل کیا وہ (قصاص لینے کے متعلق) اپنا حق پالینے والا قرار پائے گا[4]	۴
ہدایہ	(ا) معتوہ (یعنی خفیف العقل، مدہوش شخص) کا ولی (یعنی قریبی وارث) قتل کیا گیا تو اس (معتوہ) کے باپ کو حق حاصل ہے کہ وہ اس (کے قصاص میں) قاتل کو قتل کر دے اور اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ صلح کرے البتہ اسے یہ حق نہیں ہے کہ معاف کر دے۔ اسی طرح اگر معتوہ کا ہاتھ عمداً کاٹا گیا تو یہی حکم ہے (یعنی اس کے ولی کو قصاص اور صلح کا حق ہے معاف کرنے کا حق نہیں ہے[5]) (ب) اور وصی (یعنی وصیت یافتہ) ان مذکورہ احکام میں بمنزلہ باپ کے ہے سوائے اس کے کہ وہ (قاتل کو قصاص میں) قتل نہیں کر سکتا۔ اور (وصی کے متعلق) اس (مذکورہ) اطلاق کی ذیل میں، جان (تلف کرنے) میں صلح کرنا اور عضو (تلف کرنے) میں قصاص لینا شامل ہے اور (ان احکام میں) نابالغ بچہ معتوہ کے حکم میں ہے (ج) اور قاضی (یعنی حاکم مجاز) صحیح حکم کے بموجب بمنزلہ باپ کے ہے[6]	۵
محیط	اور اس پر (فقہا کا) اجماع ہے کہ جب قصاص لینے کا حق کل کا کل نابالغ کے لئے ہو تو بڑے بھائی کو قصاص لینے کی تولیت حاصل نہیں ہے[7]	۶

[3] ۱۳/۱۱۷۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ مع حواشی اور ۳۳/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] چنانچہ ہدایہ مع بین السطور و حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ جب معتوہ شخص کا ولی قتل کیا گیا تو معتوہ کے باپ کو حق حاصل ہے کہ وہ قصاص میں قاتل کو قتل کر دے مثلاً جب معتوہ کا بیٹا قتل کیا گیا تو معتوہ کے باپ کو یعنی مقتول کے دادا کو قصاص لینے کا حق حاصل ہے اس لئے کہ قصاص سینوں کی تشفی کے لئے مشروع ہے اور باپ کے ہاں بیٹے کا ضرر اپنا ہی ضرر قرار پاتا ہے پس اسے قصاص حاصل کرنے کی تولیت حاصل ہے اور بھائی کے متعلق ایسا نہیں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور و حاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۴ ملاحظہ ہو معتوہ کے مفہوم کے متعلق حکم ۹/۴۹۳ کا پہلا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۵/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثالث فیمن یستوفی القصاص — فیمن یستوفی القصاص	حوالہ
۱۱۷۲ — ۷	واذا کان القصاص بین صغیر وکبیر فللکبیر استیفاؤہ عند ابی حنیفۃ رح وقالا لیس لہ ذلک الا ان یکون الشریک اباله فیستوفیہ وعلی ھذا الخلاف اذا کان شریک الکبیر معتوھا او مجنونا وھواخ لہ وکذلک للسلطان استیفاؤہ مع الکبیر عندہ خلافا لھما رح	کذا فی محیط السرخسی
۸	ولو کان الکل صغارا قیل الاستیفاء الی السلطان وقیل ینظر الی بلوغھم او بلوغ احدھم	کذا فی محیط السرخسی
۹	ومن قتل ولا ولی لہ فللسلطان ان یستوفی القصاص وکذلک القاضی	کذا فی الاختیار شرح المختار
۱۰	واذا قتل العبد عمدا فالقصاص لسیدہ والمدبر والمدبرۃ وام الولد وولدھا بمنزلۃ العبد	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	رجل لہ عبدان قتل احدھما الآخر عمدا فللمولی ان یستوفی القصاص من القاتل	کذا فی المحیط
۱۲	فی المبسوط عبد مشترک بین الصغیر والکبیر فقتل لیس للکبیر استیفاء القصاص قبل ان یدرک الصغیر بالاجماع ؎	کذا فی العینی شرح الھدایۃ
۱۳	ولو قتل رجلان رجلا فعفی الولی عن احدھما کان لہ ان یقتل الآخر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۴	وکذا لو قتل رجل رجلین فعفی احد ولی المقتولین فلولی الآخر ان یقتلہ واللہ اعلم	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ جیسا کہ الجوھرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم (خارجی) سے قصاص لیا تھا حالانکہ حضرت علی رضہ کی اولاد میں نابالغ بھی تھے اور حضرت علی رضہ نے حضرت حسن رضہ کو ایک ہی ضرب سے قصاص لینے کی وصیت کی تھی الخ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ الجوھرۃ النیرہ ج ۲ ص ۲۰۷۔ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱، ۱۲/۱۱۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱، ۱۲/۱۱۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۱، ۱۲/۱۱۷۲، ۲۶/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۲ نیز ۷/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹؎ فتاوی عالمگیری مترجم ہامل متن کی اشاعت ہذا میں کئی اہل علم کے مشورہ کے بموجب، غلاموں سے متعلق خصوصی احکام اور ان کا ترجمہ، آجکل چنداں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر قابل ترک ہے چنانچہ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ کے بعد تقریباً ۱۲ احکام، ۲۱/۱۱۷۹ کے بعد ۱۴، ۱۶/۱۱۸۰ کے بعد ۹، حکم نمبر ۱۹/۱۱۸۰ کے بعد ۲

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب۔ جو شخص قصاص لینے کا حق دار ہے اسکے احکام۔ قصاص لینے کا حق دار اور اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۲-۷	جب قصاص لینے کا حق نابالغ اور بالغ کے مابین مشترک ہو تو (ا) امام ابو حنیفہ رح کے ہاں قصاص لینے کا حق بالغ شخص کے لئے ہے [1] اور صاحبین رح کا قول یہ ہے کہ اسے یہ حق نہیں ہے لیکن اگر وہ شریک اس (نابالغ) کا باپ ہو تو وہ قصاص لینے کا حق رکھتا ہے (ب) اس مذکورہ اختلاف پر اس صورت کا حکم ہے کہ، جب (قصاص لینے کے مشترک حق میں) اس بالغ کا شریک معتوہ شخص یا مجنون شخص ہو اور وہ اس کا بھائی ہو (ج) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح امام ابو حنیفہ رح کے ہاں اس بالغ (شریک) کے ساتھ سلطان کو بھی قصاص لینے کا حق ہے اور صاحبین رح کا اختلاف ہے [2]	محیط سرخسی
۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ سب (یعنی قصاص لینے کا حق رکھنے والے سب کے سب) نابالغ ہوں تو اس کے حکم کے متعلق (ا) بعض کا قول یہ ہے کہ قصاص لینے کا حق سلطان کو ہے (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان سب کے بالغ ہونے تک یا ان میں سے کسی ایک کے بالغ ہونے تک انتظار کیا جائیگا [3]	محیط سرخسی
۹	جو شخص قتل کیا گیا اور اس کا کوئی ولی (یعنی وارث) نہیں ہے تو سلطان کو اس کا قصاص لینے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو بھی قصاص لینے کا حق حاصل ہے [4]	اختیار شرح مختار
۱۰	جب کوئی غلام شخص عمداً قتل کیا گیا تو اس کا قصاص لینے کا حق اس کے آقا کو ہے اور مدبر غلام، مدبرہ باندی، ام ولد باندی اور اس کا بچہ (جو اس کے آقا کے علاوہ کسی شوہر سے ہو اس میں) بمنزلہ غلام کے ہیں [5]	محیط سرخسی
۱۱	کسی شخص کے دو غلام ہیں ان میں سے ایک نے دوسرے کو عمداً قتل کر دیا تو آقا کو حق حاصل ہے کہ وہ قاتل (غلام) سے قصاص لے [9]	محیط
۱۲	مبسوط میں ہے کہ ایک غلام نابالغ اور بالغ کے مابین مشترک تھا پس وہ قتل کیا گیا تو بالاجماع حکم یہ ہے کہ اس نابالغ کے بالغ ہونے سے پہلے اس بالغ کو اس کا قصاص لینے کا حق نہیں ہے [8] [9]	عینی شرح ہدایہ
۱۳	دو شخصوں نے ایک آدمی کو قتل کیا تو (مقتول کے) ولی نے ان دونوں میں سے ایک کو معاف کر دیا تو ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے قاتل کو (قصاص میں) قتل کر دے [10]	قاضیخان
۱۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر ایک شخص نے دو آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان مقتولوں میں سے ایک مقتول کے ولی نے (قاتل کو) معاف کر دیا تو دوسرے مقتول کے ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ قاتل کو قصاص میں قتل کر دے [11] واللہ اعلم	قاضیخان

۴۴/۱۱۸۱ کے بعد سے ۵، ۱۱۲/۱۱۸۱ کے بعد سے ۲، ۱۶۴/۱۱۸۱ کے بعد سے ۲۰، ۳۰/۱۱۸۲ کے بعد سے ۶، ۷۰/۱۱۸۲ کے بعد سے ۱۱۸۳ تا سے ۱۱۸۶، ۶۲/۱۱۸۷ کے بعد سے ۱۰، ۴۰/۱۱۸۸ کے بعد سے ۳، ۴۵/۱۱۸۸ کے بعد سے ۱ اور ۴۸/۱۱۸۸ کے بعد سے ۱ حکم کا اندراج متروک ہے۔ جیسا کہ ہر متعلقہ نمبر پر بھی اس کے متعلق نوٹ دے دیا گیا ہے (مترجم) [10] حکم نمبر ۱۳/۱۱۷۵ نیز ۱۴/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] حکم نمبر ۱۴/۱۱۷۵ نیز ۱۳/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیمادون النفس — القصاص فیمادون النفس	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس

دفعات ۱۱۷۳ تا ۱۱۷۳ عنوان ۱ تعداد شق ۱۱۳

۱۱۷۳- القصاص فیمادون النفس تعداد شق ۱۱۳

دفعات شق نمبر	متن	حوالہ
۱	ویعتبر فیمادون النفس المساواۃ فی البدل فلا تقطع الیمنی بالیسری ولا الیسری بالیمنی ولا الصیحۃ بالشلاء ولا ید المرأۃ بید الرجل ولا ید الرجل بید المرأۃ ولا تقطع ید الحر بید العبد ولا ید العبد بید الحر ولا ید العبد بید العبد فان الواجب فی ید العبد نصف قیمتہ والقیمۃ مختلفۃ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۲	ویجب القصاص فی الاطراف بین المسلم والکافر یعنی الذمی وکذا بین المرأتین الحرتین والمسلمۃ والکتابیۃ وکذا بین الکتابتین	کذا فی الجوھرۃ النیرۃ
۳	ولا قصاص فی شئ من الشعور	کذا فی الذخیرۃ
۴	ولا قصاص فی جلد الرأس او البدن اذا قطع منھا شئ وکذا فی لحم الخدین والظھر والبطن اذا قطع منھا شئ وکذا فی الذقن	کذا فی المحیط

۱؎ قصاص واجب ہونے کیلئے دیگر متعلقہ امور کے علاوہ اس جنایت کا عمداً ہونا بھی ضروری ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱۱۶۹/۱ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۱۱۷۰/۳، ۱۱۷۲/۱ اور ۱۱۷۸/۱۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور جن جرائم میں قصاص لازم نہیں ہوتا ان میں ان کی نوعیت رکیفیت کے بموجب، دیت وارش کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۸۹ وغیرہ ملاحظہ ہوں اور تعزیری سزا کے متعلق حکم نمبر ۶۷۴/۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ جن میں قصاص واجب ہو اس میں اعضاء کے چھوٹے بڑے ہونے میں مساوات کا اعتبار نہیں ہے پس طویل کو قصیر کے قصاص میں اور بڑے ہاتھ کو چھوٹے ہاتھ کے قصاص میں کاٹا جائے گا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۳۵۔ حکم نمبر ۱۱۷۳/۳۸، ۴۰، ۶۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جان تلف کرنے میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۱۶۹ تا ۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں اور جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے عام احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۳/۱ تا ۲، بالوں کے متعلق ۱۱۷۳/۳، جلد اور گوشت کے متعلق ۱۱۷۳/۴، تھپڑ اور چھڑی وغیرہ سے ضرب کے متعلق ۱۱۷۳/۵، ۱۱۹۰/۲۴، ہڈی توڑنے کے متعلق ۱۱۷۳/۶ میں، جوڑ سے قطع کرنے کے متعلق ۱۱۷۳/۷، ۱۱۹۰/۲۵ آنکھ کے متعلق ۱۱۷۳/۸ سے، کان کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا باب، جان سے کم (تلف کرنے) میں قصاص کے احکام

دفعات ۱۱۷۳ تا ۱۱۷۳ عنوان ۱ تعداد شق ۱۱۳

دفعات و شق نمبر		حوالہ
۱۱۷۳ -	**جان سے کم (تلف کرنے) میں قصاص** اور اسمیں ۱۱۳ شقیں ہیں	
۱	جان سے کم (تلف کرنے) کے قصاص میں [۱] مساوات کا اعتبار ہے [۲] پس دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے بدلہ میں، نہ کاٹا جائے گا اور نہ بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے بدلہ میں، نہ صحیح ہاتھ شل (یعنی بیکار، فالج زدہ) ہاتھ کے بدلہ میں، نہ عورت کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کے بدلہ میں، نہ مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ کے بدلہ میں، اور نہ آزاد شخص کا ہاتھ غلام شخص کے ہاتھ کے بدلہ میں، نہ غلام شخص کا ہاتھ آزاد شخص کے ہاتھ کے بدلہ میں، اور نہ غلام کا ہاتھ غلام کے بدلہ میں کاٹا جائے گا، اس لیئے کہ غلام شخص کے ہاتھ کے بدلہ میں اس (غلام) کی نصف قیمت واجب ہوتی ہے اور قیمت مختلف ہوتی ہے [۳]	قاضیخان
۲	اعضاء کے قصاص میں مسلمان اور کافر یعنی ذمی کے مابین قصاص واجب ہوتا ہے اسی طرح دو آزاد عورتوں کے مابین اور مسلمان عورت اور کتابیہ عورت کے مابین قصاص واجب ہوتا ہے اور اسی طرح دو کتابیہ عورتوں کے مابین قصاص واجب ہوتا ہے [۴]	جوہرہ نیرہ
۳	بالوں [۵] کے (تلف کرنے) میں قصاص نہیں ہے۔	ذخیرہ
۴	جب سر یا بدن کی [۶] جلد کا تھوڑا سا حصہ قطع کیا جائے تو اس میں قصاص نہیں ہے اسی طرح جب رخساروں، پیٹھ اور پیٹ کے گوشت سے تھوڑا سا حصہ قطع کیا جائے تو اس میں قصاص نہیں ہے اسی طرح ٹھوڑی کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔	محیط

متعلق ۳۶/۱۱۷۳ سے، ناک کے متعلق ۲۹/۱۱۷۳ سے، ہونٹ کے متعلق ۳۶/۱۱۷۳ سے، زبان کے متعلق ۳۷/۱۱۷۳ سے، دانت کے متعلق ۳۸/۱۱۷۳ سے، ہاتھ پاؤں، ان کی انگلیوں، پوروں اور ناخن کے متعلق ۶۱/۱۱۷۳ سے، خصیتین، حشفہ اور ذکر کے متعلق ۱۰۸/۱۱۷۳ سے احکام شروع ہوتے ہیں اور دیت کے متعلق ۱۰/۱۱۷۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] اور جان کے قصاص کی صورت میں مسلمان اور کافر کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۱۱/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] بالوں میں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۹، ۸/۱۱۷۰، ۳/۱۱۷۳ اور ۱۴/۱۱۷۷ اور ان میں موجب دیت و غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ۱۰ تا ۲۷، ۳۲، ۳۳ تا ۴۳، ۶۳/۱۱۷۷، ۳۴، ۳۵، ۳۸/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] جلد اور گوشت میں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۹، ۸/۱۱۷۰، ۴۰۱/۱۱۷۳ اور ان میں موجب دیت و غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۶۳/۱۱۷۷، ۸/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۷۳ ۱۱-۵	ولا قصاص للطمة ولا للكمة او الوجأة والدقة	كذا في الجوهرة النيرة
۶	ولا قصاص في العظم الا في السن	كذا في الكافي
۷	كل قطع من مفصل ففيه القصاص في ذلك الموضع فاما كل قطع لا يكون من مفصل بل يكون بكسر العظم فانه لا يجب القصاص عندنا	كذا في المبسوط
۸	ومن ضرب عين رجل فذهب ضوؤها وهي باقية فعليه القصاص بان تحمى له مرآة ثم تقرب منها ويربط على عينه الاخرى وعلى وجهه قطن رطب وتقابل عينه بالمرآة فيذهب ضوءها	هكذا في الكافي
۹	وتكلموا في معرفة ذهاب البصر قال محمد بن المقاتل الرازيؒ يقابل عينه بالشمس مفتوحة فان دمعت علم ان الضوء باق وان لم تدمع علم ان الضوء قد ذهب وذكر الطحاويؒ ان يلقى بين يديه حية فان هرب من الحية علم انه لم يذهب وقال محمدؒ ينظر الى البصر اهل البصر وان لم يعلم ذلك يعتبر فيه الدعوى والانكار والقول قول الجاني مع يمينه على البتات	كذا في الظهيرية
۱۰	ذكر الكرخيؒ انه لا قصاص اذا قورت او انخسفت	كذا في المحيط

۱؎ تھپڑ اور چھڑی وغیرہ میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۵/۱۱۷۳، ۴۰، ۴۲/۱۱۷۱ اور ان میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۴/۱۱۷۰ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ، ۴۳ تا ۴۵/۱۱۷۹، ۲۴/۱۱۹۰ اور ۱۹، ۱/۳۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ الجوهرة النيرة میں پوری عبارت یوں ہے "لا قصاص في اللطمة واللكمة والكزة والوجأة والدقة الخ" ماخوذ از الجوهرة النيرہ ج ۲ ص ۲۱۱ یعنی تھپڑ مارنے، مکا اور گھونسہ مارنے، سیکڑنے، چھڑی یا ہاتھ سے مارنے اور کوٹ دینے میں قصاص نہیں ہے۔ لطمة یعنی تھپڑ مارنا ماخوذ از المنجد ص ۱۱۵۶، لكمة یعنی مکا اور گھونسہ مارنا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۱۲۷، الكزة یعنی کسی شی کو تنگ کرنا، سکڑنا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۰۹۰، الوجأة یعنی چھڑی یا ہاتھ سے مارنا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۳۴۲، الدق یعنی کوٹ کر باریک کرنا۔ ماخوذ از المنجد ص ۳۸۸ (مترجم) ۳؎ ہڈی توڑنے میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۶، ۷، ۳۴، ۳۸، ۷۱، ۹۲، ۹۵/۱۱۷۳، ۸۲/۱۱۷۷ اور اس میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۹۵/۱۱۷۳، ۶۳، ۷۲ تا ۷۴، ۸۱ تا ۸۴/۱۱۷۷، ۴۰/۱۱۹۰ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جوڑ سے قطع کرنے میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۷/۱۱۷۳، ۲۵/۱۱۹۰ اور اس میں موجب دیت وغیر موجب احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۶۳/۱۱۷۷، ۸/۱۱۸۹، ۲۵/۱۱۹۰ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ آنکھ میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱۱ تا ۲۵/۱۱۷۳، ۳۴، ۳۵/۱۱۹۰ اور اسمیں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۳۰ تا ۳۴، ۴۳/۱۱۷۷، ۱۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ، ۳۶، ۳۷/۱۱۷۸ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور حاشیہ میں بحوالہ رد المحتار لکھا ہے کہ بعض علماءؒ نے لکھا ہے کہ یہاں آئینہ سے مراد کانچ کا شیشہ نہیں ہے بلکہ ایسا صیقل شدہ فولاد مراد ہے جس میں چہرہ دیکھا جاتا ہے۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۵۲۹ وهكذا في رد المحتار

دفعہ و شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۱۱-۵	لطمہ (یعنی تھپڑ مارنے)، لکمہ (یعنی مکا مارنے)، الوجأۃ (یعنی ہاتھ یا چھری سے مارنے) اور الدقۃ (یعنی کوٹنے یا توڑنے) میں قصاص نہیں ہے ؎۲	جوہرہ نیرہ
۶	ہڈی ؎۳ (توڑنے) میں قصاص نہیں ہے مگر دانت میں قصاص ہے۔	کافی
۷	ہر ایسا قطع کرنا جو (جسم کے) جوڑ ؎۴ سے ہو اس میں (جسم کے) اسی جگہ میں سے قصاص ہوگا اور ہر ایسا قطع کرنا جو جوڑ سے نہ ہو بلکہ ہڈی ٹوٹ کر قطع ہوا ہو تو اس میں ہمارے ہاں قصاص واجب نہ ہوگا	مبسوط
۸	جس شخص نے کسی آدمی کی آنکھ ؎۵ کو (عمداً) ضرب لگائی اور (اس سے) اس کی بینائی جاتی رہی اور آنکھ باقی رہی تو اس پر قصاص لازم ہے اس قصاص کے لئے یوں ہو سکتا ہے کہ آئینہ ؎۶ گرم کیا جائے پھر اسے اس کی آنکھ کے قریب کیا جائے اسکی دوسری آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے اس کے چہرے پر بھیگی ہوئی روئی رکھ دی جائے اور اس کی وہ آنکھ اس گرم آئینہ کے مقابل کی جائے تو آنکھ باقی رہے گی اور) اس کی بینائی جاتی رہے گی ؎۷	کافی
۹	بینائی جاتے رہنے کی پہچان کے متعلق، فقہاءؒ نے گفتگو کی ہے (ا) محمد بن المقاتل الرازیؒ کا قول ہے کہ اس کی کھلی آنکھ سورج کے مقابل کی جائے اگر اس میں آنسو آگئے تو یہ سمجھا جائے گا کہ (بینائی کی) روشنی باقی ہے اور اگر اس کی آنکھ میں آنسو نہ آیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ (بینائی کی) روشنی جاتی رہی (ب) اور الطحاویؒ کا قول ہے کہ اس کے سامنے سانپ ڈالا جائے اگر وہ اس سے ڈر گیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی بینائی نہیں گئی (ج) اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس کی بینائی کے متعلق اہل بصیرت دیکھیں گے (اور اس کے متعلق حکم دیں گے) (د) اور اگر اس کی بینائی کے متعلق معلوم نہ ہو سکا تو اس میں دعوی اور انکار کا اعتبار ہوگا اور مجرم کا قول اس کی قطعی قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا ؎۸	ظہیریہ
۱۰	امام کرخیؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب کسی کی آنکھ تقویر کی جائے (یعنی اسے پھوڑ دیا جائے یا درمیان سے ٹکڑا کاٹ دیا جائے) یا خسف کی جائے (یعنی دھنسا دی جائے) تو اس میں قصاص نہیں ہے ؎۹	محیط

ج ۵ ص ۳۹۱ اور بعض متاخرین نے شیشہ سے مراد آتشی شیشہ مراد لیا ہے واللہ اعلم (مترجم) ؎۷ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اگر (کسی کی ضرب سے) آنکھ قائم و ثابت رہے اور اس کی بینائی جاتی رہے تو قصاص لازم ہے اس لئے کہ اس قصاص میں مماثلت ممکن ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ آئینہ گرم کیا جائے الخ جیسا کہ $\frac{۸ ب}{۱۱۷۳}$ میں ہے) اور لکھا ہے کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ماثور ہے اور حاشیہ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہؓ کے مشورہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول پر ہے نیز ہدایہ میں ہے کہ آنکھ اکھیڑ دینے میں قصاص نہیں ہے اس لئے کہ اسمیں مماثلت ممکن نہیں ہے اور حاشیہ میں ہے کہ کیونکہ ممکن ہے کہ بعد میں (یعنی قصاص میں) اکھاڑنا پہلے کے اکھاڑنے سے زائد ہو جائے مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حواشی ج ۴ ص ۵۲۹ وھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۱۱ وھکذا فی کنز الدقائق مع حاشیہ عینی ص ۳۷۱، ص ۳۷۲ وھکذا فی شرح الوقایۃ ج ۴ ص ۱۴۹ حکم نمبر $\frac{۱۹، ۱۱}{۱۱۷۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؎۸ حکم نمبر $\frac{۲۳}{۱۱۷۳}$ اور $\frac{ش}{۱۱۷۳}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؎۹ القور یعنی کسی کی آنکھ پھوڑ دینا، درمیان سے ٹکڑا کاٹ دینا، ماخوذ المنجد ص ۱۰۵۴ اور اسکے مزید معانی بھی آتے ہیں۔ اور الخسف یعنی کسی جگہ کا دھنس جانا، آنکھ کا گڑھے میں بیٹھ جانا، ماخوذ از المنجد ص ۳۲۲۔ اور الجوھرۃ النیرۃ میں ہے کہ اما اذا انخسفت او قورت فلا قصاص فیھا اذا کانت قائمۃ "ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۱۱ یعنی جب آنکھ دھنس جائے یا اسکا ٹکڑا کاٹ دیا جائے اور آنکھ قائم ہو تو قصاص نہیں ہے۔ اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کی آنکھ کو نشتر لگائی تو اسکی پتلی دھنس گئی یا زخمی ہوگئی اور پتلا خون بہہ نکلا اور اسکی بینائی جاتی رہی تو اگر وہ ضرب خطاً تھی تو دیت لازم ہے اور اگر عمداً تھی تب بھی یہی حکم ہے اسلئے کہ مماثلت ممکن نہیں ہے۔ نیز لکھا کہ یہ حکم زیادہ صحیح ہے۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۳۹۱ حکم نمبر $\frac{۱۵، ۲۱}{۱۱۷۳}$، $\frac{۳۰}{۱۱۷۷}$ نیز $\frac{۸}{۱۱۷۳}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۱۱	وان ضرب عین انسان عمدا فابیضت بحیث لا یبصر بہا لا یجب القصاص عند عامۃ علماءنا[۱]	کذا فی الظہیریۃ
۱۲	وفی کل موضع یجب القصاص لا فرق بین ما حصل الضرب بالسلاح او بشیٔ آخر غیر السلاح کالامیع ونحوہا	کذا فی الظہیریۃ
۱۳	قال ابوحنیفۃ ومحمد لا قصاص فی قلع الحدقۃ فان قلع حدقۃ انسان فقال المقلوع حدقتہ انا ارضی بان یخسف عین ھذا ولا یقلع حدقتہ آخذ دون حقی ذکر فی المنتقی قال محمد لیس لہ ذلک	کذا فی المحیط
۱۴	رجل اذھب العین الیمنی من رجل ویسری الجانی ذاھبۃ ویمناہ صحیحۃ یقتص لہ من عینہ الیمنی وترک اعمی	کذا فی الظہیریۃ
۱۵	عن الحسن اذا فقأ عین رجل وکانت عینہ حولاء الا ان ذلک لا یضر ببصرہ ولا ینقص منہ شیأ ففقأھا انسان عمدا یقتص منہ وان کان الحول شدیدا یضر ببصرہ ففقئت کان فیہا حکومۃ عدل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	ولو کان عین الفاقئ شدید الحول یضر ببصرہ ففقأ عینا لیس بہا حول کان المجنی علیہ بالخیار ان شاء اقتص ورضی بالنقصان وان شاء ضمنہ نصف الدیۃ فی مالہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	اذا کانت العین الیمنی بیضاء فاذھب العین الیمنی من رجل آخر فالمفقوأۃ یمناہ بالخیار ان شاء أخذ عینہ الناقصۃ اذا کان یستطاع فیہ القصاص بان یبصر شیأ قلیلا وان شاء أخذ دیۃ عینہ وان کانت شحمۃ بیضاء لا یبصر شیأ اصلا لا قصاص فیہا فان لم یختر شیأ حتی فقأ رجل عین الفاقئ فقد بطل حق الاول فی عینہ فان اختار	

۱؎ حکم نمبر ۸/۱۱۷۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۸/۱۱۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حدقہ۔ یعنی آنکھ کی سیاہی۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۲۲۴ (مترجم)
۴؎ حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کے آخری حاشیہ میں ہدایہ کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ حکم نمبر ۸، ۱۶/۱۱۷۳ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۴۴/۱۱۷۳ نیز حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۵؎ حکم نمبر ۱۹/۱۱۷۳ اور ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ فقار۔ اندھا کرنا، توڑنا۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۵۴۴۔ فق۔ کور کردن و شکستن و بر کندن چشم و آبلہ و مانند آں یعنی فق کا معنی اندھا کر دینا، توڑ دینا اور آنکھ کو یا آبلہ وغیرہ کو پھوڑ دینا۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۱۳۴۴ اور واللہ اعلم ان احکام میں فقأ یمنی اندھا کر دینا مراد ہے جیسا کہ حکم نمبر ۱۷ و ۱۹/۱۱۷۳ "اذھب العین" یعنی اندھا کرنے کو مابعد میں "مفقوأۃ" کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور آنکھ زخمی کرنے میں

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۱۱	اگر کسی شخص نے کسی انسان کی آنکھ کو عمداً ضرب پہنچائی پس وہ بایں طور سفید ہو گئی کہ اس سے اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تو (اس صورت میں) ہمارے عام علماءؒ کے ہاں قصاص واجب نہ ہوگا[1]	ظہیریہ
۱۲	اور (مذکورہ احکام میں) ہر وہ جگہ جہاں قصاص واجب ہوتا ہے اس میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ ضرب ہتھیار سے پہنچی یا ہتھیار کے علاوہ کسی اور چیز سے مثلاً انگلی سے یا اس کی مانند کسی چیز سے پہنچی[2]	ظہیریہ
۱۳	امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ حدقہ[3] (یعنی آنکھ کی سیاہ پتلی) اکھاڑ دینے میں قصاص نہیں ہے۔ پس اگر کسی شخص نے کسی انسان کی آنکھ کی پتلی اکھاڑ دی اور جس کی پتلی اکھاڑی گئی اس نے یوں کہا کہ "میں اس پر راضی ہوں کہ اس مجرم کی آنکھ کو دھنسا دیا جائے اور اس کی آنکھ کی پتلی نہ اکھاڑی جائے میں اپنے حق سے کم بدلہ (ہی) لے لوں گا"، تو (اس کے حکم کے متعلق) المنتقی میں امام محمدؒ کا یہ قول مذکور ہے کہ اسے ایسا کرنے کا حق نہیں ہے[4]	محیط
۱۴	کسی شخص نے کسی آدمی کی دائیں آنکھ (کی بینائی) ضائع کر دی اور مجرم کی اپنی بائیں آنکھ ضائع شدہ ہے اور اس کی دائیں آنکھ صحیح (سالم) ہے تو جس کی آنکھ ضائع کی گئی ہے اس کے لئے مجرم کی دائیں آنکھ سے قصاص لیا جائے گا اور وہ مجرم اندھا ہی رہے گا[5]	ظہیریہ
۱۵	حسنؒ سے مروی ہے کہ (ا) جب کسی شخص نے کسی آدمی کی آنکھ مفقوأۃ[6] کر دی (یعنی اس کی آنکھ کو اندھا کر دیا) اور اس کی وہ آنکھ بھینگی تھی لیکن اس کا بھینگاپن اس کی بینائی کو ضرر نہ دیتا تھا اور اس کی نظر میں کچھ نقصان نہ کرتا تھا پس اسے کسی شخص نے عمداً اندھا کر دیا تو مجرم سے قصاص لیا جائے گا (ب) اور اگر اس کا بھینگاپن شدید تھا اس کی بینائی کو ضرر رساں تھا پس اس کو اندھا کر دیا گیا تو اس صورت میں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا[7]	قاضیخان
۱۶	اگر الفاقیؒ[8] (یعنی آنکھ کو اندھا کرنے والے شخص) کی آنکھ میں شدید بھینگاپن تھا اس کی بینائی کو ضرر رساں تھا پس اس نے ایسی آنکھ کو اندھا کر دیا جس میں بھینگاپن نہ تھا تو مضروب کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو مجرم سے قصاص لے اور (قصاص میں مذکورہ) نقصان پر راضی ہو جائے اور چاہے تو مجرم سے اس کے مال میں سے نصف دیت کی ضمان ہے[9]	قاضیخان
۱۷	(ا) جب کسی شخص کی دائیں آنکھ (کی سیاہی) میں سفیدی تھی اس نے کسی اور آدمی کی دائیں آنکھ اندھی کر دی تو جس کی دائیں آنکھ مفقوأہ[10] ہوئی (یعنی جس کی آنکھ اندھی کی گئی) اسے اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو وہ ناقص آنکھ (ہی قصاص میں) لے لے جبکہ اس میں قصاص لیا جا سکتا ہو اور وہ یوں کہ اس سے کچھ دکھائی دیتا ہو اور چاہے تو اپنی آنکھ کی دیت لے لے اور اگر وہ آنکھ شحمہ بیضاء تھی (یعنی اسکا ڈھیلا ایسا چربیلا سفید تھا) کہ (اس سے) اسے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا تو اس میں قصاص نہ ہوگا[11]	

قصاص لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۱۰،۱۹،۲۱/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکومۃ العدل کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۵/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۳، ۳۰/۱۱۷۳، ۲، ۵/۱۱۸۹ نیز حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ۱۵/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [11] حکم نمبر ۸، ۱۲/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیمادون النفس — القصاص فیمادون النفس	حوالہ
۱۱۷۳ -	المفقوأة عینه الاول الدیة ثم فقأ اجنبی عین الفاقئ ان صح اختیاره ینتقل حقه من العین الی الدیة ولایبطل حقه بفوات العین وان لم یصح اختیاره بطل حقه وصحة اختیاره مبنیة علی تخییر الجانی ایاه اما اذا اختار بنفسه لایصح الاختیار وفی کل موضع لایصح الاختیاله ان یرجع الی القصاص اذا انجلی البیاض وفی کل موضع صح الاختیار لیس له ان یرجع الی القصاص	کذا فی خزانة المفتین
۱۸	فی نوادر هشام عن محمد اذا کانت عینه الیمنی بیضاء وجنی علی انسان فی عینه الیمنی نذهبت عینه ثم ذهب البیاض عن عین الجانی کان للمجنی علیه ان یقتص من عین الجانی	کذا فی المحیط
۱۹	ضرب عین رجل فابیضت من ضربه ثم ذهب البیاض وابصر لا شئ علی الضارب لکن هذا اذا عاد البصر کما کان اما اذا عاد دون الاول ففیه حکومة العدل	کذا فی خزانة المفتین
۲۰	اذا جنی علی عین فیها بیاض یبصر بها وعین الجانی ایضا فیها بیاض یبصر بها لاقصاص بینهما	کذا فی المحیط
۲۱	وان ضرب العین ضربة فابیض بعض الناظر او اصابها قرح او ریح سبل[۵] اوشئ ممایهیج بالعین فنقص من ذلك لم یکن فیه قصاص انما تجب فیه حکومة عدل	کذا فی خزانة المفتین

[۱] اختیار صحیح قرار پانے یا نہ پانے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۳ ملاحظہ ہو۔ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۷/۱۱۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۲] حکم نمبر ۱۸، ۱۹/۱۱۷۳ اور حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۱۷، ۱۹/۱۱۷۳ اور حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۴] حکم نمبر ۱۷، ۱۸/۱۱۷۳، حکومة العدل کے متعلق ۲۴/۱۱۷۸ نیز ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ نیز حکم ۱، ۶، ۹، ۷/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	دفعات/شق نمبر
خزانۃ المفتین	(ب) اگر اس (مظلوم) نے (ابھی) کچھ اختیار نہ کیا تھا حتی کہ اس مجرم کی آنکھ کو کسی اور آدمی نے اندھا کر دیا تو اس کی آنکھ میں (یعنی پہلے مجرم کی آنکھ میں) پہلے مظلوم کا (مذکورہ) حق باطل ہو گیا پس اگر اس آدمی نے جس کی آنکھ پہلے اندھی کی گئی تھی اس نے دیت لینا اختیار کیا پھر کسی اجنبی نے (یعنی کسی اور آدمی نے) مجرم کی آنکھ کو اندھا کر دیا تو اگر اس کا اختیار کرنا (یعنی پہلے مظلوم کا دیت اختیار کرنا) صحیح تھا تو اس کا حق آنکھ (کے قصاص) دیت کی طرف منتقل ہو گا اور اس کا وہ حق اس آنکھ کے تلف ہونے سے (یعنی دیت کا حق مجرم کی آنکھ تلف ہونے سے) باطل نہ ہو گا اور اگر اس کا اختیار کرنا صحیح نہ تھا تو اس کا وہ حق باطل ہو جائے گا [1] (ج) اور اختیار کے صحیح ہونے کا دارومدار اس پر ہے کہ مجرم اس کو (دیت کا) اختیار دے اور اگر اس نے (یعنی مضروب نے) خود (دیت لینا) پسند کیا تو یوں اختیار کرنا صحیح نہ قرار پائے گا (د) اور ہر ایسی جگہ (یعنی ہر ایسی صورت) جس میں (دیت) اختیار کرنا صحیح نہ قرار پائے تو اسے حق حاصل ہو گا کہ جب اس مجرم کی آنکھ کی سفیدی جاتی رہے تو وہ قصاص کی طرف رجوع کرے اور ہر ایسی صورت جس میں (دیت کا) اختیار کرنا صحیح قرار پا گیا تو پھر اسے یہ اختیار نہ ہو گا کہ وہ قصاص کی طرف رجوع کرے [2]	۱۱۷۳ -
محیط	نوادر ہشام میں امام محمد سے مروی ہے کہ جب کسی شخص کی دائیں آنکھ سفید تھی (یعنی اس میں بینائی نہ تھی) اس نے کسی آدمی کی دائیں آنکھ پر ارتکاب جرم کیا اور اس کی آنکھ اندھی کر دی پھر مجرم کی آنکھ سے سفیدی جاتی رہی تو جس پر جرم کیا گیا ہے اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ مجرم کی آنکھ سے قصاص حاصل کرے [3]	۱۸
خزانۃ المفتین	کسی شخص نے دوسرے آدمی کی آنکھ کو ضرب لگائی پس اس ضرب کی وجہ سے وہ آنکھ سفید ہو گئی (یعنی اس کی بینائی جاتی رہی)، پھر وہ سفیدی جاتی رہی اور اسے دکھائی دینے لگا تو ضرب لگانے والے شخص پر (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہ ہو گا لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس کی بینائی ایسی ہی لوٹ آئے جیسے کہ وہ پہلے تھی اور اگر (صورت حال یہ تھی کہ) جب بینائی لوٹی تو وہ پہلے کی نسبت کم تھی تو اس میں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہو گا [4]	۱۹
محیط	جب کسی شخص نے (کسی آدمی کی) ایسی آنکھ پر ارتکاب جرم کیا جس میں سفیدی تھی اور اس کے باوجود اسے دکھائی دیتا تھا اور مجرم کی آنکھ میں بھی سفیدی تھی اور اسے بھی اس کے باوجود دکھائی دیتا تھا تو ان دونوں کے مابین قصاص نہ ہو گا [5]	۲۰
خزانۃ المفتین	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی، آنکھ پر ضرب لگائی تو اس کی بعض پتلی سفید ہو گئی یا اس آنکھ میں زخم ہو گیا یا آنکھ کی رگ کے ورم کی وجہ سے پردہ آ گیا یا ایسی کوئی چیز آ گئی جو آنکھ کو خراب کر دیتی ہے پس اس سے نقصان آ گیا تو اس میں قصاص نہ ہو گا البتہ اس میں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہو گا [6]	۲۱

[6] قولہ سبل۔ فی القاموس السبل محرکۃ غشاوۃ العین اھ بحراوی عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی السبل کا معنی ہے آنکھ پر پردہ ہونا ڈھکنا (یعنی جالا) (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۳ اور ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
١١٧٣-٢٢	فی الهارونی عن محمدؒ فی امرأة خرج رأس ولدها ولم یخرج منه شئ غیر الرأس فجاء رجل ففقأ عینه جعلت علیه الدیة ولا اجعل علیه القصاص مالم یخرج مع الرأس نصفه او اکثره	کذا فی المحیط
٢٣	ففقأ عین صبی حین ولد او بعد ایام فقال لم یبصر بها وقال لا اعلم ابصر بها ام لا فالقول قوله وعلیه ارش حکومة عدل فیما شانه وان کان یعلم انه یبصر بها بان شهد شاهدان بسلامتها ان کان خطأ ففیه نصف الدیة وان کان عمدا ففیه القصاص	کذا فی الظهیریة
٢٤	ولا یقتص من العین الیمنی بالیسری ولا من الیسری بالیمنی	کذا فی المحیط
٢٥	وان کانت عین المقتص منه اکبر من عین الجانی او اصغر فهو سواء ویقتص له	کذا فی المحیط
٢٦	واذا قطع الاذن کلها عمدا ففیه القصاص وان قطع بعضها ففیه القصاص اذا کان یستطاع ویعرف، هذا لفظ الکرخیؒ وکان ابو یوسفؒ یقول لاذن مفاصل فاذا قطع منها شیأ وعلم ان القطع من المفصل اقتص منه والمرجع فی معرفة المفصل الی اهل البصر فان قالوا للاذن مفاصل وقد حصل القطع من مفصل یقتص من ذلک المفصل فان قالوا لا مفصل لها یقطع من اذن القاطع قدر ما قطع	کذا فی الظهیریة
٢٧	وفی الاجناس اذا کانت اذن القاطع صغیرة الحلقة والاذن المقطوعة کبیرة الحلقة کان المقطوعة اذنه بالخیار ان شاء ضمن نصف الدیة وان شاء قطعها علی صغرها وکذلک لو کانت خرقاء مشقوقة فان کانت الناقصة هی التی قطعت کان له حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
٢٨	وان جذب اذنه فانتزع منها شحمة لا قصاص فیه وعلیه الارش فی ماله	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ حکم نمبر ٢٣/١١٧٣ اور ٨/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ١٥ و ١/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ حکومۃ العدل کے متعلق ٢٣/١١٦٨، ارش کے متعلق ١/١١٧٧ نیز ٨/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ٨/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۵؎ بحوالہ المحیط اس حکم کا مفہوم یہی ہے کہ مضروب کی آنکھ مجرم کی آنکھ سے چھوٹی ہو یا بڑی ہو اس قصاص کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مجرم کی آنکھ مضروب کی آنکھ سے چھوٹی ہو یا بڑی قصاص لیا جائے گا مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ٦ ص ٥٦٩۔ البتہ حکم ہذا یعنی ٢٥/١١٧٣ میں واللہ اعلم بحوالہ المحیط لفظ "مقتص منہ" محل نظر ہے اگر اس کی بجائے "مقتص لہ" ہوتا تو مفہوم زیادہ واضح ہوتا اور بحوالہ المحیط، کتاب الاختیار میں اس حکم کی عبارت یوں درج ہے، وان کان عین القصاص

دفعات وشق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۲-۱۱۷۳	الہارونی رحمہ میں امام محمد رحمہ سے اس صورت کے متعلق مروی ہے کہ کسی عورت (سے دلالت کے وقت اس) کے بچہ کا سر باہر آیا اور سر کے علاوہ کوئی شئی نہ نکلی تھی کہ ایک آدمی آیا اور اس نے اس بچہ کی آنکھ مفقوأہ (یعنی اندھی) کردی تو اس کے حکم کے متعلق) میں اس پر دیت لازم کروں گا اور اس پر قصاص کا حکم نہ دوں گا جب تک کہ (مذکورہ صورت میں) اس بچہ کے سر کے ساتھ اس کا نصف یا نصف سے زائد (جسم) نہ نکلے [۱]	محیط
۲۳	کسی شخص نے کسی بچہ کی آنکھ اس کی ولادت کے وقت یا چند دن بعد مفقوأہ [۲] (یعنی اندھی) کردی پھر یوں کہا کہ اس کی بینائی نہ تھی یا یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کی بینائی تھی یا نہ تھی تو اس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا اور اس پر حسب حال، حکومۃ العدل کے بموجب ارش (یعنی) تاوان لازم ہوگا اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی بینائی تھی بایں طور کہ دو گواہوں نے اس کی آنکھ سلامت ہونے پر گواہی دی تو اگر وہ جرم خطأً تھا تو اس پر (اس آنکھ میں) نصف دیت لازم ہوگی اور اگر (وہ جرم) عمداً تھا تو اس میں قصاص لازم ہوگا [۳]	ظہیریہ
۲۴	بائیں آنکھ کا قصاص، دائیں آنکھ سے نہ لیا جائے گا اور نہ دائیں آنکھ کا قصاص، بائیں آنکھ سے لیا جائے گا [۴]	محیط
۲۵	اگر "مقتص منہ" کی آنکھ، مجرم کی آنکھ سے بڑی ہو یا چھوٹی ہو تو حکم برابر ہے اس کے لئے قصاص لیا جائے گا [۵]	محیط
۲۶	(د) جب کسی شخص نے (کسی آدمی کا) پورا کان [۶] عمداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض کان کاٹا تو اس میں (بھی) قصاص ہے جبکہ قصاص لیا جا سکے اور اس کی پہچان کی جا سکے یہ (حکم) امام کرخی رحمہ کے قول کے بموجب ہے اور امام ابویوسف رح فرمایا کرتے تھے کہ کان کے جوڑ ہوتے ہیں پس جب کسی شخص نے کان کا کچھ حصہ کاٹا اور یہ معلوم ہوگیا کہ کاٹنا جوڑ سے ہوا تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور جوڑ کے متعلق پہچان کا مدار اہل بصیرت پر ہے اگر انہوں نے یوں کہا کہ کان کے جوڑ ہیں اور وہ کاٹنا جوڑ سے ہوا تو (مجرم کے) اس جوڑ سے قصاص لیا جائے گا اور اگر اہل بصیرت نے یہ کہا کہ کان میں جوڑ نہیں ہے تو کان کاٹنے والے کے کان سے قصاص میں اتنا کاٹا جائے گا جتنا کہ اس نے کاٹا ہے [۷]	ظہیریہ
۲۷	اجناس میں ہے کہ جب کان کاٹنے والے کے کان کا حلقہ چھوٹا ہو اور جس کا کان کاٹا گیا ہے اس کے کان کا حلقہ بڑا ہو تو جس کا کان کاٹا گیا ہے اسے اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو وہ (کان کے لئے) نصف دیت کی ضمان لے اور چاہے تو مجرم کے کان کے چھوٹا پن کے باوجود، اسے (قصاص میں) کاٹنا اختیار کرے (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کان کاٹنے والے کا کان شگاف دار پھٹا ہوا ہو (ج) اور اگر وہ کان جو کاٹا گیا وہ ناقص تھا تو اس کے لئے حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا [۸]	ذخیرہ
۲۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا کان کھینچا اور اس کان کا نرمہ گوش نوچ لیا تو اس میں قصاص نہیں ہے اور مجرم پر اس کے مال میں سے ارش (یعنی تاوان) لازم ہے [۹]	محیط سرخسی

منہ اکبر من عین الجانی او اصغر فھو سواء یقتص لہ - محیط، ماخوذ از کتاب الاختیار مولفہ مولنا سلامت علیخان مطبوعہ خیبر بکلشرز صـ۲۸۲ "مقتص منہ" اور "مقتص لہ" کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۵۰/۱۱۷۳، حکم ہذا کی نظیر کے متعلق ۳۸،۳۲،۲۴/۱۱۷۳ اور آنکھ کے مزید احکام کے متعلق ۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] کان میں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۲۶،۲۴،۱۱/۱۱۷۳ تا ۲۸ اور کان میں موجب دیت و غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ۲۳،۲۲،۲۰،۲۹،۲۸/۱۱۷۷ مع حواشی، ۳۶/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۲،۴/۱۱۷۳ اور ۲۶/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۶/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ

اور اسکی نظیر کے متعلق ۳۸،۳۲،۲۵/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] حکم نمبر ۲۶/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ اور سماعت جاتے رہنے کے متعلق ۲۹ ملاحظہ ہوا (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۲۹	اذا قطع کل المارن[1] عمدا یجب القصاص[2] واذا قطع بعضه لا یجب	کذا فی الذخیرة
۳۰	واذا قطع بعض قصبة[3] الانف لا یجب القصاص بالاتفاق لانه عظم	کذا فی الذخیرة
۳۱	وقیل فی ارنبة[4] الانف حکومة عدل وهو الصحیح	کذا فی خزانة المفتین
۳۲	اذا کان انف القاطع اصغر کان المقطوع انفه بالخیار ان شاء قطع انفه وان شاء اخذ ارشه	کذا فی المحیط
۳۳	اذا کان قاطع الانف اخشم[5] لا یجد الریح او اخرم[6] الانف او کان بانفه نقصان من شیٔ اصابه خیر المقطوع انفه بین قطع انف القاطع وبین ان یضمن دیة انفه	کذا فی الظهیریة
۳۴	الانف اذا قطع من اصله شیٔ فلا قصاص فیه لانه عظم لیس ینفصل	کذا فی خزانة المفتین
۳۵	واذا قطع انف الصبی من اصل العظم فعلیه القصاص سواء کان یجد الریح ام لا وفی الخطأ الدیة ومراده من هذا المارن وهو مالان منه کما تقدم فی البالغ وهذا لان عظم الانف الصغیر وان کان کالغضروف ولکن لا عبرة بذلک کما فی سائر عظامه	کذا فی خزانة المفتین
۳۶	ذکر الطحاوی فی شرحه روایة عن ابی حنیفة انه اذا قطع شفة رجل السفلی او العلیا ان کان یستطاع ان یقتص منه فعلیه القصاص العلیا بالعلیا والسفلی بالسفلی وفی القدوری اذا قطع کل الشفة یجب القصاص وان قطع بعضها لا یجب	کذا فی المحیط

[1] المارن کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۵ب/۱۱۷۳ مع حاشیہ، ۳۶/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] ناک میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱۱، ۴ تا ۶، ۷، ۲۹ تا ۳۵/۱۱۷۳ اور ناک میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۳۵ تا ۴۲، ۳۰، ۶۳/۱۱۷۷ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] القصبة گول لمبی نرم ہڈی۔ قصبة الانف ناک کا بانسہ۔ هکذا فی المنجد ص۱۰۰۱ (مترجم) [4] حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۳، ۳۷/۱۱۷۷ اور ۲۹/۱۱۷۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] ارنبة۔ طرف بینی (ناک کا نتھنا) ماخوذ از منتہی الارب ص۱۲۸ (مترجم) [6] حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۳ کا دوسرا حاشیہ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۵، ۲۷، ۳۸/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] ختم یعنی ناک کو کچل دینا۔ ماخوذ از المنجد ص۳۰۵ (مترجم) [9] خرم یعنی ناک کی درمیانی ہڈی کا چھیدنا۔ ماخوذ از المنجد ص۳۱۸ (مترجم) [10] حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۳ کا دوسرا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۷، ۵۶/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۲۹	جب کسی شخص نے کسی آدمی کے سبھی المارن [۱] (یعنی ناک [۲] کا نرم حصہ نوک) کو عمداً کاٹ دیا تو قصاص واجب ہوگا اور جب اس کے بعض حصہ کو کاٹا تو قصاص واجب نہ ہوگا	ذخیرہ
۳۰	جب کسی شخص نے قصبة الانف [۳] (یعنی ناک کی نرم ہڈی) کا بعض حصہ کاٹا تو بالاتفاق قصاص واجب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ ہڈی ہے [۴]	ذخیرہ
۳۱	بعض فقہاءؒ کا قول ہے کہ ارنبة الانف [۵] (یعنی ناک کے کنارہ، نتھنا) میں حکومة العدل کے مطابق حکم ہوگا اور یہی حکم صحیح ہے [۶]	خزانۃ المفتین
۳۲	جب ناک کاٹنے والے کی (اپنی) ناک چھوٹی ہو تو جس کی ناک کاٹی گئی ہے اسے اختیار حاصل کہ چاہے تو (قصاص میں) اس کی ناک کاٹنا اختیار کرے اور چاہے تو اپنی ناک کا ارش (یعنی تاوان) لے [۷]	محیط
۳۳	جب ناک کاٹنے والا شخص اخشم الانف [۸] ہو (یعنی کچلی ہوئی ناک والا ہو) وہ اس سے سونگھ نہ سکتا ہو یا وہ اخرم الانف [۹] ہو (یعنی اس کی ناک کی ہڈی چھدی ہوئی ہو) یا کسی صدمہ کے پہنچنے سے اس کی ناک میں نقصان آگیا ہو تو جس کی ناک کاٹی گئی ہے اسے ناک کاٹنے میں اور اپنی ناک کی دیت کی ضمان لینے میں اختیار دیا جائے گا [۱۰]	ظہیریہ
۳۴	ناک کی جڑ میں سے جب کچھ حصہ کاٹا گیا تو اس میں قصاص نہیں ہے اس لئے کہ وہ ہڈی ہے وہ جوڑ نہیں قرار پاتا [۱۱]	خزانۃ المفتین
۳۵	جب کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کی ناک، ہڈی کی جڑ سے کاٹ دی تو اس پر قصاص لازم ہے خواہ وہ بچہ سونگھ سکتا تھا یا نہ اور خطأً ایسا کرنے کی صورت میں دیت لازم ہے اور اس (مذکورہ صورت) میں (ناک کی ہڈی کی جڑ سے) مراد المارن ہے اور وہ ناک کا وہ حصہ ہے جو نرم ہوتا ہے جیسا کہ یہ حکم بالغ کی صورت میں گذر چکا ہے اور یہ اس لئے کہ بچہ کی ناک کی ہڈی اگرچہ غضروف [۱۲] (یعنی چپنی ہڈی) کی طرح ہوتی ہے لیکن اس کا اعتبار نہیں ہے جیسا کہ بچہ کی باقی سب ہڈیوں کی صورت میں یوں ہی حکم ہے [۱۳]	خزانۃ المفتین
۳۶	(ا) طحاویؒ نے اپنی شرح میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت ذکر کی ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کا نیچے یا اوپر کا ہونٹ [۱۴] کاٹا تو اگر اس سے قصاص لیا جا سکتا ہو تو اوپر کے ہونٹ کے بدلہ میں اوپر کے ہونٹ سے اور نیچے کے ہونٹ کے بدلہ میں نیچے کے ہونٹ سے قصاص لازم ہے (ب) اور القدوری میں ہے کہ جب کسی شخص نے پورا ہونٹ کاٹا تو قصاص واجب ہوگا اور اگر بعض ہونٹ کاٹا تو قصاص واجب نہ ہوگا	محیط

[۱۱] حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۲] غضروف یعنی چپنی ہڈی۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۲۶۵ (مترجم) [۱۳] حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [۱۴] ہونٹ میں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۲۱، ۳۶/۱۱۷۳ اور اس میں موجب دیت و غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۳۶، ۵۷، ۶۳/۱۱۷۷ مع حواشی اور ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع ، القصاص فیما دون النفس / القصاص فیما دون النفس	حوالــہ
١١٧٣-٣٧	ولا قصاص فی قطع اللسان عمداً سواء قطع البعض او الکل وهو المختار للفتوی	کذا فی خزانۃ المفتین[۱]
٣٨	وفی السن القصاص وان کان سن من یقتص منه اکبر من سن الآخر ولا قصاص فی عظم الا فی السن	کذا فی الهدایۃ
٣٩	ولا قصاص فی السن الزائدۃ وانما تجب حکومۃ عدل	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
٤٠	والقصاص فی السن لا یکون علی اعتبار قدر سن الکاسر والمکسور صغیرا او کبیرا بل علی قدر ما کسر من السن ان نصفا او ثلثا او ربعا فکذلک	کذا فی الوجیز للکردری
٤١	ولا تؤخذ الیمنی بالیسری ولا الیسری بالیمنی	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
٤٢	وتؤخذ الثنیۃ بالثنیۃ والناب بالناب والضرس بالضرس ولا یؤخذ الاعلی بالاسفل ولا الاسفل بالاعلی	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
٤٣	ان کسر نصف سنه او ثلثها او ربعها کسرا مستویا یستطاع فی مثلها القصاص اقتص بمبرد وان کان کسر مثلها لیس بمستو بحیث لا یستطاع ان یقتص منه فعلیه ارش	کذا فی الظهیریۃ
٤٤	وان قلع لا یقلع منه لکن یؤخذ بالمبرد منه الی ان ینتهی الی اللحم ویسقط ما سواه	کذا فی فتاوی الصغری
٤٥	ولو کسر بعضها فاسودت الباقیۃ او احمرت او اخضرت او دخلها عیب بوجه من الوجوه بالکسر لا قصاص وتجب الدیۃ	کذا فی الخلاصۃ
٤٦	فان قال المجنی علیه انا استوفی القصاص من المکسور واترک ما اسود لا یکون له ذلک	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ زبان میں موجب قصاص وغیرموجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ١/١١٦٩ ، ٨/١١٧٠ ، ٣٧،٢١،١١/١١٧٣ اور اس میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق ١٠/١١٧٠ کا تیسرا حاشیہ ٥٥ تا ٦٠، ٦٣/١١٧٧ ، ٣٦/١١٧٨ نیز ١/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ دانت میں موجب قصاص وغیرموجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ١/١١٦٩ ، ٨/١١٧٠ ، ٦٠١، ٣٨/١١٧٣ تا ٦٠١ ، ٢٧/١١٩٠ اور اس میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ١٠/١١٧٠ کا تیسرا حاشیہ ، ٢٥ تا ٤٥، ٥٣، ٦٣، ٦٧/١١٧٧ ، ٢٧، ٢٩، ٣٧/١١٩٠ مع حواشی ، ١/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق ٢٥، ٢٧، ٣٢/١١٧٣ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٦٧/١١٧٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ اور ١/١١٧٣ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶ ناب یعنی کچلی ـ ماخوذ از المنجد ص١٢٣٦ ـ اور ناب یعنی ذوناب نشتر یعنی نوکدار دانت ماخوذ از منتہی الادب ص١٩١٨ (مترجم) ۷ حکم نمبر ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ حکم نمبر ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ اور ارش کے متعلق

دفعات دستی نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۳۷-۱۱۷۳	زبان [1] عمداً کاٹنے میں (بھی) قصاص نہیں ہے خواہ بعض زبان کاٹی یا کل زبان کاٹی، حکم برابر ہے اور یہی حکم فتوی کے لئے مختار ہے	خزانۃ المفتین، ظہیریہ
۳۸	دانت [2] میں قصاص ہے اگرچہ جس سے قصاص لیا جائے اس (مجرم) کا دانت دوسرے (یعنی مظلوم) کے دانت سے بڑا ہو اور دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے	ہدایہ
۳۹	(حسب معمول تعداد سے) زائد دانت میں قصاص نہیں ہے البتہ حکومۃ عدل واجب ہے [3]	جوہرہ نیرہ
۴۰	دانت کے قصاص میں دانت توڑنے والے اور جس کا دانت توڑا گیا ہو اس کے دانت کے چھوٹا یا بڑا ہونے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اس مقدار کا اعتبار ہے جو اس دانت میں سے توڑ دی گئی۔ اگر اس دانت کا نصف یا تہائی یا چوتھائی ٹوٹا ہے تو مجرم کے دانت میں سے اسیقدر (یعنی نصف یا تہائی یا چوتھائی حصہ قصاص میں) لیا جائے	وجیز الکردری
۴۱	(دانت کے قصاص میں) بائیں دانت کے بدلے میں داہنا اور دائیں دانت کے بدلے میں بایاں دانت (قصاص میں) نہ لیا جائے گا [5]	جوہرہ نیرہ
۴۲	(ل) (دانت کے قصاص میں) سامنے کے دو دانتوں کے بدلے میں سامنے کے دو دانت، اور ناب کے بدلے میں ناب [6] (یعنی کچلی کے بدلے میں کچلی) اور داڑھ کے بدلے میں داڑھ (قصاص میں) لی جائے گی (ب) نیچے کے دانت کے بدلے میں اوپر کا دانت، اور اوپر کے دانت کے بدلے میں نیچے کا دانت (قصاص میں) نہ لیا جائیگا	جوہرہ نیرہ
۴۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا نصف یا تہائی یا چوتھائی دانت توڑا اور اسے ایسا مستوی (یعنی برابر) توڑا کہ اس کی مانند میں قصاص لیا جا سکتا ہو تو ریتی کے ذریعہ قصاص لیا جائے گا اور اگر اس نے یوں توڑا کہ اس کی مانند مستوی نہیں قرار پاتا۔ اس سے قصاص نہیں لیا جا سکتا تو اس پر ارش لازم ہے [8]	ظہیریہ
۴۴	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا دانت اکھاڑ دیا تو اس کے قصاص میں، مجرم کا دانت اکھاڑا نہ جائے گا لیکن مجرم کے دانت سے ریتی کے ذریعہ اتنا لیا جائے گا کہ گوشت (یعنی مسوڑھے) تک پہنچ جائے اور اس کے علاوہ ساقط ہو جائے گا [9]	فتاوی صغری
۴۵	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے دانت کا بعض حصہ توڑا تو اس دانت کا باقیماندہ حصہ سیاہ یا سرخ یا سبز ہو گیا یا اسکے توڑنے کی وجہ سے اس میں کسی طرح کا عیب آگیا تو (اس صورت میں) قصاص نہیں ہے اور دیت واجب ہوگی [10]	خلاصہ
۴۶	اگر (مذکورہ صورت میں) اس مظلوم نے یوں کہا کہ میں اس ٹوٹے ہوئے دانت کا قصاص لوں گا اور سیاہ ہونے (کے یا اسکی مانند کے عیب) کو (قصاص میں) چھوڑ دوں گا تو اسے ایسا کرنے کا حق نہیں ہے [11]	قاضیخان

حکم نمبر $\frac{۴۵ ،۱}{۱۱۷۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ دانت اکھاڑنے والے کا دانت اکھاڑا نہ جائے گا بلکہ ریتی سے گھسایا جائے گا حتی کہ گوشت تک پہنچ جائے اور اس کے علاوہ ساقط ہو گیا اور اگر کسی نے قصاص میں دانت اکھاڑ دیا تو جائز ہے اور ریتی سے گھسانے میں احتیاط ہے تاکہ گوشت کی خرابی پر منتج نہ ہو۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری ج ۶ ص ۳۹۲۔ حکم نمبر $\frac{۳۸}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر $\frac{۴۶}{۱۱۷۳}$، $\frac{۳۸}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [11] حکم نمبر $\frac{۴۵}{۱۱۷۳}$، $\frac{۴۵}{۱۱۷۷}$ اور حکم نمبر $\frac{۳۸}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۳}{۱۱۷۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۴۷	وفی المنتقی اذا کسر من سن رجل طائفة[1] منها انتظر بها حولا فاذا تم الحول ولم یتغیر فعلیه القصاص ویبرد بالمبرد ویطلب لذلك طبیب عالم ویقال له قل لنا کم ذهب منها فان ذهب النصف یبرد من سن الفاعل النصف[2]	کذا فی المحیط
۴۸	واذا کسر سن رجل بعضها وسقط ما بقی لا قصاص فی المشهور[3]	کذا فی خزانة المفتین
۴۹	رجلان قاما فی الملعب لیکز کل واحد منهما صاحبه کما هو العادة فوکز احدهما الآخر فکسر سنه فعلی الضارب القصاص والمسئلة صارت واقعة الفتوی فاتفقت الفتاوی علی هذا ولو قال کل واحد منهما لصاحبه "ده ده[4] کله" فوکز احدهما صاحبه وکسر سنه لا شیء علیه وهو الصحیح بمنزلة ما لو قال "اقطع یدی" فقطعها[5]	کذا فی الظهیریة
۵۰	اذا قلع الرجل ثنیة رجل عمدا فاقتص له من ثنیة القالع ثم نبتت ثنیة المقتص منه لم یکن للمقتص له ان یقلع تلك الثنیة التی نبتت ثانیا	کذا فی المحیط
۵	ولو نزع سن رجل فانتزع المنزوعة سنه سن النازع قصاصا ثم نبتت سن الاول کان علی النازع الثانی ارش سن النازع الاول خمسمائة ولو نبتت سنه معوجة کان فیها حکومة العدل ولو نبت نصف السن کان علیه نصف ارشها	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] الطائفة یعنی چیز کا ٹکڑا۔ ماخوذ از المنجد ۵۸۷ (مترجم) [2] فتاوی بزازیہ میں ہے کہ القاضی الامام کا قول ہے کہ دانت کا بعض حصہ توڑنے (کے قصاص) میں ریتی سے تب گھسایا جائے گا جبکہ چوڑائی کی جانب ٹوٹا اور اگر لمبائی کی جانب ٹوٹا تو اس میں حکومة العدل کے بموجب حکم ہوگا۔ ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۹۲، ۳۹۳ حکم نمبر ۴۴/۱۱۷۳، ۵۱، ۵۲ و ۳۸/۱۱۷۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] اعطی اعطی عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ دلیعنی "دہ دہ" کا مفہوم ہے اعطی اعطی یعنی بخش بخش (مترجم) [5] رد المحتار میں بعنوان (تنبیہ) بحوالہ جامع الفصولین لکھا ہے کہ بخارا میں واقعہ ہوا کہ کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا کہ تو میری طرف تیر پھینک تاکہ میں اسے پکڑ لوں اس نے پھینکا تو وہ تیر اسکی آنکھ کو جا لگا اور آنکھ کی بینائی جاتی رہی تو اس کے حکم میں فرمایا کہ تیر پھینکنے والا ضامن نہ ہوگا اور یہ صورت ایسی ہے کہ کسی نے دوسرے سے یوں کہا کہ "مجھ پر جنایت (یعنی جرم) کر" تو اس نے اس پر ارتکاب جرم کیا بعض مشائخ نے یہ فتوی اس پر قیاس کرتے ہوئے دیا کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ "میرا ہاتھ کاٹ دے" اور صاحب المحیط کا قول ہے کہ (اس صورت میں) کلام قصاص واجب ہونے میں ہے اور اس میں دیت واجب ہونے میں شک نہیں اس لئے کہ الکتاب میں مذکور ہے کہ اگر دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو مکے مارے اور مکا لگنے سے ایک کی آنکھ ضائع ہوگئی تو اگر قصاص

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۴۷	المنتقی میں ہے کہ جب کسی شخص کے دانت میں سے کچھ طائفہ [1] (یعنی ٹکڑا) توڑا گیا تو ایک سال انتظار کیا جائے گا پس جب سال پورا ہو گیا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی تو توڑنے والے پر قصاص لازم ہوگا اس کے دانت کو ریتی سے گھسا جائے گا اور اس کے لئے ایک صاحب علم طبیب طلب کرکے اس سے دریافت کیا جائے گا کہ ہم سے بیان کیجئے کہ اس (مضروب) کے دانت سے کس قدر جاتا رہا ہے پس اگر (مثلاً) نصف دانت جاتا رہا تو توڑنے والے کے (اس) دانت سے نصف حصہ ریتی کے ساتھ گھسایا جائے گا [2]	محیط
۴۸	جب کسی آدمی کے دانت کا بعض حصہ توڑا گیا اور (اس میں سے) باقیماندہ خود گر گیا تو مشہور قول کے بموجب قصاص لازم نہیں ہے [3]	خزانۃ المفتین
۴۹	(ا) دو آدمی کھیل کے میدان میں کھڑے ہوئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو مکے ماریں جیسا کہ (ایسے کھیل کا) رواج ہے پس ان میں سے ایک نے دوسرے کو مکا مارا اور اس کا دانت توڑ دیا تو (مکا) مارنے والے پر قصاص لازم ہے اور یہ صورت مسئلہ ایک امر واقعہ ہوا تھا جس پر فتویٰ لیا گیا تو فتووں کے جواب اسی (مذکورہ) حکم پر متفق تھے (ب) اور اگر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے یوں کہا کہ "دہ دہ" (یعنی بخشن بخشش) تو پھر ان میں سے ایک نے دوسرے کو مکا مار کر دانت توڑ دیا تو (اس صورت میں) اس پر (قصاص میں سے) کچھ لازم نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے اور یہ صورت بمنزلہ اس صورت کے ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "میرا ہاتھ کاٹ دے" پس اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا تو کاٹنے والے پر (قصاص و دیت میں سے کچھ لازم نہ ہوگا) [5]	ظہیریہ
۵۰	جب کسی شخص نے کسی آدمی کے سامنے کے دو دانت عمداً اکھاڑ دیئے پھر اس کے لئے دانت اکھاڑنے والے کے سامنے کے دو دانتوں سے قصاص لیا گیا پھر جس سے قصاص لیا گیا اس کے وہ دانت پیدا ہو گئے تو جس کے لئے قصاص لے لیا گیا اس کو (یعنی مظلوم کو) یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کے دوبارہ پیدا شدہ ان دانتوں کو (قصاص میں) اکھڑوا دے (یعنی گھسا دے) [6]	محیط
۵۱	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا دانت نکال دیا پھر جس کا دانت نکالا گیا اس نے (قصاص میں) دانت نکالنے والے کا دانت نکال دیا پھر جس کا دانت پہلے نکالا گیا تھا اس کا وہ دانت پیدا ہو گیا تو دانت نکالنے والے دوسرے آدمی پر، دانت نکالنے والے پہلے شخص کے دانت کا ارش پانچ سو (درہم) لازم ہوگا (ب) اور اگر اس کا دانت ٹیڑھا پیدا ہوا تو (ارش کی بجائے) حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا (ج) اور اگر (اس کا دانت) نصف پیدا ہوا تو اس پر نصف ارش لازم ہوگا [7]	قاضیخان

ممکن ہو تو قصاص لازم ہوگا اسلئے کہ جرم عمداً ہوا ہے اور اگر ان دونوں نے یوں کہا کہ "دہ دہ" اور اسی طرح اگر انہوں نے بطور کھیل مقابلہ کیا یا سکھانے کے لئے مقابلہ کیا تو لکڑی کسی کی آنکھ کو لگ گئی اور آنکھ کی بینائی جاتی رہی تو اگر قصاص ممکن ہوا تو قصاص لازم ہوگا اور علامہ رملیؒ نے اپنے حاشیہ میں کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس صورت مسئلہ میں دو قول ہیں اس لئے کہ جمع الفتاویٰ میں ہے کہ اگر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے یوں کہا کہ "دہ دہ" اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو مکا مارا اور اس کا دانت توڑ دیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اور یہ صورت ایسی ہے کہ کسی نے دوسرے سے یوں کہا کہ "میرا ہاتھ کاٹ دے" اور اس نے کاٹ دیا تو کچھ لازم نہ ہوگا، جیسا کہ قاضیخان میں ہے اور الکتاب میں مذکور حکم کی وجہ بظاہر یہی ہے کہ "دہ دہ" کہنے سے اس چیز کو مباح کرنا لازم نہیں اسلئے کہ ایک دوسرے کو مکے مارنے کے باوجود سلامتی کا احتمال موجود ہے جیسا کہ تیر پھینکنے کی مذکورہ صورت میں ہے پس تیر پھینکنے کی مذکورہ صورت اور "دہ دہ" کہنے کی صورت اسکا عضو تلف کرنے (کی اباحت) میں صریح نہیں ہے، اور "میرا ہاتھ کاٹ دے" کہنے کی صورت اور "مجھ پر جنایت کر" کہنے کی صورت (اسکا عضو تلف کرنے کی اباحت میں) صریح ہے پس مذکورہ واقعہ میں قیاس صحیح نہ ہوا البتہ یہ مصرح ہے کہ اطراف (یعنی اعضاء) اموال کے حکم میں ہیں ان میں حکم دینا صحیح قرار پاتا ہے فتامل۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۹۔ اور حکم نمبر ۹/۱۱۷۰، ۱۳۱، ۱۴۹، ۴۹/۱۱۷۲ مع حواشی اور حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۴۷، ۴۴/۱۱۷۳، [7] حکم نمبر ۴۲، ۴۷/۱۱۷۳، ۳۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۱، ۳۵/۱۱۷۷ مع حواشی اور ۳۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
١١٧٣-٥٢	وان ضرب سن رجل فسقطت ينتظر حتى يبرأ موضع السن ولا ينتظر حولا الا فى رواية المجرد والصحيح هو الاول لان نبات سن البالغ نادر	هكذا فى الظهيرية
	واذا نزع سن صبى يستأنى ¹	هكذا فى السراجية
	وينبغى له ان يأخذ له من الجانى ضمينا فان نبتت مكانها كما كانت لا شئ عليه ولو لم تنبت سن الصبى حتى مات قبل تمام الحول لا شئ على الجانى فى قول ابى حنيفة رح وقال ابو يوسف رح فيه حكومة عدل	كذا فى الظهيرية
٥٣	واذا ضرب سن انسان و تحرك بسبب ضربه ذكر فى الاصل انه ينتظر بها حولا سواء كان المجنى عليه بالغا او صبيا ثم اذا وجب الاستيناء حولا فان لم تسقط فلا شئ على الضارب وان سقطت السن فى السنة من تلك الضربة فان كان عمدا يجب القصاص وان كان خطأ تجب الدية	هكذا فى المحيط
٥٤	واذا أجله القاضى فى التحرك ثم جاء المضروب قبل تمام السنة وقد سقطت فقال انما سقطت من الضربة وقال الضارب انما ضربك آخر فالقول للمضروب وان جاء بعد الحول فالقول للضارب	هكذا فى الظهيرية
٥٥	روى الحسن بن زياد عن ابى حنيفة رح اذا نزع الرجل سن رجل فنبتت نصفها فعليه نصف ارشها ولا قصاص فى ذلك وان نبتت بيضاء تامة ثم نزعها آخر انتظر بها سنة فان نبتت والا اقتص منه ولا شئ على الاول وان نبتت صغيرة فعليه حكومة عدل	كذا فى المحيط
٥٦	اذا نزع سن رجل وسن الجانى سوداء او صفراء او حمراء او خضراء خير المجنى عليه ان شاء نزعها بنقصانها وان شاء ضمنه ارش سنه خمسمائة وان كان العيب فى سن المجنى عليه ففيه حكومة عدل	كذا فى الظهيرية

¹ قوله يستأنى اى ينتظر حولا بدليل ما قبله وما بعده كما لا يخفى اھ مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یستأنی کا مفہوم یہ ہے کہ ایک سال تک انتظار کیا جائے گا - جیساکہ ماقبل اور ما بعد سے واضح ہے (مترجم) ² حکم نمبر ٤٧، ٥٢ تا ٥٥/١١٧٣، ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ³ حکم نمبر ٥٢/١١٧٣ مع حاشیہ اور ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ⁴ حکم نمبر ٥٢/١١٧٣ مع حاشیہ اور ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ⁵ حکم نمبر ٥٢/١١٧٣ مع حاشیہ نیز ٣٨/١١٧٣ کا حاشیہ

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۵۲	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے دانت کو ضرب لگائی تو وہ دانت گر گیا تو اس دانت کی جگہ اچھی ہونے تک انتظار کیا جائے گا اور سال بھر تک انتظار نہ کیا جائے گا مگر (یہ) المجرد کی روایت میں ہے (کہ ایک سال تک انتظار کیا جائے گا) اور صحیح حکم پہلا ہے اس لئے کہ بالغ آدمی کے دانت کا پیدا ہونا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ (ب) جب کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کا دانت نکال دیا تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا (ج) اور چاہیے کہ مظلوم کیلئے مجرم سے ضمانت لیا جائے پس اگر اس (نابالغ بچہ کے اس دانت) کی جگہ دانت پیدا ہو جائے تو مجرم پر (قصاص میں سے) کچھ لازم نہیں اور اگر اس بچہ کا دانت پیدا نہ ہوا اور سال پورا ہونے سے پہلے ہی وہ (بچہ) وفات پا گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول میں مجرم پر (قصاص میں سے) کچھ لازم نہیں اور امام ابو یوسفؒ کے قول میں حکومۃ عدل کے مطابق ہو گا ؁۲	ظہیریہ سراجیہ ظہیریہ
۵۳	جب کسی شخص نے کسی انسان کے دانت کو ضرب پہنچائی تو اس کی ضرب کی وجہ سے اس کا دانت ہلنے لگا تو (اس کے حکم کے متعلق) الاصل میں مذکور ہے کہ ایک سال تک انتظار کیا جائے گا خواہ وہ مضروب بالغ ہو یا نابالغ بچہ ہو۔ پھر جب ایک سال پورا کرنا لازم ہو گیا تو اگر وہ نہ گرا تو ضرب لگانے والے پر (قصاص میں سے) کچھ لازم نہیں ہے اور اگر اس ضرب کی وجہ سے اس سال کے دوران وہ دانت گر گیا تو اگر وہ ضرب عمداً تھی تو قصاص لازم ہو گا اور اگر وہ ضرب خطأً تھی تو دیت لازم ہو گی ؁۳	محیط
۵۴	(ا) جب (مذکورہ مضروب) دانت ہلنے کی صورت میں قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اسے (سال بھر کی) مہلت دی پھر سال پورا ہونے سے پہلے وہ مضروب آیا تو اس کا وہ دانت گر چکا تھا پس اس نے کہا کہ دانت اسی ضرب سے گرا ہے اور ضرب لگانے والے نے کہا کہ تجھے ایک دوسرے آدمی نے ضرب لگائی تھی (اس سے گرا ہے) تو مضروب کے قول کا اعتبار ہو گا (ب) اور اگر وہ مضروب سال پورا ہونے کے بعد آیا تو ضرب لگانے والے کے قول کا اعتبار ہو گا ؁۴	ظہیریہ
۵۵	(ا) حسن بن زیادؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کا دانت نکال دیا پھر وہ دانت آدھا پیدا ہوا تو مجرم پر اس کا آدھا ارش لازم ہے اور اس میں قصاص نہیں ہے (ب) اور اگر وہ دانت سفید اور پورا پیدا ہوا پھر کس اور شخص نے اسے نکال دیا تو اس کے متعلق ایک سال انتظار کیا جائے گا اگر پیدا ہو گیا تو فبہا ورنہ مجرم سے قصاص لیا جائے گا اور پہلے مجرم پر (قصاص میں سے) کچھ لازم نہیں ہے اور اگر وہ دانت پیدا ہوا مگر چھوٹا ہی رہا تو مجرم پر حکومۃ عدل کے بموجب حکم ہو گا ؁۵	محیط
۵۶	(ا) جب کسی شخص نے کسی آدمی کا دانت نکال دیا اور مجرم کا دانت سیاہ یا سرخ یا سبز ہے تو مظلوم کو اختیار دیا جائے گا اگر چاہے تو قصاص میں اس ناقص دانت کو ہی نکال دے اور چاہے تو مجرم سے اپنے دانت کا ارش پانچسو درہم لے (ب) اور اگر مظلوم کے دانت میں عیب تھا تو اس کے متعلق حکومۃ عدل کے بموجب حکم ہو گا ؁۶	ظہیریہ

ملاحظہ ہوں (مترجم) ؁۶ حکم نمبر ۵۶/۱۱۷۳ نیز ۳۸/۱۱۷۲ کا حاشیہ نیز اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۷، ۳۳/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس / القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳/۵۷	وان لم یختر المجنی علیہ شیأ حتی سقطت السن السوداء ونبتت مکانہا اخری صحیحۃ فقد بطل حق المجنی علیہ	کذا فی الذخیرۃ
۵۸	ولو قلع رجل ثنیۃ رجل وثنیۃ القالع مقطوعۃ فنبتت ثنیتہ بعد القلع فلا قصاص فیہ وللمقلوعۃ ثنیتہ ارشہا	کذا فی المحیط
۵۹	ولو عض ید رجل فانتزع صاحب الید یدہ وقلع سن العاض لا ضمان علیہ فی قول ابی حنیفۃؒ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۰	قال محمدؒ من اراد قلع سنک ظلما فی موضع لا یغیثک الناس فلک قتلہ ومن اراد ان یبرد سنک بالمبرد ظلما فلا تقتلہ وان کان لا یغیثک الناس	کذا فی الظہیریۃ
۶۱	ومن قطع ید غیرہ من المفصل عمدا قطعت یدہ ولو کانت اکبر من ید المقطوع وھذا اذا کان بعد البرء ولا قصاص قبل البرء	کذا فی الجوہرۃ النیرۃ
۶۲	وکذا فی الاصابع القصاص اذا قطعت من مفاصلہا ولا قصاص فیما اذا کان القطع لا من المفاصل	کذا فی خزانۃ المفتین
۶۳	وفی الرجل فی العمد القصاص اذا قطع من مفصل القدم او من مفصل الورک بخلاف ما اذا قطع من غیر مفصل	کذا فی المحیط
۶۴	وکذلک الحکم فی اصابع الرجل ان قطعت من المفصل عمدا یجب القصاص وان قطعت من غیر المفصل لا یجب	کذا فی المحیط
۶۵	ولا تقطع الید بالرجل ولا اصبع من ید باصبع من رجل ولا تقطع یدان بید واحدۃ عندنا	کذا فی المبسوط
۶۶	لا تقطع السبابۃ الیمنی الا بالسبابۃ الیمنی ولا السبابۃ الیسری الا بالیسری وکذلک لا یقطع الابہام بالسبابۃ ولا السبابۃ بالوسطی والحاصل انہ لا یؤخذ شئ من الاعضاء الا بمثلہ من القاطع	کذا فی الذخیرۃ

۱؎ حکم نمبر ۵۶/۱۱۷۳ نیز ۳۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۷ب/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۷/۱۱۷۳ نیز ۳۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۷ل/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۷۴/۱۱۷۱ مع حاشیہ، ۲/۲۷۳، ۱/۴۲۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ ہاتھ اور پاؤں، ان کی انگلیوں، پوروں، ناخن، گٹا اور کلائی میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۲، ۶، ۶، ۹ تا ۱۰۷/۱۱۷۳ میں اور ان میں موجب دیت وغیرہ

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳ ـ ۵۷	اگر (مذکورہ صورت میں) مضروب نے (ابھی) کچھ اختیار نہ کیا تھا حتی کہ (مجرم کا) وہ سیاہ (یعنی عیب دار) دانت گر گیا اور اس کی جگہ صحیح دانت پیدا ہو گیا تو مضروب کا حق باطل ہو گیا [۱]	ذخیرہ
۵۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے سامنے کے دو دانت اکھاڑ دیئے اور (خود) اکھاڑنے والے کے سامنے کے دو دانت مقطوعہ ہوں پس اکھاڑنے کے بعد اس (مجرم) کے سامنے کے دو دانت پیدا ہو گئے تو (اس صورت میں) اس میں قصاص نہیں ہے اور جس کے دانت اکھاڑے گئے ہیں اس کے لئے اس کا ارش لازم ہو گا [۲]	محیط
۵۹	اگر کسی شخص نے دانتوں سے کسی آدمی کا ہاتھ کاٹا تو ہاتھ والے نے اپنا ہاتھ کھینچا اور (اس سے) کاٹنے والے کا دانت اکھاڑ دیا تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب (اکھاڑنے والے پر) ضمان لازم نہ ہو گی [۳]	قاضیخان
۶۰	امام محمدؒ کا قول ہے کہ جس شخص نے تیرا دانت، ظلماً ایسے مقام پر اکھاڑنا چاہا جہاں لوگ تجھے نہ پہنچ سکتے ہوں تو تیرے لئے اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اور جس شخص نے تیرا دانت ظلماً رسّی سے گھسانا چاہا تو تو اسے قتل نہ کر اگرچہ لوگ تجھے (وہاں) نہ پہنچ سکتے ہوں [۴]	ظہیریہ
۶۱	اور جس شخص نے عمداً دوسرے آدمی کا ہاتھ جوڑ[۵] سے کاٹا تو (اس کے قصاص میں) مجرم کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگرچہ اس کا وہ ہاتھ کاٹے گئے ہاتھ سے بڑا ہو اور یہ حکم (یعنی قصاص کا حکم) اچھا ہونے کے بعد ہے اچھا ہونے سے پہلے قصاص نہیں ہے۔	جوہرہ نیرہ
۶۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح انگلیوں میں قصاص ہے جبکہ جوڑوں سے کاٹی گئی ہوں اور جس صورت میں کاٹنا جوڑوں سے نہ ہو تو اس میں قصاص نہیں ہے [۶]	خزانۃ المفتین
۶۳	پاؤں عمداً کاٹنے میں قصاص ہے جبکہ کاٹنا قدم کے جوڑ سے ہو یا سرین کے جوڑ سے ہو اور جب جوڑ کے علاوہ سے کاٹا جائے اس کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی اس میں قصاص نہیں ہے) [۷]	محیط
۶۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح پاؤں کی انگلیوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے اگر عمداً جوڑ سے کاٹی گئی تو قصاص واجب ہے اور اگر جوڑ کے علاوہ سے کاٹی گئی تو قصاص واجب نہ ہو گا [۸]	محیط
۶۵	ہاتھ کو پاؤں کے بدلہ میں نہ کاٹا جائے گا اور نہ ہاتھ کی انگلی کو پاؤں کی انگلی کے بدلہ میں کاٹا جائے گا اور نہ ہمارے ہاں دو ہاتھوں کو ایک ہاتھ کے بدلہ میں کاٹا جائے گا [۹]	مبسوط
۶۶	(و) دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت، دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کے بدلہ میں ہی کاٹی جائیگی اور بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت، بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کے بدلہ میں ہی کاٹی جائے گی (ب) اسی طرح انگوٹھا، انگشت شہادت کے بدلہ میں نہ کاٹا جائے گا اور انگشت شہادت درمیانی انگلی کے بدلہ میں نہ کاٹی جائے گی (ج) اور حاصل یہ ہے کہ (مقطوعہ عضو کی) مثل کے سوا، قطع کرنے والے کے اعضاء میں سے کوئی شی (قصاص میں) نہ لی جائے گی [۱۰]	ذخیرہ

[۱-۴] دیت احکام کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۶۲ تا ۸۱/۱۱۷۳، ۱۴، ۱۵/۱۱۹۰ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور ۳۷/۱۱۷۱ میں الجوھرۃ النیرۃ اور ہدایہ سے ماخوذ حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع ، القصاص فیمادون النفس — القصاص فیمادون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۶۷	ولا تقطع اليد الصحيحة بالمنقوصة الاصابع	هكذا في محيط السرخسي
۶۸	اذا قطع الرجل يد رجل و فيها ظفر مسود او جرح فان كان فيه ظفر مسود فانه يجب القصاص وان لم يكن في يد القاطع ظفر مسود فان كان بيده جراحة لا توجب نقصان دية يده بان كان نقصا نا لا يوهن في البطش فانه لا يمنع وجوب القصاص ويجعل وجود هذا العيب وعدمه بمنزلة وان كان نقصانا يوهن في البطش حتى يجب بقطعه حكومة عدل لا نصف الدية كان بمنزلة اليد الشلاء	كذا في المحيط
۶۹	ومن قطع اصبعا زائدة وفي يده مثلها فلا قصاص عليه عند ابي حنيفة رح وابي يوسف رح	كذا في الجوهرة النيرة
۷۰	ولو قطع الكف وفيه اصبع زائدة توهن الكف فلا قصاص فيه وان كان لا توهن الكف يجب القصاص	كذا في محيط السرخسي
۷۱	ولو قطع رجل يد رجل من نصف الساعد او رجله من نصف الساق عمدا لم يكن عليه في ذلك قصاص	كذا في المبسوط
۷۲	اذا كانت يد المقطوع صحيحة ويد القاطع شلاء او ناقصة الاصابع فالمقطوع يده بالخيار ان شاء قطع اليد المعيبة ولا شئ له غيرها وان شاء اخذ الأرش كاملا	كذا في الكافي
۷۳	وكان الصدر الشهيد برهان الائمة رح انما يثبت الخيار للمقطوع يده في هذه الصورة اذا كانت الشلاء مما ينتفع بها مع ذلك واما اذا كانت غير منتفع بها فهي ليست بمحل للقصاص فلا يخير المجني عليه حينئذ بل له دية يد صحيحة كما لو لم يكن للقاطع تلك اليد اصلا وبه يفتي	كذا في المحيط
۷۴	ولو ذهبت المعيبة قبل اختيار المجني عليه او قطعت ظلما بطل حق المجني عليه عندنا بخلاف ما اذا قطعت بحق عليه من قود او سرقة فانه يجب عليه ارش اليد المقطوعة	كذا في الكافي

ـــه ۱ حکم نمبر $\frac{۸۴،۷۲،۷۲}{۱۱۷۳}$، $\frac{۶۱}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۲ ہاتھ کاٹنے کی دیت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۶۲}{۱۱۷۷}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه ۳ حکومۃ عدل کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۴}{۱۱۷۸}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه ۴ حکم نمبر $\frac{۶۱}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه ۵ حکم نمبر $\frac{۶۱}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ $\frac{۶۹}{۱۱۷۳}$ نیز $\frac{۳۰}{۱۱۷۳}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۶ حکم نمبر $\frac{۶۸}{۱۱۷۳}$ نیز $\frac{۶۱}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۷ حکم نمبر $\frac{۷،۶}{۱۱۷۳}$ نیز $\frac{۶۱}{۱۱۷۳}$ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۸ حکم نمبر $\frac{۷۳}{۱۱۷۳}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــه ۹ حکم نمبر $\frac{۷۳ تا ۷۷}{۱۱۷۳}$ نیز $\frac{۶۱}{۱۱۷۳}$

دفعات شق نمبر	چوتھا باب ، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۷-۱۱۷۳	صحیح (یعنی پوری انگلیوں والا) ہاتھ ، ناقص (یعنی کم) انگلیوں والے ہاتھ کے بدلہ میں نہ کاٹا جائے گا [1]	محیط سرخسی
۶۸	(۱) جب کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا اور اسمیں ایک ناخن سیاہ تھا یا زخم تھا تو اگر اس میں ایک ناخن سیاہ تھا تو قصاص واجب ہوگا اگرچہ قطع کرنے والے کے ہاتھ میں سیاہ ناخن نہ تھا (ب) اگر اس (مضروب) کے ہاتھ میں زخم تھا اور وہ زخم ایسا تھا جو اس کے ہاتھ کی دیت میں نقصان کا موجب نہیں ہوتا باین طور کہ وہ نقصان ایسا تھا کہ ہاتھ کی پکڑ میں سستی نہ لاتا تھا تو (ایسا زخم) قصاص واجب کرنے میں مانع نہ ہوگا اور اس عیب کا ہونا نہ ہونا ایک جیسا ہوگا اور اگر وہ نقصان ایسا تھا کہ ہاتھ کی پکڑ میں سستی لاتا تھا حتی کہ اس کے کاٹنے میں نصف [2] دیت کی بجائے حکومۃ عدل [3] کے مطابق حکم واجب ہوتا ہو تو وہ ہاتھ بمنزلہ شل (یعنی بیکار) ہاتھ کے قرار پائے گا [4]	محیط
۶۹	جس شخص نے کسی آدمی کی زائد انگلی کاٹ دی اور اس (قاطع) کے ہاتھ میں (بھی) ایسی ہی (زائد) انگلی موجود ہے تو امام ابو حنیفہ [5] اور امام ابو یوسف رح کے ہاں اس پر قصاص لازم نہیں ہے [5]	جوہرہ نیرہ
۷۰	اگر کسی شخص نے (کسی آدمی کی) ہتھیلی کاٹ دی اور اس میں ایک انگلی زائد ہے جو ہتھیلی میں سستی لاتی ہے تو اس (ہتھیلی) میں قصاص نہیں ہے اور اگر وہ (زائد انگلی) ہتھیلی میں سستی نہیں لاتی تو (اس ہتھیلی میں) قصاص واجب ہوگا [6]	محیط سرخسی
۷۱	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا بازو آدھی کلائی یا اس کا پاؤں آدھی پنڈلی سے عمداً کاٹ ڈالا تو اس میں اس پر قصاص لازم نہ ہوگا [7]	مبسوط
۷۲	جب (صورت حال یہ ہو کہ) وہ آدمی جس کا ہاتھ کاٹا گیا اس کا وہ ہاتھ صحیح تھا اور ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ شل (یعنی بیکار) تھا (مگر قابل انتفاع تھا [8]) یا کم انگلیوں والا تھا تو جس کا ہاتھ کاٹا گیا اسے اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو (قصاص میں قاطع کا) عیب دار ہاتھ کاٹنا اختیار کرلے اور (یہ اختیار کرنے کی صورت میں) اس کے لئے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور چاہے تو (ہاتھ کی) کامل ارش لے لے [9]	کافی
۷۳	اور مذکورہ صورت (یعنی حکم نمبر ۷۲/۱۱۷۳) میں الصدر الشہید برہان الائمہ رح ہاتھ کاٹے گئے اس آدمی کے لئے (مذکورہ) اختیار تب ثابت کرتے تھے جبکہ وہ شل ہاتھ (یعنی قطع کرنے والے کا شل ہاتھ) ایسا ہو کہ اس کے باوجود وہ قابل انتفاع ہو (یعنی اس سے کام کاج کرسکتا ہو) اور اگر اس کا وہ ہاتھ ناقابل انتفاع (حد تک شل ہو تو ایسا بیکار) ہاتھ قصاص کا محل نہیں ہے، پس اس صورت میں مظلوم کو (مذکورہ) اختیار نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے صحیح ہاتھ کی دیت ہوگی جیسا کہ اگر ہاتھ کاٹنے والے کا وہ ہاتھ سرے سے نہ ہو [10] تو یہی حکم ہوتا ہے۔ اور اسی پر فتوی ہے [11]	محیط
۷۴	اور اگر (مذکورہ ۷۲، ۷۳/۱۱۷۳ میں) مظلوم کے (مذکورہ) اختیار کرنے سے پہلے (مجرم کا) وہ عیب دار ہاتھ تلف ہوگیا یا ظلماً کاٹ دیا گیا تو ہمارے ہاں مظلوم کا (مذکورہ) حق باطل ہوگیا اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب (مجرم کا) وہ (عیب دار) ہاتھ اس حق میں کاٹا گیا جو حق اس پر قصاص یا چوری کی وجہ سے تھا تو اس مجرم پر کاٹے ہوئے ہاتھ کا ارش واجب ہوگا [12]	کافی

…کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ۶۷، ۶۸/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) [11] حکم نمبر ۷۲ تا ۷۷/۱۱۷۳ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [12] حکم نمبر ۷۲ تا ۷۶/۱۱۷۳ ارش کے متعلق ۱/۱۱۷۷ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۷۴، ۷۵/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۷۵-۱۱۷۳	هذا اذا کانت ناقصة وقت القطع اما اذا انتقصت بعد القطع فهذا علی وجهین ان کان النقصان حاصلا لا بفعل احد بان سقط اصبع من اصابعه بآفة سماویة فالجواب فیه کالجواب فیما لو کانت ناقصة وقت القطع وان کانت بفعل احد بان قطع اصبع من اصابعه ظلما او قطع القاطع اصبعا من اصابعه او قضی بها حقا واجبا علیه فالجواب فیه کالجواب فیما لو فاتت بآفة سماویة هکذا ذکر شیخ الاسلام المعروف بخواهر زادهؒ وقد ذکر شیخ الاسلام احمد الطواویسیؒ فی شرحه انها اذا قطعت بقصاص فله الخیار وان قطعت ظلما او بآفة سماویة فلا خیار واشار الی الفرق فقال ما قطع قصاصا فهو محسوب علیه فکانه منعها فیوجب الخیار ولا کذلک ما ذهب بآفة سماویة	کذا فی الظهیریة
۷۶	واذا قطع ید رجل عمدا حتی وجب القصاص فقطعت ید القاطع بالاکلة او ظلما بغیر حق یبطل القصاص ولا ینتقل الی الارش ولو قطعت ید القاطع بقصاص رجل آخر او فی سرقة کان علی من علیه القصاص الارش لصاحب القصاص الاول	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷۷	رجل قطع یمین رجل ولا یمین للقاطع فحق المقطوع یده فی الارش فی ماله	کذا فی خزانة المفتین
۷۸	اذا قطع له اصبعین ولیس للقاطع الا اصبع واحدة فانه یقطعها ویأخذ ارش الاخری	کذا فی الجوهرة النیرة
۷۹	قطع ید رجل من المفصل فاقتص منه وبرأ ثم قطع احدهما ذراع صاحبه لم یقتص منه وقال ابوحنیفةؒ فی الاقطعین والاشلین لا قصاص وهو قول ابی یوسفؒ فی روایة الحسنؒ عنه	کذا فی محیط السرخسی

ا؎ حکم نمبر ۷۲ تا ۷۷/۱۱۷۳ نیز ۷۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ الاکلة ـ لقمہ، عضو کھانے والی بیماری ـ ماخوذ از المنجد ص ۱۱ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۷۵/۱۱۷۳ نیز ۷۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۱۱۷۱، ۸۳/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۷۳، ۷۸، ۸۰ ب/۱۱۷۳ نیز ۷۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۷۳، ۷۷/۱۱۷۳ نیز ۶۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۶۹/۱۱۷۳ نیز ۷۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۳ ۱۱-۷۵	یہ مذکورہ (مندرجہ ۷۲ تا ۷۴ / ۱۱۷۳) احکام اس صورت میں ہیں کہ جب کاٹنے کے وقت (مجرم کا) وہ ہاتھ ناقص تھا اور اگر ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کا ہاتھ ناقص ہوگیا تو (ا) اس میں دو صورتیں ہیں (اول) یہ کہ اگر وہ نقصان کسی (انسان) کے فعل کے بغیر پیدا ہوا مثلاً یہ کہ کسی آسمانی آفت کی وجہ سے اس کی کوئی انگلی گر گئی تو اس صورت کے جواب میں وہی حکم ہوگا جو کاٹنے کے وقت مجرم کا ہاتھ ناقص ہونے کی صورت کے جواب میں حکم ہے اور (دوم) یہ کہ اگر وہ نقصان کسی (انسان) کے فعل سے پیدا ہوا مثلاً یہ کہ کسی نے ظلماً اس کی انگلیوں میں سے کوئی انگلی کاٹ دی یا مجرم نے اپنی انگلیوں میں سے خود کوئی انگلی کاٹ دی یا اس پر کسی حق واجب کے لئے اس کی انگلی کاٹنے کا حکم جاری ہوا تو اس صورت کے جواب میں (بھی) وہی حکم ہوگا جو کسی آسمانی آفت کی وجہ سے اس کی انگلی ضائع ہونے کی صورت کے جواب میں حکم ہے یونہی شیخ الاسلام المعروف بخواہرزادہؒ نے ذکر کیا ہے (ب) اور شیخ الاسلام احمد الطوادیسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) جب مجرم کی انگلی کو قصاص میں کاٹا گیا تو مظلوم کو (مذکورہ) اختیار حاصل ہے اور اگر اسے ظلماً یا کسی آسمانی آفت کی وجہ سے کاٹا گیا تو مظلوم کو (مذکورہ) اختیار نہیں ہے اور (دونوں حکموں میں وجہ) فرق کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو قصاص میں کاٹا گیا تو وہ اس کے ذمہ شمار ہے گویا اس نے (خود) اس کے متعلق ممانعت کی پس یہ صورت (مظلوم کے لئے) اختیار کی موجب ہوگی اور جو آسمانی آفت سے ضائع ہوئی وہ یوں نہیں ہے (یعنی وہ مجرم کے ذمہ شمار نہیں ہے پس اس صورت میں مظلوم کو مذکورہ اختیار نہ ہوگا) [1]	ظہیریہ
۷۶	(ا) جب کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ جان بوجھ کر کاٹ دیا حتیٰ کہ قصاص واجب ہوا پھر ہاتھ کاٹنے والے کا ہاتھ الآکلۃ (یعنی کاٹ کھانے یا عضو کھانے کی بیماری) سے یا بغیر کسی حق کے ظلماً کاٹا گیا تو وہ قصاص باطل ہو جائے گا اور ارش کی طرف منتقل نہ ہوگا (ب) اور اگر ہاتھ کاٹنے والے (مجرم) کا ہاتھ کسی اور آدمی کے (ہاتھ کے) قصاص میں یا چوری (کی حد) میں کاٹا گیا تو (ہاتھ کاٹنے والا وہ مجرم جس کے ذمہ قصاص (باقی) ہے اس پر پہلے صاحب قصاص (یعنی مظلوم) کے لئے ارش لازم ہوگا [3]	قاضیخان
۷۷	کسی شخص نے کسی آدمی کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا اور ہاتھ کاٹنے والے (مجرم) کا دایاں ہاتھ نہیں ہے تو جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اس کے ارش کا حق اس کے مال میں ہے [4]	خزانۃ المفتین
۷۸	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی دو انگلیاں کاٹ دیں اور انگلیاں کاٹنے والے کی ایک ہی انگلی ہے تو وہ (مظلوم) اُس (ایک انگلی) کو (قصاص میں) کاٹے گا اور دوسری انگلی کے لئے ارش لے گا [5]	جوہرہ نیرہ
۷۹	کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ جوڑ پر سے کاٹا تو اس سے قصاص لیا گیا اور وہ تندرست ہوگیا پھر ان دونوں میں سے کسی ایک نے دوسرے کی کہنی کاٹی تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جن دونوں آدمیوں کے ہاتھ کٹے ہوتے ہوں اور جو دونوں شل (یعنی بیکار) ہاتھ والے ہوں ان میں (باہم) قصاص نہیں ہے اور یوں ہی امام ابو یوسفؒ کا قول ان سے حسنؒ کی روایت میں مروی ہے [6]	محیط سرخسی

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیمادون النفس — القصاص فیمادون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۸۰	واذا قطع الرجل اصبع رجل من المفصل من يمناه ثم قطع يمنى آخر او بدأ باليد ثم قطع الاصبع ثم حضرا جميعا فانه يقطع اصبعه اولا باصبع الآخر ثم يخير صاحب اليد فان شاء قطع ما بقى وان شاء اخذ دية يده وان جاء صاحب اليد اولا قطعت له اليد ثم اذا حضر الآخر قضى له بالارش	كذا فى المبسوط
۸۱	ولو قطع رجل اصبع رجل من المفصل الاعلى ثم قطع اصبع آخر من المفصل الاوسط ثم قطع اصبع آخر من المفصل الاسفل وذلك كله فى اصبع واحدة فان كان الكل حضروا وطلبوا من القاضى حقهم فان القاضى يقطع المفصل الاعلى لصاحب الاعلى ولا يقطع لصاحب الاوسط والاسفل وان كان حق صاحب الاوسط والاسفل ثابتا فى الاعلى ثم خير صاحب المفصل الاوسط فان شاء قطع من القاطع مفصله الاوسط ولا شئ له من دية الاصبع وان شاء لم يقطع وضمنه ثلثى دية الاصبع فاذا قطع يخير صاحب المفصل الاسفل فان شاء قطع ولا شئ له من دية الاصبع وان لم يقطع أخذ دية اصبعه بكمالها من ماله وان حضر احدهم وغاب الآخران ان كان الحاضر صاحب المفصل الاعلى يقطع له فان قطع المفصل الاعلى له ثم حضر الآخران فانهما يخيران فان اختار القطع لا يضمن لكل واحد منهما شيأ	هكذا فى المحيط
	ولو حضر صاحب الاصبع اولا وظهر حقه ولم يحضر صاحب المفصلين ولا صاحب المفصل عند القاضى قضى للثالث بكل الاصبع ثم ان حضر صاحب المفصل والمفصلين قضى لهما بالارش[1]	كذا فى شرح الزيادات للعتابى

[1] حکم نمبر ۷۵ب، ۷۷ / ۱۱۷۷ نیز ۶۱ / ۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات دستی نمبر	چوتھا باب ، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳ ۔ ۸۰	(ا) جب کسی شخص نے کسی آدمی کے دائیں (ہاتھ کی) انگلی کے جوڑ پر سے کاٹ دیا پھر اس نے دوسرے آدمی کا دایاں (ہاتھ) کاٹ ڈالا یا اس نے پہلے (ایک آدمی کا دایاں) ہاتھ کاٹا پھر (دوسرے آدمی کے دائیں ہاتھ کی) انگلی کاٹی پھر وہ دونوں (قصاص کے لئے) اکٹھے حاضر ہوئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) پہلے اس (مجرم) کی (انگلی دوسرے کی انگلی کے قصاص میں کاٹی جائے گی ۔ پھر ہاتھ کاٹے گئے مظلوم کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ چاہے تو (مجرم کا) باقی ماندہ ہاتھ (قصاص میں) کاٹے اور چاہے تو اپنے ہاتھ کی دیت لے (ب) اور اگر وہ آدمی جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ (قصاص کیلئے) پہلے آگیا تو اس کے (حق کے) لئے (مجرم کا) ہاتھ کاٹا جائے گا پھر جب (انگلی کے قصاص کے لئے) دوسرا آدمی حاضر ہوا تو اس کے (حق کے) لئے اَرش کا حکم دیا جائے گا ۔	مبسوط
۸۱	اگر کسی شخص نے ایک آدمی کی انگلی اوپر کے جوڑ پر سے کاٹ دی پھر دوسرے آدمی کی (وہی) انگلی درمیانی جوڑ پر سے کاٹ دی پھر ایک اور (یعنی تیسرے) آدمی کی (وہی) انگلی نیچے کے جوڑ پر سے کاٹ دی اور (یہ) سب کچھ (ان کی) ایک ہی انگلی میں ہوا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر (قصاص کیلئے) وہ سب حاضر ہوئے اور قاضی (یعنی حاکم مجاز) سے اپنا حق طلب کیا تو قاضی (قصاص میں) اوپر کے جوڑ والے (مظلوم یعنی پہلے آدمی کے حق) کے لئے اوپر کے جوڑ سے کاٹنے کا حکم دے گا اور درمیانی جوڑ والے اور نیچے کے جوڑ والے (یعنی دوسرے اور تیسرے مظلوموں کے حق) کے لئے کاٹنے کا حکم نہ دے گا اگرچہ درمیانی جوڑ والے اور نیچے کے جوڑ والے (مظلوموں) کا حق بھی اوپر کے جوڑ میں تھا پھر درمیانی جوڑ والے (یعنی دوسرے مظلوم آدمی) کو اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہے تو (قصاص میں) مجرم (کی ناقص انگلی) کے درمیانی جوڑ سے کاٹے اور (یہ اختیار کرنے میں) اس کے لئے انگلی کی دیت میں سے کچھ لازم نہ ہوگا اور وہ چاہے تو نہ کاٹے اور انگلی کی دو تہائی دیت کی ضمان لے لے پس اگر اس نے (قصاص میں درمیانی جوڑ سے) کاٹنا اختیار کیا تو نیچے کے جوڑ والے (یعنی تیسرے مظلوم آدمی) کو اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہے تو (قصاص میں) مجرم کی اس ناقص انگلی کو نیچے کے جوڑ پر سے) کاٹے اور (یہ اختیار کرنے میں) اس کے لئے انگلی کی دیت میں سے کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر اس نے (یعنی تیسرے مظلوم آدمی نے قصاص میں نیچے کے جوڑ سے) نہ کاٹا تو وہ اپنی انگلی کی پوری دیت مجرم کے مال سے لے لے (ب) اور اگر (قصاص کیلئے) ان میں سے ایک حاضر ہوا اور دوسرے دو حاضر نہ ہوئے تو اگر حاضر ہونے والا اوپر کے جوڑ والا (یعنی مظلوم آدمی) تھا تو (قصاص میں) اس کے لئے (مجرم کی انگلی کو اوپر کے جوڑ سے) کاٹا جائے گا پس اگر اس کے لئے (مجرم کی انگلی کو) اوپر کے جوڑ سے کاٹ دیا گیا اس کے بعد دوسرے دو حاضر ہوئے تو ان دونوں کو اختیار دیا جائے گا پس اگر انہوں نے (قصاص میں انگلی کو) کاٹنا اختیار کیا تو وہ مجرم ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے بھی (دیت میں سے) کچھ ضمان نہ دے گا	محیط
	(ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں قصاص کے لئے) پہلے پوری انگلی (کے حق) والا (یعنی مذکورہ تیسرا مظلوم آدمی) حاضر ہوا اور اس کا حق ظاہر ہو گیا اور دو جوڑوں (کے حق) والا (یعنی مذکورہ دوسرا آدمی) اور ایک جوڑ (کے حق) والا (یعنی پہلا مظلوم	

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳		
۸۲	لوقطع کف رجل من مفصل ثم قطع ید آخر من المرفق ثم اجتمعا فان الکف یقطع لصاحب الکف ثم یخیر صاحب المرفق فان شاء قطع مابقی لحقه وان شاء اخذ الارش	کذا فی شرح المبسوط
	واذا کان احدهما حاضرا والآخر غائبا فانه یبدأ بحق الحاضر ایهما کان	کذا فی المحیط
۸۳	لوقطع اصبع ید رجل ثم قطع المقطوعة اصبعه ید القاطع من المفصل خیر فان شاء قطع یده ناقصة وان شاء اخذ الارش ویبطل حق صاحب الاصبع	کذا فی محیط السرخسی
۸۴	قال محمدؒ فی الجامع رجل قطع ید رجل عمدا وید القاطع صحیحة فقطع المقطوعة یدہٗ اصبعا من اصابع القاطع ثم قطع قاطع الید ید رجل صحیحة فالمقطوعة یدہ آخرا بالخیار ان شاء قطع مابقی من ید القاطع مع المقطوعة یدہ الاول وان شاء اخذ دیة یدہ فان قطع المقطوعة یدہ آخرا اصبعا من اصابع القاطع ایضا فقد بطل خیارہ ویقطع مابقی من ید القاطع له وللاول واذا قطع ید القاطع لهما یضمن القاطع للمقطوعة یدہ اولا نصف ارش یدہ مؤجلا فی سنتین ثلثاها فی السنة الاولی وثلثها فی السنة الثانیة ویضمن للمقطوعة یدہ آخرا ثلاثة اثمان دیة یدہ مؤجلا علی الوجه الذی قلنا	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۱، ۶۵/۱۱۷۷ مع حواشی نیز حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ الکف یعنی ہاتھ یا ہتھیلی پنجوں سمیت۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۱۰۳ (مترجم)
۳؎ حکم نمبر ۱/۱۱۷۷ مع حاشیہ، ۶۲، ۴۳، ۷۴/۱۱۷۷ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱/۱۱۷۷ مع حاشیہ، ۷۳/۱۱۷۷ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۱، ۷۶/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۷۶، ۸۵ تا ۸۸/۱۱۷۳، ۱، ۶۲/۱۱۷۷، ۹ تا ۱۲/۱۱۸۹ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۲ —	آدمی قصاص کے لئے) قاضی کے ہاں حاضر نہ ہوئے تو قاضی اس تیسرے (مظلوم آدمی کے حق) کے لئے (مجرم کی) پوری انگلی (کاٹنے) کا حکم دے گا اس کے بعد اگر ایک جوڑ (کے حق) والا اور دو جوڑوں (کے حق) والا حاضر ہوئے تو ان دونوں کے (حق کے) لئے ارش کا حکم دے گا ؎۱	شرح الزیادات للعتابی
۸۲	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی کف ؎۲ (یعنی ہتھیلی) کو جوڑ پر سے کاٹ دیا پھر اس نے ایک اور آدمی کا (وہ) ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا پھر وہ دونوں (قصاص کے لئے) اکٹھے آئے تو مجرم کی ہتھیلی (یعنی ہاتھ) کو ہتھیلی (کے حق) والے کے لئے کاٹا جائے گا پھر کہنی (کے حق) والے کو اختیار دیا جائے گا پس اگر وہ چاہے تو اس کے حق کے لئے (قصاص میں) باقیماندہ (ناقص بازو) کاٹا جائے گا اور چاہے تو ارش لے لے	شرح مبسوط
	(ب) اگر (مذکورہ صورت میں قصاص کے لئے) ان دونوں (مظلوموں) میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب تھا تو ان میں سے جو بھی حاضر ہے (قصاص میں) اس کے حق سے ابتدا کی جائے گی ؎۳	محیط
۸۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ کی انگلی (جوڑ پر سے) کاٹ دی پھر جس کی انگلی کاٹی گئی اس نے کاٹنے والے کا ہاتھ جوڑ پر سے کاٹ دیا تو اس کو (یعنی جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اس کو) اختیار دیا جائے گا پس اگر وہ چاہے تو (قصاص میں) اس کا (بغیر انگلی کے وہ) ناقص ہاتھ کاٹے اور چاہے تو (ہاتھ کا) ارش لے اور اور انگلی (کے حق) والے (کے لئے قصاص) کا حق باطل ہو جائے گا ؎۴	محیط سرخسی
۸۴	امام محمدؒ نے الجامع میں کہا ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ عمداً کاٹ دیا اور قاطع (یعنی ہاتھ کاٹنے والے) کا ہاتھ صحیح ہے پھر مقطوعہ ہاتھ والے نے (یعنی جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اس نے)، قاطع کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی پھر قاطع نے ایک اور آدمی کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو وہ دوسرا آدمی جس کا ہاتھ بعد میں کاٹا گیا اسے اختیار ہوگا کہ وہ (قصاص میں) پہلے مقطوعہ ہاتھ والے مظلوم سمیت، قاطع کا باقیماندہ (بغیر انگلی کے ناقص ہاتھ) کاٹے اور چاہے تو اپنے ہاتھ کی دیت لے۔ پس اگر دوسرے مقطوعہ ہاتھ والے مظلوم نے بھی اس قاطع کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی تو اس (دوسرے مظلوم) کا (مذکورہ) اختیار باطل ہو جائے گا اور اس کے لئے اور پہلے مقطوعہ ہاتھ والے مظلوم کے لئے (قصاص میں) قاطع کا باقیماندہ (بغیر دو انگلیوں کے ناقص) ہاتھ کاٹا جائے گا اور جب قاطع کا وہ ہاتھ ان دونوں کے (قصاص کے حق کے) لئے کاٹا گیا تو وہ قاطع، پہلے مقطوعہ ہاتھ والے مظلوم کے لئے اس کے ہاتھ کا نصف ارش علی التاخیر دو سال میں دینے کا ضامن ہوگا اس کی دو تہائی پہلے سال میں اور ایک تہائی دوسرے سال میں دے گا اور وہ قاطع، دوسرے مقطوعہ ہاتھ والے مظلوم کے لئے اس کے ہاتھ کی دیت کا تین ثمن (یعنی $\frac{3}{8}$) علی التاخیر اس طریق پر دینے کا ضامن ہوگا جیسا کہ ہم کہہ چکے ؎۵	محیط

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۸۵-۱۱۷۳	واذا قطع ید رجل ویدہ صحیحۃ وقطع المقطوعۃ یدہ اصبعا من اصابع القاطع ثم قطع القاطع ید رجل آخر فقطع المقطوعۃ یدہ الثانی اصبعا من اصابع القاطع ثم ان القاطع قطع ید رجل ثالث فقطع المقطوع الثالث اصبعا من اصابع القاطع ثم اجتمعوا عند القاضی فلاخیار لواحد منهم فی اخذ الدیۃ ویقطع مابقی من یدہ لهم ویکون علیه للمقطوع الاول ثلاثۃ اخماس دیۃ یدہ وثلث خمسها وللثانی نصف دیۃ یدہ وثلث ربعها وللثالث اربعۃ اتساع دیۃ یدہ	کذا فی محیط السرخسی
۸۶	لو قطع رجل ید رجل الیمنی والیسری من آخر قطعت یداہ بهما وکذلک ان قطعهما من واحد	کذا فی شرح المبسوط
۸۷	ولو قطع قطع رجل یمنی رجلین قطعت یمینه بهما وغرم دیۃ ید واحد بینهما عندنا سواء قطعهما معا او علی التعاقب ولو عفی احدهما عنه قبل القصاص اقتص منه للباقی ولاشیٔ للعافی ولو حضر احدهما دون صاحبه لم ینتظر الغائب ویقتص لهذا الحاضر ثم اذا قدم الغائب کان له اخذ الدیۃ وان اجتمعا فقضی لهما بالقصاص والدیۃ واخذ الدیۃ ثم عفی احدهما عن القصاص جاز عفوہ ولم یکن للآخر ان یستوفی القصاص وانما له نصف الدیۃ فاما اذا لم یستوفیا الدیۃ حتی عفی احدهما بعد قضاء القاضی فعلی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف للآخر ان یستوفی القصاص استحسانا وهو القیاس وعند محمد لیس للآخر ان یستوفی القصاص استحسانا ولو لم یکونا اخذا المال واخذا به کفیلا ثم عفی احدهما فالمسئلۃ علی الخلاف ایضا	

ـلـه حکم نمبر ۸۴ تا ۸۸/۱۱۷۳، ۴۲/۱۱۷۷، ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـه حکم ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ نیز اگر دو یا زیادہ آدمیوں نے ملکر کسی ایک آدمی کا ہاتھ جوڑ سے کاٹا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۷/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۸۵-۱۱۷۳	جب کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ (جوڑ پر سے) کاٹ دیا اور اس (قاطع یعنی ہاتھ کاٹنے والے) کا ہاتھ صحیح ہے اور المقطوعة یدہ نے (یعنی جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اس نے) قاطع (کے اس ہاتھ) کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی پھر اس قاطع نے دوسرے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا تو دوسرے "المقطوعة ید" نے قاطع کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی پھر اس قاطع نے تیسرے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا تو تیسرے المقطوعة یدہ نے قاطع کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی پھر وہ سب قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں قصاص کے لئے اکٹھے ہوئے تو ان میں سے کسی کو بھی (ہاتھ کی پوری) دیت لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اور ان سب کے (حق کے) لئے (قصاص میں) اس قاطع کا باقیماندہ (دو انگلیوں والا ناقص) ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس مجرم پر پہلے المقطوعة یدہ کے لئے اس کے ہاتھ کی دیت کے تین خمس اور اس کا تہائی خمس (یعنی ہاتھ کی دیت کا $\frac{3}{5}$ اور $\frac{1}{15}$) لازم ہوگا اور دوسرے المقطوعة یدہ کیلئے اسکے ہاتھ کی دیت کا نصف اور اسکا تہائی ربع (یعنی ہاتھ کی دیت کا $\frac{1}{2}$ اور $\frac{1}{12}$) لازم ہوگا اور تیسرے المقطوعة یدہ کیلئے اسکے ہاتھ کی دیت کے چار نویں حصے (یعنی ہاتھ کی دیت کا $\frac{4}{9}$) لازم ہوگا	محیط سرخسی
۸۶	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا دایاں ہاتھ (جوڑ پر سے) کاٹ دیا اور ایک اور آدمی کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو ان دونوں (مظلوموں) کے (ہاتھوں کے) قصاص میں اس مجرم کے دونوں ہاتھ کاٹ دئے جائیں گے (ب) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک ہی آدمی کے دونوں ہاتھ (جوڑ پر سے) کاٹ دیئے (تو قصاص میں اس مجرم کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں گے) ۔ہ۲	شرح مبسوط
۸۷	(ا) اگر کسی شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ (جوڑ پر سے) کاٹ دیئے تو ان دونوں کے (ہاتھوں کے) قصاص میں اس مجرم کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور وہ ایک ہاتھ کی دیت ادا کرے گا جو ان دونوں میں (تقسیم) ہوگی یہ حکم ہمارے ہاں ہے خواہ (اس مجرم نے ان دونوں کے ہاتھ اکٹھے کاٹے تھے یا آگے پیچھے کاٹے تھے (ب) اور اگر ان دونوں (مظلوموں) میں سے ایک نے قصاص سے پہلے اس مجرم کو معاف کر دیا تو دوسرے کے حق کے لئے (اس کے ہاتھ سے) قصاص لیا جائے گا اور معاف کرنے والے کے لئے کچھ نہ ہوگا (ج) اور اگر ان دونوں (مظلوموں) میں سے ایک آدمی (قصاص کے لیئے) حاضر ہوا اور دوسرا حاضر نہ ہوا تو غائب کے لئے انتظار نہ کیا جلئے گا اور حاضر آدمی کے لئے قصاص لیا جائے گا پھر جب وہ غائب آیا تو اس کے حق کے لئے دیت لینا ہو (د) اور اگر وہ دونوں مظلوم اکٹھے آئے پس ان دونوں کے حق کیلئے قصاص اور دیت کا (مذکورہ) حکم دیا گیا اور دونوں نے دیت لے لی تو ان میں سے ایک نے قصاص معاف کر دیا تو اس کا معاف کرنا جائز ہے اور (پھر) اس دوسرے (مظلوم) کے لئے یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ قصاص حاصل کرے بلکہ اسے وہ آدھی دیت ہی ملے گی (س) اور اگر ان دونوں نے (اکٹھے آنے کی مذکورہ صورت میں ابھی) دیت وصول نہ کی تھی کہ ان میں سے ایک نے قاضی کے فیصلہ کے بعد (مجرم کو) معاف کر دیا تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب دوسرے مظلوم کو حق حاصل ہے کہ وہ قصاص لے اور یہ حکم از روئے استحسان ہے (ص) اور اگر ان دونوں (مظلوموں) نے دیت کا مال نہ لیا تھا اور اس مال کا ضامن لیا پھر ان میں سے ایک نے معاف کر دیا تو اس صورت مسئلہ (کے جواب)	

دفعات شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳/۱-	ولوكانا اخذا بالمال رهنا كان هذا بمنزلة قبض المال ثم ان عفى احدهما بعد ذلك لم يكن للآخران يستوفى القصاص وهذا استحسان	كذا فى شرح المبسوط
۸۸	رجل قطع يد رجل عمدا وقطع من رجل آخر تلك اليد ايضا عمدا فقطع احدهما يد القاطع من المرفق فانه يبطل احدى اليدين من القاطع الاول ويجب على القاطع الاول دية يد بين المقطوعى يداهما نصفان ثم المقطوعة يده من المرفق وهو القاطع الاول بالخيار ان شاء قطع الذراع من الذى قطع يده من المرفق وان شاء ضمنه دية يده وحكومة العدل فى الذراع ويكون له ذلك فى سنتين ثلثاها فى السنة الاولى وثلثها فى السنة الثانية الا ان يزيد ذلك على ثلثى الدية فحينئذ تجب الزيادة فى السنة الثالثة	كذا فى المحيط
۸۹	اذا قطع المفصل الاعلى من اصبع رجل عمدا فبرأ ولم يقتص حتى قطع مفصلا آخر من تلك الاصبع يقطع له المفصل الاعلى دون الاسفل وعليه ارش الاسفل وكذلك لو برأ الثانى ثم قطع المفصل الثالث ولو لم يكن بين القطعين برء وجب عليه القصاص فى كل الاصبع يقطعها من اصلها مرة واحدة	كذا فى محيط السرخسى
۹۰	واذا قطع المفصل الاعلى وبرأ ثم مات بسبب آخر وله ابن مقطوع المفصل الاعلى من ذلك الاصبع ثم جاء القاطع وقطع الابن مفصله الثانى يجب على القاطع القصاص فى المفصل الاعلى لمورثه والارش للوارث فى مفصله الثانى	كذا فى شرح الزيادات للعتابى
۹۱	لو قطع المفصل الاعلى وبرأ واقتص من القاطع ثم عاد وقطع المفصل الثانى وبرأ يجب القصاص	كذا فى المحيط

۱؎ حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ ہاتھ کی دیت کے متعلق حکم نمبر ۶۲/۱۱۷۷، حکومۃ العدل کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۲/۱۱۸۹ اور حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۶۷، ۱۰۶/۱۱۷۳ نیز ۶۱/۱۱۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۶۷، ۹۱، ۱۰۶/۱۱۷۳

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام / جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-	میں بھی اختلاف ہے (ص) اور اگر ان دونوں (مظلوموں) نے دیت کے مال کے عوض رہن لیا تو یہ (دیت کا مال) قبض کر لینے کے قائمقام ہے پھر اگر اس کے بعد ان میں سے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے (مظلوم) کے لئے یہ حق نہیں ہے کہ وہ قصاص حاصل کرے اور (یہ حکم از روئے) استحسان ہے ۱ھ	شرح مبسوط
۸۸	کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ (جوڑ پر سے) عمداً کاٹا اور اس مجرم نے ایک اور آدمی کا بھی وہی ہاتھ عمداً کاٹا پھر ان دونوں (مظلوموں) میں سے ایک نے قاطع (یعنی ہاتھ کاٹنے والے) کا بازو کہنی سے کاٹ دیا تو پہلے قاطع سے (مقطوعہ) دونوں ہاتھوں میں سے ایک کے متعلق حق باطل ہوگیا اور پہلے قاطع پر ایک ہاتھ کی دیت واجب ہوگی جو ہاتھ کٹے ہوئے ان دونوں (مظلوموں) کے مابین نصف نصف ہوگی پھر جس کا بازو کہنی سے کاٹا گیا ہے یعنی پہلے قاطع کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس آدمی سے جس نے اس کا بازو کہنی سے کاٹا ہے اس کے ذراع کو (یعنی کہنی تک بازو کو قصاص میں) کاٹ دے اور چاہے تو اس سے اپنے ہاتھ کی دیت اور ذراع (یعنی کہنی تک بازو) کے متعلق حکومۃ عدل کے مطابق ضمان لے اور یہ (سب) اس کے لئے دو سالوں میں ہوگا (اس میں سے) دو تہائی پہلے سال میں اور ایک تہائی دوسرے سال میں (ادا) ہوگی لیکن اگر یہ (سب یعنی ہاتھ کی دیت اور حکومۃ عدل کا مجموعہ جان کی کل دیت کے دو تہائی سے زائد ہو تو پھر بقدر زائد (کی ادائیگی) تیسرے سال میں واجب ہوگی ۲ھ	محیط
۸۹	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی کو اوپر کے جوڑ پر سے عمداً کاٹا پھر (اس مظلوم کا) وہ (زخم) ٹھیک ہوگیا اور (ابھی) اس نے (اس کا) قصاص نہ لیا تھا حتی کہ اس (مجرم) نے اسی انگلی کو دوسرے جوڑ پر سے کاٹ دیا تو اس کے حق کے لئے (قصاص میں مجرم کی اس (انگلی کو) اوپر کے جوڑ سے کاٹا جائے گا نیچے کے جوڑ سے نہیں اور اس مجرم پر نیچے کے جوڑ کے (حق کے) لئے ارش لازم ہے اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (اس مظلوم کا) وہ دوسرا (زخم) ٹھیک ہوگیا پھر اس (مجرم) نے اس انگلی کو تیسرے جوڑ پر سے کاٹ دیا اور اگر (مذکورہ) کاٹنے کے دونوں عملوں کے درمیان (سابقہ) زخم ٹھیک نہیں ہوا تھا تو (اس مظلوم کی)، اس پوری انگلی کے قصاص میں، اس مجرم کی اس انگلی کو جڑ سے کاٹ دینا واجب ہوگا ۳ھ	محیط سرخسی
۹۰	اور (مذکورہ صورت میں) جب کسی شخص نے (کسی آدمی کی انگلی کو) اوپر کے جوڑ سے کاٹ دیا اور (اس مظلوم کا) وہ (زخم) ٹھیک ہوگیا اور پھر وہ کسی اور سبب سے وفات پاگیا اور اس کا ایک بیٹا ہے جس کی وہی انگلی اوپر کے جوڑ سے کٹی ہوئی ہے پھر وہ قاطع (یعنی کاٹنے والا وہ) شخص آیا اور اس کے بیٹے (کی اس انگلی) کا دوسرا جوڑ کاٹ دیا تو قاطع پر اس لڑکے کے مورث (یعنی باپ کے حق) کے لئے اس (مجرم) کی انگلی کے اوپر کے جوڑ سے قصاص اور وارث (یعنی بیٹے کی انگلی) کے دوسرے جوڑ کے (حق کے) لئے ارش واجب ہوگا ۴ھ	شرح زیادات عتابی
۹۱	اگر (مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے (کسی آدمی کی انگلی کو) اوپر کے جوڑ سے کاٹ دیا اور (اس مظلوم کا) وہ (زخم) ٹھیک ہوگیا اور اس (مجرم) سے قصاص لے لیا گیا پھر اس نے دوبارہ (اس آدمی کی اس انگلی کو) دوسرے جوڑ پر سے کاٹ دیا اور وہ بھی ٹھیک ہوگیا تو قصاص واجب ہوگا ۵ھ	محیط

نیز ۲۱/۱۱۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ھ حکم نمبر ۹۰، ۱۰۶/۱۱۷۳ نیز ۲۱/۱۱۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
١١٧٣-٩٢	ولو قطع من اصبع رجل نصف مفصل وکسر کسرا وبرأ ثم قطع ما بقی من المفصل وبرأ لا قصاص علیه فی شیٔ من ذلک ولو لم یتخلل بینهما برء یجب القصاص فی المفصل	کذا فی المحیط
٩٣	ولو قطع اصابع رجل عمدا ثم قطع کفه من المفصل قبل البرء تقطع ید القاطع دون اصابعه	کذا فی محیط السرخسی
٩٤	وان تخلل بینهما برء یجب القصاص فی الاصابع وحکومة عدل فی الکف	کذا فی المحیط
٩٥	لو قطع من رجل المفصل الاعلی من اصبعه فقبل البرء عاد وقطع نصف المفصل الثانی لا یجب القصاص ولو تخلل البرء یجب القصاص فی الاعلی والارش فی الباقی	کذا فی شرح الزیادات للعتابی
٩٦	عن ابی حنیفة رح فیمن ضرب اصبع رجل عمدا فسقط الکف ان کان القطع من المفصل والسقوط من المفصل اقتص منه وان کان احدهما لا من المفصل لا یقتص منه قال ابو یوسف رح انما انظر الی السقوط لا الی اصل الجراحة فان کان السقوط من المفصل یقتص منه والا فلا وقال ابو حنیفة رح لا قصاص فی ذلک وبه یفتی	کذا فی الظهیریة
٩٧	ولو قطع اصبع رجل عمدا فشلت الکف فلا قصاص فی الاصبع وفی الید دیة فی قول اصحابنا رح	کذا فی الذخیرة
٩٨	وکذلک لو قطع مفصلا من اصبع رجل فشلت الکف ففیما شل من ذلک دیة ولا قصاص فی قولهم جمیعا	کذا فی الذخیرة

۱؎ حکم نمبر ٣٦،٦٧،١٠٧/١١٧٣ ، ٢٩/١١٧٨ نیز ٦١/١١٧٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۲؎ حکم نمبر ٧،٩٣،١٠٦/١١٧٣ نیز ٦١/١١٧٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۳؎ حکم نمبر ٧،٩٣،١٠٦/١١٧٣ ، ٢٤/١١٧٨ نیز ٦١/١١٧٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۴؎ حکم نمبر ٧،١٠٦/١١٧٣ ، ١/١١٧٧ مع حاشیہ نیز ٦١/١١٧٣ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۵؎ کف کے متعلق حکم نمبر ٨٢/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ، ۶؎ وهکذا فی فتاوی قاضی خان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ٤٣٨ ۔ حکم نمبر ٧،٩٦ تا ١٠٢،١٠٦/١١٧٣ نیز ٦١/١١٧٣ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ۷؎ چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ التاتارخانیہ لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ جب عضو واحد کا بعض حصہ کاٹا گیا تو اس کا باقیماندہ شل ہوگیا یا جو کٹے ہوئے کی ذیل میں ہے وہ شل ہوگیا تو قصاص لازم نہ ہوگا اور عضو دو ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے کی ذیل میں نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے مثلاً انگلی کاٹی گئی

دفعات شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۲-۱۱۷۳	اگر (مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی کے جوڑ کا نصف کاٹا اور توڑ دیا اور وہ زخم ٹھیک ہو گیا پھر اس (مجرم) نے (اس آدمی کی اس انگلی کو) باقی ماندہ اس جوڑ سے کاٹا اور وہ (بھی) ٹھیک ہو گیا تو اس صورت میں اس مجرم پر کسی شئ کا قصاص نہیں ہے اور اگر ان دونوں جرموں کے مابین (ان میں سے پہلے زخم کا) ٹھیک ہونا متحقق نہ ہوا تو جوڑ پر سے قصاص واجب ہوگا ۱ھ	محیط
۹۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی (کے ہاتھ) کی انگلیاں عمداً کاٹ دیں پھر اس (زخم) کے ٹھیک ہونے سے پہلے اس کی ہتھیلی جوڑ پر سے کاٹ دی تو (قصاص میں) قاطع (یعنی کاٹنے والے مجرم) کی انگلیوں کی بجائے (جوڑ پر سے) اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا ۲ھ	محیط سرخسی
۹۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان دونوں (زخموں) کے مابین (پہلے زخم کا) ٹھیک ہونا (متحقق) ہوا تو انگلیوں (کے حق) میں قصاص واجب ہوگا اور ہتھیلی (کے حق) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۳ھ	محیط
۹۵	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی کو اوپر کے جوڑ سے کاٹ دیا پھر اس (زخم) کے ٹھیک ہونے سے پہلے مجرم نے پھر اگر (اس انگلی کے) دوسرے جوڑ کے نصف سے کاٹ دیا تو (اس صورت میں) قصاص واجب نہ ہوگا اور اگر دونوں زخموں کے مابین ٹھیک ہونا متحقق ہوا تو اوپر کے جوڑ (کے حق) میں قصاص واجب ہوگا اور باقی میں ارش واجب ہوگا ۴ھ	شرح زیادات عتابی
۹۶	(ل) امام ابو حنیفہؒ سے اس شخص کے بارے میں روایت ہے کہ جس نے کسی آدمی کی انگلی کو عمداً ضرب لگائی تو (اس سے) کف[د] (یعنی ہتھیلی) گر گئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر کاٹنا اور گرنا جوڑ پر سے ہوا تو اس (مجرم) سے قصاص لیا جائے گا اور اگر ان دونوں میں سے کوئی (ایک) جوڑ پر سے نہ ہوا تو اس سے (اس کا) قصاص نہ لیا جائے گا (ب) امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ میں (اس صورت میں) اصل زخم کی بجائے گرنے کو ملحوظ رکھتا ہوں پس اگر اس کا گرنا جوڑ پر سے ہوا تو اس سے اس کا قصاص لیا جائے گا ورنہ نہیں (ج) اور اس صورت کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے اور اسی قول کے بموجب فتوی دیا جاتا ہے ۶ھ	ظہیریہ
۹۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی (کے ہاتھ) کی انگلی جان بوجھ کر کاٹ دی تو (اس سے) اس کی ہتھیلی شل (یعنی بیکار) ہو گئی تو (اس) صورت میں) اس انگلی (کے حق) میں قصاص نہیں ہے اور ہمارے اصحابؒ کے قول میں اس ہتھیلی (کے حق) میں دیت[۷] ہے	ذخیرہ
۹۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی جوڑ پر سے کاٹی تو (اس سے) ہتھیلی شل (یعنی بیکار) ہو گئی تو (اس صورت میں) اس سے جو شل ہوئی ہے اس میں دیت ہے اور قصاص سب کے قول میں نہیں ہے ۸ھ	ذخیرہ

اور ہتھیلی شل ہو گئی تو بالاتفاق قصاص لازم نہیں اور اگر انگلی کاٹی گئی اور اس کے پڑوس والی انگلی شل ہو گئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں قصاص نہیں اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے اور دو عضو سے مراد دو غیر متباین عضو مراد ہیں اور اگر وہ دونوں متباین ہوں تو ان میں سے ایک میں ارش کا لازم ہونا امام ابو حنیفہؒ کے ہاں بھی دوسرے میں قصاص لازم ہونے کے لئے مانع نہ ہوگا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۱۴ حکم نمبر ۹۶ تا ۱۰۲/۱۱۷۳ مع حواشی، ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۹۶ تا ۱۰۲/۱۱۷۳ مع حواشی نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حـــوالـــہ
۱۱۷۳-۹۹	وان قطع اصبعا فشلت بجنبها اخری قال ابو حنیفۃ رح لا قصاص فی شئ من ذلک و علیہ دیۃ الاصبعین و قالا[۱] یقتص من الاولی و فی الثانیۃ ارشھا	کذا فی الظھیریۃ
۱۰۰	فی نوادر ابن سماعۃ[۲] عن محمد[۲] ان من قطع اصبع انسان فسقط اصبع اخری بجنبہ علی قول ابی حنیفۃ رح لا یجب القصاص فی شئ من ذلک ولکن یجب دیۃ الاصبعین و عن ابی یوسف[۲] انہ یجب القصاص فی الاصبع الاولی والدیۃ فی الاصبع الثانیۃ و عن محمد[۲] یجب القصاص فی الاصبعین	کذا فی الذخیرۃ
۱۰۱	اذا قطع الرجل اصبع انسان عمدا فانسل السکین الی اصبع اخری یجب القصاص فی الاصبع الاولی والدیۃ فی الاصبع الثانیۃ بلا خلاف	کذا فی المحیط
۱۰۲	و فی المنتقی عن محمد رح اذا قطع مفصلا من السبابۃ و سقطت الوسطی من الضربۃ قطعت الوسطی والمفصل من السبابۃ ولو شل مابقی من السبابۃ و سقطت الوسطی فانی اقطع الوسطی ولا اقتص من السبابۃ	کذا فی الذخیرۃ
۱۰۳	لو ان رجلا قطع ید رجل فاقتص لہ فمات المقطوع الاول قتل المقطوع الثانی بہ وھو القاطع الاول قصاصا ولو مات المقتص وھو المقطوع قصاصا من القطع فدیتہ علی عاقلۃ المقتص لہ عند ابی حنیفۃ رح وقال ابو یوسف[۲] و محمد[۲] لا شئ علیہ	کذا فی التبیین

۱؎ حکم نمبر ۹۲ تا ۱۰۲/۱۱۷۳ مع حواشی نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۹۶ تا ۱۰۲/۱۱۷۳ مع حواشی نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۹۶ تا ۱۰۲/۱۱۷۳ مع حواشی نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ نیز ۱۱/۱۱۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۹۶ تا ۱۰۲/۱۱۷۳ مع حواشی نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ جیسا کہ الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں یہ حکم اسلئے ہے کہ اس نے قصاص میں اپنے حق کے علاوہ لیا اسکا حق ہاتھ کا تھا اور اس نے جان لی اور صاحبین رح کے ہاں مذکورہ حکم اسلئے ہے کہ قصاص کیلئے ہاتھ کاٹنے میں وہ شرعاً ماذون تھا پس اس قصاص سے جو نئی چیز پیدا ہوئی (یعنی اس کی موت واقع ہوگئی) اس کی ضمان واجب نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۱۲ اور کم و بیش ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں یہ حکم اسلئے ہے کہ وہ زخم جان تک سرایت کر گیا اگر وہ ظلما ہوتا تو قتل قرار پاتا مگر بنا بر شبہ قصاص ساقط ہوگا اور دیت لازم ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۷۹ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ صاحبین رح کے ہاں یہ حکم اس لئے ہے کہ اس نے ہاتھ کاٹنے کے قصاص میں اپنا حق لیا اور اگر اس میں سلامتی کی قید ہو تو قصاص لینا مشکل ہو جائے اس لئے کہ سرایت سے بچنا اس کے اختیار میں نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے ہاں یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے حاکم مجاز کے حکم کے بغیر خود قصاص لیا ورنہ حاکم مجاز کا فعل اور حجام اور ختان وغیرہ کا (معتاد) فعل سلامتی سے مشروط نہیں ہے

دفعات/شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۹۹	اگر کسی شخص نے (کسی آدمی کی)، کوئی انگلی کاٹ دی اور (اس سے) اس کے ساتھ والی دوسری انگلی شل (یعنی بیکار) ہوگئی تو (اس کے حکم کے متعلق) (ا) امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ ان میں سے کسی شئی میں قصاص نہیں ہے، البتہ اس (مجرم) پر ان دونوں انگلیوں کی دیت لازم ہے (ب) اور صاحبینؒ کا قول ہے کہ پہلی انگلی کا قصاص لیا جائے گا اور دوسری میں اس کا ارش لازم ہے [۱]	ظہیریہ
۱۰۰	نوادر ابن سماعہؒ میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جس شخص نے کسی آدمی کی انگلی (جوڑ پر سے) کاٹ دی تو (اس سے) اس کے ساتھ والی دوسری انگلی گر گئی تو (اس کے متعلق) (ا) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب حکم یہ ہے کہ ان میں سے کسی میں قصاص واجب نہ ہوگا لیکن ان دونوں کی دیت واجب ہوگی (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ پہلی انگلی میں قصاص اور دوسری میں دیت واجب ہوگی (ج) اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ دونوں انگلیوں میں قصاص واجب ہوگا [۲]	ذخیرہ
۱۰۱	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی عمداً کاٹ دی تو چھری دوسری انگلی کی طرف کھسک گئی (اور اسے بھی کاٹ دیا) تو پہلی انگلی میں قصاص واجب ہوگا اور دوسری انگلی میں دیت واجب ہوگی اس میں کوئی اختلاف نہیں [۳]	محیط
۱۰۲	المنتقی میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب کسی شخص نے (کسی آدمی کی)، انگشت شہادت جوڑ پر سے کاٹی اور اس ضرب سے درمیانی انگلی گر گئی تو (اس صورت کے قصاص میں) درمیانی انگلی کو اور انگشت شہادت کو اس جوڑ پر سے کاٹا جائے گا اور اگر انگشت شہادت کا باقیماندہ شل (یعنی بیکار) ہوگیا اور درمیانی انگلی گر گئی تو (فرمایا کہ) میں (اس صورت کے قصاص میں) درمیانی انگلی کو کاٹوں گا اور انگشت شہادت کا قصاص نہ لوں گا [۴]	ذخیرہ
۱۰۳	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ کاٹا اور اس (مظلوم) کے لئے قصاص لیا گیا پھر (وہ مظلوم) جس کے ہاتھ پہلے کاٹے گئے اس کی موت واقع ہوگئی تو جس کے ہاتھ بعد میں کاٹے گئے یعنی پہلے قاطع کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اگر وہ شخص جس سے قصاص لیا گیا تھا یعنی قصاص میں جس کے ہاتھ کاٹے گئے تھے اس کاٹنے کی وجہ اس کی موت واقع ہوگئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جس کے لئے قصاص لیا گیا اس کی عاقلہ پر اس کی دیت لازم ہے امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ (اس صورت میں) اس پر کچھ لازم نہیں [۵]	تبیین

اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ واجب کی ادائیگی، سلامتی کے وصف سے مقید نہیں ہے اور مباح کی ادائیگی، سلامتی کے وصف سے مقید ہے حاکم مجاز پر حد قائم کرنا واجب ہے اور حجام وغیرہ کا فعل معاہدہ کے بعد واجب ہے پس یہ سلامتی سے مقید نہیں اور ولی کو قصاص کا اختیار ہے اس کے لئے عفو مندوب ہے (۱/۱۱۶۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) پس سلامتی سے مقید ہے نیز لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے حاکم مجاز کے فیصلہ قصاص کے بعد خود قصاص لیا تو بظاہر ضامن نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ زوجہ سے وطی مباح ہے مگر اس سے سرایت پر ضمان مہر کے بعد مزید ضمان نہ ہوگا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ۵ صـ۴۰۱۔ حکم نمبر ۴۹/۱۱۷۳ کا حاشیہ، ۱۹/۴۶۷ مع حواشی، ۱۳ تا ۱۵/۱۱۷۷، ۱ تا ۳، ۲۶، ۲۷/۱۱۶۹ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶۷ و/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں۔ نیز مضروب اس زخم سے بیمار رہے حتی کہ اسکی موت واقع ہو جائے تو اسکے متعلق حکم نمبر ۳۹، ۵۰/۱۱۷۱، ۵، ۱۵/۱۱۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس — القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۱۰۴	من قطع یدہ فقتله اخذ بهما سواء کانا عمدین او خطأین او مختلفین تخلل برأ او لا الا فی خطأین لم یتخلل برأ فتجب دیة واحدة	کذا فی الکافی
۱۰۵	وان قطع یدہ عمدا ثم قتله عمدا قبل ان تبرأ یدہ فان شاء الامام قال اقطعوہ ثم اقتلوہ وان شاء قال اقتلوہ وهذا عند ابی حنیفة رحمه الله وقالا یقتل ولا یقطع	کذا فی الهدایة
۱۰۶	وان جنی جنایتین علی شخص واحد فان اتحدا جنسا بان کانا عمدا او خطأ ومات اعتبرتا واحدة وان تخلل البرء او اختلفا بان کان احدهما عمدا والآخر خطأ والجانی واحد او اثنان فلکل واحد حکم نفسه	کذا فی خزانة المفتین
۱۰۷	لو قطع اصبعه او یدہ ثم قطع الآخر ما بقی من الید فمات کان القصاص علی الثانی فی النفس دون الاول ویقطع اصبع الاول او یدہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۰۸	ولم یوجد فی الکتب الظاهرة انه هل یجب فی قطع الانثیین القصاص حالة العمد	کذا فی الظهیریة
۱۰۹	واذا قطع الحشفة کلها عمدا ففیه القصاص وان قطع بعضها فلا قصاص	کذا فی المحیط
۱۱۰	ولو قطع بعض الذکر فلا قصاص	کذا فی الظهیریة
۱۱۱	ولو قطع کل الذکر ذکر فی الاصل انه لا قصاص وعن ابی یوسف رحمه الله ان فیه القصاص	کذا فی الظهیریة
	والصحیح ظاهر الروایة	کذا فی المضمرات
۱۱۲	قال فی الاصل اذا قطع ذکر مولود فان کان تدبد اصلاحه بأن قد تحرک فعلیه القصاص اذا قطعه من الحشفة وفی الخطأ الدیة کملا واراد بالتحرک التحرک للبول	کذا فی المحیط

۱ حکم نمبر ۱۰۵، ۱۰۶ / ۱۱۷۳ نیز ۶۱ / ۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ جیسا کہ الجوہرۃ النیرۃ میں بھی نیز لکھا ہے کہ اس حکم کا مفہوم یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں مقتول کے ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ اس قاتل کا ہاتھ قطع کرے اور پھر اسے قتل کرے اور صاحبین رح کے ہاں وہ قاتل کو قتل کرے گا اور اسکے ہاتھ کے متعلق حکم ساقط ہو جائیگا۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۴۳ حکم نمبر ۱۰۴، ۱۰۶ / ۱۱۷۳ نیز ۱۵ تا ۱۸ / ۱۱۷۴

دفعات/متن نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۱۰۴	جس شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ کاٹا پھر اسے قتل کر دیا تو اس سے ان دونوں جرموں کا مواخذہ ہوگا خواہ وہ دونوں جرم عمداً ہوں یا خطأً ہوں یا ان میں سے ایک عمداً ہو اور دوسرا خطأً ہو دونوں جرموں کے مابین پہلا زخم ٹھیک ہوا ہو یا نہ (دونوں جرموں کا مواخذہ ہوگا) لیکن اگر وہ دونوں جرم خطأً ہوں اور دونوں کے مابین پہلا زخم ٹھیک نہ ہوا ہو تو (اس صورت میں) ایک ہی دیت واجب ہوگی [1]	کافی
۱۰۵	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا ہاتھ عمداً کاٹ دیا پھر اس (مجرم) نے اس کے ہاتھ (کے زخم) کے ٹھیک ہونے سے پہلے اسے عمداً قتل کر دیا تو اس کے متعلق امام (یعنی حاکم مجاز کو اختیار ہے کہ وہ) اگر چاہے تو یہ حکم دے کہ اس (مجرم) کا ہاتھ کاٹ دو پھر اسے قتل کر دو یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ (اس صورت میں) اسے قتل کیا جائے گا اور اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا [2]	ہدایہ
۱۰۶	اگر کسی شخص نے کسی شخص پر دو (قابل قصاص و دیت) جرم کئے تو اگر ان دونوں جرموں کی جنس ایک ہو مثلاً یہ کہ وہ دونوں جرم عمداً ہوئے یا وہ دونوں خطأً ہوئے اور (ان سے) اس (مظلوم شخص) کی موت واقع ہوگئی تو ان دونوں جرموں کو ایک ہی جرم قرار دیا جائے گا۔ اور اگر ان دونوں جرموں کے مابین (ان میں سے پہلا) ٹھیک ہوگیا یا ان دو جرموں کی جنس مختلف ہو مثلاً یہ کہ ان میں سے ایک عمداً ہو اور دوسرا خطأً ہو اور مجرم ایک ہی ہو یا مجرم دو ہوں تو ہر جرم کے لئے (اس سے متعلق) اپنا حکم ہوگا [3]	خزانۃ المفتین
۱۰۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی یا ہاتھ کاٹ دیا پھر ایک اور شخص نے اس (مظلوم) کا باقیماندہ ہاتھ کاٹ دیا پھر (اس سے) اس مظلوم کی موت واقع ہوگئی تو اس کی جان کا قصاص اس دوسرے مجرم پر ہوگا اور پہلے مجرم (سے قصاص میں حسب جرم اس) کی انگلی یا ہاتھ کاٹا جائے گا [4]	محیط سرخسی
۱۰۸	دونوں خصیے[5] عمداً کاٹ دینے میں قصاص واجب ہوگا یا نہ؟ اس کے متعلق ظاہر روایت کی کتب میں حکم نہیں پایا گیا [6]	ظہیریہ
۱۰۹	جب کسی شخص نے (کسی آدمی کا) پورا حشفہ (یعنی ذکر کا سر) عمداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر حشفہ کا بعض حصہ کاٹا تو (اس میں) قصاص نہیں ہے [7]	محیط
۱۱۰	اگر کسی شخص نے (کسی آدمی کے) ذکر کا بعض حصہ کاٹ دیا تو اس میں قصاص نہیں ہے [8]	ظہیریہ
۱۱۱	اگر کسی شخص نے (کسی آدمی کا) پورا ذکر کاٹ دیا تو اس کے حکم کے متعلق (ل) الاصل میں مذکور ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے (ب) امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اس میں قصاص ہے (ج) صحیح حکم ظاہر روایت کا (یعنی الاصل میں مذکور) حکم ہے [9]	ظہیریہ، مضمرات
۱۱۲	الاصل میں کہا ہے کہ جب کسی شخص نے کسی نومولود (لڑکے) کا ذکر کاٹ دیا تو اگر اس کی صلاحیت ظاہر ہوئی تھی مثلاً یہ کہ اس میں حرکت تھی تو اس پر قصاص ہے جبکہ اس (کاٹنے والے) نے حشفے سے (یعنی ذکر کے سرے سے عمداً) کاٹا اور خطأً کاٹا تو پوری دیت لازم ہے اور (مذکور) حرکت سے مراد یہ ہے کہ پیشاب کیلئے حرکت تھی [10]	محیط

[1] اور حکم نمبر ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۸۹ تا ۹۵، ۱۰۲، ۱۰۷/۱۱۷۳، ۴۴/۱۱۷۱، ۳۹/۱۱۷۲ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ نیز ۶۳/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۶۳/۱۱۷۱ مع حاشیہ نیز ۶۱/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] خصیتین، حشفہ، ذکر میں موجب قصاص وغیرہ موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۷۰، ۷۱، ۸۰، ۱۰۸ تا ۱۱۳/۱۱۷۳ اور ان (وغیرہ) میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ... کا تیسرا حاشیہ ۹۲ تا ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۸/۱۱۷۷، ۴۸/۱۱۷۹، ۴۸/۱۱۹۰ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] ظاہر روایت کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۲۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ش کا د ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۰۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۰۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر ۱۰۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو اور الاصل سے مراد کے متعلق حکم نمبر ۴۲/۲۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ش کا د ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم ...

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع، القصاص فیما دون النفس	القصاص فیما دون النفس	حوالہ
۱۱۷۳-۱۱۳	وان لم یتحرک فعلیہ حکومۃ العدل کما فی آلۃ الخصی والعنین	کذا فی شرح الجامع الصغیر للصدر الشہید حسام الدین[۲]	
	والله اعلم		

ا؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۱۰۸/۱۱۷۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	چوتھا باب، جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام — جان سے کم تلف کرنے میں قصاص کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۳-۱۱۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس میں حرکت نہ تھی تو اس کاٹنے والے پر حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا جیسا کہ خصی اور عنین (یعنی نامرد) کے آلہ (یعنی آلہ تناسل یعنی ذکر) کاٹنے کی صورت میں (حکومۃ العدل) کا حکم ہے۔ [۱]	شرح جامع صغیر
	واللہ اعلم	

حوالہ	الشهادة فى القتل والاقرار به وغيره	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به	دفعات شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به وتصديق القاتل لمدعي الولي الجناية وتكذيبه

دفعات ۱۱۷۴ تا ۱۱۷۴ عنوان ۱ تعداد شق ۴۹

۱۱۷۴ الشهادة فى القتل والاقرار به وغيره تعداد شق ۴۹

حوالہ	متن	شق
كذا فى شرح المبسوط	ان شهد عليه رجلان بالعمد حبس حتى يسئل عنهما فان شهد عليه رجل واحد عدل حبسه ايضا اياما فان جاء بشاهد آخر والا خلى سبيله العمد فى ذلك والخطاء وشبه العمد سواء	۱

۱؎ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ دم (یعنی قتل کا قصاص) ثابت کرنے کیلئے شہادت علی الشہادۃ مقبول نہیں اور نہ اس میں ایک قاضی کا دوسرے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کو تحریر کرنا مقبول ہے اور نہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت مقبول ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ ۴۵۳، ۴۵۴ اور ردالمحتار میں ہے کہ حد کی طرح قتل کے قصاص میں بھی شہادت علی الشہادۃ قبول نہیں کی جاتی نیز ردالمحتار میں ہے کہ جان لو کہ جو قتل موجب قصاص نہیں ہوتا اسمیں مردوں کیساتھ عورتوں کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔ اسیطرح اسمیں شہادۃ علی الشہادۃ اور کتاب القاضی الی القاضی کو قبول کیا جاتا ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں ان کا موجب مال ہے اور اگر کسی شخص پر ایک عادل گواہ نے قتل کی گواہی دی تو اس ملزم کو قید میں رکھا جائیگا پس اگر وہ دوسرا گواہ نہ لایا تو اس (ملزم) کو رہا کر دیا جائیگا۔ اسیطرح اگر کسی شخص پر دو ایسے گواہوں نے قتل عمد کی گواہی دی جنکا عادل یا غیر عادل ہونا ظاہر نہیں ہے تو اس ملزم کو قید میں رکھا جائے گا حتی کہ ان گواہوں کا عادل (یا غیر عادل) ہونا ظاہر ہو اسلئے کہ وہ ملزم متہم قرار پاتا ہے اور زیادہ ظاہر روایت کے بموجب قتل خطا میں بھی یہی حکم ہے مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۵ صـ ۴۰۲، صـ ۴۰۵۔ حکم نمبر ۲/۱۱۶۹ کا آخری حاشیہ، ۱/۱۱۷۴ کا دوسرا اور تیسرا حاشیہ ۱/۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ گواہی کیمتعلق مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں فتاوی عالمگیری میں (و) گواہی کے تحمل کی شرائط کیمتعلق (۱) بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ گواہ، گواہی کے تحمل کے وقت، عاقل ہو پس مجنون اور غیر عاقل بچہ کا، گواہی کا متحمل ہونا صحیح نہیں قرار پاتا نیز یہ کہ گواہ بینا ہو پس اندھا شخص گواہی کا متحمل ہونا صحیح نہیں قرار پاتا اور یہ کہ جس چیز کی وہ گواہی دے وہ اسکی چشم دید ہو لیکن اگر گواہی ان مخصوص چیزوں کیمتعلق ہو جن میں لوگوں سے سنکر معلوم کرنے سے گواہی کا تحمل درست قرار پاتا ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر گواہی کے تحمل میں چشم دید ہونا شرط نہیں ہے) (۲) اور بحوالہ البحر الرائق لکھا ہے کہ گواہی کے تحمل کے لئے بلوغ، حریت، اسلام اور عدالت شرط نہیں ہے حتی کہ اگر گواہی کے تحمل کے وقت وہ گواہ، عاقل، بچہ تھا یا غلام تھا یا کافر تھا یا فاسق تھا پھر وہ بچہ بالغ ہو گیا وہ غلام آزاد ہو گیا وہ کافر مسلمان ہو گیا اور انہوں نے قاضی کے ہاں گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول کی جاسکے گی (ب) اور گواہی کی ادائیگی کی شرائط کے متعلق (۱) بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ وہ گواہ عاقل ہو، بالغ ہو، بینا ہو (یعنی اندھا نہ ہو) گویا ہو (یعنی گونگا نہ ہو) اور یہ کہ اسے حد قذف نہ لگی ہو اور

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اس کے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچواں باب، قتل کی گواہی، قتل کا اقرار، ولی جنایت (یعنی مدعی) کیلئے قاتل کی طرف سے تصدیق یا تکذیب کرنے کے احکام

دفعات ۱۱۷۴ تا ۱۱۷۴ عنوان ۱ تعداد شق ۴۹

۱۱۷۴- قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ

اور اس میں ۴۹ شقیں ہیں

۱ اگر کسی شخص پر دو مرد گواہوں نے قتلِ عمد کی گواہی دی تو اس (ملزم) کو قید کر لیا جائے گا ۱ حتی کہ گواہوں (کے معتبر ہونے) کے متعلق دریافت کیا جائے اور اگر کسی شخص پر ایک عادل ۲ (یعنی معتبر) گواہ نے (قتل کی) گواہی دی تب بھی (حاکم مجاز) اس (ملزم) کو چند دن قید میں رکھے گا پس اگر وہ (ان دنوں تک) دوسرا گواہ لے آیا (تو حسب ضابطہ کاروائی ہوگی) ورنہ اس ملزم کو رہا کر دیا جائے گا اور اس میں قتل عمد، قتل خطأ اور قتل شبہ عمد کا حکم برابر ہے ۳ — شرح مبسوط

گواہ، للہ گواہی دے کسی نفع یا نقصان یا دشمنی کی وجہ سے نہ دے (۲) اور بحوالہ البحر الرائق لکھا ہے کہ گواہ کی عدالت شرطِ جواز نہیں ہے بلکہ قاضی کے ہاں مقبول گواہی قرار پانے کے لئے شرط ہے (۳) اور بحوالہ البدائع لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں گواہ میں عدالت ظاہر شرط ہے اور عدالت حقیقیہ تو گواہوں کی عدالت کا حال دریافت کرنے پر ثابت ہوتی ہے اور تزکیہ شرط نہیں ہے اور صاحبین رح کے ہاں گواہی میں تزکیہ شرط ہے (۴) اور بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ (اس میں) فتوی اس زمانہ میں صاحبین رح کے قول پر ہے (اور مزید احکام بھی ہیں اور نابینا کے متعلق امام ابو یوسف رح کا کچھ اختلاف بھی ہے) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵، ص ۴۷۵ وھکذا فی درمختار ورد المحتار ج ۳ ص ۱۷۵ اور گواہی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۷۷ کے تیسرے حاشیہ کا "و، ب" اور عادل گواہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۲۷۷ کا چوتھا حاشیہ اور گواہوں کی عدالت کے ثبوت وظہور کے متعلق حکم نمبر ۲ د/۴۶۱ مع حواشی نیز ۱۳۱/۴۶۶ اور ۱۲/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ قتل عمد، قتل شبہ عمد اور قتل خطأ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۶۹، ۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں اور قتل کی گواہی کے متعلق، حکم نمبر ۱ تا ۳۵/۱۱۷۴، ۳۱ تا ۳۴، ۳۳، ۳۶/۱۱۹۰ اور قتل کے اقرار کے متعلق حکم نمبر ۶۹ تا ۷۱/۱۱۷۱، ۳۶ تا ۴۹/۱۱۷۴، ۳۶ تا ۴۰/۱۱۸۸ اور ۲۳/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغیره	حوالہ
۱۱۷۴ - ۲	رجل ادعى على رجل انه قتل اباه خطأً وادعى ان له بينة حاضرة فى المصر وطلب أخذ الكفيل من المدعى عليه ليقيم البينة فان القاضى يأمره باعطاء الكفيل الى ثلاثة ايام ولو قال المدعى شهودى غيب وطلب أخذ الكفيل الى ان يأتى بالشهود فان القاضى لا يجيبه فى أخذ الكفيل فان ادعى العمد واراد أخذ الكفيل لا يجيبه القاضى لا تقبل إقامة البينة ولا بد الا ان المدعى قبل اقامة البينة يلازمه وبعد اقامة البينة يحبسه القاضى زجراً ثم اذا عدلت الشهود وشهدوا بقتل يوجب القصاص يقضى القاضى بالقصاص بطلب المدعى	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳	ومن قتل وله ابنان حاضر وغائب فاقام الحاضر البينة على القتل قبلت البينة ولم يقتل ولكن يحبس القاتل فاذا قدم الاخ الغائب كلف ان يعيد البينة عند ابى حنيفة وقالا لا يعيد وان كان القتل خطأً او كان دين لابيهما على الآخر لم يعد بالاجماع واجمعوا على ان القاتل يحبس واجمعوا على انه لا يقضى بالقصاص مالم يحضر الغائب وكذلك عبد بين رجلين قتل عمداً واحدهما غائب فهو على هذا	كذا فى الكافى
۴	اذا حضرت الورثة جميعاً فادعوا دم ابيهم على رجلين احدهما غائب والآخر حاضر واقاموا البينة عليهما جميعاً بالقتل عمداً تقبل البينة على الحاضر ويقضى عليه بالقصاص ويقتل قبل مجئ الغائب ولا تقبل البينة على الغائب فاذا حضر وانكر القتل يحتاج الورثة الى اعادة البينة على الغائب	كذا فى الذخيرة

۱؎ اور دعوی عفو الغائب کے گواہوں کو پیش کرنے کیلئے تین دن کی میعاد کے متعلق حکم نمبر ۲۱/۱۱۷۵ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ قصاص میں قابل قتل اشخاص اور قصاص لینے کا حق رکھنے والے اشخاص کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۰ ت ۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ اسکے متعلق درمختار ورد المحتار میں بیان کردہ تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مقتول کے قصاص کا حق وارثوں کیلئے بطریق وراثت ثابت نہیں ہوتا کیونکہ مورث (یعنی مقتول) اس قصاص کا پہلے سے مالک نہیں ہوتا بلکہ مقتول کے قصاص کا حق وارثوں کیلئے ابتداء بطریق خلافت ونیابت ثابت ہوتا ہے تاکہ انکے سینوں کو تشفی ہو اور میت اس کا اہل نہیں۔ صاحبینؒ کے ہاں مقتول کا قصاص وارثوں کیلئے بطور وراثت ثابت ہوتا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ وارث جس چیز کا بطور وراثت مالک ہو اس میں وارثوں میں سے کوئی ایک وارث جب مورث کا جمیع حق ثابت کرتا ہے تو سب وارثوں کا حق ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا خصومت میں سب کی طرف سے قائمقام قرار پاتا ہے اور وارث جس چیز کا بطور وراثت مالک نہ ہو تو ایک وارث خصومت میں سب کی طرف سے قائمقام نہیں قرار پاتا اسلئے کہ وہ اپنا

دفعہ وشق نمبر	پانچواں باب: قتل کی گواہی اور اس کے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴-۲	(ل) کسی شخص نے کسی آدمی پر یہ دعویٰ کیا کہ اُس نے میرے باپ کو خطأً قتل کیا ہے اور یہ دعویٰ (بھی) کیا کہ شہر میں میرے گواہ موجود ہیں اور اس نے درخواست کی کہ مدعا علیہ (یعنی ملزم) سے کفیل (یعنی ضامن) لیا جائے تا کہ وہ گواہی پیش کرے تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) مدعا علیہ کو تین دن [1] تک کے لئے ضامن پیش کرنے کا حکم دے گا اور اگر مدعی نے یہ کہا کہ میرے گواہ غائب ہیں اور درخواست کی کہ جب تک میں گواہ لاؤں مدعا علیہ سے ضامن لیا جائے تو (اس صورت میں) قاضی ضامن لینے کے متعلق اس کی یہ درخواست قبول نہ کرے گا (ب) اور اگر کسی شخص نے (کسی آدمی پر) قتل عمد کا دعویٰ کیا اور قاضی سے اپنی درخواست میں مدعا علیہ سے، ضامن لینے کا ارادہ کیا تو قاضی (اس دعویٰ میں) اسکی یہ درخواست قبول نہ کرے گا نہ گواہی قائم کرنے سے پہلے اور نہ گواہی کے بعد لیکن گواہی قائم کرنے سے پہلے مدعی، مدعا علیہ کو اپنے ساتھ (یعنی حراست میں) رکھے گا اور گواہی قائم کرنے کے بعد، قاضی اس ملزم کو زجراً قید میں رکھے گا پھر جب گواہوں کا عادل (یعنی معتبر) ہونا [2] ثابت ہو جائے اور ان گواہوں نے ایسے قتل کی گواہی دی جس سے قصاص واجب ہو جاتا ہے تو قاضی مدعی کے مطالبہ پر قصاص کا فیصلہ دے گا [3]	قاضیخان
۳	(ل) جو شخص (عمداً) قتل کیا گیا اور اس کے دو بیٹے ہیں ایک حاضر ہے اور دوسرا غائب ہے پس حاضر بیٹے نے اس کے قتل پر گواہی قائم کی تو قبول کی جائے گی البتہ مجرم کو (قصاص میں) قتل نہ کیا جائے گا لیکن اسے قید میں رکھا جائے پس جب اس (مدعی) کا غائب بھائی آیا تو اسے یہ کرنا ہوگا کہ وہ گواہی دوبارہ قائم کرے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ دوبارہ گواہی قائم نہ کرے گا (ب) اور اگر وہ قتل، قتل خطأً ہو یا ان کے مقتول باپ کا کسی پر قرض ہو تو اس پر اجماع ہے کہ وہ (غائب) دوبارہ گواہی قائم نہ کرے گا اور اس پر بھی اجماع ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ قاتل قید میں رکھا جائے گا اور اس پر بھی اجماع ہے کہ جب تک وہ غائب (بیٹا) حاضر نہ ہو تب تک قصاص کا حکم نہ ہوگا [4] (ب) اور اس حکم کی طرح اس صورت کا حکم ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو وہ عمداً قتل کیا گیا اور اس کے آقاؤں میں ایک غائب ہے تو اس کا حکم بھی مذکورہ حکم کے بموجب ہے [5]	کافی
۴	جب سب وارثوں نے حاضر ہو کر دو آدمیوں پر اپنے باپ کے خون کا دعویٰ کیا اور ملزموں سے ایک غائب ہے اور دوسرا حاضر ہے اور سب مدعیوں نے ان دونوں پر قتل عمد کی گواہی قائم کی تو حاضر (قاتل) کے متعلق گواہی (سماعت ہو کر) قبول ہوگی اور پھر قصاص کا حکم کیا جائے گا اور غائب (قاتل) کے متعلق وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی پس جب وہ (غائب) حاضر ہوا اور اس نے اس قتل سے انکار کیا تو وارثوں کو اس غائب قاتل پر دوبارہ گواہی قائم کرنے کی ضرورت ہوگی [6]	ذخیرہ

حق ثابت کرتا ہے غیر کا نہیں پس مذکورہ صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں جب حاضر نے بطور نیابت اپنا حق ثابت کیا تو غائب وارث اپنے حق کیلئے گواہی کا اعادہ کرے گا اور صاحبینؒ کے ہاں چونکہ حاضر نے بطور وراثت خصومت کی ہے تو اس سے سب وارثوں کا حق ثابت ہو گیا اب غائب اپنے حق کے لئے (اس قاضی کے ہاں) گواہی کا اعادہ نہ کرے گا اور اگر قتل خطا کی صورت تھی یا میت کا قرض کسی کے ذمہ تھا تو چونکہ ان صورتوں میں وجوب مال کا حق ہے اور مال سب کے ہاں وارثوں کو بطور وراثت ہی ثابت ہوتا ہے پس اس میں ایک وارث کی خصومت سب کے حق کے لئے قائم مقام ہے اور پھر غائب کی گواہی کے اعادہ کی ضرورت نہیں نیز اس پر اجماع ہے کہ قصاص کا حکم تب ہی ہوگا کہ غائب وارث حاضر ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۴۰۲، ص ۴۰۳۔ حکم نمبر ۱۱۷۲/۲،۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۱۷۴/۳ ل ۴۰۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] حکم نمبر ۱۱۷۴/۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغیره	حوالہ
۱۱۷۴ - ۵	واذا شهد شاهدان علی رجل انه ضرب رجلا بالسیف فلم یزل صاحب فراش حتی مات فعلیه القصاص ولا ینبغی للقاضی ان یسأل الشهود مات من ذلك ام لا لا فی العمد ولا فی الخطأ ولکنهم ان شهدوا انه مات من ذلك لم یبطل شهادتهم وجازت اذا کانوا عدولا واذا شهدا انه ضربه بالسیف حتی مات ولم یزیدا علی ذلك فهذا عمد الا ان القاضی ان سألهما أتعمد ذلك فهو اوثق وکذلك ان شهدا انه طعنه برمح او رماه بسهم او نشابة فهذا کله عمد	کذا فی شرح المبسوط
۶	وان قالا قتله بالسیف خطأ تقبل شهادتهما ویقضی بالدیة علی العاقلة وان قالا لا ندری قتله عمدا او خطأ فانه تقبل هذه الشهادة ویقضی بالدیة فی مال القاتل وهذا الذی ذکرنا ان الشهادة مقبولة جواب الاستحسان	کذا فی المحیط
۷	واذا شهد شاهد علی رجل بالقتل خطأ وشهد الآخر علی اقرار القاتل بذلك فهذا باطل	کذا فی المبسوط
۸	وکذلك لو شهدا علی القتل واختلفا فی الوقت او المکان فان الشهادة لا تقبل	کذا فی المبسوط
	وذکر الشیخ الامام الاجل خواهرزاده فی شرح دیات الاصل انهما اذا اختلفا فی المکان والمکانان متقاربان کبیت صغیر فشهد احدهما انه رآه قتله فی هذا الجانب وشهد الآخر انه قتله فی الجانب الآخر فانه تقبل الشهادة استحسانا	کذا فی المحیط
۹	وان اختلفا فی موضع الجراحة من بدنه فالشهادة باطلة	هکذا فی المبسوط

لہ حکم نمبر $\frac{۳۹}{۱۱۸۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ لہ چنانچہ درمختار و رد المختار میں ہے کہ اگر دو (معتبر) گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اس آدمی کو جارح شئ (یعنی آلہ قاتلہ) سے ضرب لگائی پھر وہ مضروب صاحب فراش رہا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اس قاتل سے قصاص لیا جائیگا اسلئے کہ گواہی سے ثابت ہونا معائنہ یعنی آنکھوں دیکھا ثابت ہونے کیطرح ہے اور اس صورت میں اس گواہ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ مضروب اسی زخم سے مرا ہے یہ بزازیہ میں ہے نیز بحوالہ شرح الکافی لکھا ہے کہ گواہوں سے یہ سوال نہ کرنا چاہیے کہ اس مضروب کی موت اسی زخم سے ہوئی یا ایسا نہیں ہے اور اسی طرح جب انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے تلوار سے ضرب لگائی حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو گواہوں نے خود عمد کا ذکر نہ کیا (تو وہ عمد ہی ہے) اسلئے کہ عمد تو دل کا قصد ہے جس پر مطلع ہونا کسی دلیل سے ہو سکتا ہے اور قتل عمد میں از روئے عادت، وہ دلیل آلہ قاتلہ سے ضرب لگانا ہے تاہم اگر وہ گواہ یوں گواہی دیں کہ اس نے اسے جان بوجھ کر قتل کیا اور اسی (زخم) سے اسکی موت واقع ہوئی تو اس میں زیادہ احتیاط ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جب گواہوں نے ہتھیار کے ساتھ ضرب لگنے کی مذکورہ گواہی دی تو اس سے عمد ہی ثابت ہوگا اسلئے کہ اگر وہ ضرب خطأ ہوتی تو وہ گواہ یوں گواہی دیتے کہ اس نے اسکے غیر کا قصد کیا تھا اور وہ ضرب اسے لگ گئی۔ نیز بحوالہ قرملی لکھا ہے کہ جارحہ کے ذریعہ قتل کا ثبوت گواہی سے ہونے کے بعد، قاتل کا یہ قول قبول نہ ہوگا کہ میں نے اس (مقتول) کا قصد کیا تھا البتہ اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اس نے (قتل کے ثبوت میں) اقرار کیا

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اس کے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴—۵	(الف) جب دو گواہوں نے کسی شخص پر گواہی دی کہ اس نے ایک آدمی کو تلوار سے مارا پھر وہ (مضروب) صاحب فراش (یعنی بیمار) رہا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اس (قاتل شخص) پر قصاص لازم ہے اور قاضی کو ان گواہوں سے یہ سوال نہ کرنا چاہیئے کہ اس کی موت اس زخم سے ہوئی یا ایسا نہیں ہے نہ قتل عمد میں اور نہ قتل خطاء میں۔ لیکن اگر وہ گواہ یوں گواہی دیں کہ اس زخم سے اس کی موت واقع ہوئی تو (اس سے) ان کی (وہ) گواہی باطل نہ ہوگی وہ جائز قرار پائے گی بشرطیکہ وہ گواہ عادل ہوں [۱] (ب) اور جب دو گواہوں نے یوں گواہی دی کہ اس شخص نے اس آدمی کو تلوار سے مارا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی، اور گواہوں نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو یہ قتل عمد ہے۔ لیکن اگر قاضی یہ دریافت کرے کہ کیا اس قاتل نے عمداً ایسا کیا؟ تو یہ امر زیادہ قابل بھروسہ ہے (ج) اس طرح اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس آدمی کو برچھے سے، یا تیر سے یا چھوٹے تیر سے مارا ہے تو یہ سب صورتیں قتل عمد کی ہیں [۲]	شرح مبسوط
۶	(الف) اگر دو گواہوں نے یوں کہا کہ اس شخص نے اس آدمی کو تلوار سے خطأ قتل کیا تو انکی (وہ) گواہی قبول کی جائے گی اور اسکی عاقلہ پر دیت کا حکم دیا جائے گا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) گواہوں نے یوں کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس شخص نے اسے عمداً قتل کیا یا خطأ قتل کیا تو (اس صورت میں بھی) انکی یہ گواہی قبول کی جائے گی اور قاتل کے مال میں سے دیت کا حکم دیا جائے گا اور ہم نے (اس صورت کے متعلق) جو ذکر کیا ہے کہ ان کی یہ گواہی قبول کی جائے گی یہ جواب از روئے استحسان ہے [۳]	محیط
۷	جب ایک گواہ نے کسی شخص پر قتل خطا کی گواہی دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ قاتل نے قتل خطأ کا اقرار کیا ہے تو یہ (گواہی) باطل ہے [۴]	مبسوط
۸	(الف) اس (مذکورہ حکم کی) طرح اگر دو گواہوں نے قتل پر گواہی دی اور انہوں نے وقت یا جگہ میں اختلاف کیا تو وہ گواہی قبول نہ ہوگی [۵]	مبسوط
	(ب) شیخ امام اجل خواہر زادہؒ نے شرح دیات الاصل میں ذکر کیا ہے کہ جب ان دو گواہوں نے جگہ (کے بیان) میں اختلاف کیا اور وہ دونوں جگہیں ایک دوسرے کے قریب ہوں مثلاً وہ چھوٹا کمرہ ہو پس ان گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے دیکھا کہ اس قاتل نے اس مقتول کو (اس کمرہ کی) اس جانب قتل کیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اس مقتول کو (اس کمرہ کی) اس جانب قتل کیا تو یہ گواہی از روئے استحسان قبول کی جائے گی [۶]	محیط
۹	اگر (قتل کے) دونوں گواہوں نے مقتول کے بدن میں زخم کی جگہ کے متعلق اختلاف کیا تو پھر وہ گواہی باطل ہے [۷]	مبسوط

اور کہا کہ میں نے اسکے غیر کا ارادہ کیا تھا۔ اور لکھا ہے کہ اس صورت میں قتل اسکی طرف سے ثابت ہوا ہے جو کہ عمد و خطا کی قید کے بغیر ہے پس اسمیں اسکا اقرار قبول ہوگا مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از درمختار شرح الدر ۵۵ منہ ۲۰۳۔ اور التحریر المختار لرد المحتار میں ہے کہ (مجروح کے) صاحب فراش (یعنی بیمار) رہنے (اور پھر اسکی موت واقع ہونے) کی صراحت پر گواہی کے بعد گواہ کو یہ کہنا ضروری نہیں ہوتا کہ اسکی موت اسی زخم سے ہوئی اور بحوالہ المنح لکھا ہے کہ موت بسبب ہی پہچانی جاتی ہے کہ مضروب جب صاحب فراش رہے (یعنی موت بسبب ضرب ہی پہچانی جاتی ہے کہ مضروب اس ضرب کی وجہ سے صاحب فراش رہے جیسا کہ ہدایہ ج ۴ ص ۵۸ میں ہے) اور حتی کہ اسکی موت واقع ہو جائے اور لکھا ہے کہ اس سے بظاہر یہی حکم معلوم ہوتا ہے کہ گواہی مضروب کے صاحب فراش (یعنی بیمار) رہنے پر ضروری ہے، اور اسکے بغیر (یعنی مضروب کے صاحب فراش رہنے کے بغیر عنی) اس زخم کا باقی رہنا (موت کا سبب قرار پانے کیلئے) کفایت نہ کریگا نیز لکھا ہے کہ خلاصہ میں درج وہ حکم اسکے خلاف پڑتا ہے جسمیں لکھا ہے کہ کسی آدمی نے کسی شخص پر یہ دعوی کیا کہ اس نے اسکی باندی کے پیٹ کو ضرب لگائی اور اسکے سبب اسکی موت واقع ہوگئی اور مدعا علیہ نے دفاع میں کہا کہ وہ ضرب کے بعد ہ اندی (انکار کیطرف گئی تھی تو یہ دفاع صحیح نہ قرار پائیگا البتہ اگر مدعا علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ وہ اس ضرب کے بعد تندرست ہوگئی تھی تو پھر مدعا علیہ کا دفاع صحیح قرار پائیگا (اور مزید تفصیل بھی ہے)

[۱] مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از التحریر المختار لرد المحتار لعلامہ الشیخ عبد القادر الرافعی الفاروقی مطبوعہ مطبع الماجدیہ کوئٹہ۔ حکم نمبر ۱/۱۱۷۰، ۳۹، ۵۰، ۶۹، ۱۱۷۱ ۳۸/۱۱۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۱/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق ۹۲، ۷/۲۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۱، ۸/۱۱۷۴ ۳۶/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ، ۸/۱۱۷۴ مع حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق ۱۱ تا ۱۳، ۲۲/۲۶۴ اور ۳۶/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار بہ — الشہادۃ فی القتل والاقرار بہ وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۴-۱۰	وان شہد احدھما انہ قتلہ بالسیف والآخر شہد انہ قتلہ بالحجر حتی اختلفت الآلۃ لاتقبل ھذہ الشہادۃ وان شہد احدھما انہ قتلہ بالسیف وشہد الآخر انہ قتلہ بالسکین اوشہد احدھما انہ قتلہ بالحجر وشہد الآخر بالعصا لاتقبل	ھکذا فی المحیط
۱۱	ولو شہد احدھما انہ اقرانہ قتلہ عمداً بالسیف وشہد الآخر انہ اقرانہ قتلہ عمداً بالسکین وقال المدعی اقربما قالا الا انہ ماقتلہ الاطعنا بالرمح جازت الشہادۃ واقتص من القاتل	ھکذا فی المحیط
۱۲	ذکر ابن سماعۃؒ فی نوادرہ عن محمدؒ وان شہد احدھما انہ قتلہ بالسیف او بالعصا وشہد الآخر انہ قتلہ ولا ادری بماذا قتلہ لاتقبل ھذہ الشہادۃ واذا شہدا انہ قتلہ وقالا لاندری بماذا قتلہ فالقیاس ان لاتقبل ھذہ الشہادۃ وفی الاستحسان تقبل ویقضی بالدیۃ فی مالہ ولا یقضی بالقصاص	ھکذا فی المحیط
۱۳	ولو شہدا علی رجلین انھما قتلا رجلا احدھما بسیف والآخر بعصا ولا یدریان ایھما صاحب العصا لم تجز شہادتہما	کذا فی المبسوط
۱۴	وکذلک لو شہدا علی رجل واحد بقطع اصبع وعلی آخر بقطع اخری من تلک الید ولا یمیزان قاطع ھذہ الاصبع من قاطع الاخری وکذلک لو شہدا بالخطأ	کذا فی المبسوط

۱؎ حکم نمبر ۱۱/۱۱۷۴ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۴ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ قیاس اور استحسان کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۸ اور ۱۰ کے ج کا "ر" ملاحظہ ہوں اور دیت کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۳۱/۱۱۷۱ کا پہلا حاشیہ، ۱۴/۱۱۷۴ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۳/۱۱۷۴

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴ ـ ۱۰	(د) اگر (قتل کے) دونوں گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اس مقتول کو تلوار سے قتل کیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے پتھر سے قتل کیا حتی کہ آلہ قتل مختلف ہوگیا تو یہ گواہی قبول نہ کی جائے گی (ب) اور اگر ان گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اس مقتول کو تلوار سے قتل کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے چھری سے قتل کیا یا ان میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے پتھر سے قتل کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے لاٹھی سے قتل کیا تو (مذکورہ صورتوں میں وہ) گواہی قبول نہ کی جائے گی[1]	محیط
۱۱	اگر قتل کے دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اقرار کیا کہ اس نے اس کو (یعنی مقتول کو) تلوار سے عمداً قتل کیا اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اقرار کیا کہ اس نے اسے چھری سے قتل کیا اور مدعی نے کہا کہ قاتل نے یوں ہی اقرار کیا جیسا کہ گواہوں نے کہا ہے لیکن اس قاتل نے اسے نیزہ مار کر ہی قتل کیا ہے تو یہ گواہی جائز قرار پائے گی اور اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا[2]	محیط
۱۲	(د) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے اپنی نوادر میں ذکر کیا ہے کہ اگر (قتل کے) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اس مقتول کو تلوار سے یا لاٹھی سے قتل کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس قاتل نے اس مقتول کو قتل کیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے اسے کس چیز سے قتل کیا ہے تو ایسی گواہی قبول نہ کی جائے گی (ب) اور جب ان دونوں گواہوں نے یوں گواہی دی کہ اس قاتل نے اس مقتول کو قتل کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے کہ اس نے اسے کس چیز سے قتل کیا ہے تو (اس صورت کے متعلق از روئے) قیاس (حکم) یہ ہے کہ ایسی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ ایسی گواہی قبول کی جائے گی اور اس قاتل کے مال میں سے دیت کا حکم دیا جائے گا اور قصاص کا حکم نہ دیا جائے گا[3]	محیط
۱۳	اگر (قتل کے) دو گواہوں نے دو آدمیوں پر یہ گواہی دی کہ ان دونوں نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے ایک نے تلوار سے اور دوسرے نے لاٹھی سے اور وہ دونوں گواہ یہ نہیں جانتے کہ ان قاتلوں میں سے لاٹھی والا کون تھا تو (اس صورت میں) ان دونوں کی گواہی جائز نہ قرار پائے گی[4]	مبسوط
۱۴	(د) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر ایک آدمی (کے ہاتھ) کی انگلی کاٹنے کی گواہی دی اور انہوں نے دوسرے شخص پر اس آدمی کے ہاتھ کی دوسری انگلی کاٹنے کی گواہی دی اور وہ دونوں گواہ اس انگلی کو کاٹنے والے اور دوسری انگلی کو کاٹنے والے میں امتیاز نہیں کر پاتے (تو ان دونوں گواہوں کی وہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی) (ب) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) ان دونوں گواہوں نے یہ گواہی دی کہ انہوں نے وہ جرم خطاً کیا (اور وہ امتیاز نہیں کر پاتے تو وہ گواہی جائز نہ قرار پائے گی[5])	مبسوط

نیز ۱/۱۱۶۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۴-۱۵	واذا شهد شاهدان انه قطع یده عمدا من المفصل وشهد شاهد انه قطع رجله من المفصل ثم شهد واجمیعا انه لم یزل صاحب فراش حتی مات والولی یدعی ذلک کله عمدا فانی اقضی علی القاتل بنصف الدیة فی ماله وکذلک لو شهد علی الرجل شاهدان فلم یزکیا ولوزکی احد شاهدی الید واحد شاهدی الرجل لم یؤخذ القاتل بشئ وان زکوا جمیعا قضیت علیه بالقصاص فان طلب الولی ان یقتص من الید والرجل لم یکن له ذلک	کذا فی الحاوی
۱۶	ولو شهد شاهدان علیه انه قطع یده من المفصل عمدا ثم قتله عمدا کان لوارثه ان یقتص من یده ثم یقتله فان قال له القاضی اقتله ولا تقتص من یده فذلک حسن ایضا وهذا قول ابی حنیفة رح وقال ابو یوسف رح ومحمد رح یامره بقتله ولا یجعل له القصاص فی الید	کذا فی شرح المبسوط
۱۷	ولو کان احدی الجنایتین خطأ والاخری عمدا أخذ بهما فان کانت الاولی خطأ فانه تجب دیة الید علی عاقلته ویقتل قصاصا وان کانت الثانیة خطأ فعلیه القصاص فی الید والدیة علی عاقلته فی النفس	کذا فی شرح المبسوط
۱۸	ولو شهدا علی رجل بقتله خطأ وحکم بالدیة فجاء المشهود بقتله حیا فللعاقلة ان یضمنوا الولی او الشهود ثم یرجعون علی الولی وان کان عمدا فقتل به ثم جاء حیا تخیر الورثة بین تضمین الولی الدیة او الشهود فان ضمنوا الشهود لم یرجعوا علی الولی عند ابی حنیفة وعندهما یرجعون علی الولی کما فی الخطأ	کذا فی الکافی

۱؎ زخمی ہوکر صاحب فراش کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۱۱۷۱، ۵۰/۱۱۷۱ مع حواشی، تزکیہ کے متعلق ۱/۱۱۷۴ کا دوسرا حاشیہ نیز ۱۰۵/۱۱۷۳، ۱۵ تا ۱۷/۱۱۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۰۵/۱۱۷۳ مع حاشیہ، ۱۵ تا ۱۷/۱۱۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۰۵/۱۱۷۳ مع حاشیہ ۱۵ تا ۱۷/۱۱۷۴ اور عاقلہ کے متعلق حکم ۱۱۸۸ اور دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تتمہ

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴-۱۵	جب دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس آدمی کا ہاتھ جوڑ پر سے عمداً کاٹا اور ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس نے اس کا پاؤں جوڑ پر سے کاٹا پھر ان سب گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مجروح (اس زخم سے) صاحب فراش (یعنی بیمار) رہا حتی کہ اسکی موت واقع ہوگئی اور مقتول کا ولی یہ سب کچھ عمداً کرنے کا مدعی ہے تو (اس کے جواب میں فرمایا کہ) میں اس قاتل پر اسکے مال میں سے نصف دیت کا حکم دوں گا۔ اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) پاؤں کاٹنے پر دو گواہوں نے گواہی دی اور دونوں گواہوں کا تزکیہ (یعنی ان کا عادل ہونا) ثابت نہ ہوا (تو اس قاتل پر بھی اس کے مال سے نصف دیت کا حکم دوں گا)۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) ہاتھ کاٹنے کے گواہوں میں سے ایک کا تزکیہ ہوا اور پاؤں کاٹنے کے گواہوں میں سے ایک گواہ کا تزکیہ ہوا تو قاتل پر (قصاص و دیت میں) کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان سب گواہوں کا تزکیہ ہوا تو اس قاتل پر قصاص کا حکم دیا جائے گا اور (اس صورت میں) اگر ولی نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ مجرم سے ہاتھ اور پاؤں (کاٹنے کا) قصاص (بھی) لے گا تو اسے یہ حق نہیں ہے ؎۱	عادی
۱۶	اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس آدمی کا ہاتھ جوڑ پر سے عمداً کاٹا پھر اسے عمداً قتل کردیا تو وارث کو یہ حق ہوگا کہ وہ قصاص میں اس کا ہاتھ کاٹے پھر اسے قتل کردے اور (مذکور صورت میں) اگر قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس وارث سے یوں کہے کہ اس مجرم کو (قصاص میں) قتل کردے اور اس سے ہاتھ کاٹنے کا قصاص نہ لے تو یہ بھی حسن ہے اور یہ مذکورہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ قاضی اس وارث کو اس مجرم کے قتل کا حکم دے اور اس کے ہاتھ میں قصاص کی اجازت نہ دے ؎۲	شرح مبسوط
۱۷	اگر (مذکورہ صورت میں) دو جنایتوں (یعنی ہاتھ کاٹنے اور پھر قتل کرنے کے دونوں جرموں) میں سے ایک خطأ ہو اور دوسری عمداً ہو تو اس مجرم سے دونوں جنایتوں کا مواخذہ ہوگا پس اگر پہلی جنایت (یعنی ہاتھ کاٹنے کی جنایت) خطأً تھی تو اس مجرم کی عاقلہ پر ہاتھ کی دیت واجب ہوگی اور وہ مجرم قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اگر دوسری جنایت خطأً تھی (یعنی اس مجرم نے عمداً ہاتھ کاٹنے کے بعد خطأً قتل کیا) تو اس مجرم پر ہاتھ کاٹنے میں قصاص لازم ہوگا اور اسکی عاقلہ پر جان کی دیت لازم ہوگی ؎۳	شرح مبسوط
۱۸	(ل) اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے (فلاں آدمی کو) خطأً قتل کیا ہے اور (اس کی عاقلہ پر) دیت کا حکم دے دیا گیا پھر وہ شخص جس کے قتل کئے جانے کی گواہی دی گئی تھی وہ زندہ آگیا تو (ملزم کی) عاقلہ کو اختیار ہوگا کہ وہ ولی سے (دیت کی) ضمان لیں یا وہ گواہوں سے ضمان لیں اور وہ گواہ ولی سے لے لیں (ب) اور اگر مذکورہ صورت میں ان گواہوں نے جو گواہی دی تھی وہ) قتل عمد کی تھی پس وہ ملزم اس کے قصاص میں قتل کیا گیا پھر وہ شخص (جس کے قتل کئے جانے کی گواہی دی گئی تھی وہ) زندہ آگیا تو (قصاص میں مقتول کے) وارثوں کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اس مقتول کی دیت ولی سے لیں یا گواہوں سے لیں پس اگر انہوں نے گواہوں سے دیت کی ضمان لی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ گواہ ولی سے نہ لیں گے اور صاحبینؒ کے ہاں وہ گواہ ولی سے لے سکتے ہیں جیسا کہ خطأً قتل کرنے کی (گواہی دینے اور پھر مقتول کے زندہ آنے کی مذکورہ) صورت میں ہے ؎۴	کافی

حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ؎۴ حکم نمبر ۱۹، ۲۰ / ۱۱۷۴ اور قتل عمد و قتل خطأ کے متعلق حکم ۱، ۹ / ۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	الباب الخامس فی الشھادۃ فی القتل والاقرار بہ — الشھادۃ فی القتل والاقرار بہ وغیرہ	دفعات/شق نمبر
کذا فی المحیط	ولو کانت الشھادۃ فی الخطأ او فی العمد علی اقرار القاتل ثم جاء حیا فلا ضمان علی الشھود وانما الضمان علی الولی فی الفصلین جمیعا	۱۱۷۴-۱۹
کذا فی المحیط	وکذلک لو شھدا علی شھادۃ شاھدین علی قتل الخطأ وقضی القاضی بالدیۃ علی العاقلۃ وباقی المسئلۃ [2] بحالھا لا ضمان علی الفروع ولکن یرد الولی الدیۃ علی العاقلۃ ولو جاء الشاھدان الاصلان وانکر الاشھاد لم یمنع انکارھما فی حق الفرعین حتی لا یجب علیھما الضمان ولا ضمان علی الاصلین ایضا وان قال الاصول قد اشھدناھما بباطل ونحن نعلم یومئذ انا کاذبون قال لم یضمنا شیأ فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف وعند محمد العاقلۃ بالخیار ان شاؤا ضمنوا الاصول وان شاؤا ضمنوا الولی فان ضمنوا الاصلین رجعا علی الولی وان ضمنوا الولی لم یرجع	۲۰
کذا فی شرح الزیادات للعتابی	رجل ادعی علی رجل انہ شجہ ولیہ موضحۃ ومات من ذلک فشھد شاھدان بالموضحۃ والبرء تقبل شھادتھما ویقضی بالقصاص فی الموضحۃ وکذلک اذا شھد احدھما بالسرایۃ والآخر بالبرء تقبل علی الشجۃ لاتفاق الکل علیھا حتی لو ادعی المدعی البرء بطلت الشھادۃ التی شھدت بالسرایۃ	۲۱
کذا فی المحیط	ولو کانت الشجۃ شیأ دون الموضحۃ لا تتحملھا العاقلۃ الا باتصال السرایۃ بھا نحو السمحاق وما اشبھہ فادعی الولی انہ مات منھا ولی الدیۃ علی العاقلۃ وجاء بشاھدین شھد احدھما کما ادعی المدعی وشھد الآخر انہ برأ من ذلک قبلت الشھادۃ علی الشجۃ وقضی بارشھا فی مال الجانی	۲۲

[1] حکم نمبر ۱۸، ۲۰ / ۱۱۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] قولہ وباقی المسئلۃ بحالھا ای ان المشھود بقتلہ جاء حیا اھ بحراوی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہٰذا یعنی باقی مسئلہ حسب حال ہو یعنی وہ شخص جس کے قتل کیے جانے پر گواہی دی گئی وہ زندہ آگیا۔ (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۸، ۱۹ / ۱۱۷۴ اور قتل خطأ کے متعلق حکم نمبر ۹ / ۱۱۷۰، عاقلہ کے متعلق حکم ۱۱۸۸، دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰ / ۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] شجہ موضحہ زخم کے متعلق حکم نمبر ۹، ۱۲، ۱۹، ۲۰ / ۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۹-۱۱-۱۷۴	اگر (مذکورہ صورت میں) قتل خطأ اور قتل عمد میں گواہی قاتل کے اقرار پر تھی (اور فیصلہ دے دیا گیا) پھر وہ شخص جس کے قتل کئے جانے کی گواہی دی گئی زندہ آگیا تو ان گواہوں پر ضمان نہ ہوگی اور ہر دو صورتوں میں (یعنی قتل خطأ اور قتل عمد کے اقرار کی دونوں صورتوں میں) ضمان ولی پر لازم ہوگی [1]	محیط
۲۰	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر دو گواہوں نے، دو گواہوں کی اس گواہی پر گواہی دی کہ اس (ملزم) نے (فلاں شخص کو) خطأ قتل کیا ہے اور قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے ملزم کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ دے دیا اور باقی مسئلہ حسب حال (مذکورہ) ہو (یعنی پھر وہ شخص جس کے قتل کئے جانے کی گواہی دی گئی وہ زندہ آگیا) تو فروع (یعنی اوپر کے گواہ جنہوں نے گواہی پر گواہی دی ان) پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے لیکن ولی وہ دیت، عاقلہ کو واپس کرے گا (ب) اور اگر ان دونوں اصل گواہوں نے اگر اس گواہی کے متعلق انکار کیا تو ان کا وہ انکار دونوں فروع گواہوں کے حق میں صحیح نہ ہوگا حتیٰ کہ فروع پر ضمان لازم نہ ہوگی اور ان (مبینہ) دونوں اصل گواہوں پر بھی ضمان لازم نہ ہوگی (ج) اور اگر ان اصل گواہوں نے یوں کہا کہ ہم نے ان دونوں فروع گواہوں کو جھوٹ بات پر گواہ کیا تھا حالانکہ ہم اس وقت جانتے تھے کہ ہم جھوٹ کہہ رہے ہیں تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے ہاں وہ دونوں کسی شئے کے ضامن نہ ہوں گے اور امام محمد رح کے ہاں اس ملزم کی عاقلہ کو اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو اصل گواہوں سے (اور چاہیں تو ولی سے (اس دیت کی) ضمان لیں اور عاقلہ والوں نے اصل گواہوں سے ضمان لی تو وہ ولی سے لے لیں گے اور اگر عاقلہ والوں نے ولی سے ضمان لی تو وہ کسی سے) نہ لے گا [3]	محیط
۲۱	(ا) کسی شخص نے کسی آدمی پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اس کے ولی کو موضحہ زخم لگایا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی پھر دو گواہوں نے (اس ملزم پر اسے) موضحہ زخم لگانے اور اس زخم کے ٹھیک ہو جانے پر گواہی دی تو ان دونوں کی یہ گواہی قبول کی جائے گی اور موضحہ زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا (ب) اسی طرح جب (مذکورہ صورت میں) دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ وہ زخم (موت تک) سرایت کر گیا تھا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ زخم ٹھیک ہو گیا تھا تب بھی (موضحہ) زخم پر گواہی قبول کی جائے گی اس لئے کہ اس پر سب متفق ہوئے ہیں حتیٰ کہ اگر مدعی نے اس زخم کے ٹھیک ہونے کا دعویٰ کیا تو اس گواہ کی گواہی باطل قرار پائے گی جس نے اس زخم کے سرایت کرنے کے متعلق گواہی دی تھی [4]	شرح زیادات العتابی
۲۲	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ زخم، موضحہ زخم سے کم تھا تو اسکے ساتھ سرایت پائے جانے کے بغیر (ملزم کی) عاقلہ اس (زخم) کے تاوان کو نہ اٹھائیگی مثلاً وہ زخم سمحاق (یعنی سر کی ہڈی کی جھلی کا) زخم یا اسکی مانند تھا پس ولی نے دعویٰ کیا کہ اس زخمی کی موت اسی زخم سے ہوئی (اور میرے لئے اس ملزم کی عاقلہ پر دیت ہے اور اس نے دو گواہ پیش کئے ان میں سے ایک نے ایسی ہی گواہی دی جیسا کہ مدعی نے دعویٰ کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ (زخمی) اس زخم سے ٹھیک ہو گیا تھا تو اس زخم پر وہ گواہی قبول کی جائیگی اور مجرم کے مال سے اس زخم کے اَرش کا حکم دیا جائے گا [5]	محیط

[5] سمحاق زخم کے متعلق حکم نمبر ۸/۱۱۶۸ اور ارش کے متعلق ۱/۱۱۷۷ مع حاشیہ، ۱۴، ۲۳/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغيره	حــــوالـــه
۲۳-۱۱۷۰	وكذلك لو كان الميت عبد الرجل فادعى مولاه ان الشاج شجه موضحة عمدا ومات منها وان له عليه القود وجاء بشاهدين فشهد احدهما كما ادعاه المدعى وشهد الآخر انه برأ منها فالقاضى يقضى بارش الشجة فى مال الجانى[1]	كذا فى المحيط
۲۴	ولو قتل وترك ابنين واقام احدهما بينة على رجل انه قتل اباه عمدا واقام الآخر بينة عليه وعلى آخر انهما قتلا اباه عمدا فلا قصاص وللاول نصف الدية على الذى اقام عليه البينة.	كذا فى خزانة المفتين
۲۵	قال محمد رحمه الله فى الزيادات فى رجل مات وترك ابنين فاقام احد الابنين بينة ان هذا الرجل قتل اباه عمدا واقام الابن الآخر بينة على رجل آخر انه قتل اباه خطأ[2] فلا قصاص على واحد منهما ولمدعى العمد نصف الدية فى مال من اقام عليه البينة فى ثلث سنين ولمدعى الخطأ على عاقلة من اقام عليه البينة نصف الدية فى ثلث سنين	كذا فى المحيط
۲۶	رجل مات وترك ابنين وموصى له فادعى احد الابنين ان فلانا قتل اباه عمدا واقام البينة عليه وادعى الآخر ان فلانا بعينه او رجلا آخر قتل اباه خطأ[3] واقام البينة عليه فالموصى له ان صدق مدعى الخطا يقضى لمدعى الخطا وللموصى له بثلثى الدية على عاقلة القاتل فى ثلاث سنين ويقضى لمدعى العمد بثلث الدية فى مال القاتل الذى يدعى عليه العمد فى ثلاث سنين وان صدق الموصى له مدعى العمد فلمدعى الخطأ ثلث الدية على عاقلة القاتل فى ثلاث سنين وثلث النصف للموصى له وثلث النصف لمدعى العمد فى مال القاتل وان كذبهما الموصى له لا شئ له وكذلك اذا صدقهما وان قال لا ادرى قتل عمدا او خطأ لا يبطل حقه حتى لو صدق احدهما بعينه يقضى له كما ذكرنا ولو كان مكان الموصى له ابن ثالث فالجواب ما ذكرنا فى الوجوه كلها الا فى وجه واحد وهو ان الابن الثالث اذا صدق مدعى العمد يقضى لهما بثلثى الدية وفى الموصى له كان يقضى لهما بنصف الدية ثم فى كل موضع قضى لاحدهما على العاقلة وللآخر فى مال القاتل لو توى مال احدهما وخرج مال الآخر ليس لصاحبه الذى توى حقه ان يشارك صاحبه فيما خرج له	كذا فى شرح الزيادات للعتابی

[1] موضحہ زخم کے متعلق حکم نمبر ۱۷، ۱۹، ۲۰/۱۱۷۸ اور ارش کے متعلق ۱/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۵/۱۱۷۴، ۳۶/۱۱۹۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۱، ۲۴تا۳۵/۱۱۷۴ اور عاقلہ کے متعلق حکم ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۳-۱۱۷۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر میت کسی شخص کا غلام تھا پس اس کے آقا نے دعوی کیا کہ زخمی کرنے والے (فلاں آدمی) نے اسے عمداً موضحہ زخم لگایا اور اس زخم سے اس (غلام) کی موت واقع ہوگئی اور اس کے لئے اس ملزم پر قصاص لازم ہے اور وہ (مدعی) دو گواہ لایا جن میں سے ایک نے ایسی ہی گواہی دی جیسا کہ مدعی نے دعوی کیا تھا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ زخمی اس زخم سے ٹھیک ہوگیا تھا تو قاضی اس مجرم کے مال سے اس زخم کے ارش کا حکم دیگا[۱]	محیط
۲۴	اگر کوئی شخص قتل کیا گیا اور اس نے دو بیٹے چھوڑے ان میں سے ایک نے ایک آدمی پر گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے اس آدمی پر اور ایک آدمی پر گواہی قائم کی کہ ان دونوں نے عمداً اس کے باپ کو قتل کیا ہے تو (اس صورت میں) قصاص لازم نہ ہوگا اور پہلے بیٹے کے لئے اس آدمی پر جس پر اس نے گواہی قائم کی تھی نصف دیت لازم ہوگی ۲ھ	خزانۃ المفتین
۲۵	امام محمدؒ نے الزیادات میں کہا ہے کہ کوئی شخص وفات پاگیا اس نے دو بیٹے چھوڑے ان میں سے ایک نے یہ گواہی قائم کی کہ اس آدمی نے اس کے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے ایک اور آدمی پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو خطاً قتل کیا ہے تو ان دونوں (ملزموں) میں سے کسی پر بھی قصاص لازم نہیں ہے اور قتل عمد کے مدعی کے لئے اس آدمی پر جس پر اس نے گواہی قائم کی اس کے مال میں سے نصف دیت لازم ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی اور قتل خطا کے مدعی کے لیئے اس آدمی کی عاقلہ پر، جس پر اس نے گواہی قائم کی، نصف دیت لازم ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی ۳ھ	محیط
۲۶	(ا) ایک آدمی وفات پاگیا اور اس نے دو بیٹے اور موصی لہ (یعنی جسکے لئے وصیت کی گئی وہ) چھوڑا پھر ان دونوں بیٹوں میں سے ایک نے یہ دعوی کیا کہ فلاں آدمی نے اس کے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور اس پر گواہی قائم کی اور دوسرے بیٹے نے یہ دعوی کیا کہ اس فلاں مذکور نے یا ایک اور آدمی نے اس کے باپ کو خطاً قتل کیا ہے اور اس پر گواہی قائم کی تو (اس صورت کے متعلق حکم یہ ہے کہ) موصی لہ نے اگر قتلِ خطا کے مدعی کی تصدیق کی تو قتلِ خطا کے مدعی اور موصی لہ کے لئے، قاتل کی عاقلہ پر دو تہائی دیت کی ادائیگی تین سال میں لازم ہے اور قتلِ عمد کے مدعی کے لئے اس قاتل کے مال سے، جس پر اس نے قتلِ عمد کا دعوی کیا ہے، تہائی دیت کی ادائیگی تین سال میں لازم ہے (ب) اور اگر موصی لہ نے قتلِ عمد کے مدعی کی تصدیق کی تو قتلِ خطا کے مدعی کے لئے قاتل کی عاقلہ پر تہائی دیت کی ادائیگی تین سال میں لازم ہے اور اس دیت کے نصف کا تہائی حصہ موصی لہ کے لئے ہے اور اس دیت کے نصف کی دو تہائی قتل عمد کے مدعی کے لئے (اس) قاتل کے مال سے لازم ہے (ج) اور اگر موصی لہ نے ان دونوں (یعنی قتل خطا کے مدعی اور قتل عمد کے مدعی دونوں) کی تکذیب کی تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے (د) اور اسی طرح جب اس نے دونوں کی تصدیق کی تو یہی حکم ہے (یعنی اسکے لئے کچھ نہیں ہے) (س) اور اگر موصی لہ نے یوں کہا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ عمداً قتل	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغيرة	حوالہ
١١٧٤—		
٢٧	ومن قتل وله ابنان اقام الاكبر بينة على الاصغر انه قتل الاب واقام الاصغر بينة على الاجنبي انه قتله قضى للاكبر على الاصغر بنصف الدية وللاصغر على الاجنبي بنصف الدية وهذا عند ابى حنيفة رح[1] وعندهما رح[2] يقضى ببينة الاصغر بالدية ان كان خطأ او بالقصاص ان كان عمدا ولو اقام كل على اخيه قضى لكل واحد منهما على صاحبه بنصف الدية وارثه لهما فى المسئلتين	كذا فى الكافى
٢٨	ولو كان البنون ثلاثة فاقام عبد الله بينة على زيد انه قتل الاب واقام زيد بينة على عمرو انه قتله واقام عمرو بينة على عبد الله انه قتله فههنا تقبل البينة على الاتفاق ولا يجب القصاص على واحد منهم بالاتفاق ثم على قول ابى حنيفة رح يقضى لكل واحد منهم على صاحبه بثلث الدية فى ماله ان كان عمدا او على عاقلته ان كان خطأ ويكون الميراث بينهم اثلاثا واما على قول ابى يوسف رح و محمد رح يقضى لكل واحد منهم على صاحبه بنصف الدية ويكون الميراث بينهم اثلاثا عندهما رح[3] ايضا	كذا فى المحيط

[1] حکم نمبر ٢٤/١١٧٤ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ٢٤/١١٧٤ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ٢٤/١١٧٤ کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٤٢/١١٨١ کا حاشیہ، ٣٥/١١٧١ اور ٤٤،٥/١١٩٠ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقسرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴-	کیا گیا ہے یا خطأً قتل کیا گیا ہے تو (اس سے) اس کا حق باطل نہیں ہو گا حتی کہ اگر اس نے ان میں سے کسی ایک معین کی تصدیق کی تو اس کے لئے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، حکم دیا جائے گا (س) اور اگر (مذکورہ صورت میں) موصی لہ کی بجائے (مقتول کا) تیسرا بیٹا ہو تو (مذکورہ سب صورتوں میں) وہی جواب ہو گا جو ہم نے سب صورتوں میں ذکر کیا لیکن ایک صورت میں مذکورہ حکم نہ ہو گا اور وہ یہ کہ تیسرے بیٹے نے جب قتل عمد کے مدعی کی تصدیق کی تو ان دونوں کے لئے دو تہائی دیت کا حکم ہو گا اور (اس کی بجائے) موصی لہ ہونے کی صورت میں ان دونوں کے لئے نصف دیت کا حکم تھا (ص) پھر ہر وہ صورت جس میں ان دونوں میں سے ایک کے لئے قاتل کی عاقلہ پر اور دوسرے کے لئے قاتل کے مال سے حکم دیا گیا ہے اس میں اگر ان دونوں میں سے ایک کا مال ہلاک اور دوسرے کا وصول ہے تو جس ساتھی کا مال ہلاک ہے اسے یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے ساتھی کے اس مال میں شریک ہو جائے جو اسے وصول ہے [۱]	شرح زیادات عتابی
۲۷	(و) جو شخص قتل کیا گیا اور اس کے دو بیٹے ہیں (ان میں سے) بڑے بیٹے نے چھوٹے پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے بیٹے نے ایک اجنبی (یعنی کسی اور) شخص پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس (کے باپ) کو قتل کیا ہے تو (اس صورت میں) بڑے بیٹے کے لئے چھوٹے بیٹے پر نصف دیت کا حکم ہو گا اور چھوٹے بیٹے کے لئے اجنبی شخص پر نصف دیت کا حکم ہو گا اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں بڑے بیٹے کی (قائم کردہ) گواہی کی بنا پر چھوٹے بیٹے پر دیت کا حکم دیا جائے گا اگر وہ قتل خطائی کی صورت تھی اور قصاص کا حکم دیا جائے گا اگر وہ قتل عمد کی صورت تھی (ب) اور اگر ان دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک نے اپنے بھائی پر (باپ کو قتل کرنے کی) گواہی قائم کی تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اپنے ساتھی پر نصف دیت کا حکم دیا جائے گا اور (مذکورہ) دونوں مسئلوں کی صورت میں اس مقتول کی میراث ان دونوں کے لئے ہو گی [۲]	کافی
۲۸	(ل) اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہیں (اور مثلاً ان کے نام عبداللہ، زید اور عمرو ہیں) پس (ان میں سے) عبداللہ نے زید پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور زید نے عمرو پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور عمرو نے عبداللہ پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے تو اس صورت میں گواہی قبول کی جائے گی اس پر اتفاق ہے اور ان میں سے کسی پر بھی قصاص واجب نہ ہو گا اس پر (بھی) اتفاق ہے (ب) پھر (اس صورت میں) امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب قتل عمد کی صورت میں ان میں سے ہر ایک کے لئے (اپنے مدعا علیہ) ساتھی پر اسکے مال میں تہائی دیت لازم ہے اور قتل خطا کی صورت میں وہ دیت اس کی عاقلہ پر ہے اور مقتول کی میراث ان سب میں تہائی تہائی تقسیم ہو گی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ان میں سے ہر ایک کے لئے (اپنے مدعا علیہ) ساتھی پر نصف دیت لازم ہے اور صاحبینؒ کے ہاں بھی اس مقتول کی میراث ان سب میں تہائی تہائی (تقسیم) ہو گی [۳]	محیط

دفعہ وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغیره	حوالہ
۱۱۷۴-۲۹	ولو اقام عبد الله البینة علی زید و عمرو انهما قتلا اباهم عمدا او خطأ و اقام زید و عمرو البینة علی عبد الله انه قتل اباهم عمدا او خطأ تهاترت البینتان عندهما وبقیت الوراثة بینهم اثلاثا واما علی قول ابی حنیفة یقضی لعبد الله علی زید وعمرو بنصف الدیة فی مالهما ان کان عمدا او علی عاقلتهما ان کان خطأ ویقضی لزید وعمرو علی عبد الله بنصف الدیة ان کان عمدا ففی مال عبد الله وان کان خطأ فعلی عاقلته والمیراث یکون نصفه لعبد الله ونصفه لزید وعمرو	کذا فی المحیط
۳۰	ولو اقام عمرو علی زید البینة انه قتل اباهم واقام زید البینة علی عمرو انه قتل اباهم ولم یقم واحد منهما البینة علی عبد الله فانه یقال لعبد الله ما تقول فی هذا فبعد هذا المسئلة علی ثلاثة اوجه اما ان ادعی عبد الله القتل علی احدهما بعینه او لم یدع علی واحد منهما بان قال لم یقتل واحد منهما او ادعی علیهما بان قال هما قتلاه فان ادعی القتل علی احدهما بعینه وهو عمد فعلی قیاس قول ابی حنیفة یقضی علی عمرو بثلاثة ارباع الدیة ویکون ذلک بین زید و بین عبد الله نصفین ان کان القتل عمدا ففی مال عمرو وان کان خطأ فعلی عاقلة عمرو ویقضی لعمرو علی زید بربع الدیة ویکون ذلک فی مال زید ان کان عمدا وان کان خطأ فعلی عاقلته واما المیراث فنصفه لعبد الله ونصفه لزید وعمرو ثم ما وجب لزید یضم الی ما وجب لعبد الله فیقسم بینهما واما علی قول ابی یوسف رح ومحمد فیقضی لعبد الله علی عمرو بالقود ان کان عمدا ویقضی بالدیة علی عاقلة عمرو ان کان خطأ ویکون ذلک بین زید وعبد الله نصفین ویکون المیراث بینهما نصفین ایضا وان لم یدع عبد الله القتل علی واحد منهما بان قال لم یقتل واحد منهما ففی قیاس قول ابی حنیفة یقضی لزید علی عمرو بربع الدیة ولعمرو علی زید بربع الدیة ان کان عمدا ففی مالهما وان کان خطأ فعلی عاقلتهما ولا شیء لعبد الله من الدیة ویکون المیراث بینهم اثلاثا وعند ابی یوسف ومحمد لا یقضی ههنا بشیء لا بالدیة ولا بالقصاص وکان المیراث اثلاثا وان ادعی القتل علیهما بان قال انتما قتلتما فعلی قیاس قول ابی حنیفة لا یقضی لعبد الله بشیء من الدیة ویقضی لکل واحد منهما علی صاحبه بربع الدیة واما المیراث فنصفه لعبد الله ونصفه لزید وعمرو واما علی قول ابی یوسف و محمد	

تہاتر - ایک دوسرے پر جھوٹا دعوی کرنا - ناکارہ گفتگو - ماخوذ از المنجد ص[illegible]، [illegible] اور تہاتر - ایسی گواہی کہ ایک دوسرے کو کاذب کرے - ماخوذ از منتہی الارب

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اس کے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۲۹-۱۱۷۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) عبداللہ نے زید اور عمرو دونوں پر یہ گواہی قائم کی کہ ان دونوں نے اپنے باپ کو عمداً یا خطاً قتل کیا ہے اور زید اور عمرو نے عبداللہ پر یہ گواہی قائم کی اس نے ان کے باپ کو عمداً یا خطاً قتل کیا ہے تو (اس صورت میں) صاحبینؒ کے ہاں وہ دونوں گواہیاں تھاتر[1] (یعنی ناکارہ اور ساقط) قرار پائیں گی اور مقتول کی وراثت ان تینوں کے درمیان تہائی تہائی ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب عبداللہ کے لئے زید اور عمرو پر نصف دیت کا حکم قتلِ عمد کی صورت میں ان کے مال میں سے، اور قتل خطا کی صورت میں ان کی عاقلہ پر ہوگا اور زید اور عمرو کے لئے عبداللہ پر نصف دیت کا حکم، قتل عمد کی صورت میں عبداللہ کے مال میں سے، اور قتل خطاً کی صورت میں اسکی عاقلہ پر ہوگا اور اس مقتول کی میراث کا نصف عبداللہ کے لئے اور نصف زید اور عمرو کے لئے ہوگا۔[2]	محیط
۳۰	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں) عمرو نے زید پر یہ گواہی قائم کی اس نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے اور زید نے عمرو پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے اور ان دونوں میں سے کسی نے بھی عبداللہ پر گواہی قائم نہ کی تو (اس صورت میں) عبداللہ سے کہا جائے گا کہ تو اس مقدمہ میں کیا کہتا ہے اور اس کے بعد اس مسئلہ میں تین صورتیں (اول) یہ کہ عبداللہ نے ان دونوں میں سے کسی خاص معین پر (باپ کے) قتل کا دعویٰ کیا (دوم) یا اس نے ان دونوں میں سے کسی پر بھی دعویٰ نہ کیا مثلاً اس نے یوں کہا کہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی (اس کے باپ کو) قتل نہیں کیا ہے (سوم) یا اس نے ان دونوں پر دعویٰ کیا مثلاً اس نے یوں کہا کہ ان دونوں نے (اس کے باپ کو) قتل کیا ہے۔ پس اگر اس نے ان دونوں میں سے کسی ایک خاص معین پر دعویٰ کیا اور وہ (مثلاً) عمرو ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس کے بموجب عمرو پر دیت کی تین چوتھائی کا حکم دیا جائے گا اور وہ (مال) زید اور عبداللہ کے مابین نصف نصف ہوگا۔ اگر وہ قتل، قتل عمد تھا تو عمرو کے مال میں سے اور اگر وہ قتل، قتلِ خطأ تھا تو عمرو کی عاقلہ پر ہوگا اور عمرو کے لئے زید پر چوتھائی دیت کا حکم، قتل عمد کی صورت میں زید کے مال میں سے اور قتل خطا کی صورت میں زید کی عاقلہ پر ہوگا اور (مقتول کی) میراث کے متعلق حکم یہ ہوگا کہ اس کا نصف عبداللہ کے لئے اور نصف زید اور عمرو کے لئے ہوگا پھر جو مال زید کے لئے واجب ہوا وہ اس مال میں ملایا جائے گا جو عبداللہ کے لئے واجب ہوا پھر وہ ان دونوں میں تقسیم کیا جائے گا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب عبداللہ کے لئے عمرو پر قتلِ عمد کی صورت میں قصاص کا حکم دیا جائے گا اور قتل خطا کی صورت میں عمرو کی عاقلہ پر دیت کا حکم دیا جائے گا۔ اور وہ مال زید اور عمرو کے مابین نصف نصف ہوگا اور (مقتول کی) میراث بھی ان دونوں کے مابین نصف نصف (تقسیم) ہوگی (ب) اور اگر عبداللہ نے ان دونوں میں سے کسی پر بھی قتل کا دعویٰ نہ کیا مثلاً اس نے یوں کہا کہ (اس کے باپ کو) ان دونوں میں سے کسی نے بھی قتل نہیں کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس کے بموجب زید کے لئے عمرو پر چوتھائی دیت اور عمرو کے لئے زید پر چوتھائی دیت کا حکم قتل عمد کی صورت میں ان کے مالوں میں سے، اور قتل خطا کی صورت میں ان کی عاقلہ پر ہوگا اور عبداللہ کے لئے دیت میں سے کچھ نہ ہوگا اور مقتول کی میراث ان سب میں تہائی تہائی ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس (مذکورہ) صورت میں	

[1] ... صہ/۸۷ (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغیره	حــوالــه
١١٧٤	فقد تهاترت بینة کل واحد منهما علی صاحبه ولا بینة لعبد الله علی ما یدعی فلا یقضی بشیٔ من الدیة والمیراث یکون بینهم اثلاثا	کذا فی المحیط
٣١	ولو ترک ابنا واخا وادعی کل علی صاحبه لغت بینة الاخ وقضی علیه	کذا فی الکافی
٣٢	ولو ترک ابنین واقام کل واحد علی صاحبه وصدق الاخ احدهما لم یلتفت الیه	کذا فی الکافی
٣٣	فان اقام الاخ البینة علی الابنین انهما قتلاه بعد ان اقام کل واحد من الابنین البینة علی صاحبه انه هو القاتل فعلی قول ابی یوسف[۲] ومحمد[۲] البینة بینة الاخ ویکون المیراث له ویقتل الابنان ان کان القتل عمدا وان کان خطأ فعلی عاقلتهما الدیة ولم یذکر قول ابی حنیفة[۲] فی هذه المسئلة وینبغی ان عنده لاتقبل شهادة الاخ ویکون المیراث بین الابنین ویجب لکل واحد منهما علی صاحبه نصف الدیة	کذا فی المحیط
٣٤	وان ترک ثلثة بنین فاقام اثنین منهم البینة علی الثالث انه قتل اباهم واقام الثالث بینة بذلک علی الاجنبی فعلی قول ابی یوسف[۳] ومحمد[۳] بینة الابنین اولی ویقضی بالقصاص علی الثالث للاخوین ان کان عمدا وبالدیة علی عاقلته ان کان خطأ ولا یرث الابن المشهود علیه ویکون المیراث بین الابنین المدعین نصفین و اما علی قول ابی حنیفة[۳]	

ـــــــــــ

۱ حکم نمبر ٢٤/١١٧٤ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ٢٤/١١٧٤ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ٢٤/١١٧٤ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴–	دیت اور قصاص میں سے کسی شئ کا حکم نہ دیا جلئے گا اور (مقتول کی) میراث (ان سب میں) تہائی تہائی (تقسیم) ہوگی (ج) اور اگر عبداللہ نے ان دونوں پر قتل کا دعوی کیا مثلاً اس نے یوں کہا کہ (میرے باپ کو) تم نے دونوں نے قتل کیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس کے بموجب عبداللہ کے لئے دیت میں سے کسی شئ کا حکم نہ ہوگا اور ان دونوں (یعنی زید اور عمرو) میں سے ہر ایک کے لئے اپنے (مدعا علیہ) ساتھی پر چوتھائی دیت کا حکم دیا جلئے گا اور (مقتول کی) میراث کے متعلق حکم یہ ہوگا کہ اس کا نصف عبداللہ کے لئے اور اس کا نصف زید اور عمرو کے لئے ہوگا اور امام محمدؒ کے ہاں ان دونوں (یعنی زید اور عمرو) میں سے ہر ایک کی گواہی اپنے (مدعا علیہ) ساتھی پر، ناکارہ و ساقط قرار پلئے گی اور عبداللہ نے جو دعوی کیا ہے اس پر اس کی طرف سے گواہی نہیں ہے پس (اس کے لئے) دیت میں سے کسی شئ کا حکم نہ دیا جائے گا اور (مقتول کی) میراث ان سب میں تہائی تہائی (تقسیم) ہوگی ۱ھ	محیط
۳۱	اگر کسی (مقتول) نے ایک بیٹا اور ایک بھائی چھوڑا اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی پر (قتل کا) دعوی کیا تو (اس صورت میں) بھائی کی (قائم کردہ) گواہی لغو قرار پائے گی اور اس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا ۲ھ	کافی
۳۲	اگر کسی (مقتول) نے دو بیٹے چھوڑے اور (ان میں سے) ہر ایک نے اپنے ساتھی (یعنی بھائی) پر (قتل کی) گواہی قائم کی اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے متعلق (مقتول کے) بھائی نے تصدیق کی تو اس تصدیق کو ملحوظ نہ رکھا جائے گا ۳ھ	کافی
۳۳	اور اگر (صورت مسئلہ یہ ہوئی کہ مقتول کے) دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک نے اپنے (مدعا علیہ بھائی) ساتھی پر یہ گواہی قائم کی کہ وہی (اس کے باپ کا) قاتل ہے اور اس کے بعد (مقتول کے) بھائی نے (اس کے) دونوں بیٹوں پر یہ گواہی قائم کی کہ ان دونوں نے اسے قتل کیا ہے تو (اس صورت کے متعلق) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب (مقتول پر) گواہی، بھائی کی قائم کردہ گواہی ہے اور مقتول کی میراث اس (بھائی) کے لئے ہوگی اور (مقتول کے) وہ دونوں بیٹے قتل عمد کی صورت میں (قصاص میں) قتل کئے جائیں گے اور قتل خطاء کی صورت میں ان دونوں کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کا قول مذکور نہیں ہے اور ان کے ہاں یہ حکم ہونا چاہیے کہ (مذکورہ صورت میں) بھائی کی وہ گواہی قبول نہ کی جلئے اور (مقتول کی) میراث دونوں بیٹوں کے مابین (تقسیم) ہو اور ان دونوں (بھائیوں) میں سے ہر ایک کیلئے اپنے (مدعا علیہ بھائی) ساتھی پر نصف دیت واجب ہو ۴ھ	محیط
۳۴	اگر کسی (مقتول) نے تین بیٹے چھوڑے پس ان میں سے دو نے تیسرے پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے اور تیسرے بیٹے نے ایک اجنبی (یعنی ان دونوں بھائیوں کے علاوہ کسی اور) پر وہی گواہی قائم کی (کہ اس نے ان کے باپ کو قتل کیا ہے) تو (اس صورت میں) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب ان دونوں بیٹوں کی گواہی اولی ہے اور ان دونوں بھائیوں کے لئے قتل عمد کی صورت میں تیسرے (بھائی) پر قصاص کا حکم دیا جائے گا اور قتل خطاء کی صورت میں اس کی عاقلہ پر دیت کا حکم دیا جائے گا اور جس بیٹے پر (قتل کی) گواہی دی گئی ہے وہ (مدعا علیہ بیٹا) (اس مقتول) کا وارث نہ ہوگا اور (اس مقتول کی) میراث ان دونوں مدعی بیٹوں کے مابین نصف نصف ہوگی اور امام	

۴ھ حکم نمبر ۳۳/۱۱۷۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار به — الشہادۃ فی القتل والاقرار به وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۴ —	لم يترجح بينة الابنين على بينة الثالث ويقضى للابنين على الثالث بثلثي الدية ان كان عمدا ففي ماله وان كان خطأ فعلى عاقلته ويقضى للثالث على الاجنبي بثلث الدية ويكون الميراث بينهم اثلاثا	كذا فى المحيط
۳۵	واذا قتل الرجل وترك ثلاث بنين فاقام الاكبر بينة على الاوسط انه قتل الاب واقام الاوسط على اصغر بينة انه قتل الاب واقام الاصغر بينة على الاجنبي بذلك ففي قياس قول ابي حنيفة رح يقضى لكل واحد منهم على الذي اقام عليه البينة بثلث الدية ويكون الميراث بينهم اثلاثا واما على قول ابي يوسف رح ومحمد رح يقضى للاكبر على الاوسط بنصف الدية وللاوسط على الاصغر بنصف الدية ولا يقضى للاصغر على الاجنبي بشئ والميراث بين الاكبر والاوسط نصفان ولا شئ للاصغر	كذا فى المحيط
۳۶	واذا اقر الرجلان كل واحد منهما انه قتل فلانا وقال الولي قتلتماه جميعا فله ان يقتلهما وان شهدوا على رجل انه قتله وشهد الآخرون على الآخر بقتله وقال الولي قتلتموه جميعا بطل ذلك كله	كذا فى الهداية
۳۷	وفي نوادر بشر رح عن ابي يوسف رح رجل قال لآخر انا قتلت وليك عمدا فصدقه وقتله ثم جاء آخر وقال انا قتلته عمدا فله ان يقتله ايضا فلو ان الاول حين ما قال له انت قتلته عمدا وحدك وقتله ثم جاء آخر وقال بل انا قتلته وحدي وصدقه الولي فعليه دية الذي قتله وله على الآخر الدية	كذا فى المحيط

۱ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ قتل کے اقرار کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہو۔ اور ہدایہ سے ماخوذ ان دونوں صورتوں کے حکموں میں وجہ فرق کے متعلق ہدایہ میں مذکور تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ قتل کا اقرار اور قتل کی گواہی میں سے ہر ایک کل قتل اور وجوب قصاص کو متناول ہوتا ہے اور مذکورہ اقرار کی صورت میں مقرلہ یعنی مقتول کے ولی نے اقرار کنندہ کے بعض اقرار کی تکذیب کی ہے اور اس کی تکذیب کرنا اسے فاسق قرار دینا ہے اور اقرار کنندہ کا فسق، صحت اقرار میں مانع نہیں ہوتا پس اس کے بعض اقرار کی تکذیب سے اسکا بقیہ اقرار باطل نہ ہوگا۔ اور مذکورہ گواہی کی صورت میں مشہود لہ یعنی مقتول کے ولی نے بعض گواہی کی تکذیب کی ہے اور اس کی تکذیب کرنا اسے

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴ –	ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب ان دونوں بیٹوں کی گواہی کو تیسرے بیٹے کی گواہی پر ترجیح نہ ہوگی اور ان دونوں بیٹوں کے لئے تیسرے (بیٹے) پر دو تہائی دیت کا حکم قتل عمد کی صورت میں، اس کے مال میں سے اور قتل خطأ کی صورت میں اس کی عاقلہ پر ہوگا اور تیسرے بیٹے کے لئے اس اجنبی پر تہائی دیت کا حکم ہوگا اور (اس مقتول کی) میراث ان (تینوں) میں تہائی تہائی ہوگی [۱]	محیط
۳۵	جب کوئی شخص قتل کیا گیا اور اس نے تین بیٹے چھوڑے تو بڑے بیٹے نے درمیانے (یعنی منجھلے) بیٹے پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے اور منجھلے نے چھوٹے بیٹے پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے بیٹے نے کسی اجنبی (یعنی ان دونوں بیٹوں کے علاوہ کسی اور) پر وہ گواہی قائم کی (کہ اس نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے) تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہ رح کے قول پر قیاس کے بموجب ان بیٹوں میں سے ہر ایک کے لئے اس (مدعا علیہ) پر جس پر اس نے گواہی قائم کی تہائی دیت کا حکم ہوگا اور (اس مقتول کی) میراث ان (بیٹوں) میں تہائی تہائی (تقسیم) ہوگی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب بڑے بیٹے کے لئے منجھلے پر نصف دیت اور منجھلے بیٹے کے لئے چھوٹے بیٹے پر نصف دیت کا حکم دیا جائے گا اور چھوٹے بیٹے کے لئے اس اجنبی پر کسی شئی کا حکم نہ ہوگا اور (اس مقتول کی) میراث بڑے بیٹے اور منجھلے بیٹے میں نصف نصف (تقسیم) ہوگی اور چھوٹے بیٹے کے لئے (میراث میں سے بھی) کچھ نہ ہوگا [۲]	محیط
۳۶	(ا) جب دو شخصوں میں سے ہر ایک نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے اور (مقتول کے) ولی کا کہنا یہ ہے کہ تم دونوں نے ملکر اسے قتل کیا ہے تو اس ولی کو اختیار ہے کہ وہ ان دونوں کو (قصاص میں) قتل کردے (ب) اور اگر گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس آدمی کو قتل کیا ہے اور دوسرے گواہوں نے ایک اور شخص پر اس آدمی کے قتل کی گواہی دی اور (مقتول کے) ولی کا کہنا یہ ہے کہ تم سب نے ملکر اسے قتل کیا ہے تو وہ سب گواہیاں باطل قرار پائیں گی [۳]	ہدایہ
۳۷	نوادر بشر رح میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے یوں کہا کہ "میں نے تیرے ولی (یعنی وارث) کو عمداً قتل کیا ہے" تو اس نے اس کی تصدیق کی اور (قصاص میں) اسے قتل کردیا پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ "اسے میں نے عمداً قتل کیا ہے" تو ولی کو اختیار ہے کہ (قصاص میں) اس کو بھی قتل کردے اور اگر (صورت مسئلہ یوں ہو کہ) پہلے شخص نے جس وقت وہ جو کچھ کہا تو ولی نے اسے یوں کہا کہ "تونے اکیلے اسے عمداً قتل کیا ہے" اور (قصاص میں) اسے قتل کردیا پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے یوں کہا کہ "بلکہ میں نے اکیلے اس کو قتل کیا ہے" اور اس ولی نے اس کی (بھی) تصدیق کی تو اس ولی پر (پہلے) شخص کی دیت لازم ہے جسے اس نے (قصاص میں) قتل کیا تھا اور اس ولی کیلئے اس دوسرے شخص پر دیت لازم ہوگی	محیط

فاسق قرار دینا ہے اور گواہ کا فسق، اس کی گواہی کے قبول ہونے میں مانع ہوتا ہے پس اس کی بعض گواہی کی تکذیب سے اس کی ساری گواہی باطل قرار پائے گی منہ فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ صفحہ ۵۸۲۔ قتل کے اقرار کے متعلق ۶۹ تا ۷۱ / ۱۱۷۱، ۳۶ تا ۴۹ / ۱۱۷۴ اور ۲۳ / ۱۱۹۰ نیز حکم نمبر ۱ / ۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۳۶ / ۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و متن نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغيره	حوالہ
۱۱۷۴-۳۸	واذا اقر الرجل انه قتل خطأ وادعى الولی العمد فله الدية فی ماله استحسانا	كذا فی المبسوط
۳۹	ولو اقر القاتل بالعمد وادعى ولی القتيل الخطأ لاشئ لورثة المقتول	كذا فی فتاوى قاضيخان
	فلو صدق الولی بعد ذلك القاتل وقال انك قتلته عمدا فله الدية على القاتل	كذا فی المحيط
۴۰	رجل ادعى على رجلين انهما قتلا وليه عمدا بحديدة فاقر احدهما بقتله وحده عمدا وشهد شاهدان على الآخر انه قتله عمدا وحده لا تقبل الشهادة وله ان يقتل المقر وان كان القتل خطأ فعلى المقر نصف الدية ولا شئ على المشهود عليه	كذا فی شرح الزيادات للعتابی
۴۱	ولو اقر احد المدعى عليهما انه قتله وحده عمدا وانكر الآخر القتل ولا بينة للمدعی كان للمدعی ان يقتل المقر	كذا فی المحيط
۴۲	لو ادعى على رجلين عمدا فاقر احدهما بالخطأ والآخر بالعمد فالدية عليهما	كذا فی خزانة المفتين
۴۳	قال محمد فی الزيادات رجل ادعى على رجلين انهما قتلا وليه عمدا بحديدة وله عليهما القصاص فقال احدهما صدقت وقال الآخر ضربته انا خطأ بالعصا فانه يقضى لولی القتيل عليهما بالدية فی مالهما فی ثلاث سنين وهذا الذی ذكره ههنا استحسان واذا ادعى الولی الخطأ فی هذه الصورة فاقرا بالعمد لا يقضى بشئ واذا ادعى الولی الخطأ فی هذه الصورة واقرا بالخطأ كما ادعى تجب الدية ولو ادعى الخطأ عليهما فی هذه الصورة فاقر احدهما بالعمد والآخر بالخطأ فالجواب فيه والجواب فيما اذا اقرا بالخطأ سواء	كذا فی المحيط

ل حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۴ اور ۷/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اسکے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴-۳۸	جب کسی شخص نے قتل خطأ کا اقرار کیا اور (مقتول کے) ولی نے قتل عمد کا دعوی کیا تو (اس صورت میں) ولی کے لئے قاتل کے مال میں سے دیت لازم ہے یہ حکم از روئے استحسان ہے ۱ے	مبسوط
۳۹	(ا) اور اگر قاتل نے قتل عمد کا اقرار کیا اور اس مقتول کے ولی نے قتل خطأ کا دعوی کیا تو مقتول کے وارثوں کے لئے (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئ لازم نہیں ہے	قاضیخان
	(ب) اور اگر اس (مذکورہ دعوی) کے بعد اس ولی نے قاتل کی تصدیق کی اور یوں کہا کہ "تو نے اسے عمدا قتل کیا ہے" تو اس کے لئے قاتل پر دیت لازم ہے ۲ے	محیط
۴۰	کسی شخص نے دو آدمیوں پر یہ دعوی کیا کہ ان دونوں نے اسکے ولی (یعنی وارث) کو عمدا دھار دار (ہتھیار) سے قتل کیا ہے پھر ان دونوں میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ اس نے اسے تنہا اور عمدا قتل کیا ہے اور ان میں سے دوسرے پر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے تنہا اور عمدا قتل کیا ہے تو (اس صورت میں مذکورہ) گواہی قبول نہ کی جائے گی اور ولی کو اختیار ہے کہ اقرار کنندہ کو (قصاص میں) قتل کر دے اور اگر (مذکورہ صورت) قتل خطأ کی تھی تو اقرار کنندہ پر نصف دیت لازم ہے اور جس پر گواہی دی گئی ہے اس پر (دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے ۳ے	شرح زیادات عتابی
۴۱	اگر (دو آدمیوں پر قتل کا دعوی کیا گیا تو) دو مدعا علیہما میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ اس نے اسے تنہا اور عمدا قتل کیا ہے اور دوسرے مدعا علیہ نے قتل سے انکار کیا اور مدعی کے لئے گواہ نہیں ہیں تو (اس صورت میں) مدعی کو اختیار ہے کہ وہ اقرار کنندہ کو (قصاص میں) قتل کرے ۴ے	محیط
۴۲	اگر (کسی نے) دو شخصوں پر قتلِ عمد کا دعوی کیا تو ان میں سے ایک نے قتل خطأ اور دوسرے نے قتلِ عمد کا اقرار کیا تو ان دونوں پر دیت لازم ہے ۵ے	خزانۃ مفتین
۴۳	(ا) امام محمدؒ نے الزیادات میں فرمایا ہے کہ کسی شخص نے دو آدمیوں پر یہ دعوی کیا کہ ان دونوں نے اس کے ولی (یعنی وارث) کو عمدا دھار دار (ہتھیار) سے قتل کیا ہے اور اس کے لئے ان دونوں پر قصاص ہے پھر ملزموں میں سے ایک نے یوں کہا کہ تو نے (یہ) سچ کہا ہے اور ملزموں میں دوسرے نے یوں کہا کہ میں نے اسے لاٹھی سے خطأ مارا ہے تو (اس صورت میں) مقتول کے ولی کے لئے ان دونوں پر ان کے مال میں سے تین سال میں دیت (کی ادائیگی) کا حکم دیا جائے گا اور یہاں یہ مذکورہ حکم از روئے استحسان ہے (ب) اور جب اس (مذکورہ) صورت میں ولی نے قتلِ خطأ کا دعوی کیا پھر ان دونوں ملزموں نے قتل عمد کا اقرار کیا تو (دیت اور قصاص میں سے) کسی شئ کا حکم نہ دیا جائے گا (ج) اور جب اس (مذکورہ) صورت میں ولی نے قتل خطأ کا دعوی کیا اور ان ملزموں نے بھی قتل خطأ کا اقرار کیا جیسا کہ ولی نے دعوی تو دیت واجب ہوگی (د) اور اگر اس صورت میں ولی نے ان دونوں ملزموں پر قتل خطأ کا دعوی کیا تو ان دونوں ملزموں میں سے ایک نے قتلِ عمد کا اور دوسرے نے قتل خطأ کا اقرار کیا تو اس (صورت) میں (اس کے حکم کے متعلق) جواب، اور اس صورت کا جواب جبکہ ان دونوں ملزموں نے قتل خطأ کا اقرار کیا، برابر ہے (یعنی دیت واجب ہوگی) ۶ے	محیط

۴ے حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ے ۳۹/۱۱۷۱ ، ۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ے حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشھادۃ فی القتل والاقرار بہ — الشھادۃ فی القتل والاقرار بہ وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۴-۴۴	ولو ادعی العمد علیھما فقال احدھما قتلناہ عمدا وجحد الآخر القتل اصلا یقتل المقر ولو کان المدعی یدعی الخطأ فی ھذہ الصورۃ لا یجب شئ	کذا فی شرح الزیادات للعتابی
۴۵	لو قال رجل انا قتلت وفلان ولیک عمدا وقال فلان قتلناہ خطأ وقال الولی للمقر بالعمد قتلتہ وحدک عمدا فان للولی ان یقتل المقر عمدا وان ادعی الولی الخطأ فی ھذہ الصورۃ لا یجب شئ	کذا فی المحیط
۴۶	ولو قال احدھما قطعت یدہ انا عمدا وفلان قطع رجلہ عمدا ومات من ذلک فقال الولی لا بل انت قطعت یدہ ورجلہ عمدا وانکر الآخر الشرکۃ کان للولی ان یقتلہ وان قال الولی بل انت قطعت یدہ عمدا ولا ادری من قطع رجلہ لا یقتل الا اذا زال الابھام بان قال تذکرت ان فلانا قطع رجلہ عمدا کان لہ ان یقتل المقر ویکون ھذا عذرا حتی لو قضی القاضی ببطلان حقہ حین الیھم ثم تذکرہ لا یعود حقہ	کذا فی شرح الزیادات للعتابی
۴۷	رجل قتیل مقطوع الیدین ادعی ولیہ ان فلانا قطع یدہ الیمنی عمدا وفلانا قطع یدہ الیسری عمدا ومات منھما فقال مدعی علیہ قطع یدہ الیسری انا قطعت یدہ الیسری عمدا ومات منھا خاصۃ وانکر الآخر کان لہ ان یقتل المقر	کذا فی المحیط
۴۸	وان قال الولی قطع فلان یدہ الیسری عمدا ولا ادری من قطع یدہ الیمنی الا انھا قطعت عمدا ومات من القطعین وقال المدعی علیہ قطع الید الیسری انا قطعت یدہ الیسری عمدا ومات منھا خاصۃ لا شئ علی المقر	کذا فی المحیط

لے حکم نمبر ۱۱۷۴/۳۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ے حکم نمبر ۱۱۷۴/۳۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ے حکم نمبر ۱۱۷۴/۳۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ے حکم نمبر

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اس کے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۴-۴۴	(ل) اگر (مذکورہ صورت میں) ولی نے ان دونوں ملزموں پر قتل عمد کا دعوی کیا تو ان دونوں میں سے ایک نے یوں کہا کہ ہم نے اسے عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے نے اس قتل سے کلیۃً انکار کیا تو (اس صورت میں) اقرار کنندہ (کو قصاص میں) قتل کیا جائے گا (ب) اور اگر اس صورت میں مدعی، قتل خطا کا دعوی کرے تو (قصاص و دیت) میں سے کوئی شئی واجب نہ ہوگی [1]	شرح زیادات عتابی
۴۵	(ل) اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "میں نے اور فلاں آدمی نے تیرے ولی (یعنی وارث) کو عمداً قتل کیا ہے" اور اس فلاں آدمی نے یوں کہا، "ہم نے اسے خطأً قتل کیا ہے"، اور (مقتول کے) ولی نے قتل عمد کے اقرار کنندہ کو یوں کہا کہ "تو نے اسے تنہا اور عمداً قتل کیا ہے"، تو (اس صورت میں) ولی کو اختیار ہے کہ وہ قتل عمد کے اقرار کنندہ کو (قصاص میں) قتل کر دے (ب) اور اگر (اس مذکورہ) صورت میں (مقتول کے) ولی نے قتل خطأ کا دعوی کیا تو (قصاص اور دیت میں سے) کوئی شئی واجب نہ ہوگی [2]	محیط
۴۶	اگر دو شخصوں میں سے ایک نے یوں کہا کہ میں نے اس کا ہاتھ عمداً کاٹا ہے اور فلاں آدمی نے اس کا پاؤں عمداً کاٹا ہے اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی پھر (اس مقتول کے) ولی نے یوں کہا کہ "نہیں بلکہ تو نے اکیلے ہی اور عمداً اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹا ہے" اور دوسرے شخص نے (اس قتل میں) شرکت سے انکار کیا تو (اس صورت میں مقتول کے) ولی کو اختیار ہے کہ اس (اقرار کنندہ) کو (قصاص میں) قتل کر دے اور اگر (مذکورہ صورت میں) ولی نے یوں کہا کہ "بلکہ تو نے ہی عمداً اس کا ہاتھ کاٹا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کا پاؤں کس نے کاٹا ہے" تو وہ (اقرار کنندہ قصاص میں) قتل نہ کیا جائے گا لیکن جب ابہام زائل ہو جائے مثلاً ولی نے یوں کہا کہ "مجھے یاد آگیا کہ فلاں آدمی نے اس (مقتول) کا پاؤں عمداً کاٹا ہے" تو (مقتول کے) ولی کو اختیار ہے کہ وہ اقرار کنندہ کو (قصاص میں) قتل کر دے اور مذکورہ ابہام عذر قرار پائے گا حتی کہ اگر جب اس (ولی) کو ابہام ہوا اور قاضی نے اس (مقتول کے) ولی کے حق کے باطل قرار پانے کا فیصلہ دے دیا اور اس کے بعد اس کو (مذکورہ امر) یاد آیا تو (اس ابہام کی وجہ سے باطل شدہ) اس کا حق نہیں لوٹے گا [3]	شرح زیادات عتابی
۴۷	اگر کوئی شخص مقتول پایا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ اس کے ولی نے دعوی کیا کہ فلاں آدمی نے اس کا دایاں ہاتھ عمداً کاٹا اور فلاں آدمی نے اس کا بایاں ہاتھ عمداً کاٹا اور ان دونوں (زخموں) سے اس کی موت واقع ہوئی پھر وہ مدعا علیہ جس پر اس (مقتول) کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا دعوی ہے اس نے یوں کہا کہ میں نے اس (مقتول) کا بایاں ہاتھ عمداً کاٹا ہے اور اسی (زخم) سے ہی اس کی موت واقع ہوئی اور دوسرے مدعا علیہ نے اس (جرم) سے انکار کیا تو اس (مقتول کے) ولی کو اختیار ہے کہ اس اقرار کنندہ کو (قصاص) میں قتل کر دے [4]	محیط
۴۸	اگر (مذکورہ صورت میں مقتول کے) ولی نے یوں کہا کہ فلاں آدمی نے اس کا بایاں ہاتھ عمداً کاٹا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کا دایاں ہاتھ کس نے کاٹا ہے لیکن وہ بھی عمداً کاٹا گیا ہے اور ان دونوں زخموں سے اسکی موت واقع ہوئی اور مدعا علیہ جس پر (مقتول) کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا دعوی ہے اس نے یوں کہا کہ میں نے اس کا بایاں ہاتھ عمداً کاٹا ہے اور اس کی موت اسی (زخم) سے واقع ہوئی ہے تو (اس صورت میں) اقرار کنندہ پر (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے [5]	محیط

۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] حکم نمبر ۳۶/۱۱۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به — الشهادة فی القتل والاقرار به وغیرہ	حوالہ
۴۷۱۱-۹۴	ولو قال الولی قطع فلان يده اليمنى عمدا وفلان يده اليسرى عمدا وقال المدعی علیه قطع اليد اليسرى قطعت يده اليسرى عمدا ولا ادری من قطع اليمنى الا انی اعلم ان اليمنى قطعت عمدا ومات منها فلا قود عليه وعليه نصف الدية استحسانا والقياس ان لا يلزمه شیء من الدية والله اعلم	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر $\frac{۲}{۱۱۹۹}$ کے آخری حاشیہ کا ۵ اور $\frac{۳۶}{۱۱۷۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز رد المحتار میں بطور تنبیہ لکھا ہے کہ جس شخص نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں آدمی کو بد دعا سے یا سہام باطنہ سے یا سورۃ انفال پڑھنے سے ہلاک کیا ہے تو اس سے لئے (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہ ہوگا اسلئے کہ یہ اقرار کذب محض ہے کیونکہ یہ دعوی علم غیب کو مؤدی ہے جو کہ اللہ تعالی کے اس قول سے نفی شدہ ہے کہ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ الآیۃ آیت ۶۵ سورہ النمل یعنی خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ۔ الآیۃ ۔ ان مذکورہ اشیاء سے ہلاک کرنے پر نص نہیں پائی گئی اور مذکورہ اقرار ایسا ہی کذب ہے جیسا کہ کسی شخص نے عمر میں اپنے سے بڑے آدمی کو (اپنا) بیٹا قرار دینے کا اقرار کیا

دفعات/شق نمبر	پانچواں باب، قتل کی گواہی اور اس کے اقرار وغیرہ کے احکام — قتل کی گواہی اور اقرار وغیرہ کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۹-۱۱۷۴	اگر (مذکورہ صورت میں) مقتول کے ولی نے یوں کہا کہ فلاں آدمی نے اس کا دایاں ہاتھ عمداً کاٹا اور فلاں آدمی نے اس کا بایاں ہاتھ عمداً کاٹا ہے اور وہ مدعا علیہ جس پر (مقتول کے) بائیں ہاتھ کاٹنے کا دعوی ہے اس نے یوں کہا کہ میں نے اس کا بایاں ہاتھ عمداً کاٹا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس کا دایاں ہاتھ کس نے کاٹا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ اس کا دایاں ہاتھ عمداً کاٹا گیا ہے اور اس سے اس کی موت واقع ہوئی ہے تو (اس صورت میں) اس (اقرار کنندہ) پر (اس مقتول کا) قصاص لازم نہیں ہے اور اس پر نصف دیت لازم ہے یہ حکم از روئے استحسان ہے اور از روئے قیاس (حکم) یہ ہے کہ اسے دیت سے (بھی) کوئی شئ لازم نہ ہوگی [1] [2] واللہ اعلم	محیط

[1] اور اگر کسی شخص نے یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص کو اللہ تعالی کے اسمائے قہریہ پڑھنے سے ہلاک کیا ہے تو اس کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ اسے (قصاص ودیت میں سے) کوئی شئ لازم نہ ہوگی اس لئے کہ شریعت نے اس عمل کو قتل کا آلہ اور سبب نہیں قرار دیا یہ بحری عن حاوی القنیہ میں ہے اور جب کسی شخص نے یہ اقرار کیا کہ اس نے اسے نظر لگا کر قتل کیا ہے تو اس کے متعلق حکم ذکر نہیں کیا گیا قتامل۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۳۸۵۔ حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] قتل کی گواہی و اقرار کی مزید جزئیات کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه	الصلح والعفو والشهادة فيه	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		
	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه		
	دفعات ۱۱۷۵ تا ۱۱۷۵ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳		
۱۱۷۵ -	**الصلح والعفو والشهادة فيه**	تعداد شق ۳۳	
۱	للاب ان يصالح فيما دون النفس واختلفت الروايات فی الصلح عن النفس		كذا فی فتاوی قاضیخان
۲	واذا اصطلح القاتل واولياء القتيل على مال سقط القصاص ووجب المال قليلا كان اوكثيرا وان لم يذكر حالا ولا مؤجلا فهو حال		كذا فی الهداية
۳	ولوكان القتل خطأً فقال صالحتك على الف دينار او على عشرة آلاف درهم ولم يسم لذلك أجلا فان كان ذلك قبل تمنأ القاضي وقبل تراضيهما على نوع من انواع الدية فانه يكون مؤجلا		كذا فی الظهيرية

۱ صلح اور عفو کے حق، اس سے قصاص ساقط ہو جانے، مالِ صلح، صلح کرنے اور معاف کرنے کے احکام کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۷، ۳۸/۱۱۷۵، ۱۱۹۰ اور صلح پر گواہی کے متعلق حکم نمبر ۱۸، ۱۹/۱۱۷۵ اور عفو پر گواہی کے متعلق حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵/۱۱۷۵ اور زخم پر صلح اور عفو کے متعلق حکم نمبر ۲۶ تا ۳۳/۱۱۷۵ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ اور حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ آیت "فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيْهِ شَيْئٌ" الآية (آیت ۱۷۸ سورہ البقرہ) یعنی پھر جسکو معاف ہوا، اس کے بھائی کی طرف سے کچھ الاية اور اس آیت کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ (قتل میں) صلح کے بارے میں نازل ہوئی اور حاشیہ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "من قتل له قتيل الحديث" (بروایت ابوداؤد۔ ترمذی) یعنی جو (ناحق) قتل ہو جائے تو اس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہیں تو قصاص لیں اور چاہیں تو دیت لے لیں جیساکہ الاسرار میں ہے اور مقتول کا ولی، قصاص کی بجائے دیت تب لے سکتا ہے کہ اس پر قاتل بھی راضی ہو۔ اور اس لئے کہ قصاص وارثوں کا حق ہے اس میں جس طرح معافی کے ذریعہ قصاص کا اسقاط ہو سکتا ہے اسیطرح اگر قاتل اس پر راضی ہو اور وارث معاوضہ لیکر قاتل کو (زندہ) چھوڑ دیں تو قصاص کا اسقاط جاری ہو سکتا ہے خواہ وہ مالِ صلح قلیل ہو یا کثیر ہو جیساکہ خلع میں ہوتا ہے

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹا باب۔ صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام

دفعات ۱۱۷۵ تا ۱۱۷۵ عنوان ۱ تعداد شق ۳۳

۱۱۷۵۔ صلح، عفو اور اس میں گواہی

اور اس میں ۳۳ شقیں ہیں

شق	متن	حوالہ
۱	باپ کو اختیار ہے کہ وہ (اولاد کی) جان سے کم تلف کرنے (کے جرم) میں صلح کرے اور جان (تلف ہونے کی صورت) میں صلح کرنے میں روایات مختلف ہیں ۱ے	قاضیخان
۲	جب (قتل عمد کے) قاتل اور مقتول کے اولیاء نے کسی قدر مال پر صلح کر لی تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور وہ مال واجب ہو گا خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور اگر انہوں نے (وہ مال) فی الحال ادا کرنے یا میعاد سے ادا کرنے کا کچھ ذکر نہ کیا تو وہ فی الحال (واجب الادا) ہو گا ۲ے	ہدایہ
۳	اور اگر وہ قتل، قتل خطأً تھا اور اس نے یوں کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار دینار پر یا دس ہزار درہم پر صلح کی اور اس کی ادائیگی کے لئے کوئی میعاد مقرر نہ کی تو اگر ایسی صلح قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے فیصلہ سے پہلے اور دیت کی قسموں میں سے کسی قسم پر باہمی رضامندی سے پہلے ہوئی تو وہ مال مؤجل (یعنی فی الحال کی بجائے میعادی) قرار پائے گا ۳ے	ظہیریہ

اور چونکہ اس کا وجوب باہمی عقد سے ہوتا ہے لہذا اگر میعاد کا ذکر نہ ہو تو وہ فی الحال واجب ہوتا ہے جیسا کہ حق مہر اور قیمت کے متعلق حکم ہے مگر دیت کی صورت میں یوں حکم نہیں ہے اور بین السطور میں ہے کہ دیت کے مال کی ادائیگی میعاد سے ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ و بین السطور ج۴ ص۵۷۱۔ حکم نمبر ۳، ۷/۱۱۷۵، ۳۸/۱۱۹۰ نیز دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳ے حکم نمبر ۲/۱۱۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فیه — الصلح والعفو والشهادة فیه	حـــوالـــہ
۱۱۷۵-۴	وان کان القاتل حرا وعبدا فامر الحر و مولی العبد رجلا بان یصالح عن دمهما علی الف ففعل فالالف علی الحر وعلی المولی نصفان	کذا فی الهدایة
۵	ثم الصلح فی فصل الخطأ ان کان بعد القضاء بنوع من انواع الدیة او بعد تراضیهما علی ذلك فان وقع علی النوع الذی وقع القضاء به او وقع التراضی علیه وکان الصلح علی اکثر من الدیة لا یجوز وان وقع علی اقل مما وقع به القضاء فانه یجوز نسیئة کان او یدا بید وان اصطلحا علی خلاف جنس المقضی به وقد صالحه علی اکثر مما قضی به فانه یجوز الا انه اذا کان المقضی به دراهم وقد اصطلحا علی دنانیر اکثر منه انما یجوز اذا کان یدا بید وان کان المصالح علیه فرسا او حمارا او عبدا ان کان دینا فانه لا یجوز وان کان عینا یجوز وان لم یقبض فی المجلس وان کان صالحه علی اقل من المقضی به فان کان المقضی به احدهما دنانیر والآخر دراهم فانه لا یجوز نسیئة ویجوز یدا بید وان کان المقضی به دراهم والمصالح علیه عرضا من العروض ان کان نسیئة لا یجوز وان کان بعینه یجوز سواء قبض فی المجلس او لم یقبض هذا الذی ذکرنا اذا اصطلحا بعد القضاء والرضا	هکذا فی المحیط
۶	فاما اذا اصطلحا قبل القضاء والرضا فان اصطلحا علی مال فرض فی الدیة ان کان المصالح علیه اکثر من الدیة فانه لا یجوز وان کان یدا بید وان وقع الصلح علی اقل من عشرة آلاف درهم او علی اقل من الف دینار او علی اقل من مائة من الابل فانه یجوز نسیئة کان او یدا بید وان وقع الصلح علی جنس آخر لم یفرض فی الدیة فان کان نسیئة لا یجوز وان کان عینا جاز	هکذا فی المحیط

۱ چنانچہ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ عقد صلح ان دونوں کی طرف مضاف ہے۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۲۲ (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۱۷۵/۲،۱ اور دیت کے متعلق حکم ۱۱۷۰/۱۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۱۷۵/۷،۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵-۴	اگر قاتل ایک آزاد شخص اور ایک غلام ہو اور اس آزاد شخص اور اس غلام کے آقا نے کسی آدمی کو اس پر مامور کیا (یعنی اسے اس کام کا وکیل بنایا) کہ وہ ان دونوں کے ذمہ قتل کے متعلق ایک ہزار پر صلح کرے تو اس نے ایسا ہی کیا تو وہ ہزار اس آزاد شخص اور اس غلام کے آقا پر نصف نصف لازم ہوگا ۱ھ	ہدایہ
۵	پھر (واضح رہے کہ) قتل خطا کی صورت میں صلح کا منعقد ہونا اگر دیت کی قسموں میں سے کسی قسم پر (حاکم مجاز کا) فیصلہ ہو چکنے کے بعد یا اس دیت پر باہمی رضامندی ہو جانے کے بعد ہو (تو اس کے احکام میں تفصیل ہے) پس (ل) اگر وہ صلح ایسے (مال) پر ہوئی جس پر (دیت کی) کسی نوع پر (حاکم مجاز کا) فیصلہ ہو چکا یا جس (دیت) پر باہمی رضامندی ہوچکی اور وہ صلح مقدار دیت سے زائد پر ہوئی تو ایسی صلح جائز نہ ہوگی (ب) اور اگر وہ صلح ایسے (مال) سے کم پر ہوئی جس پر (حاکم مجاز کا) فیصلہ ہو چکا تو ایسی صلح جائز ہوگی خواہ ادھار پر ہو یا ہاتھوں ہاتھ نقد پر ہو (ج) اور اگر انہوں نے وہ صلح (حاکم مجاز کے) فیصلہ شدہ جنس کے خلاف پر کی اور (ا) وہ صلح فیصلہ شدہ سے زیادہ (مالیت) پر کی تو ایسی صلح جائز ہوگی لیکن اگر فیصلہ شدہ مال درہم تھے اور اس نے اس سے زیادہ (مالیت کے) دیناروں پر صلح کی تو ایسی صلح تب ہی جائز ہوگی جبکہ وہ ہاتھوں ہاتھ نقد پر ہوا اور اگر مال صلح گھوڑے یا گدھے یا غلام تھے تو اگر وہ بطور دین، (یعنی غیر معین بطور قرض) ہو تو وہ صلح جائز نہ قرار پائے گی اور اگر وہ معین ہوں تو وہ صلح جائز ہوگی خواہ (صلح کی) مجلس میں قبضہ نہ ہو (۲) اور اگر وہ صلح فیصلہ شدہ سے کم (مالیت) پر کی تو اگر فیصلہ شدہ میں سے ایک مال دینار تھے اور دوسرا مال درہم تھے تو ایسی صلح بطور ادھار جائز نہ ہوگی اور ہاتھوں ہاتھ نقد پر جائز ہوگی اور اگر فیصلہ شدہ درہم تھے اور مال صلح سامانوں میں سے کوئی سامان تھا تو اگر وہ بطور ادھار ہوں تو ایسی صلح جائز نہ قرار پائے گی اور اگر معین ہو تو وہ صلح جائز ہوگی خواہ (صلح کی) مجلس میں قبضہ ہوا یا نہ اور یہ احکام جو ہم نے ذکر کئے اس صورت سے متعلق ہیں جبکہ انہوں نے (کسی دیت پر حاکم مجاز کے) فیصلہ اور باہمی رضامندی کے بعد صلح کی ہو ۲ھ	محیط
۶	اور اگر (مذکورہ صورت یعنی قتل خطا کی صورت میں) صلح کا منعقد ہونا (کسی دیت پر حاکم مجاز کے) فیصلہ یا (اس پر) باہمی رضامندی سے پہلے ہوا تو اس کے احکام میں تفصیل یہ ہے کہ (ل) اگر انہوں نے وہ صلح ایسے مال پر کی جو دیت میں فرض شدہ ہے تو (ا) اگر وہ مال صلح مقدار دیت سے زائد تھا تو ایسی صلح جائز نہ قرار پائے گی خواہ ہاتھوں ہاتھ نقد ہو (۲) اور اگر وہ صلح دس ہزار درہم سے کم پر یا ایک ہزار دینار سے کم پر یا سو اونٹوں سے کم پر واقع ہوئی تو ایسی صلح جائز قرار پائے گی خواہ ادھار پر ہو یا ہاتھوں ہاتھ نقد پر ہو (ب) اور اگر وہ صلح کسی اور جنس پر واقع ہوئی جو دیت میں فرض شدہ نہیں تو اگر وہ (مال صلح) بطور ادھار تھا تو ایسی صلح جائز نہ قرار پائے گی اور اگر وہ (مال صلح) معین تھا تو ایسی صلح جائز ہے ۳ھ	محیط

دفعات و تشریح نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه — الصلح والعفو والشهادة فيه	حوالہ
۷-۱۱۷۵	رجل قتل عمدا وله وليان فصالح احدهما القاتل عن جميع الدم على خمسين الفا جاز الصلح فى نصيبه بخمس وعشرين وللآخر نصف الدية خمسة آلاف وروى عن ابى حنيفة رح ان الصلح على اكثر من الدية باطل ووجب لكل واحد منهما نصف الدية خمسة آلاف والرواية المشهورة هى الاولى	كذا فى الظهيرية
۸	ومن عفا من ورثة المقتول عن القصاص رجل او امرأة اداًم او جدة او من سواهن من النساء او كان المقتول امرأة فعفا زوجها عن القاتل فلا سبيل الى القصاص	كذا فى السراج الوهاج
۹	ان صالح احد الشركاء من نصيبه على عوض او عفا سقط حق الباقين عن القصاص وكان لهم نصيبهم من الدية ولا يجب للعافى شئ من المال	كذا فى الكافى
۱۰	واذا كان القصاص بين رجلين فعفا احدهما فللآخر نصف الدية فى مال القاتل فى ثلاث سنين	كذا فى الكافى
۱۱	ولو عفا احد الوليين وعلم الآخر ان القتل حرام عليه فقتل فعليه القصاص وله نصف الدية فى مال القاتل وان لم يعلم بالحرمة فعليه الدية فى ماله علم بالعفو او لم يعلم	كذا فى محيط السرخسى
۱۲	رجل قتل رجلين وو ليهما واحد فعفا الولى عن القصاص فى احدهما ليس له ان يقتله بالآخر	كذا فى الجوهرة النيرة
۱۳	اثنان عفا الولى عن احدهما يقتل الآخر	كذا فى محيط السرخسى
۱۴	اذا قتل الرجل الواحد رجلين لكل واحد منهما ولى فعفا ولى احد المقتولين عن القاتل فلولى الآخر ان يقتله	كذا فى السراج الوهاج
۱۵	لو عفا الولى قبل موت المجروح جاز استحسانا ويقتل قياسا ولو قطع الولى يد القاتل ثم عفا عنه ضمن دية يده عند ابى حنيفة رح خلافا لهما	كذا فى محيط السرخسى

۱ حکم نمبر ۲، ۵، ۶ / ۱۱۷۵ نیز حکم نمبر ۸ تا ۱۷ / ۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۷ تا ۱۷ / ۱۱۷۵، ۲ / ۱۱۷۲ نیز حکم نمبر ۱ / ۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۷ تا ۱۷ / ۱۱۷۵، ۲ / ۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۷ تا ۱۷ / ۱۱۷۵، ۲ / ۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۷ تا ۱۷ / ۱۱۷۵، ۲ / ۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶

دفعات و شق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵ – ۷	(۱) ایک شخص عمداً قتل کیا گیا اور اس کے ولی دو ہیں ان دونوں میں سے ایک نے قاتل سے تمام قتل کے عوض پچاس ہزار پر صلح کی تو اس کے حصہ کے پچیس ہزار (درہم) پر یہ صلح جائز ہے اور دوسرے ولی کے لئے نصف دیت یعنی پانچ ہزار (درہم) ہوں گے (ب) اور امام ابو حنیفہؒ سے (یہ بھی) روایت ہے کہ دیت سے زیادہ مال پر صلح کرنا باطل ہے اور (مذکورہ صورت میں) ان دونوں میں سے ہر ایک ولی کے لئے نصف دیت یعنی پانچ ہزار درہم واجب ہیں (ج) اور مشہور روایت پہلی ہی ہے [1]	ظہیریہ
۸	مقتول کے وارثوں میں مرد یا عورت یا ماں یا دادی یا ان کے سوا (وارث) عورتوں سے کسی نے معاف کر دیا یا مقتولہ عورت تھی تو اس کے خاوند نے قاتل کو معاف کر دیا تو پھر قصاص کے لئے کوئی صورت نہ ہوگی [2]	سراج وہاج
۹	اگر (مقتول کے وارث) شرکاء میں سے کسی ایک نے اپنے حصہ کے متعلق کسی معاوضہ پر صلح کر لی یا معافی دے دی تو قصاص کے لئے سب کا حق ساقط ہو گیا البتہ دیت میں سے ان کا حصہ ان کے لئے ہوگا اور معاف کرنے والے (وارث) کے لئے (دیت کے) مال سے کچھ واجب نہ ہوگا [3]	کافی
۱۰	جب (مقتول کے) قصاص کا حق دو آدمیوں میں تھا تو ان دونوں میں سے کسی ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کے لئے نصف دیت قاتل کے مال میں سے تین سال میں ادا کرنا لازم ہوگی [4]	کافی
۱۱	اگر (مقتول کے) دو ولیوں میں سے ایک نے (قاتل کو) معاف کر دیا اور دوسرے ولی کو یہ معلوم ہو گیا کہ (اب اس قاتل کو) قتل کرنا اس پر حرام ہے پھر اس نے اسے قتل کر دیا تو اس پر (اس قاتل کو قتل کرنے کا) قصاص لازم ہوگا اور اس کے لئے نصف دیت قاتل کے مال سے لازم ہوگی اور اگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ (اب اس قاتل کو قتل کرنا) حرام ہے تو اس پر اس کے مال میں سے (اس قاتل کو قتل کرنے کی) دیت لازم ہوگی خواہ اسے اس معافی کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو [5]	محیط سرخسی
۱۲	کسی شخص نے دو آدمیوں کو قتل کیا اور ان دونوں (مقتولوں) کا ولی ایک ہی ہے تو اس نے دونوں (مقتولوں) میں سے ایک کا قصاص معاف کر دیا تو (پھر) ولی کو یہ اختیار نہیں کہ قاتل کو دوسرے مقتول کے قصاص میں قتل کر دے [6]	جوہرہ نیرہ
۱۳	دو قاتل ہیں ولی نے ان میں سے ایک کو معاف کر دیا تو دوسرا (قاتل قصاص میں) قتل کیا جائے گا [7]	محیط سرخسی
۱۴	جب ایک شخص نے دو آدمیوں کو قتل کیا اور دونوں (مقتولوں) میں سے ہر ایک کا (ایک) ولی ہے پس دونوں مقتولوں میں سے ایک مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کر دیا تو دوسرے مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ قاتل کو (قصاص میں) قتل کر دے [8]	سراج وہاج
۱۵	(۱) اگر زخمی کی موت سے پہلے ولی نے (مجرم کو) معاف کر دیا تو از روئے استحسان (مذکورہ معافی) جائز ہے اور از روئے قیاس اس (مجرم) کو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا [9] (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ولی نے قاتل کا ہاتھ کاٹ دیا پھر ولی نے اس قاتل کو معاف کر دیا تو (اس صورت میں) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ ولی اس قاتل کے ہاتھ کی دیت کا ضامن ہوگا اور صاحبینؒ کا اختلاف ہے	محیط سرخسی

نمبر ۱۴/۱۱۷۵، ۱/۱۱۷۵ تا ۷ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] حکم نمبر ۱۳/۱۱۷۲، ۱/۱۱۷۵ تا ۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [8] حکم نمبر ۱۴/۱۱۷۲، ۱/۱۱۷۵ تا ۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] حکم نمبر ۱/۱۱۷۵ تا ۷ اور حکم نمبر ۲۷/۱۱۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشہادۃ فیہ / الصلح والعفو والشہادۃ فیہ	حوالہ
۱۱۷۵ - ۱۶	رجل قتل عمداً وقضی لولیہ بالقصاص علی القاتل فامر الولی رجلا بقتلہ ثم ان رجلا طلب من الولی ان یعفو عن القاتل فعفا عنہ فقتلہ المأمور وھو لا یعلم بالعفو قال علیہ الدیۃ ویرجع بذلک علی الآمر	کذا فی الظہیریۃ
۱۷	لو عفا الولی او الوصی عن دم الصغیر لم یجز	کذا فی محیط السرخسی
۱۸	رجل قتل عمداً فاقام اخو المقتول بینۃ انہ وارثہ لا وارث لہ غیرہ واقام القاتل بینۃ ان لہ ابنا فان القاضی لا یقضی ببینۃ الاخ ویتأنی فی ذلک وان اقام القاتل بینۃ ان لہ ابنا وارثہ قد صالحہ علی الدیۃ وقبضہا منہ او اقام بینۃ ان الابن قد عفا عنہ تقبلت بینۃ القاتل فان جاء الابن بعد ذلک وانکر العفو والصلح کلف القاتل ان یعید البینۃ علی الابن ولا یقضی علی الابن بالبینۃ التی اقامہا القاتل علی الاخ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	ولو کان للمقتول اخوان واقام القاتل البینۃ علی احدہما ان الاخ الغائب صالحہ علی خمسۃ آلاف جاز ذلک فان حضر الغائب وانکر الصلح لا یکلف القاتل باقامۃ البینۃ واذا لم یکلف القاتل اعادۃ البینۃ ھنا یکون للحاضر الدیۃ ولا شئ للغائب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	واذا کان للدم ولیان احدہما غائب فادعی القاتل ان الغائب عفا عنہ واقام البینۃ علی ذلک فانی اقبلہ واجیز العفو عن الغائب واذا قضی بالعفو ثم حضر الغائب لم یعد البینۃ علیہ واذا ادعی عفو الغائب ولم تکن لہ بینۃ فاراد ان یستحلف الحاضر فانہ یؤخر حتی یقدم الغائب فیحلف فاذا قدم فحلف اقتص منہ	کذا فی المبسوط

لے حکم نمبر $\frac{17 \text{ تا } 7}{1175}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)، سے حکم نمبر $\frac{17 \text{ تا } 7}{1175}$ نیز حکم نمبر $\frac{1}{1172}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، سے حکم نمبر $\frac{19}{1175}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، سے حکم نمبر $\frac{18}{1175}$ ملاحظہ ہو (مترجم)، ھ $\frac{25 \text{ ، } 20}{1175}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات مسلسل نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵-۱۶	ایک شخص عمداً قتل کیا گیا اور اس کے ولی کے لئے قاتل پر قصاص کا فیصلہ کیا گیا تو ولی نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس (قاتل) کو (قصاص میں) قتل کردے پھر ایک (اور) آدمی نے ولی سے درخواست کی کہ وہ اس قاتل کو معاف کردے چنانچہ اس نے معاف کردیا پھر مامور نے (یعنی جسے قاتل کو قتل کردینے کا حکم دیا گیا تھا اس نے) قاتل کو قتل کردیا اور اسے (مذکورہ) معافی ملنے کا علم نہیں ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ اس مامور پر دیت لازم ہے اور وہ حکم دینے والے سے (یعنی ولی سے) لے گا ۔ ۱ھ	ظہیریہ
۱۷	اگر نابالغ بچہ کے خون کو (یعنی اسکے قصاص کو) اس کے ولی نے یا وصی نے (یعنی وصیت یافتہ نے) معاف کردیا تو جائز نہیں ہے ۔ ۲ھ	محیط سرخسی
۱۸	ایک شخص عمداً قتل کیا گیا اس (مقتول) کے بھائی نے گواہی قائم کی کہ وہ اس کا وارث ہے اور اس کے سوا کوئی اور اس مقتول کا وارث نہیں ہے اور قاتل نے یہ گواہی قائم کی کہ مقتول کا بیٹا موجود ہے تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس مقتول کے بھائی کی گواہی پر فیصلہ نہ دے گا اور اس میں توقف کرے گا اور اگر قاتل نے یہ گواہی قائم کی کہ اس مقتول کا بیٹا اس کا وارث ہے اور اس نے دیت پر صلح کرکے اس سے دیت وصول کرلی ہے یا قاتل نے یہ گواہی قائم کی کہ (مقتول کے) بیٹے نے اسے معاف کردیا ہے تو قاتل کی یہ گواہی قبول کی جائے گی پھر اگر اس کے بعد مقتول کا بیٹا آیا اور اس نے معاف کرنے یا صلح کرنے سے انکار کیا تو قاتل بیٹے پر دوبارہ گواہی قائم کرنے کا تکلف کرے گا اور (قاضی صرف) اس گواہی کی بنا پر، بیٹے پر فیصلہ نہ دے گا جو گواہی قاتل نے (مقتول کے) بھائی پر قائم کی تھی ۔ ۳ھ	قاضیخان
۱۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں) مقتول کے دو بھائی ہوں اور قاتل نے ان دونوں میں سے ایک پر یہ گواہی قائم کی کہ غائب بھائی نے پانچ ہزار درہم پر صلح کرلی ہے تو یہ جائز ہے پھر اگر وہ غائب بھائی حاضر ہوا اور اس نے اس صلح سے انکار کیا تو قاتل کو (پھر سے) گواہی کرنے کا مکلف نہ کیا جائے گا اور جب اس قاتل کو اس صورت میں دوبارہ گواہی قائم کرنے کا مکلف نہ کیا گیا تو حاضر (بھائی) کیلئے نصف دیت ہوگی اور اس غائب بھائی کے لئے (دیت میں سے) کچھ نہ ہوگا ۔ ۴ھ	قاضیخان
۲۰	(ا) جب کسی مقتول کے دو ولی ہوں اور ان میں سے ایک غائب ہو تو قاتل نے دعوی کیا کہ غائب ولی نے اسے معاف کردیا ہے اور اس پر اس نے گواہی قائم کی تو (اس کے حکم کے متعلق فرمایا کہ) میں اس گواہی کو قبول کرلوں گا اور غائب ولی کی طرف سے معافی کو جائز قرار دوں گا اور جب (مذکورہ صورت میں) اس معافی کا فیصلہ دے دیا گیا پھر غائب ولی حاضر ہوا تو اس پر گواہی کا اعادہ نہ کیا جائے گا (ب) اور جب (قاتل نے) غائب ولی کے متعلق اس کے معاف کردینے کا دعوی کیا اور (اس پر) اس کے پاس گواہی نہ تھی تو اس نے حاضر ولی سے قسم لینا چاہی تو وہ حاکم توقف کرے گا تاکہ غائب ولی آجائے اور وہ (غائب ولی) قسم کھائے پس جب وہ آگیا اور اس نے (اس کو معاف نہ کرنے پر) قسم کھائی تو قاتل سے مقتول کا قصاص لیا جائے گا ۔ ۵ھ	مبسوط

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه — الصلح والعفو والشهادة فيه	حوالہ
۲۱-۱۱۷۵	ولو قال القاتل لی بینة حاضرة فی المصر علی عفو الغائب فانه یؤجل ثلاثة ایام ولا یستوفی منه القصاص للحاضر هکذا ذکر شیخ الاسلام فی شرحه وذکر الشیخ الامام شمس الائمة الحلوانی ان القاضی فی دعوی العفو یؤجله بقدر ما یری قال وما ذکر فی الکتاب ان القاضی یؤجله ثلاثة ایام لیس بتقدیر لازم فان قال بعد ثلاثة ایام شهودی غیب او قال من الابتداء شهودی غیب فالقیاس ان یستوفی منه القصاص ولا یؤخره وفی الاستحسان لا یستوفی منه القصاص الا ان یقع فی علم القاضی انه لو کانت له بینة لاقامها	هکذا فی المحیط
۲۲	اثنان شهد احدهما علی صاحبه انه عفا فهو علی خمسة اوجه اما ان صدقه صاحبه والقاتل جمیعا او کذباه او کذبه صاحبه وصدقه القاتل او علی عکسه او سکتا جمیعا فالعفو واقع فی الفصول کلها واما الدیة فان تصادقوا فللشاهد نصف الدیة وان کذباه فلا شیء للشاهد ویجب للساکت نصف الدیة وان کذبه صاحبه وصدقه القاتل ضمن دیة بینهما	کذا فی محیط السرخسی
	وان کذب القاتل الشاهد فی شهادته وصدقه المشهود علیه فی شهادته فالعفو واقع وهل یجب علی القاتل شیء من الدیة القیاس انه لا یجب وفی الاستحسان یجب للشاهد نصف الدیة فی ماله وبه اخذ علماؤنا الثلاثة وان لم یصدق القاتل والمشهود علیه الشاهد فی شهادته ولا کذباه بل سکتا فالجواب فیه کالجواب فیما لو کذبا الشاهد	کذا فی المحیط

ـــه حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵/۱۱۷۵ نیز ۱ ۲/۱۱۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــه حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵/۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــه حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵/۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵-۲۱	اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاتل نے یوں کہا کہ غائب ولی کے معاف کرنے پر میرے پاس گواہی ہے اور وہ گواہ شہر میں موجود ہیں تو اسے تین دن کی میعاد دی جائے گی اور حاضر ولی کے لئے (فی الحال) قصاص نہ لیا جائے گا یوں ہی شیخ الاسلامؒ نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے اور شمس العلماء الحلوانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ حاکم مجاز عفو کے دعوی میں اتنی میعاد دے جو وہ مناسب سمجھے اور فرمایا کہ کتاب میں جو مذکور ہے کہ قاضی (یعنی حاکم مجاز) اسے تین دن کی میعاد دے یہ مقدار ضروری نہیں ہے پس اگر اس (قاتل) نے تین دن کے بعد یوں کہا کہ (معاف کرنے پر) میرے گواہ غائب ہیں یا اس نے ابتدا میں ہی یوں کہا کہ میرے گواہ غائب ہیں تو از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ قاتل سے قصاص لیا جائے لیکن اگر قاضی یہ جان لے کہ اگر اس کے پاس گواہی ہوئی تو وہ اسے پیش کر دیتا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس سے فی الفور قصاص لیا جا سکتا ہے) ۔ ۱ھ	محیط
۱۱۷۵-۲۲	دو (ایک مقتول کے) دو (ولی) ہیں ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی (یعنی دوسرے ولی) پر یہ گواہی دی کہ اس نے قاتل کو معاف کر دیا ہے تو یہ پانچ صورتوں پر ہے (۱) اس کے ساتھی (ولی) اور قاتل سبھی نے اس کی گواہی کی تصدیق کی، (۲) یا ان دونوں (یعنی دوسرے ولی اور قاتل دونوں) نے اس کی گواہی کی تکذیب کی (۳) یا اس کے ساتھی (ولی) نے اس کی تصدیق کی اور قاتل نے اس کی تکذیب کی (۴) یا اس کا الٹ ہوا (یعنی اسکے ساتھی نے اس کی تکذیب کی اور قاتل نے اس کی گواہی کی تصدیق کی (۵) یا ان دونوں (یعنی اس کے ساتھی ولی اور قاتل) سب نے سکوت کیا پس (ان مذکورہ) سب صورتوں میں معافی واقع قرار پاتی ہے (ب) اور دیت کے متعلق حکم یہ ہے کہ (۱) اگر سب نے اس کی تصدیق کی تو گواہی دینے والے (ولی) کے لئے نصف دیت ہوگی (۲) اور اگر ان دونوں (یعنی دوسرے ولی اور قاتل) نے اس کی تکذیب کی تھی تو گواہی دینے والے ولی کے لئے (دیت میں سے) کچھ نہ ہوگا اور (گواہی سے) سکوت کرنے والے کے لئے نصف دیت ہوگی (۳) اور اگر اس کے ساتھی (ولی) نے اس کی تکذیب کی تھی اور قاتل نے اس کی تصدیق کی تھی تو وہ (قاتل) دیت کا ضامن ہوگا جو ان دونوں کے مابین ہوگی ۔ ۲ھ	محیط سرخسی
	(۴) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاتل نے گواہی دینے والے (ولی) کی تکذیب کی اور جس (ولی) پر گواہی دی گئی اس نے اس کی گواہی کی تصدیق کی تو معافی واقع قرار پاتی ہے اور کیا قاتل پر دیت میں سے کوئی چیز واجب ہوگی از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ (دیت میں سے کوئی شئے) واجب نہ ہوگی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ گواہی دینے والے (ولی) کے لئے قاتل کے مال میں نصف دیت واجب ہوگی ہمارے تینوں علماؒ نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے (۵) اور اگر قاتل نے (اور اس ولی) نے جس پر گواہی دی گئی دونوں نے گواہی دینے والے (ولی) کی گواہی کی نہ تصدیق کی نہ ان دونوں نے اسکی تکذیب کی بلکہ دونوں نے سکوت کیا تو اس (صورت) میں جواب اس صورت کے جواب کی طرح ہے جسمیں ان دونوں نے (یعنی قاتل اور دوسرے ولی نے) گواہی دینے والے (ولی) کی تکذیب کی تھی ۔ ۳ھ	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فیه — الصلح والعفو والشهادة فیه	حوالہ
۱۱۷۵-۲۳	ولو شهد کل واحد منهما علی صاحبه بالعفو فلا یخلوا اما ان یشهدا معا او متعاقبا فان شهدا معا ان کذبهما القاتل بطل حقهما وکذلک ان صدقهما القاتل معا وان صدقهما علی التعاقب فلهما دیة کاملة ولو صدق احدهما وکذب الآخر ضمن للذی صدقه نصف الدیة واما اذا شهدا متعاقبا فان کذبهما القاتل فللشاهد آخرا نصف الدیة ولا شیٔ للاول وکذلک ان صدقهما معا فلا شیٔ للاول وللثانی نصف الدیة وان صدقهما متعاقبا فعلیه دیة کاملة لهما وان صدق احدهما ان صدق الاول وکذب الثانی فعلیه دیة کاملة وان صدق الثانی وکذب الاول فللثانی نصف الدیة ولا شیٔ للاول	کذا فی محیط السرخسی
۲۴	ان کان الدم بین الثلاثة فشهد اثنان منهم علی الآخر انه قد عفا[1] فهذه المسئلة علی اربعة اوجه اما ان یصدقهما القاتل والمشهود علیه وفی هذا الوجه بطل نصیب العافی وانقلب نصیب الشاهدین مالا وان کذباهما فلا شیٔ للشاهدین ویصیر نصیب المشهود علیه مالا وان صدقهما المشهود علیه وحده غرم القاتل ثلث الدیة وهو نصیب المشهود علیه ویکون ذلک للشاهدین وان صدقهما القاتل وحده غرم القاتل الدیة بینهم اثلاثا	کذا فی المحیط
۲۵	ولو شهدا علی بعضهم انه عفا من حصته من الدیة فی القتل الخطأ[3] فشهادتهما جائزة اذا لم یقبض الشاهدان نصیبهما من الدیة	کذا فی محیط السرخسی

[1] حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵ / ۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] جیساکہ درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۳، ص ۴۰۴ میں مذکور چاروں صورتیں خصوصاً تیسری صورت تفصیل سے مع الدلائل درج ہے۔ حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵ / ۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۲۰ تا ۲۵ / ۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵-۲۳	اگر (مذکورہ صورت میں)، ان دونوں (ولیوں) میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی (ولی)، پر (قاتل کو) معاف کرنے کی گواہی دی تو (اس میں تفصیل یوں ہے کہ) انہوں نے وہ گواہی اکٹھے دی یا آگے پیچھے پس (ا) اگر ان دونوں نے وہ گواہی اکٹھے دی تو (۱) اگر قاتل نے ان دونوں کی تکذیب کی تو ان دونوں (ولیوں) کا حق باطل ہوگیا (۲) اسی طرح اگر قاتل نے ان دونوں کی اکٹھے تصدیق کی تو یہی حکم ہے (یعنی ان دونوں ولیوں کا حق باطل ہوگیا) (۳)، اگر قاتل نے ان دونوں کی تصدیق آگے پیچھے کی تو ان دونوں کے لئے (قاتل پر) کامل دیت لازم ہے (۴) اگر قاتل نے ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب کی تو قاتل اس ولی کے لئے نصف دیت کا ضامن ہے جس کی اس نے تصدیق کی (ب) اور اگر ان دونوں نے وہ گواہی آگے پیچھے دی تو (۱) اگر قاتل نے ان دونوں کی تکذیب کی تو بعد میں گواہی دینے والے کیلئے (قاتل پر) نصف دیت لازم ہے اور پہلے گواہی دینے والے کے لئے (دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے (۲) اسی طرح اگر قاتل نے ان دونوں کی تصدیق آگے پیچھے کی تو پہلے گواہی دینے والے کے لئے (دیت میں سے) کچھ نہیں ہے اور بعد میں گواہی دینے والے کے لئے (قاتل پر) نصف دیت لازم ہے (۳) اگر قاتل نے ان دونوں کی تصدیق آگے پیچھے کی تو قاتل پر ان دونوں کے لئے کامل دیت لازم ہے (۴) اور اگر قاتل نے ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق تو اگر اس نے پہلے گواہ کی تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب کی تو قاتل پر کامل دیت لازم ہے اور اگر اس نے دوسرے گواہ کی تصدیق کی اور پہلے گواہ کی تکذیب کی تو دوسرے گواہ کے لئے نصف دیت ہے اور پہلے گواہ کے لئے (دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے [1]	محیط سرخسی
۲۴	اگر (مقتول کے) قصاص (کا حق)، تین (ولیوں) میں تھا پس ان میں سے دو نے اس پر (یعنی تیسرے پر) یہ گواہی دی کہ اس نے (قاتل کو) معاف کیا ہے تو یہ مسئلہ چار صورتوں پر ہے (۱) اگر قاتل نے اور جس پر معاف کرنے کی گواہی دی گئی اس نے ان دونوں (یعنی گواہی دینے والے دونوں ولیوں) کی تصدیق تو اس صورت میں جس پر معاف کرنے کی گواہی دی گئی ہے (دیت میں سے) اس کا حصہ باطل ہوگیا اور ان دونوں گواہوں کا حصہ (قصاص کی بجائے دیت کے) مال میں بدل گیا (۲)، اگر ان دونوں (یعنی قاتل اور جس پر گواہی دی گئی ان دونوں) نے ان دونوں گواہوں کی تکذیب کی تو ان دونوں گواہوں کے لئے (دیت میں سے) کوئی شئی نہیں ہے اور جس پر گواہی دی گئی ہے اس کا حصہ مال (میں تبدیل) ہوجائیگا (۳) اور اگر اس ولی نے جس پر گواہی دی گئی اس نے تنہا، ان دونوں گواہوں کی تصدیق کی تو وہ قاتل تہائی دیت کا ضامن ہوگا اور وہ اس ولی کا حصہ ہے جس پر گواہی دی گئی ہے اور وہ حصہ ان دونوں گواہوں کے مابین (تقسیم) ہوگا (۴) اور اگر اس قاتل نے تنہا ان دونوں گواہوں کی تصدیق کی تو وہ قاتل (پوری) دیت کا ضامن ہوگا جو کہ ان تینوں ولیوں میں تہائی تہائی (تقسیم) ہوگی [2]	محیط
۲۵	اگر قتل خطا کی صورت میں (وارثوں میں سے) دو (وارثوں) نے ان میں سے بعض پر یہ گواہی دی کہ ان بعض نے (اس قتل کی)، دیت میں سے اپنا حصہ معاف کردیا ہے تو دونوں کی وہ گواہی جائز قرار پائے گی جبکہ ان دونوں گواہوں نے اس دیت میں سے اپنا حصہ وصول نہ کرلیا ہو [3]	محیط سرخسی

دفعات نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه — الصلح والعفو والشهادة فيه	حوالہ
٢٦-١١٧٥	قوم اجتمعوا على كلب عقور فرموه بالنبال فأخطأ نبل فأصاب جارية صغيرة فماتت وشهد قوم ان هذا سهم فلان ولم يشهدوا ان فلانا رماه فصالح الاب صاحب السهم على كرم ثم طلب المصالح رد الصلح ان كان يعلم ان المصالح هو الجارح وان الصبية ماتت من تلك الجراحة فالصلح جائز وان لم يكن فى الباب سوى معرفة السهم فالصلح باطل وان كان يعلم ان صاحب السهم هو رماه فاستقبلها ابوها و لطمها وسقطت وماتت وما يدرى من اللطمة ماتت او من الرمية فان كان صالح الاب باذن سائر الورثة جاز والبدل لسائر الورثة ولا ميراث للاب وان صالح بغير اذنهم فهو باطل	كذا فى الظهيرية
٢٧	العفو لا يخلو اما ان كان عن العمد او عن الخطأ وكل وجه لا يخلو اما ان كان عن الجناية او عن الشجة وما يحدث منها او عن القطع وما يحدث منه او عن القطع او عن الشجة وحدها فان كانت الجناية عمدا ثم قال المقطوع للقاطع عفوتک عن الجناية او عن القطع وما يحدث منه او الشجة وما يحدث منها يبرأ عن القطع والسراية ولو قال عفوتک عن القطع او عن الشجة لا يكون عفوا عن السراية ولو مات يجب القصاص قياسا والدية استحسانا عند ابى حنيفة رحمه الله وعندهما يبرأ عن السراية فاما اذا كان خطأ فعفا عن القطع او الشجة ثم سرى ومات كان على هذا الخلاف وان عفا عن القطع وما يحدث منه او عن الجناية صح العفو عن الكل كما فى العمد الا ان فى العمد تعتبر الدية من جميع المال و فى الخطأ من الثلث ويكون وصية للعاقلة	كذا فى محيط السرخسى
٢٨	امرأة قطعت يد رجل فتزوجها الرجل على ذلك فان كان القطع عمدا وقد تزوجها على القطع فان برأ من ذلك صحت التسمية وصار أرش يده مهرا لها عندهم جميعا	

ـہ١ حکم نمبر ١/١١٦٢ مع پہلا حاشیہ، ١/١١٧٥، نیز ٢٧ تا ٣٣/١١٧٥ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـہ٢ حکم نمبر ٢٦ تا ٣٣/١١٧٥ اور شجہ زخم کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ٢٨/١١٦٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اسمیں گواہی کے احکام کا بیان	دفعات وشق نمبر
ظہیریہ	(ل) ایک جماعت نے جمع ہوکر کاٹنے والے ایک کتے کو تیر مارے تو ایک تیر خطأً ہوکر ایک (نابالغ) چھوٹی بچی کو جالگا اور اس کی موت واقع ہوگئی اور کچھ لوگوں نے یہ گواہی دی کہ یہ تیر فلاں شخص کا تیر ہے اور انہوں نے یہ گواہی نہ دی کہ اسے فلاں شخص نے پھینکا تھا پس (اس بچی کے) باپ نے تیر والے سے انگور کے ایک باغ پر صلح کرلی پھر صاحبِ صلح نے صلح کرنے والے سے (اس مالِ صلح کا) مطالبہ کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر یہ معلوم ہوگیا کہ صلح کرنے والا ہی زخمی کرنے والا ہے اور اس بچی کی موت اس زخم سے ہوئی ہے تو وہ صلح جائز ہے (ب) اور اگر (مذکورہ) مقدمہ میں تیر کی شناخت کے سوا اور کچھ معلوم نہ ہو تو وہ صلح باطل ہے (ج) اور اگر یہ معلوم ہو کہ تیر والے نے تیر مارا اور بچی کے باپ نے آگے بڑھ کر بچی کو تھپڑ مارا وہ گر گئی اور اس کی موت واقع ہوگئی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی موت اس تھپڑ سے واقع ہوئی یا اس تیر سے ہوئی تو (اس صورت میں) اگر باپ نے باقی وارثوں کی اجازت سے صلح کی تھی تو وہ صلح جائز ہے تو وہ بدلِ صلح سب وارثوں کے لئے ہوگا اور باپ کے لئے میراث نہ ہوگی اور اگر باپ نے باقی وارثوں کی اجازت کے بغیر صلح کی تھی تو وہ صلح باطل قرار پائے گی [1]	۲۶-۱۱۷۵
محیط سرخسی	عفو (یعنی معاف کردینا) جنایت عمد (یعنی عمداً جرم) سے ہوگا یا خطأً سے ہوگا اور ہر ایک صورت میں جنایت سے (یعنی اس جرم سے) ہوگا یا اس زخم سے اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہوا اس سے ہوگا یا قطع سے اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہوا اس سے ہوگا یا صرف قطع سے ہوگا یا صرف زخم سے ہوگا پس (ل) اگر وہ جنایت عمداً تھی پھر مقطوع نے قاطع سے (یعنی عضو کاٹے گئے شخص نے کاٹنے والے مجرم سے) کہا کہ میں نے تجھے جنایت (یعنی جرم) سے معاف کیا یا (یوں کہا کہ) میں نے تجھے قطع اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہوا اس سے معاف کیا یا (یوں کہا کہ) میں نے تجھے زخم سے اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہوا اس سے معاف کیا تو (ان سب صورتوں میں) وہ مجرم قطع سے اور سرایت سے بری ہو جائے گا اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں نے تجھے قطع سے معاف کیا یا (یوں کہا کہ) میں نے تجھے زخم سے معاف کیا تو یہ معافی (قطع اور زخم سے ہوگی) سرایت سے نہ ہوگی اور اگر اس (سے اس مظلوم) کی موت واقع ہوگئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں از روئے قیاس قصاص واجب ہوگا اور از روئے استحسان دیت واجب ہوگی اور صاحبینؒ کے ہاں (مذکورہ صورت میں) وہ مجرم بری قرار پائے گا (ب) اور اگر وہ جنایت خطأً تھی اور اس نے قطع سے یا زخم سے معاف کیا پھر سرایت کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے حکم میں بھی مذکورہ اختلاف ہے اور اگر اس نے زخم سے اور اس کے نتیجہ سے یا جنایت سے معاف کیا تو جنایتِ عمد (کی مذکورہ صورت) کے (مذکورہ) حکم کی طرح (جنایت اور سرایت) سب سے معافی صحیح قرار پائے گی لیکن جنایتِ عمد کی صورت میں تمام مال سے دیت کا اعتبار ہوگا اور (جنایت) خطأً کی صورت میں تہائی مال سے دیت کا اعتبار ہوگا اور وہ مجرم کی عاقلہ پر وصیت ہوگی [2]	۲۷
	ایک عورت نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ دیا پس اس مرد نے اس عورت سے اس پر (بطور حق مہر کے) نکاح کیا تو اگر وہ قطع عمداً تھا اور (ل) اس مرد نے اس قطع پر اس سے نکاح کیا تو (ا) اگر وہ مرد اس زخم سے ٹھیک ہوگیا (حتی کہ اس کا ارش اس عورت پر لازم ہوا) تو مہر کا تسمیہ صحیح ہوگیا اور سب کے ہاں اسکے ہاتھ کا ارش (یعنی تاوان) اس عورت کیلئے حق مہر قرار پایا	۲۸

دفعات و نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه — الصلح والعفو والشهادة فيه	حوالہ
١١٧٥-	فان طلقها بعد الدخول بها او مات عنها سلم لها جميع الارش وان طلقها قبل الدخول بها سلم لها من ذلك الفان وخمسمائة وردت على الزوج الفين وخمسمائة وان مات من ذلك فالتسمية باطلة عندهم جميعا ولها مهر مثلها فان طلقها قبل الدخول بها فلها المتعة[1] ثم القياس ان يجب عليها القصاص فی قول ابی حنيفة رح وفی الاستحسان لا يجب القصاص وانما تجب الدية فی مالها وان تزوجها على الجناية او على القطع وما يحدث منه ان برأ من ذلك صار أرش يده مهر مثلها عندهم جميعا وسلم لها ذلك وان كان اكثر من مهر مثلها وان مات من ذلك بطلت التسمية وكان لها مهر مثلها وسقط القصاص مجانا بغير شئ	كذا فی المحيط
٢٩	وان كانت الجناية خطأ وقد تزوجها على القطع ان برأ من ذلك صار أرش يده مهرا لها وان دخل بها او مات عنها سلم لها جميع ذلك وسقط عن العاقلة وان طلقها قبل الدخول بها سلم لها نصف ذلك وذلك الفان وخمسمائة وتؤدى العاقلة الفين وخمسمائة الى زوجها فاما اذا مات من ذلك بطلت التسمية فی قول ابی حنيفة رح وكان لها مهر مثلها وعلى عاقلتها دية الزوج وعندهما تصح التسمية وتصير دية الزوج مهرا لها	
	وان تزوجها على القطع وما يحدث منه او على الجناية خطأ ان برأ من ذلك صار أرش يده مهرا لها ويسقط ذلك عن عاقلتها وان مات من ذلك فان الدية تصير مهرا لها وتسقط عن العاقلة ثم ينظر الى مهر مثلها	

[1] متعہ یعنی جب نکاح میں مہر ذکر نہ ہوا اور دخول اور خلوت صحیحہ سے قبل ہی خاوند نے طلاق دے دی تو وہ اس عورت کو تین کپڑوں پر مشتمل ایسا جوڑا یا اس کی قیمت دے گا جس کی مالیت نصف مہر مثل سے زائد نہ ہو اور پانچ درہم سے کم نہ ہو اسے متعہ کہتے ہیں یہ کبھی واجب ہوتا ہے کبھی مستحب اور کبھی نہ واجب نہ مستحب اور اس کے متعلق تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۶ کتاب النکاح کے باب ۷، فصل ۲ میں ہیں۔ (مترجم)

دفعات شق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵-	پس اگر اس مرد نے اس عورت کو بعد دخول طلاق دی یا وہ وفات پا گیا تو اس عورت کے لئے وہ تمام ارش مسلم رہے گا اور اگر اس مرد نے اسے قبل دخول طلاق دی تو اس ارش میں سے اڑھائی ہزار (درہم) اس عورت کیلئے (بطور نصف مہر) مسلم رہے گا اور (اس ارش میں سے بقیہ) اڑھائی ہزار (درہم) وہ عورت خاوند کو لوٹائے گی (۲) اور اگر اس زخم سے اس مرد کی موت واقع ہو گئی تو سب کے ہاں مہر کا تسمیہ باطل ہو گیا اور اس عورت کے لئے مہر مثل لازم ہو گا۔ پس اگر اس نے اسے قبل الدخول طلاق دے دی تو اس کے لئے (حسب قاعدہ) متعہ دینا لازم ہوگا پھر (اس صورت میں) امام ابو حنیفہؒ کے قول میں از روئے قیاس اس عورت پر قصاص واجب ہوگا اور از روئے استحسان قصاص واجب نہ ہوگا البتہ اس عورت کے مال میں دیت واجب ہوگی (ب) اور اگر اس مرد نے اس جنایت پر یا اس قطع پر اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہوا اس پر، اس عورت سے نکاح کیا تو (۱) اگر وہ اس زخم سے ٹھیک ہو گیا تو سب کے ہاں اس کے ہاتھ کا ارش اس عورت کا مہر مثل قرار پائے گا اور وہ اس کے لئے مسلم رہے گا خواہ وہ اس کے مہر مثل سے زیادہ ہو (۲) اور اگر اس زخم سے اس مرد کی موت واقع ہو گئی تو مہر کا تسمیہ باطل ہو گیا اور اس عورت کے لئے مہر مثل لازم ہوگا اور قصاص بغیر کسی شئی کے مفت میں ساقط ہو جائے گا[۲]ھ	محیط
۲۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب ایک عورت نے کسی مرد کا ہاتھ کاٹا اور اس مرد نے اس عورت سے اس پر بطور اسکے مہر کے نکاح کیا اور) وہ جنایت خطأً تھی اور (ا) اس مرد نے اس قطع پر اس سے نکاح کیا تو (۱) اگر وہ مرد اس زخم سے ٹھیک ہو گیا (حتی کہ اس کا ارش اس عورت پر لازم ہوا) تو اس کے ہاتھ کا ارش اس عورت کیلئے مہر قرار پا گیا اور اگر اس مرد نے اس عورت سے دخول کیا یا وہ وفات پا گیا تو وہ تمام ارش اس عورت کے لئے مسلم رہے گا اور وہ ارش اس عورت کی عاقلہ سے ساقط ہو جائے گا اور اگر اس مرد نے اس عورت کو قبل الدخول طلاق دیدی تو اس عورت کے لئے اس ارش کا نصف (بطور نصف حق مہر) مسلم رہے گا اور وہ اڑھائی ہزار (درہم) ہوگا اور (اس ارش میں سے بقیہ) اڑھائی ہزار اس عورت کی عاقلہ اس کے خاوند کو ادا کرے گی (۲) اور جب اس زخم سے اس مرد کی موت واقع ہو گئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مہر کا تسمیہ باطل ہو گیا اور اس عورت کے لئے مہر مثل لازم ہوگا اور اس عورت کی عاقلہ پر اس کے خاوند کی دیت لازم ہوگی اور صاحبینؒ کے ہاں مہر کا تسمیہ صحیح رہے گا اور اس کے خاوند کی دیت اس کا مہر قرار پائے گا۔ (ب) اور اگر اس مرد نے اس قطع اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہوا اس پر یا اس جنایت خطأً پر اس عورت سے نکاح کیا تو (۱) اگر وہ مرد اس زخم سے ٹھیک ہو گیا (حتی کہ اس کا ارش اس عورت پر لازم ہوا) تو اس کے ہاتھ کا ارش اس عورت کا مہر قرار پائے گا اور وہ ارش اسکی عاقلہ سے ساقط ہو جائے گا (۲) اور اگر اس زخم سے اس مرد کی موت واقع ہو گئی (اور اس نے اسے طلاق نہ دی تھی) تو اس کی دیت اس عورت کا حق مہر قرار پائیگا اور وہ دیت اسکی عاقلہ سے ساقط ہوگی	

[۲] حکم نمبر ۳۲ تا ۳۷ / ۱۱۷۵، ۱ / ۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ، دیت کے متعلق ب۱ / ۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ارش کے متعلق ۱ / ۱۱۷۷ مع حاشیہ، ہاتھ کی دیت کے متعلق ۴۲ / ۱۱۷۷، عاقلہ کے متعلق حکم ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۳ / ۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فيه — الصلح والعفو والشهادة فیه	حوالہ
۱۱۷۵ـــ	والى الدية فان كان مهر مثلها مثل الدية لا شك ان الكل يسلم لها سواء تزوجها بعد القطع حال ما يجئ و يذهب او بعد ما صار صاحب فراش وان كان مهر مثلها اقل من الدية ان تزوجها فى حال ما يجئ و يذهب فالكل يسلم لها وان حصل متبرعا بالزيادة على مهر مثلها وان تزوجها فى حال ما صار صاحب فراش فانه ينظران كانت الزيادة من مهر مثلها الى تمام الدية تخرج من ثلث مال الزوج فانه تبرأ العاقلة عن ذلك وتعتبر الزيادة على مهر مثلها وصية للعاقلة وان كانت لا تخرج الزيادة على مهر مثلها الى تمام الدية من ثلث ماله فبقدر ما يخرج من الثلث يسقط عن العاقلة ويعتبر ذلك وصية لهم ويردون الباقى الى ورثة الزوج هذا اذا لم يطلقها الزوج قبل موته حتى مات فاذا طلقها قبل موته قبل الدخول بها سلم لها من ذلك خمسة آلاف ان كان خمسة آلاف مهر مثلها و يسقط عن العاقلة وان كان مهر مثلها اقل من خمسة آلاف ان كان الزيادة على مهر مثلها الى تمام خمسة آلاف تخرج من ثلث ماله فكذا يسقط عن العاقلة خمسة آلاف وان كان لا تخرج فبقدر ما يخرج من الثلث و مقدار مهر مثلها يسقط عن العاقلة و يردون الباقى الى ورثة الزوج	كذا فى المحيط
۳۰	رجل شج رجلا موضحتين ثم عفا المشجوج عن احدى الموضحتين وما يحدث منها ثم مات منهما قال ان كان ذلك باقرار من الشاج فعليه الدية فى ماله ولا يجوز العفو لانه وصية للقاتل واذا كان ذلك ببينة فهو وصية للعاقلة فيجوز ويرفع عنهم نصف الدية ان كان يخرج ذلك من الثلث وان كانت الشجتان عمدا والمسئلة بحالها فلا شئ على الجانى لان العفو عن احدهما عفو عنهما	كذا فى الظهيرية

۱؎ حكم نمبر ۲۶ تا ۲۳/۱۱۷۵، دیت کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ارش کے متعلق ۱/۱۱۷۷ مع حاشیہ، ہاتھ کی دیت کے متعلق حکم نمبر ۶۲/۱۱۷۷، عاقلہ کے متعلق حکم ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۳۹/۱۱۷۱ اور ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ قاتل کیلئے وصیت کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ قتل کا مباشر عمدا ہو یا خطا

دفعات دشق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اسمیں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵	پھر اس عورت کے مہر مثل اور اس دیت کو دیکھا جائے گا اگر اس کا مہر مثل دیت جتنا ہی ہے تو بلا شبہ وہ سب (دیت) اس کے لئے (حق مہر میں) مسلم رہے گی خواہ اس مرد نے اس قطع کے بعد چلنے پھرنے کی حالت میں اس سے نکاح کیا تھا یا اس نے صاحب فراش ہو جانے کے بعد اس سے نکاح کیا تھا اور اگر اس کا مہر مثل اس دیت سے کم ہو تو اگر اس مرد نے (قطع کے بعد) چلنے پھرنے کی حالت میں اس سے نکاح کیا تھا تو وہ سب (دیت) اس عورت کے لئے مسلم رہے گی اگرچہ اس کے مہر مثل سے زائد دینے میں تبرع (یعنی زائد بطور بخشش دینا) پایا گیا ہے اور اگر اس مرد نے (قطع کے بعد اور) صاحب فراش ہو جانے کے بعد اس عورت سے نکاح کیا تو دیکھا جائے گا اگر مہر مثل سے تمام دیت تک اضافہ اتنا ہے کہ وہ مقدار خاوند کے مال کی تہائی سے حاصل ہوتی ہے تو اس مقدار سے عورت کی عاقلہ بری رہے گی اور اس کے مہر مثل پر، وہ اضافہ، عورت کی عاقلہ پر، وصیت ہو گی اور اگر مہر مثل سے تمام دیت تک اضافہ اتنا ہے کہ وہ مقدار خاوند کے مال کی تہائی سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے تو جس قدر، اس کے تہائی مال سے حاصل ہو سکتا ہے اس قدر، عورت کی عاقلہ سے ساقط ہو جائے گا اور وہ مقدار ان کے لئے وصیت قرار پائے گی اور دیت میں سے باقیماندہ کو، عورت کی عاقلہ، خاوند کے ورثاء کو لوٹائے گی یہ (مذکورہ احکام) اس صورت میں ہیں کہ اس خاوند کی موت واقع ہوئی اور اس نے اپنی موت سے پہلے اس عورت کو طلاق نہ دی تھی اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس خاوند نے اپنی موت سے پہلے اس عورت کو طلاق دے دی اور قبل الدخول دی تو عورت کو اس دیت میں سے پانچ ہزار (درہم) دئے جائیں گے جبکہ اس کا مہر مثل پانچ ہزار تھا اور (یہ مقدار) اس کی عاقلہ سے ساقط ہو گی اور اگر اس عورت کا مہر مثل پانچ ہزار (درہم) سے کم تھا تو اگر مہر مثل سے تمام دیت کا اضافہ اتنا ہے کہ وہ مقدار، خاوند کے مال کی تہائی سے حاصل ہو سکتی ہے تو اس (مذکورہ کی) طرح عورت کی عاقلہ سے پانچ ہزار ساقط ہو جائیں گے اور اگر وہ مقدار خاوند کے مال کی تہائی سے حاصل نہیں ہو سکتی تو جس قدر اس کے تہائی مال سے حاصل ہو سکتا ہے، وہ مقدار، اور اس کے مہر مثل کی مقدار، عورت کی عاقلہ سے ساقط ہو گی اور (دیت میں سے) باقیماندہ کو عورت کی عاقلہ، خاوند کے ورثاء کو لوٹائے گی [1]	محیط
۳۰	ایک شخص نے کسی آدمی کو (خطاً) دو شجہ موضحہ زخم لگائے پھر زخمی آدمی نے ان دو موضحہ زخموں میں سے ایک موضحہ زخم اور جو اس سے (نتیجہ) پیدا ہو، سے معاف کر دیا پھر ان دونوں زخموں کی وجہ سے اس زخمی کی موت واقع ہو گی تو اس کے حکم کے متعلق، فرمایا کہ (۱) اگر مذکورہ امر (یعنی مذکورہ معافی) زخمی کرنے والے شخص کے (صرف) اقرار سے ثابت ہو تو اس مجرم پر اس کے مال میں سے دیت لازم ہے اور وہ (مذکورہ) معافی جائز نہ ہو گی۔ اس لئے کہ وہ قاتل کے لئے وصیت قرار پاتی ہے [2] (۲) اور اگر وہ (معافی، گواہی سے ثابت ہو تو وہ اس مجرم کی عاقلہ کے لئے وصیت قرار پاتی ہے پس وہ جائز ہو گی اور (مجرم کی) عاقلہ سے نصف دیت ہٹا دی جائے گی بشرطیکہ وہ (مقدار) اس (مقتول) کے مال کی تہائی سے حاصل ہو سکتا ہو	

اس کے لئے وصیت نہیں ہے اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "لا وصیۃ للقاتل" یعنی قاتل کے لئے وصیت نہیں۔ مفہوم ماخوذ ہدایہ ج ۴ ص ۶۵۶ (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس فی الصلح والعفو والشهادة فیه — الصلح والعفو والشهادة فیه	حوالہ
۱۱۷۵ —		
۳۱	رجل شج رجلا موضحة عمدا فعفا له عنها وما یحدث منها ثم شجه اخری عمدا فلم یعف عنها فعلی الجانی الدیة کاملة فی ثلاث سنین اذا مات منهما جمیعا ولا قصاص علیه فیهما ولم یجز له العفو	کذا فی المحیط
۳۲	رجل شج رجلا موضحة عمدا وصالحه المشجوج من الموضحة وما یحدث منها علی مال مسمی وقبضه ثم شجه رجل آخر موضحة عمدا ومات من الموضحتین فعلی الآخر القصاص ولا شئ علی الاول وکذلک لو کان الصلح مع الاول بعد ما شجه الآخر	کذا فی خزانة المفتین
۳۳	رجل شج رجلا موضحة عمدا وصالحه منها وما یحدث منها علی عشرة آلاف درهم وقبضها ثم شجه آخر خطأ ومات منهما فعلی الثانی خمسة آلاف درهم علی عاقلته ویرجع الاول فی مال المقتول بخمسة آلاف درهم	کذا فی المحیط
	واللہ اعلم	

ـــه۱ شجہ موضحہ کے متعلق حکم نمبر ۹، ۱۴ تا ۲۰/۱۱۷۵، دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ اور حکم نمبر ۳۰ تا ۳۳/۱۱۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـــه۲ حکم نمبر ۳۰ تا ۳۳/۱۱۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۳ حکم نمبر ۳۰ تا ۳۳/۱۱۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه۴ حکم نمبر ۳۰ تا ۳۳/۱۱۷۵

دفعات وشق نمبر	چھٹا باب، صلح، عفو اور اس میں گواہی کے احکام — صلح، عفو اور اسمیں گواہی کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۵ —	(ب) اور اگر وہ دونوں (مذکورہ موضحہ) زخم عمداً لگائے گئے ہوں اور (باقی) صورت مسئلہ حسب حال (مذکورہ) ہو تو مجرم پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی اس لئے کہ ان دونوں زخموں میں سے ایک کو معاف کردیا دونوں کے لئے معافی قرار پاتی ہے [1]	ظہیریہ
۳۱	کسی شخص نے کسی آدمی کو عمداً شجہ موضحہ زخم پہنچایا۔ پھر زخمی آدمی نے اس موضحہ زخم اور جو اس سے (نتیجہ) پیدا ہو، سے اسے معاف کردیا پھر اس شخص نے اس آدمی کو عمداً ایک زخم اور لگایا تو زخمی آدمی نے اس زخم کو معاف نہ کیا تو (اس صورت میں) اگر ان دونوں زخموں سے اس زخمی کی موت واقع ہوگئی تو مجرم پر پوری دیت کی ادائیگی تین سال میں لازم ہوگی اور اس میں اس پر قصاص لازم نہ ہوگا اور اس کے لئے وہ معافی جائز نہ ہوگی [2]	محیط
۳۲	(و) کسی شخص نے کسی آدمی کو عمداً موضحہ زخم لگایا اور زخمی آدمی نے مجرم کے ساتھ اس شجہ موضحہ زخم اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہو، اس سے معین مال پر صلح کی اور مالِ صلح پر قبضہ کرلیا پھر اس زخمی آدمی کو ایک اور شخص نے عمداً موضحہ زخم پہنچایا اور ان دونوں موضحہ زخموں کی وجہ سے اس زخمی کی موت واقع ہوگئی تو دوسرے مجرم پر قصاص لازم ہے اور پہلے (مجرم) پر (قصاص و دیت سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر پہلے مجرم کے ساتھ وہ صلح، دوسرے مجرم کے زخمی کرنے کے بعد ہوئی (تو دوسرے مجرم پر قصاص لازم ہے اور پہلے مجرم پر قصاص و دیت سے کوئی شئی لازم نہیں ہے) [3]	خزانۃ المفتین
۳۳	کسی شخص نے کسی آدمی کو شجہ موضحہ زخم لگایا اور اس (زخمی) نے اس زخم سے اور جو اس سے نتیجہ پیدا ہو، اس سے دس ہزار درہم پر صلح کی اور مالِ صلح پر قبضہ کرلیا پھر اس زخمی آدمی کو ایک اور شخص نے خطأً شجہ زخم لگایا اور ان دونوں زخموں کی وجہ سے اس زخمی کی موت واقع ہوگئی تو دوسرے مجرم کی عاقلہ پر پانچ ہزار درہم لازم ہوں گے اور پہلا مجرم مقتول کے مال میں سے پانچ ہزار درہم واپس لے گا [4] واللہ اعلم	محیط

مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السابع فی اعتبار حالۃ القتل

دفعات ۱۱۷۶ تا ۱۱۷۶ عنوان ۱ تعداد شق ۷

دفعات/شق نمبر	اعتبار حالۃ القتل	حوالہ
۱۱۷۶	**اعتبار حالۃ القتل** تعداد شق ۷	
۱	من رمی مسلما فارتد المرمی الیہ ثم وقع السہم فمات فعلی الرامی الدیۃ لورثۃ المرتد عند ابی حنیفۃ رح وقالا رح لا شئ علی الرامی	کذا فی الکافی
۲	ولو رمی الیہ وھو مرتد فاسلم ثم وقع بہ السہم فلا شئ علیہ فی قولھم جمیعا	کذا فی الھدایۃ
۳	وکذا اذا رمی حربیا ثم اسلم	کذا فی الھدایۃ
۴	وان رمی عبدا فاعتقہ المولی ثم اصابہ السہم فمات منہ فعلی الرامی قیمتہ للمولی عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح	کذا فی الکافی
۵	اذا قضی القاضی برجم رجل فرماہ ثم رجع احد الشہود حالۃ الرمی قبل الاصابۃ ثم وقع علیہ الحجر فلا شئ علی الرامی	کذا فی التبیین

۱ ے مرتد کے متعلق حکم نمبر ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲ اور ۶/۴۹۳ نیز حکم نمبر ۲، ۶/۱۱۷۶، ۴۵/۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ ے حکم نمبر ۱، ۶/۱۱۷۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

رفعات شق نمبر	ساتواں باب، حالتِ قتل کے معتبر ہونے کے احکام　　حالتِ قتل کے معتبر ہونے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساتواں باب، حالتِ قتل کے معتبر ہونے کے احکام

دفعات ۱۱۷۶ تا ۱۱۷۶ عنوان ۱ تعداد شق ۵

۱۱۷۶- **حالتِ قتل کا معتبر ہونا** اور اس میں ۵ شقیں ہیں

۱ جس شخص نے کسی مسلمان کو تیر مارا تو جسے تیر مارا وہ (مسلمان) مرتد ہوگیا اور اس کے بعد وہ تیر اسے لگا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابوحنیفہؒ کے ہاں اس مرتد کے وارثوں کے لئے تیر مارنے والے پر دیت لازم ہے اور صاحبینؒ کے ہاں تیر مارنے والے اس شخص پر (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہیں ہے ۔ کافی

۲ اگر کسی شخص نے کسی مرتد آدمی کو تیر مارا تو وہ مرتد مسلمان ہوگیا اس کے بعد وہ تیر اسے لگا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس صورت میں) سب کے قول میں تیر مارنے والے اس شخص پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ۔ ہدایہ

۳ اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی حربی (یعنی مملکت کفار کے محارب شخص) کو تیر مارا تو وہ اسلام لے آیا (اس کے بعد وہ تیر اسے لگا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو تیر مارنے والے پر قصاص و دیت میں سے کوئی شئی لازم نہیں ہے) ہدایہ

۴ اگر کسی شخص نے کسی غلام کو تیر مارا تو اس کے آقا نے اسے آزاد کر دیا اس کے بعد وہ تیر اسے لگا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے ہاں تیر مارنے والے پر اس غلام کے آقا کے لئے اس غلام کی قیمت لازم ہے کافی

۵ جب قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے کسی آدمی کے رجم (یعنی محصن زانی پر سنگسار کرنے کی حد) کا حکم دیا تو کسی شخص نے اسے پتھر مارا پھر گواہوں میں سے ایک گواہ نے، پتھر پھینکنے کے دوران اور اس تک پتھر پہنچنے سے قبل، گواہی سے رجوع کر لیا اس کے بعد وہ پتھر اسے لگا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو پتھر مارنے والے اس شخص پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے ۔ تبیین

---

۱ رجم کے متعلق حکم ۴۷۲/۲ ، ۲۴، ۲۳/۴۷۲ ، ۵۳/۴۶۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع فی اعتبار حالة القتل — اعتبار حالة القتل	حوالہ
۱۱۷۶-۶	واذا رمی المجوسی صیدہ ثم اسلم ثم وقع الرمیة بالصید لم یؤکل وان رماہ وهو مسلم ثم تمجس والعیاذ بالله أکل	کذا فی الهدایة
۷	ولو رمی المحرم صیدا ثم حل فاصابه السهم فعلیه الجزا وان رمی حلال صیدا ثم احرم فلا شئ علیه	کذا فی الکافی
	واللہ اعلم	

ا؎ حکم نمبر ۱، ۲ / ۱۱۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ احرام کے متعلق حکم نمبر ۱ / ۲۹۲، ۱ / ۳۰۰، ۲، ۳ / ۳۰۲ نیز حکم نمبر ۲، ۶، ۷، ۸ / ۳۱۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	ساتواں باب، حالتِ قتل کے معتبر ہونے کے احکام — حالتِ قتل کے معتبر ہونے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۶-۶	(ل) جب مجوسی نے کسی شکار کو تیر مارا پھر وہ اسلام لے آیا اور اسکے بعد وہ تیر اس شکار کو لگا تو وہ شکار نہیں کھایا جائے گا (ب) اور اگر اس نے تیر مارا تو وہ مسلمان تھا پھر العیاذ باللہ وہ مجوسی ہوگیا (اس کے بعد وہ تیر اس شکار کو لگا)، تو وہ شکار کھایا جائے گا ۔	ہدایہ
۷	اگر محرم شخص نے شکار کو تیر مارا پھر وہ احرام سے باہر ہوگیا اس کے بعد وہ تیر اس شکار کو لگا تو اس پر (اس شکار کا) بدل (یعنی قیمت) لازم ہے اور اگر کسی غیر محرم نے شکار کو تیر مارا پھر اس نے احرام باندھ لیا (اور اس کے بعد تیر اس شکار کو لگا) تو اس پر (بدل میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے ،	کافی
	واللہ اعلم	

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — الدیات	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثامن فی الدیات (والشجاج)

دفعات ۱۱۷۷ تا ۱۱۷۸، عنوانات ۲ تعداد شق ۱۲۷

۱۱۷۷- الدیات — تعداد شق ۱۱۸

شق	متن	حوالہ
۱	الدیة المال الذی ھو بدل النفس والأرش اسم للواجب بالجنایة علی مادون النفس	کذا فی الکافی
۲	ثم الدیة تجب فی قتل الخطأ وماجری مجراه وفی شبه العمد وفی القتل بسبب وفی قتل الصبی والمجنون وھذه الدیات کلھا علی العاقلة الا فی قتل الاب ابنه عمداً فانھا فی ماله فی ثلاث سنین ولا تجب علی العاقلة	کذا فی الجوھرة النیرة
۳	وکل عمد سقط القصاص فیه بشبھة فالدیة فی مال القاتل وکل ارش وجب بالصلح فھو فی مال القاتل غیر ان الاول فی ثلاث سنین والثانی یجب حالاً	کذا فی الھدایة
۴	وکل دیت وجبت بنفس القتل یقضی من ثلثة اشیأ فی قول ابی حنیفة رح من الابل والذھب والفضة	کذا فی شرح الطحاوی
	قال ابو حنیفة رح من الابل مائة ومن العین الف دینار ومن الورق عشرة آلاف والقاتل الخیار یؤدی ای نوع شاء	کذا فی محیط السرخسی

جیساکہ رد المحتار میں ہے نیز لکھا ہے کہ دیت جان کے بدل کو کہتے ہیں اور الاتقانی کے ہاں دیت عضو کے بدل کو بھی کہہ دیتے ہیں نیز لکھا ہے کہ ارش، جان سے کم (تلف کرنے) کے بدل کو کہتے ہیں اور کبھی جان کے بدل اور حکومة العدل کو بھی کہہ دیتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۶ اور لغت میں ارش یعنی زخموں کا تاوان اور اسکی جمع اروش ہے۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۱۳۷۔ حکم نمبر ۲۱/۱۱۷۸ اور ۲۵/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں ان میں موجب دیت وغیرہ موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۰ تا ۱۱۷۲۔ ۸۰۱/۱۱۷۷، حکم نمبر ۱۱۶۹، ۱۱، ۱۲، ۴۴/۱۱۹۰، اور جان سے کم میں بالوں کے متعلق ۱۰/۱۱۷۷ سے، کان کے متعلق ۲۸/۱۱۷۷ سے، آنکھ کے متعلق ۳۰/۱۱۷۷ سے، ناک کے متعلق حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۷ سے، ہونٹ کے متعلق ۴۳/۱۱۷۷ میں، دانت کے متعلق

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام	دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آٹھواں باب، دیتوں کے احکام (اور زخموں کے احکام)

دفعات ۱۱۷۷ تا ۱۱۷۸ عنوانات ۲، تعداد شق ۱۵۷

۱۱۷۷ - دیتوں کا وجوب

اور اسمیں ۱۱۸ شقیں ہیں

۱ (ا) دیت وہ مال ہے جو جان (تلف کرنے) کے بدلے میں (لازم) ہو (ب) اور اَرش اسے کہتے ہیں جو جان سے کم (تلف کرنے) کی جنایت (یعنی جرم) کی وجہ سے (جرمانہ) واجب ہو ۔[۱] — کافی

۲ پھر (واضح ہو کہ) دیت، قتلِ خطا میں، قتل جاری مجری خطا میں، قتل شبہ العمد میں، قتل بسبب میں اور (نابالغ) بچے اور مجنون کے قتل کرنے میں واجب ہوتی ہے اور یہ مذکورہ سب دیتیں عاقلہ پر لازم ہوتی ہیں لیکن باپ نے اپنے بیٹے کو عمداً قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں دیت ہے اور) وہ دیت اس کے مال میں لازم ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی اور وہ دیت اس کی عاقلہ پر واجب نہ ہوگی ۔[۲] — جوہرہ نیرہ

۳ ہر ایسا قتلِ عمد کہ اس میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے تو اس کی دیت قاتل کے مال میں لازم ہوتی ہے اور ہر وہ ارش جو باہمی صلح کی بنا پر واجب ہو تو وہ (بھی) قاتل کے مال میں لازم ہوتا ہے لیکن (ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ) پہلی قسم کی ادائیگی تین سال میں اور دوسری قسم کی ادائیگی فی الحال کرنا ہوتی ہے ۔[۳] — ہدایہ

۴ (ا) ہر وہ دیت جو بوجہ نفس قتل کے واجب ہوتی ہے وہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں تین چیزوں سے ادا کی جاتی ہے اونٹ، سونا اور چاندی دینار اور چاندی — شرح طحاویؒ

(ب) امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جان کی دیت میں اونٹ ہوں تو ایک سو، سونا ہو تو ایک ہزار دینار اور چاندی ہو تو دس ہزار درہم ہیں۔ اور قاتل کو اختیار ہے کہ وہ جس قسم میں سے چاہے ادا کرے — محیط سرخسی

---

[۱] $\frac{۴۵}{۱۱۷۷}$ سے، زبان کے متعلق $\frac{۵۵}{۱۱۷۷}$ سے، جبڑوں کے متعلق $\frac{۶۱}{۱۱۷۷}$ میں، ہاتھ پاؤں، ان کی انگلیوں، پوروں، ناخن، گٹا اور کلائی کے متعلق $\frac{۶۲}{۱۱۷۷}$ سے ران، پسلی، ہنسلی، پستان، سینہ، پیٹھ اور پیٹ کے متعلق $\frac{۸۲}{۱۱۷۷}$ سے، ذکر، حشفہ، خصیتیں، سرین، فرج اور دبر کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹۶}{۱۱۷۷}$ سے احکام شروع ہوتے ہیں۔ نیز حکم $\frac{۱۴، ۱۵، ۱۷ تا ۲۱}{۱۱۹۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] قتل عمد، قتل شبہ العمد، قتل خطأ، قتل جاری مجری خطأ اور قتل بسبب کے متعلق حکم نمبر ۱۱۶۹، سنہ ۱۱۷۰ عاقلہ کے متعلق حکم ۱۱۸۸ اور دیت کے متعلق $\frac{۱۰}{۱۱۷۰}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر $\frac{۱۰}{۱۱۷۰}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الدیات	حوالہ
	الباب الثامن فی الدیات	
۱۱۷۷۔	وقالا[1] ومن البقر مائتا بقرة ومن الغنم الف شاة ومن الحلل مائتا حلة كل حلة ثوبان	كذا فی الهداية
۵	ثم لا تجب الابل كلها من سن واحد بل من اسنان مختلفة ففی الخطأ المحض تجب المائة اخماسا عشرون ابنة مخاض وعشرون ابن مخاض وعشرون ابنة لبون وعشرون حقة وعشرون جذعة وفی شبه العمد تجب المائة ارباعا عند ابی حنيفة رح وابی يوسف رح خمس وعشرون ابنة مخاض وخمس وعشرون ابنة لبون وخمس وعشرون حقة وخمس وعشرون جذعة	كذا فی المحيط
۶	ودية المسلم والذمی والمستأمن سواء	كذا فی الكافی
۷	ودية المرأة فی نفسها وما دونها نصف دية الرجل	كذا فی محيط السرخسی
۸	وان كانت جناية ليس لها أرش مقدر والواجب فيها حكومة عدل اختلف المشائخ فيه قيل يستوی الرجل والمرأة فيه وقيل بنصف	كذا فی محيط السرخسی
۹	ان كان القتل خطأ فان كان الشريك الكبير ابا كان له ان يستوفی جميع الدية حصة نفسه بحكم الملك وحصة الصغير بحكم الولاية وان كان الشريك الكبير اخا او عما ولم يكن وصيا للصغير يستوفی حصة نفسه ولا يستوفی حصة الصغير	كذا فی المحيط

[1] شاۃ بکرا، بکری دونوں کو شامل ہے نیز بھیڑ کو بھی شامل ہے۔ اس کے متعلق حکم ۳،۲/۲۴۳، ۲،۱/۲۴۵ اور ۳۰/۲۴۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[2] حکم نمبر ۷ تا ۸/۱۱۷۷ نیز حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] قتل خطأ محض کے متعلق حکم نمبر ۹ تا ۱۴/۱۱۷۰ اور قتل جاری مجریٰ خطا کے متعلق ۱۷ تا ۱۹/۱۱۷۰ اور بنت مخاض، ابن مخاض، بنت لبون، حقہ اور جذعہ وغیرہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۴۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۵، ۶/۱۱۷۱ اور مستأمن کے متعلق حکم نمبر ۷، ۸/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[5] جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ "دية المرأة على النصف من دية الرجل" (یعنی عورت کی دیت مرد کی نسبت آدھی ہے) اور لکھا ہے کہ انہیں الفاظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف حدیث مروی ہے اور یوں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع روایت بھی مروی ہے اور بین السطور میں ہے کہ جن امور کا مدار رائے پر نہ ہو تو اس کے متعلق موقوف روایت، مرفوع روایت کے حکم میں ہوتی ہے جیسا کہ اس روایت میں مقدار کی تعیین کا ذکر ہے اور حاشیہ میں ہے کہ بیہقی میں مرفوع روایت بھی انہیں الفاظ میں ہے کہ "عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلى الله عليه وسلم دية المرأة على النصف من دية الرجل" رواہ البیہقی ماخوذ از ہدایہ مع

دفعہ وار شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷ -	(ج) اور صاحبینؒ کا قول ہے کہ گائے میں سے دو سو گائیں، غنم (یعنی بکریوں) میں سے ایک ہزار شاۃ [۱] اور (کپڑوں کے) جوڑوں میں سے دو سو حلے (جبکہ) ہر حلہ میں دو کپڑے ہوں (بھی دیئے جا سکتے ہیں) [۲]	ہدایہ
۵	پھر (یہ بھی واضح ہو کہ دیت کے) اونٹوں میں سبھی اونٹ ایک ہی اسنان (یعنی ایک ہی دانتوں یعنی ایک ہی عمر) کے واجب نہیں ہوتے ہیں بلکہ مختلف اسنان کے واجب ہوتے ہیں پس قتل خطأ محض میں (دیت کے) سو اونٹ پانچ (قسم کے) حصوں (کی صورت) میں واجب ہوتے ہیں (۱) بیس بنت مخاض (۲) بیس ابن مخاض (۳) بیس بنت لبون (۴) بیس حقہ (۵) اور بیس جذعہ واجب ہوتے ہیں۔ اور قتل شبہ العمد میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ سو اونٹ چار (قسم کے) حصوں (کی صورت) میں واجب ہوتے ہیں۔ (۱) پچیس بنت مخاض (۲) پچیس بنت لبون (۳) پچیس حقہ (۴) اور پچیس جذعہ واجب ہوتے ہیں [۳]	محیط
۶	مسلمان، ذمی اور مستأمن کی دیت برابر ہے [۴]	کافی
۷	عورت کی جان اور جان سے کم تلف کرنے کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی ہے [۵]	محیط سرخسی
۸	اگر جنایت (یعنی جرم کی نوعیت) ایسی ہو کہ اس کا کوئی ارش مقررہ نہ ہو تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم واجب ہوگا تو اس میں (مرد اور عورت میں فرق کے متعلق) مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اس میں (مرد کی نسبت عورت کے لئے) نصف ہے [۶]	محیط سرخسی
۹	(د) اگر (وہ جنایت) قتل خطأ ہو تو اگر (دیت حاصل کرنے میں نابالغ کا) شریک ایسا بالغ ہو جو اس نابالغ کا باپ ہے تو اس (یعنی باپ) کے لئے حق حاصل ہے کہ وہ پوری دیت وصول کرے (جس میں سے) اس کا اپنا حصہ بطور ملکیت ہوگا اور نابالغ کا حصہ بطور ولی ہونے کے ہوگا (ب) اور اگر وہ (مذکورہ) شریک ایسا بالغ ہو جو اس بالغ کا بھائی یا چچا ہو اور وہ اس نابالغ (کی سرپرستی) کے لئے وصیت یافتہ نہ ہو تو وہ بالغ اپنا حصہ وصول کرے گا اور نابالغ کا حصہ وصول نہ کرے گا [۷]	محیط

[۱] بین السطور و حواشی ج ۴ ص ۵۸۵۔ [۲] حکم نمبر ۱/۱۱۷۳، ۸، ۱۰/۱۱۷۷ نیز حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱، ۷، ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱، ۷/۱۱۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۱۰	اذا حلق شعر رأس انسان ولم ینبت تجب فیہ الدیۃ کاملۃ الرجل والمرأۃ والصغیر والکبیر فیہ سواء الا انہ لا یخاطب بالدیۃ حال الحلق بل یؤجل سنۃ فان أجل سنۃ ومات المجنی علیہ فی السنۃ والشعر لم ینبت لا شیٔ علی الجانی فی قول ابی حنیفۃؒ وفی قول ابی یوسفؒ تجب حکومۃ عدل	کذا فی الذخیرۃ
۱۱	وفی الحاجبین اذا حلقھما علی وجہ افسد المنبت او نتف فافسد المنبت تجب فیھما الدیۃ وفی احدھما نصف الدیۃ	کذا فی المبسوط
۱۲	وفی ثنتین من الاھداب نصف الدیۃ وفی احداھما ربع الدیۃ وفی کلھا الدیۃ الکاملۃ	کذا فی المحیط
۱۳	واذا حلق لحیۃ رجل ولم ینبت مکانھا اخری ففیھا کمال الدیۃ	کذا فی الذخیرۃ
۱۴	ویستوی العمد والخطأ فی حق شعر الرأس واللحیۃ	کذا فی الکافی
۱۵	واذا حلق نصف اللحیۃ والرأس قال بعض اصحابناؒ یجب نصف الدیۃ وقال بعضھم یجب کمال الدیۃ	کذا فی محیط السرخسی
۱۶	ولو حلق نصف اللحیۃ یجب نصف الدیۃ اذا علم انہ نصف وان لم یعلم ان الفائت کم ھو تجب حکومۃ العدل وفی فتاوی الفضلیؒ اذا نتف بعض لحیۃ رجل تقسم الدیۃ علی ما ذھب وعلی ما بقی فیجب علی الجانی بحساب ذلک	کذا فی الخلاصۃ

۱؎ بالوں میں موجب دیت اور غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، حکم نمبر ۱۰ تا ۲۷، ۳۲ تا ۳۴، ۶۳، ۳۴/۱۱۷۷، ۳۵، ۳۸/۱۱۷۸ اور ان میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۳/۱۱۷۳، ۱۴/۱۱۷۷ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ یہ جنایات کی بحث ہے لہذا یہ مذکورہ اور اس کے مابعد مذکورہ دیگر احکام، جنایت تب ہی قرار پائیں گے کہ بغیر اجازت اور جبراً ہوں۔ باہمی رضامندی سے حجام وغیرہ کا فعل اس میں داخل نہیں۔ حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸/۱۱۷۹، ۱۰۳/۱۱۷۳ کا حاشیہ نیز ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ خواہ مرد کے بال ہوں یا عورت کے چھوٹے ہوں یا بڑے کے ہوں۔ نیز لکھا ہے کہ وہ یوں مونڈ دے کہ وہ پھر پیدا نہ ہوں اور گنجا پن ظاہر ہو کیونکہ وہ بڑا عیب ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اگر بال ٹھیک طور پر اگ آئیں جیسا کہ پہلے تھے تو دیت میں سے کوئی شئی لازم نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں جنایت کا اثر باقی نہ رہا البتہ اس مجرم کو غیر حلال کے ارتکاب پر تادیبی سزا دی جاسکتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۰۹۔ ۴۴/۱۱۷۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴؎ حکومۃ العدل کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حاجب یعنی بھووں کے بال۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۹۸۷ (مترجم)

۶؎ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۷ اور ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ چنانچہ اس کے متعلق در مختار ورد المحتار میں درج تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ جغون

دفعات ذیلی نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۱۰	جب کسی شخص نے کسی آدمی کے سر کے بال[1] (بغیر اس کی اجازت[2] کے) مونڈ دیئے اور وہ اُگے نہیں تو اس میں پوری دیت واجب ہوتی ہے اور اس حکم میں مرد، عورت[3]، نابالغ اور بالغ برابر ہیں لیکن اس مجرم کو وہ بال مونڈنے کے وقت دیت کا حکم نہ دیا جائے گا بلکہ (اس میں) ایک سال کی مہلت ہوگی (اس مدت میں وہ بال نہ اُگے تو اس پر دیت کا حکم ہوگا) پس اگر اس مجرم کو ایک سال کی مہلت دی گئی اور جس پر جرم کیا گیا وہ شخص دورانِ سال وفات پا گیا اور اس کے وہ بال (ابھی تک) نہ اُگے تھے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول میں اس مجرم پر (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے قول میں (اس مجرم پر) حکومۃ عدل[4] کے مطابق ہوگا	ذخیرہ
۱۱	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی دونوں حاجب[5] (یعنی بھویں، ابرو) اس طرح مونڈیں کہ بالوں کے اُگنے کی جگہ فاسد کر دی یا اس نے ان کے بال یوں نوچے کہ ان کے اگنے کی جگہ فاسد کر دی (یعنی وہ جگہ اس قابل نہ رہی کہ وہاں بال اُگیں تو (ان) دونوں بھووں میں دیت اور ان میں سے ایک میں آدھی دیت واجب ہوگی[6]	مبسوط
۱۲	پلکوں میں جنایت کی صورت میں دونوں میں نصف دیت اور ان میں سے ایک میں چوتھائی دیت اور سب میں (یعنی دونوں آنکھوں کی اوپر نیچے کی چاروں پلکوں میں) پوری دیت لازم ہوگی[7]	محیط
۱۳	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی داڑھی مونڈ دی اور اس کی جگہ اور نہ اُگی تو اس میں پوری دیت لازم ہے[8]	ذخیرہ
۱۴	سر اور داڑھی کے بال مونڈنے میں عمداً ایسا کرنا، یا خطأً ایسا کرنا (دونوں کا حکم) برابر ہے[9]	کافی
۱۵	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی آدھی داڑھی اور آدھا سر مونڈ دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) ہمارے بعض اصحاب کا قول ہے کہ نصف دیت واجب ہوگی اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ پوری دیت واجب ہوگی[10]	محیط سرخسی
۱۶	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی آدھی داڑھی مونڈ دی تو آدھی دیت واجب ہوگی جبکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ نصف ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ضائع کردہ شدہ کی مقدار کتنی ہے تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا اور امام الفضلیؒ کے فتاویٰ میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کی بعض داڑھی نوچ لی تو اکھڑی گئی اور باقیماندہ داڑھی پر دیت تقسیم کی جائے گی پس اس حساب سے مجرم پر دیت واجب ہوگی[11]	خلاصہ

آنکھوں کو چھپانے والے پپوٹوں کو کہتے ہیں، اھداب پلکوں کے بالوں کو کہتے ہیں اور اشفار پپوٹوں کے کناروں کو کہتے ہیں جو کہ پلکوں کے بالوں کے اُگنے کی جگہ ہے اور اشفار (بوجہ محاورت) بطور مجاز پلکوں کے بالوں کو بھی کہہ دیتے ہیں اور چونکہ ان کا تعلق جمال علی الکمال سے ہے اور ان کے ذریعہ آنکھ کیلئے دفع الاذی کی جنس منفعت ہے لہذا چاروں پلکوں کو قطع کرنے میں جبکہ وہ پھر پیدا نہ ہوں پوری دیت لازم ہے اور پلکیں اور ان کے اُگنے کی جگہیں پپوٹوں سمیت قطع کرنے میں بھی ایک پوری دیت لازم ہے اس لئے کہ یہ سب شئی واحد کی طرح ہیں جیسا کہ المارن مع القصبۃ اور جیسا کہ موضحہ زخم مع بالوں کے شئی واحد کی طرح ہیں۔ البتہ اگر کسی نے پپوٹوں کے ساتھ آنکھیں بھی ضائع کر دیں تو جنس الگ ہونے کی وجہ سے (اشفار اور) اجفان کی دیت اور آنکھوں کی دیت دونوں لازم ہوں گی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ در مختار ورد المحتار ج ۵ ص ۴۰۹۔ حکم نمبر 11/1177، 106/1173 اور 10/1177 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر 10/1177 مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [9] حکم نمبر 10/1177 مع حواشی، 23/1177 ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر 10/1177 مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [11] حکم نمبر 10/1177 مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و تعداد نمبر	الديات	حواله
	الباب الثامن فى الديات	
١١٧٧-١٧	وتكلموا فى لحية الكوسج[١] والاصح فى ذلك ما فصله ابو جعفر الهندوانى رح ان كان النابت على ذقنه شعرات معدودة فليس فى حلق ذلك شئ وان كان اكثر من ذلك وكان على الذقن والخد جميعا ولكنه غير متصل ففيه حكومة عدل وان كان متصلا ففيه كمال الدية فان بنت حتى استوى كما كان لا يجب فيه شئ ولكنه يؤدب على ذلك	كذا فى المبسوط
١٨	واذا نبت مكانه ابيض لم يذكر هذا فى ظاهر الرواية وقد ذكر فى غير رواية الاصول وقال على قول ابى حنيفة رح ان كان حرا فلا شئ عليه وان كان عبدا فحكومة عدل وقال ابو يوسف رح ومحمد رح فيهما حكومة عدل	كذا فى المحيط
١٩	والفقيه ابو الليث رح كان يفتى بقولهما رح	كذا فى الخلاصة
٢٠	روى شمس الائمة الحلوانى رح عن ابى يوسف رح ومحمد رح فى هذه المسئلة تقدير حكومة العدل فى الحر انه يقوم ابيض اللحية لو كان عبدا واسود اللحية فيلزمه النقصان الذى بينهما	كذا فى المحيط
٢١	وان حلق لحية انسان فنبت بعضها دون البعض ففيها حكومة عدل	كذا فى فتاوى قاضيخان
٢٢	وفى اجناس الناطفى اذا قطع ضفيرة امرأته او امرأة غيره ينبغى ان لا يجب شئ فى الحال وذكر ابن رستم رح عن محمد رح فيمن قطع قرون امرأة او حلق شعر رأس جارية وذلك ينقصها قال لا شئ عليه الا انه يؤدب	كذا فى الظهيرية
٢٣	واذا جب رجلا حتى سقطت اللحية تجب دية كاملة لاجل اللحية	كذا فى المحيط

[١] كوسج يعنى ٹھوڑی پر بال ہونا اور رخساروں پر بالوں کا نہ ہونا۔ ماخوذ از المنجد ص١١٢٧ اور اس کے متعلق حکم نمبر ٢٧/١١٧٧ ملاحظہ ہو (مترجم) [٢] حکم نمبر ١٠/١١٧٧ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [٣] حکم نمبر ١٩، ٢٠/١١٧٧، ٢/٣ ... ٤٩٧ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ٨ "دا" اور ١٠، حکم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ١٠/١١٧٧ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [٤] حکم نمبر ١٨، ٢٠/١١٧٧ اور ١٠/١١٧٧ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [٥] حکم نمبر ١٨، ١٩/١١٧٧، ٢٤/١١٧٨ اور ١٠/١١٧٧ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [٦] حکم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ١٠/١١٧٧

سلسلہ نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۱۷	فقہاءؒ نے کوسج[۱] (یعنی جس کے رخساروں پر داڑھی کے بال نہ ہوں یعنی کھودا) کی داڑھی (کے حکم) کے متعلق گفتگو کی ہے اور اسمیں زیادہ صحیح وہ حکم ہے جس کے متعلق ابوجعفر الھندوانیؒ نے تفصیل کی ہے کہ (ل) اگر اس کی ٹھوڑی پر اگنے والے (بال) گنتی کے چند بال ہوں تو اس کے مونڈ دینے میں (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے (ب) اور اگر وہ بال زیادہ ہوں اور ٹھوڑی اور رخسار سب پر ہوں لیکن متصل نہ ہوں تو اس (کے مونڈ دینے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا (ج) اور اگر وہ بال (ٹھوڑی اور رخسار پر) متصل ہوں تو اس کے مونڈ دینے میں پوری دیت لازم ہوگی (د) پھر اگر وہ بال اُگ آئے حتیٰ کہ ٹھیک اسی طرح ہوگئے جیسا کہ تھے تو اس میں (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے لیکن مجرم کو ایسا کرنے پر تادیبی سزا دی جائے گی[۲]ھ	مبسوط
۱۸	(ل) اور اگر اس کی جگہ (یعنی مونڈے گئے بالوں کی جگہ کالے بالوں کی بجائے) سفید بال اُگے تو یہ (صورت) ظاہر روایت میں مذکور نہیں ہے اور اصول کی روایت کے علاوہ میں مذکور ہے اور (اس کے حکم کے متعلق) امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب فرمایا کہ اگر وہ (شخص جس کے بال مونڈنے کے بعد کالے بالوں کی بجائے سفید اُگے وہ) آزاد شخص ہو تو ایسا ہونے پر کوئی شئی لازم نہیں ہے اور اگر وہ غلام ہو تو حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ (آزاد ہو یا غلام ہو) دونوں صورتوں میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا[۳]ھ	محیط
۱۹	اور (مذکورہ صورت میں) فقیہ ابواللیثؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے (مذکورہ) قول کے بموجب فتویٰ دیا کرتے تھے[۴]ھ	خلاصہ
۲۰	(مذکورہ صورت میں) شمس الائمہ الحلوانیؒ نے امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے اس مسئلہ میں آزاد آدمی کے متعلق حکومۃ العدل کی مقدار مقرر کرنے کے متعلق یہ روایت کیا ہے کہ وہ آزاد شخص اگر غلام ہوتا تو سفید داڑھی والا ہونے کی صورت میں اس کی قیمت کی جائے گی اور سیاہ داڑھی والا ہونے کی صورت میں اس کی قیمت کی جائے گی اور دونوں قیمتوں میں (یعنی کالی داڑھی والے سے سفید داڑھی والے کی) جتنی کمی ہے وہ اس مجرم پر لازم ہوگی[۵]ھ	محیط
۲۱	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی داڑھی مونڈ دی پھر بعض اُگی اور بعض نہ اُگی تو اس صورت میں حکومۃ العدل کے مطابق ہوگا[۶]	قاضیخان
۲۲	(ل) اجناس الناطفی میں ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی یا کسی غیر کی عورت کی لٹ کاٹ دی تو اس کے متعلق فی الحال (دیت میں سے) کچھ واجب نہ ہونا چاہیے (ب) اور ابن رستمؒ نے امام محمدؒ سے اس شخص کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ جس نے کسی عورت کی چٹیا کاٹ دی (یعنی لٹیں کاٹ دیں) یا کسی باندی کے سر کے بال مونڈ دیئے اور یہ امر اسمیں نقصان دہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر دیت میں سے (فی الحال) کوئی شئی لازم نہیں ہے۔ لیکن اسے تادیبی سزا دی جا سکے گی[۷]ھ	ظہیریہ
۲۳	جب کسی شخص نے کسی آدمی کو مجبوب[۸]ھ کیا (یعنی اسے کاٹا) جس کی وجہ سے اس کی داڑھی کے بال گر گئے تو داڑھی کی وجہ سے اس پر کامل دیت واجب ہوگی[۹]ھ	محیط

مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ھ حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ھ حکم نمبر ۱۴/۱۱۷۷، ۲۳، ۱۴/۱۱۷۸، ۲۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ھ حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فى الديات — الديات	حوالہ
۱۱۷۷-۲۴	ولو حلق الشارب فلم ينبت تجب حكومة عدل	كذا فى فتاوى قاضيخان
۲۵	وهو الاصح	كذا فى محيط السرخسى
۲۶	وفى جنايات الحسن[2] واذا حلق اللحية مع الشارب لا يدخل ضمان الشارب فى ضمان اللحية	كذا فى المحيط
۲۷	وذكر فى الهارونى لو حلق رأس[4] رجل فقال كان اصلع فلم ينبت عليه من الدية بقدر ما زعم الحالق انه كان فى رأسه من الشعر وكذا اللحية لو حلقها وقال كان كوسجا لم يكن فى عارضه شعر وكذلك فى الحاجبين والاشفار كان القول قوله مع يمينه الا ان يقيم المجنى عليه البينة انه كان صحيحا[5]	كذا فى محيط السرخسى
۲۸	وفى الاذنين الشاخصتين فى الخطأ الدية كملا وفى احداهما نصف الدية واذا يبست الاذن او انخسفت ففيها حكومة عدل	كذا فى المحيط
۲۹	واذا ضرب اذن انسان حتى ذهب سمعه تجب الدية وطريق معرفة ذهاب سمعه ان يطلب غفلته فينادى فان اجاب علم ان سمعه لم يذهب	كذا فى الظهيرية
۳۰	وفى العينين اذا فقئتا خطأ كمال الدية وفى احداهما نصف الدية وكذلك اذا لم تنفقئا ولكنهما انخسفتا او ذهب بصرهما وهما قائمتان يجب كمال الدية فيهما ونصف الدية فى احداهما	كذا فى الذخيرة
۳۱	وفى عين الاعور نصف الدية	كذا فى الظهيرية
۳۲	ولو قطع الجفون باهدابها ففيه دية واحدة	كذا فى الهداية

۱؎ حکم نمبر ۲۵/۱۱۷۷ اور ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۷ اور ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۳، ۲۴/۱۱۷۷ اور ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ اصلع یعنی سر کے بال گر جانا۔ الصلعة۔ سر کا گنجا حصہ۔ ماخوذ از المنجد ص۔۔۔ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۷/۱۱۷۷ اور ۱۰/۱۱۷۷ مع حواشی اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۵۲/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ کان میں موجب دیت اور غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۷ کا تیسرا حاشیہ، ۲۸، ۲۹، ۴۴، ۴۳/۱۱۷۷ مع حواشی، ۳۶/۱۱۷۸ اور ان میں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۲۴	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی مونچھیں مونڈ دیں اور پھر وہ نہ اُگیں تو اس میں حکومۃ عدل کے بموجب حکم واجب ہوگا ۱ھ	قاضیخان
۲۵	اور یہ (مذکورہ حکم) ہی زیادہ صحیح ہے ۲ھ	محیط سرخسی
۲۶	جنایات الحسنؒ میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کی داڑھی مونچھوں سمیت مونڈ دی تو داڑھی کی ضمان میں مونچھوں کی ضمان داخل نہ ہوگی ۳ھ	محیط
۲۷	الہارونی میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا سر مونڈ دیا تو یہ کہا کہ وہ اصلع (یعنی وہ گنجا) تھا اور پھر اس آدمی کے سر کے بال نہ اُگے تو (اس صورت میں) سر مونڈنے والے پر دیت میں سے اس قدر لازم ہوگی جو کہ سر مونڈنے والے کے خیال میں ہو کہ اس کے سر میں اتنے بال تھے اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی داڑھی مونڈ دی تو یہ کہا کہ وہ کوسج (یعنی کھودا) تھا اس کے رخسار پر بال نہ تھے اور اسی طرح یہی حکم بھووں اور پلکوں کے کناروں کے متعلق ہے ان صورتوں میں مونڈنے والے کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر قرار پائے گا لیکن اگر وہ آدمی جس پر جرم کیا گیا ہے وہ اس پر گواہی قائم کر دے کہ وہ (مذکورہ عیوب والا نہ تھا اور وہ) صحیح تھا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر مجرم کا قول معتبر نہ ہوگا) ۵ھ	محیط سرخسی
۲۸	اٹھے ہوئے دونوں کانوں کو خطأً (کاٹ دینے) کی صورت میں پوری دیت اور ایک کان میں آدھی دیت لازم ہے اور اگر کان خشک ہوگیا اور دھنس گیا تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا	محیط
۲۹	(ل) جب کسی شخص نے کسی آدمی کے کان کو ضرب لگائی حتیٰ کہ اس کی سماعت جاتی رہی تو اس میں دیت واجب ہوگی (ب) اور سماعت جاتے رہنے کی پہچان کا طریقہ یہ ہے اسکی غفلت (کی حالت) تلاش کر کے پھر اسے آواز دی جائے پس اگر اس نے جواب دیا تو جان لیا جائے گا کہ اس کی قوت سماعت نہیں گئی ۷ھ	ظہیریہ
۳۰	(ل) دونوں آنکھیں جب خطأً مفقوءۃ (یعنی اندھی) کر دی گئیں تو ان میں پوری دیت لازم ہے اور ان میں سے ایک میں آدھی دیت لازم ہے (ب) اسی طرح اگر دونوں آنکھیں مفقوءۃ نہ کی گئیں لیکن وہ دھنسا دی گئیں اور ان کی بینائی جاتی رہی حالانکہ وہ آنکھیں (یعنی ان کے ڈھیلے) قائم ہیں تو ان دونوں میں پوری دیت اور ان میں سے ایک میں نصف دیت واجب ہوگی ۸ھ	ذخیرہ
۳۱	اور الاعور (یعنی کانے آدمی کو اندھا کر دینے) میں نصف دیت ہے ۹ھ	ظہیریہ
۳۲	اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی آنکھوں کے پپوٹے پلکوں کے بالوں سمیت کاٹ دیئے تو اس میں ایک دیت لازم ہوگی ۱۰ھ	ہدایہ

متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۲، ۲۶ ، ۲۶ تا ۲۸/۱۱۷۳ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ھ حکم نمبر ۲۸/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ھ آنکھ میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۳۰ تا ۳۴/۱۱۷۷، ۱۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ، ۳۶، ۳۷/۱۱۷۸ اور اس میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۸ تا ۲۵/۱۱۷۳، ۳۴، ۳۵/۱۱۹۰ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ھ الاعور یعنی کانا۔ ماخوذ از المنجد ص۸۵۳۔ حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۱۰ھ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ اور ۳۰/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۳۳	وفی قطع الجفون التی لا شعور علیها حکومة عدل	کذا فی المحیط
۳۴	وان کان الجانی علی الاهداب واحدا وعلی الجفون واحدا کان علی الذی جنی علی الاهداب تمام الدیة وعلی الذی جنی علی الجفون حکومة عدل	کذا فی المحیط
۳۵	وفی قطع الانف دیة النفس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۶	وکذا اذا قطع المارن وهو ما لان من الانف	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	وان قطع نصف قصبة الانف لا قصاص فیه وفیه دیة النفس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۸	فی المنتقی اذا جنی علیه فصار لا یتنفس من انفه ولکن یتنفس من فیه فعلیه حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
۳۹	وفی شرح الطحاوی اذا قطع المارن ثم الانف فان کان قبل البرء تجب دیة واحدة وان کان بعد البرء تجب الدیة فی المارن وحکومة عدل فی الباقی	کذا فی المحیط
۴۰	وفی الاصل اذا کسر انف انسان ففیه حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
۴۱	ضرب انف رجل فلم یجد شم رائحة طیبة ولا رائحة کریهة ففیه حکومة عدل کذا ذکر فی نوادر ابن رستم عن محمد وذکر فی جنایات ابی سلیمان اذا اقر الضارب بذهاب الشم ففیه الدیة وهو کالسمع هکذا ذکر القدوری وبه یفتی	کذا فی الظهیریة
۴۲	ثم طریق معرفة ذهاب الشم ان یختبر بالروائح الکریهة	کذا فی الظهیریة
۴۳	وفی الشفتین کمال الدیة وفی احداهما نصف الدیة العلیا والسفلی فی ذلک سواء	کذا فی المحیط
۴۴	وفی اذن الصغیر وانفه دیة کاملة	کذا فی السراج الوهاج

۱؎ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ، ۲۴/۱۱۷۸ اور ۳۰/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق ۳۹/۱۱۷۷ اور حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ ناک میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۳۵ تا ۴۲، ۶۳/۱۱۷۷ اور اس میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۴ تا ۶، ۷، ۲۹ تا ۳۵/۱۱۷۳ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں عبارت یوں ہے "وفی قطع الانف من العظم دیة النفس" الخ یعنی ناک کی ہڈی سے کاٹ دینے میں جان کی دیت لازم ہے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۳۵ ۔ (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۳۳	ایسے پپوٹے جن پر بال نہیں ہیں ان کے قطع کرنے میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۱]	محیط
۳۴	اگر پلکوں پر جنایت کرنے والا مجرم ایک شخص ہو اور پپوٹوں پر جنایت کرنے والا مجرم ایک اور شخص ہو تو جس نے پلکوں پر جنایت کی اس پر پوری دیت لازم ہوگی اور جس نے پپوٹوں پر جنایت کی اس پر حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۲][۳]	محیط
۳۵	ناک کاٹ دینے میں جان کی دیت لازم ہے [۴]	قاضیخان
۳۶	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کا المارن (یعنی ناک کا نرمہ خطاً) کاٹ دیا تو اس میں جان کی دیت لازم ہے) اور المارن ناک کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو نرم ہوتا ہے [۵]	قاضیخان
۳۷	اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے ناک کی نرم ہڈی کاٹ دی تو اس میں قصاص لازم نہیں ہے البتہ اس میں جان کی دیت لازم ہے [۶]	قاضیخان
۳۸	المنتقی میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی (کے ناک) پر ایسی جنایت کی کہ وہ مضروب اپنے ناک سے سانس نہیں لے سکتا مگر وہ منہ سے سانس لے سکتا ہے تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۷]	ذخیرہ
۳۹	شرح الطحاوی میں ہے کہ جب کسی شخص نے (خطاً) کسی آدمی کا المارن (یعنی ناک کا نرمہ) کاٹا پھر اس کی ناک کاٹی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (المارن کے زخم) ٹھیک ہونے سے پہلے ایسا کیا تو (مذکورہ دونوں جنایتوں میں) ایک ہی دیت واجب ہوگی اور اگر (المارن کے زخم کے) ٹھیک ہونے کے بعد ایسا کیا تو المارن میں دیت واجب ہوگی اور باقی میں (یعنی مذکورہ دوسری جنایت میں) حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۸]	محیط
۴۰	الاصل میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کی ناک توڑ دی تو اسمیں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۹]	ذخیرہ
۴۱	(ا) کسی شخص نے کسی آدمی کی ناک کو ضرب لگائی تو وہ مضروب خوشبو اور بدبو (کا احساس) نہیں پاتا تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا یونہی نوادر ابن رستم رحمہ اللہ میں امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے (ب) جنایات ابی سلیمان رحمہ اللہ میں ہے کہ جب (ناک کو) ضرب لگانے والے نے اقرار کیا کہ اس (مضروب) کی سونگھنے کی قوت جاتی رہی ہے تو اس میں دیت لازم ہے اور اس کا حکم سماعت (کے جاتے رہنے) کے حکم کی طرح ہے یونہی قدوری میں ذکر کیا ہے اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے [۱۰]	ظہیریہ
۴۲	پھر (واضح ہو کہ) سونگھنے کی قوت جاتے رہنے کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ (بدبودار چیزوں کی) بدبو سے اس کی آزمائش کی جائے [۱۱]	ظہیریہ
۴۳	[۱۲] دونوں ہونٹوں میں پوری دیت لازم ہے اور ان میں سے ایک میں آدھی دیت لازم ہے۔ ہونٹ اوپر کا ہو یا نیچے کا ہو حکم برابر ہے	محیط
۴۴	(نابالغ) چھوٹے (بچہ) کے کان میں اور اس کی ناک میں پوری دیت لازم ہے [۱۳]	سراج وہاج

۳۵/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۳۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۳۵/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸، ۲۴/۱۱۷۷ اور ۳۵/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۴۱/۱۱۷۷ اور ۳۵/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۲] ہونٹوں میں موجب دیت و غیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۴۳، ۶۳/۱۱۷۷ اور اسمیں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۴/۱۱۷۳ مع حواشی اور ۵۷/۱۱۷۷ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۳] حکم نمبر ۲۸، ۳۵/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ/شق نمبر	الديات — الباب الثامن في الديات	حوالہ
۱۱۷۷-۴۵	ويجب في كل سن نصف عشر الدية ويستوي في ذلك الانياب والضواحك والنواجذ والطواحن	هكذا في المبسوط
۴۶	وليس في نفس الآدمي شئ من الاعضاء يزاد أرشه على دية النفس الا الاسنان	كذا في خزانة المفتين
۴۷	حتى لو كانت ثمانيا وعشرين فعليه اربعة عشر الفا وان كانت ثلاثين فخمسة عشر الفا	كذا في الظهيرية
۴۸	وان كانت اثنتين وثلاثين يجب ستة عشر الف درهم وذلك دية وثلاثة اخماس دية يؤدى ذلك في ثلاث سنين في السنة الاولى ستة آلاف درهم وستمائة وستة وستين وثلثين وفي السنة الثانية ستة آلاف درهم وثلثمائة وثلاثة وثلاثين وثلثا وفي الثالثة ثلثة آلاف درهم كذا ذكر على هذا التفسير في المنتقى	كذا في المحيط
۴۹	ومن قلع سن رجل فنبتت مكانها اخرى سقط الأرش هذا عند ابي حنيفة رح وقال ابو يوسف رح ومحمد رح عليه الأرش كملا	كذا في الجوهرة النيرة
	وان نبتت الاخرى سوداء بقى الأرش على حاله	كذا في المحيط
۵۰	ولو قلع سن غيره فردها صاحبها مكانها ونبتت عليها اللحم فعلى القالع كمال الأرش[۶]	كذا في الكافي
۵۱	لو ضرب سن انسان فتحرك فاجل فان اخضر او احمر تجب دية السن خمسمائة وان اصفر اختلف المشائخ رح فيه والصحيح انه لا يجب عليه شئ وان اسود تجب دية السن اذا فاتت منفعة المضغ وان اسود تجب دية السن اذا فاتت منفعة المضغ وان لم تفت الا انه من الاسنان التي ترى حتى فات جماله فكذلك فان لم يكن واحد منهما ففيه روايتان والصحيح انه لا يجب شئ	كذا في فتاوى قاضيخان

۱؎ دانت میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۴۵تا ۵۴، ۶۳، ۶۷/۱۱۷۷ مع حواشی، ۲۷، ۲۹، ۳۷/۱۱۹۰ اور اسمیں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۶، ۳۸ تا ۶۰/۱۱۷۳، ۲۷/۱۱۹۰ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۸، ۲۷/۱۱۷۷ اور ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ قوله فعلى القالع كمال الأرش لعدم عود العروق كما كانت وفي النهاية قال شيخ الاسلام رح ان عادت الى حالتها الاولى في المنفعة والجمال لا شئ عليه كما لو نبتت كذا في الدر المختار اھ مصححه بحراوی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی دانت

دفعات نمبر	آٹھواں باب۔ دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۴۵	(دانت تلف کرنے میں) ہر دانت میں دیت کا بیسواں حصہ[۱] لازم ہے اور اسمیں کاٹنے (میں استعمال ہونے) والے دانت ہنسنے (میں ظاہر ہونے) والے دانت، داڑھیں اور پیسنے والی داڑھیں سب کے متعلق حکم برابر ہے۔	مبسوط
۴۶	آدمی کے بدن میں دانتوں کے سوا اور کوئی عضو ایسا نہیں ہے کہ اس کا ارش، جان کی دیت سے بڑھ جائے[۲]	خزانۃ المفتین
۴۷	حتیٰ کہ اگر دانت اٹھائیس تھے تو (ان کے تلف کرنے) میں چودہ ہزار درہم (بطور ارش) لازم ہوں گے اور اگر (دانت) تیس ہوں تو پندرہ ہزار درہم لازم ہوں گے[۳]	ظہیریہ
۴۸	اور اگر دانت بتیس تھے تو (ان کے تلف کرنے) میں سولہ ہزار درہم بطور دیت لازم ہوں گے اور یہ (مقدار) ایک دیت اور ایک دیت کے تین خمس (یعنی ۳/۵) بنتی ہے اور یہ تین سالوں میں ادا ہوگی پہلے سال میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ اور دو تہائی درہم، دوسرے سال میں چھ ہزار تین سو تینتیس اور ایک تہائی درہم اور تیسرے سال میں تین ہزار درہم لازم ہوں گے۔ المنتقی میں اسی تفسیر کے بموجب ذکر کیا گیا ہے[۴]	محیط
۴۹	(ا) جس شخص نے کسی آدمی کا دانت اکھاڑا پھر اس کی جگہ اور دانت اُگ آیا تو اس کا تاوان ساقط ہوگیا یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس پر (اس دانت کا) پورا تاوان لازم ہے (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دوسرا دانت سیاہ اگا تو اس (اکھاڑے گئے) دانت کا ارش حسب حال (واجب) باقی رہے گا[۵]	جوہرہ نیرہ محیط
۵۰	اگر کسی شخص نے دوسرے کا دانت اکھاڑ دیا پھر دانت والے (مظلوم) نے اس دانت کو اس کی جگہ جما دیا اور اس پر (یعنی اس کے اردگرد) گوشت اُگ آیا تو (اس صورت میں بھی) دانت اکھاڑنے والے شخص پر (اس دانت کا) پورا ارش لازم ہے[۶]	کافی
۵۱	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے دانت کو ضرب لگائی اور وہ ہلنے لگا تو (اس صورت میں) میعاد دی جائے گی پس اگر وہ دانت سبز پڑ گیا یا سرخ ہوگیا تو اس (مجرم) شخص پر دانت کی دیت پانچ سو (درہم) واجب ہوگی اور اگر وہ دانت پیلا پڑ گیا تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس پر (ارش میں سے) کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر وہ دانت سیاہ پڑ گیا تو اس پر دانت کی دیت واجب ہوگی جبکہ اس دانت میں چبانے کی منفعت ضائع ہوگئی اور اگر (اس میں) چبانے کی منفعت ضائع نہ ہوئی لیکن وہ دانت ان دانتوں میں سے تھا جو دکھائی دیا کرتا ہے اور (ایسا ہو جانے سے) اس کا جمال ضائع ہوگیا تب بھی یوں ہی حکم ہے (یعنی اس دانت کی دیت واجب ہوگی) (ب) اور اگر ان (مذکورہ) دونوں امور میں سے کچھ نہ ہوا تو (اس کے حکم کے متعلق) دو روایتیں ہیں اور صحیح حکم یہ ہے کہ اس میں (ارش میں سے) کوئی شئی واجب نہ ہوگی[۸]	قاضیخان

[۶] اکھیڑنے والے مذکورہ شخص پر اس دانت کا پورا اُرش لازم ہوگا اس لئے اس کی رگیں جیسا کہ تھیں اس طرح عود نہیں کرتیں اور نہایہ میں ہے کہ شیخ الاسلامؒ کا قول ہے کہ اگر وہ رگیں منفعت اور جمال میں اپنی پہلی حالت پر عود کر آئیں تو اس پر (اُرش میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی جیسا کہ وہ اگ آئیں تو یہی حکم ہے یونہی درمختار میں ہے بحر رادی (مترجم)

[۷] حکم نمبر ۱۱۷۷/۴۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۱۱۷۷/۴۵ مع حاشیہ نیز ۱۱۷۷/۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثامن فی الدیات — الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۵۲	فان قال الضارب انما اسودت من ضربة حدثت فیما بعد ضربتی وکذبه المضروب فالقول قول المضروب مع یمینه الا ان یقیم الضارب البینة علی ما ادعی	کذا فی المبسوط
۵۳	وفی سن المملوک اذا اصفر تجب حکومة العدل فی قول ابی حنیفةؒ وقال صاحباهؒ فی الاصفرار تجب حکومة العدل حرا کان او مملوکا	کذا فی المحیط
۵۴	واذا ضرب سن رجل فاسود السن بضربة ثم جاء آخر ونزعها فعلی الاول تمام أرشها وعلی الثانی حکومة عدل	کذا فی المحیط
۵۵	وفی اللسان الدیة	کذا فی الکافی
۵۶	وکذا فی قطع بعض اللسان اذا منع الکلام الدیة	کذا فی الکافی
۵۷	ولو قدر علی التکلم ببعض الحروف قیل یقسم علی عدد الحروف وقیل علی عدد حروف تتعلق باللسان وقیل ان قدر علی اداء اکثر الحروف تجب فیه حکومة عدل وان عجز عن اداء الاکثر یجب کل الدیة	کذا فی الکافی
	قالوا والاول اصح	کذا فی المحیط
	والصحیح هو الاول	محیط السرخسی
۵۸	واذا ادعی المجنی علیه ذهاب الکلام یستغفل عنه حتی یسمع کلامه او لا یسمع	کذا فی المحیط
۵۹	وفی لسان الاخرس حکومة عدل	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم ۲۷/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۲؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور حکم نمبر ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور حکم نمبر ۴۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۴؎ زبان میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۵۵ تا ۶۰، ۶۳/۱۱۷۷، ۳۶/۱۱۷۸ (و راس میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۲، ۳، ۷/۱۱۷۳ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۵؎ حکم نمبر ۵۷، ۵۸/۱۱۷۷، ۲۴/۱۱۷۸ اور ۵۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۶؎ در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۸ سے مستفاد ہے کہ حروف یعنی حروف ہجا اٹھائیس ہیں۔ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ (مخارج کے لحاظ سے) زبان سے متعلق حروف سولہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ التاء، الثاء، الجیم، الدال، الذال، الراء، السین، الشین، الصاد، الضاد، الطاء، الظاء، اللام، النون اور الیاء یہ ذیلعی نے کہا ہے اور الجوهرة میں القاف اور الکاف کے اضافہ سے اٹھارہ حروف کا تعلق زبان سے کہا گیا ہے اور لکھا ہے کہ (زبان سے متعلقہ حروف پر دیت تقسیم کرنے کے قول پر) سولہ حروف ہونے کی صورت

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب۔ دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۵۲	اگر (مذکورہ صورت میں اس دانت پر) ضرب لگانے والے نے یہ کہا کہ وہ دانت اس ضرب کی وجہ سے سیاہ ہوا ہے جو میری ضرب کے بعد اس دانت میں (کسی اور کی طرف سے) نئی ضرب لگی ہے اور مضروب نے ضارب کی اس بات کی تکذیب کی تو مضروب کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا لیکن اگر ضارب نے اپنے دعوی پر گواہی قائم کر دی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی) پھر مضروب کا قول قبول نہ ہوگا) ۔[۱]	مبسوط
۵۳	مملوک (یعنی غلام) کا دانت (کسی شخص کے ضرب لگانے سے) جب زرد پڑ گیا تو اس میں امام ابو حنیفہؒ کے ہاں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا اور آپ کے صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ وہ مضروب خواہ آزاد شخص ہو یا غلام ہو اس کا دانت زرد پڑ جانے کی صورت میں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا ۔[۲]	محیط
۵۴	جب کسی شخص نے کسی آدمی کے دانت کو ضرب لگائی تو اس کی وجہ سے مضروب کا دانت سیاہ پڑ گیا پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے (یہ جرم کیا کہ) اس دانت کو اس کی جگہ سے اکھیڑ دیا تو پہلے مجرم پر اس دانت کا پورا اَرش لازم ہوگا اور اس دوسرے پر حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۔[۳]	محیط
۵۵	(صاحب کلام شخص کی پوری) زبان[۴] (کاٹ دینے) میں (پوری) دیت لازم ہے	کافی
۵۶	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم زبان کا بعض حصہ کاٹ دینے کی صورت میں ہے جبکہ وہ کلام کرنے میں مانع ہو ۔[۵]	کافی
۵۷	(ا) اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی زبان کا بعض حصہ کاٹ دینے کی صورت میں) وہ مضروب کلام کرنے میں بعض حروف پر قادر ہو تو (اس کے حکم کے متعلق) (۱) بعض کا قول یہ ہے کہ حروف کی تعداد پر (دیت کی) تقسیم ہوگی (۲) بعض کا قول یہ ہے کہ ان حروف کی تعداد پر (دیت کی) تقسیم ہوگی جن (کے مخارج) کا تعلق زبان سے ہے (۳) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر وہ مضروب اکثر حروف کے ادا کرنے پر قادر ہے تو اس صورت میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا اور اگر وہ اکثر حروف کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو اس صورت میں کل دیت واجب ہوگی۔	کافی
	(ب) (مذکورہ صورت کے متعلق) فقہاءؒ نے کہا ہے کہ (مذکورہ) پہلا حکم (یعنی ۵۷ (۱)/۱۱۷۷) زیادہ صحیح ہے	محیط
	(ج) (مذکورہ صورت میں) صحیح حکم پہلا (یعنی ۵۷ (۱)/۱۱۷۷) ہے ۔[۶]	محیط سرخسی
۵۸	جب اس شخص نے جس پر (مذکورہ) جنایت کی گئی (یعنی جس کی بعض زبان کاٹی گئی) کلام نہ کر سکنے کا دعوی کیا تو اس کی غفلت کے وقت یہ تاک کی جائے کہ اس کا کلام سنا جاتا ہے یا نہیں سنا جاتا ۔[۷]	محیط
۵۹	گونگے شخص کی زبان (کاٹ دینے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۔[۸]	محیط

میں ہر حرف پر دراہم میں سے ۶۲۵ درہم یا دیناروں میں سے ½ ۶۲ دینار اور اٹھارہ حروف ہونے کی صورت میں ہر حرف پر دراہم میں سے ۵۵۵ ۵/۹ درہم یا دیناروں میں سے ۵۵ ۵/۹ دینار لازم ہوتے ہیں۔ نیز بحوالہ المعراج لکھا ہے کہ حلق اور ہونٹوں پر جنایت سے بعض حروف حلقی اور بعض حروف شفوی کا دانہ کر سکے تو اٹھائیس حروف ہجا میں سے ان کے بقدر دیت میں سے لازم ہونا چاہیے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ۵ ص ۴۰۸

[۵] حکم نمبر ۳۶، ۴/۱۱۷۳، حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۴۳، ۵۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۵۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۵۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۶۰	ولو قطع لسان صبی ان استهل تجب حکومة عدل وان تکلم ففیه الدیة	کذا فی شرح الجامع الصغیر للصدر الشهید حسام الدین
۶۱	وفی اللحیتین کمال الدیة وفی احدهما نصفها	کذا فی المحیط
۶۲	فی الیدین اذا قطعتا خطأ کمال الدیة وفی احداهما نصف الدیة ولا یفضل الیمین علی الشمال وان کان الیمین اکثر بطشا من الشمال	کذا فی الذخیرة
۶۳	والاصل فی الاطراف انه اذا فوت جنس المنفعة علی الکمال او ازال جمالا مقصودا فی الآدمی علی الکمال تجب کل الدیة	کذا فی الهدایة
۶۴	وفی ید الخنثی ما فی ید المرأة عند ابی حنیفة رح وعندهما نصف ما فی ید الرجل ونصف ما فی ید المرأة	کذا فی السراج الوهاج
۶۵	وفی کل اصبع من اصابع الیدین او الرجلین عشر الدیة والاصابع کلها سواء	کذا فی الهدایة
۶۶	وفی کل اصبع فیها ثلاث مفاصل ففی احدها ثلث دیة الاصبع وما فیها مفصلان ففی احدهما نصف دیة الاصبع	کذا فی الهدایة
۶۷	وفی الاصبع الزائدة حکومة عدل	کذا فی الجوهرة النیرة
۶۸	وفی الید الشلاء حکومة عدل	کذا فی المحیط
۶۹	واذا قطع الکف مع بعض الاصابع او مع کل الاصابع اجمعوا علی انه لو قطعه والاصابع کلها قائمة فی الکف ان الکف یجعل تابعا للاصابع حتی یجب أرش الاصابع ولا یجب فی الکف شیء واجمعوا علی انه لو کان فی الکف ثلاث اصابع انه یجب أرش الاصابع ثلاثة آلاف درهم او ثلثمائة دینار ولا یجب فی الکف شیء واما اذا کان علی الکف اصبعان او اصبع واحدة او مفصل واحد من اصبع فکذلک الجواب عند ابی حنیفة رح یجعل الکف تبعا والصحیح قول ابی حنیفة رح	کذا فی الذخیرة

۱؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۵۵/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جبڑوں کی ہڈی میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۸۲،۶۳،۶۱/۱۱۷۷ اور ہڈی توڑنے میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۷،۶،۶/۱۱۷۳ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ ہاتھ پاؤں، ان کی انگلیوں، پوروں، ناخن، گٹا اور کلائی کے متعلق موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۶۳ تا ۸۱/۱۱۷۷، ۱۴، ۱۵/۱۱۹۰ اور ان میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۲، ۷، ۶۱ تا ۱۰۷/۱۱۷۳۔

دفعات نمبر	آٹھواں باب - دیتوں کے احکام دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۶۰	اگر کسی شخص نے کسی بچہ کی زبان کاٹ دی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ل) اگر وہ بچہ استہلال کرتا ہے (یعنی اگر اس کی آواز یوں ہے جیسا کہ ولادت کے وقت بچہ آواز کرتا ہے) تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا (ب) اور اگر وہ بچہ کلام کرتا ہے تو اس میں دیت لازم ہوگی [1]	شرح جامع صغیر لحسام الدین رح
۶۱	لحیتین (یعنی داڑھی نکلنے کی جگہ یعنی جبڑوں) میں پوری دیت لازم ہے اور ان میں سے ایک جبڑا میں نصف دیت لازم ہے [2]	محیط
۶۲	دونوں ہاتھ [3] جب وہ خطا کاٹے جائیں تو پوری دیت لازم ہے اور ان میں سے ایک میں نصف دیت لازم ہے اور اس میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر فضیلت نہیں ہے اگرچہ دائیں ہاتھ کی گرفت (کی منفعت) بائیں ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہے	ذخیرہ
۶۳	اور اطراف میں (یعنی اعضا کے تلف کرنے میں) قاعدہ یہ ہے کہ جب جرم کرنے والے نے اس عضو کی جنس منفعت پوری زائل کر دی یا اس کا جو جمال آدمی میں مقصود ہوتا ہے اسے پوری طرح زائل کر دیا تو اس میں پوری دیت واجب ہوگی [4]	ہدایہ
۶۴	خنثی (یعنی ہیجڑا) شخص کے ہاتھ کاٹنے میں امام ابوحنیفہ رح کے ہاں اس قدر دیت لازم ہے جو عورت کے ہاتھ کاٹنے کی صورت میں ہے اور صاحبین رح کے ہاں خنثی کے ہاتھ کاٹنے میں مرد کے ہاتھ کاٹنے کی دیت کا نصف اور عورت کے ہاتھ کاٹنے کی دیت کا نصف لازم ہے [5]	سراج وہاج
۶۵	دونوں ہاتھوں یا دونوں پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دیت کا دسواں حصہ لازم ہے اور (اس حکم میں) سب انگلیاں برابر ہیں [6]	ہدایہ
۶۶	اور ہر وہ انگلی جس میں تین جوڑ ہوتے ہیں اس میں سے ہر جوڑ میں انگلی کی دیت کی تہائی لازم ہے اور ہر وہ انگلی جس میں دو جوڑ ہوتے ہیں (مثلاً انگوٹھا) تو اس میں سے ہر جوڑ میں انگلی کی دیت کا نصف لازم ہے [7]	ہدایہ
۶۷	زائد انگلی (کے کاٹنے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [8]	جوہرہ نیرہ
۶۸	اور ایسا ہاتھ جو شل (یعنی بیکار - فالج زدہ) ہو اس (کے کاٹنے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [9]	محیط
۶۹	جب کسی شخص نے کسی آدمی کی ہتھیلی بعض انگلیوں سمیت یا کل انگلیوں سمیت کاٹ دی تو اس کے حکم کے متعلق (ل) اس پر اجماع ہے کہ اگر اس نے ہتھیلی کو کاٹا اور سب انگلیاں ہتھیلی میں لگی تھیں تو ہتھیلی انگلیوں کی ذیل میں قرار دی جائیگی حتی کہ انگلیوں کا ارش واجب ہوگا اور ہتھیلی میں (دیت میں سے) کوئی شئ واجب نہ ہوگی (ب) اور اس پر (بھی) اجماع ہے کہ اگر اس نے ہتھیلی کو کاٹا اور ہتھیلی میں تین (ہی) انگلیاں تھیں تو ان انگلیوں کا ارش تین ہزار درہم یا تین سو دینار واجب ہوگا اور ہتھیلی میں (دیت میں سے) کوئی شئ واجب نہ ہوگی (ج) اور اگر اس نے ہتھیلی کو کاٹا اور ہتھیلی میں دو انگلیاں یا ایک انگلی تھی یا ایک انگلی کا ایک جوڑ تھا تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ رح کے ہاں یوں ہی حکم ہے ہتھیلی کو ذیل میں ہی قرار دیا جائیگا اور صحیح قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے [10]	ذخیرہ

[1] نیز حکم نمبر ۱/۱۱۹۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] الطَرَفُ - چیز کا ٹکڑا، جسم کے اطراف، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور سر (وغیرہ) ماخوذ از المنجد ص ۴۷۲ حکم نمبر ۶۳/۱۱۷۷ مع حاشیہ نیز ۱۰۶/۱۱۷۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] خنثی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۸۴۷ کا ۱۲، عورت کی دیت کے متعلق حکم نمبر ۸۰۷/۱۱۷۷ اور حکم نمبر ۶۳/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] حکم نمبر ۴، ۶۶/۱۱۷۷ اور حکم نمبر ۶۳/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] حکم نمبر ۶۵/۱۱۷۷ اور ۶۳/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [8] جیسا کہ الجوھرۃ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسمیں آدمی کا اکرام ہے کیونکہ وہ اسکے ہاتھ کی جز ہے البتہ اسمیں نہ منفعت ہے نہ زینت اور زائد دانت کے متعلق بھی یوں ہی حکم ہے۔ ماخوذ از الجوھرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۲۲ اور حکم نمبر ۳۳/۱۱۷۸، ۲۵/۱۱۷۷، ۳۹/۱۱۷۳ اور ۶۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] حکم نمبر ۳۴/۱۱۷۸ اور ۶۳/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [10] حکم نمبر ۱/۱۱۷۷، ۶۵/۱۱۷۷ اور ۶۳/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الدیات الباب الثامن فی الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۷۰	واذا ضرب رجل علی ید رجل فشلت الید فعلیه الدیة کاملة	کذا فی خزانة المفتین
۷۱	وان قطع اصبع رجل من المفصل الاعلی فشل ما بقی من الاصبع او الید کلها لا قصاص علیه فی شیٔ من ذلک وینبغی ان تجب الدیة فی المفصل الاعلی وفیما بقی حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
۷۲	وفی الساعد اذا کسر حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
۷۳	وکذا فی الزند اذا کسر حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
۷۴	وفی الید اذا قطعت من نصف الساعد دیة الید وحکومة عدل فیما بین الکف الی الساعد وان کان الی المرفق کان فی الذراع بعد دیة الید حکومة عدل اکثر من ذلک وهذا قول ابی حنیفة رح	کذا فی المبسوط
۷۵	قال محمد رح فی الجامع رجل قطع یمنی رجلین فقطع احدهما ابهام القاطع وقطع اجنبی آخر الاصابع البواقی ثم ان المقطوعة یده الذی لم یقطع اصلا قطع الکف ولا اصبع فیها ثم اجتمعوا عند القاضی جمیعا فالقاضی یقضی علی القاطع الیدین بدیة ید واحدة وذلک خمسة آلاف درهم بین صاحبی القصاص اخماسا ویغرم الاجنبی لقاطع الیدین اربعة آلاف درهم وان اجتمع المقطوعة ایدیهما علی قطع الکف ثم أخذ دیة الید قسمت بینهما اخماسا ثلاثة اخماسها للذی لم یقطع الابهام وخمساها للذی قطع الابهام وان بدأ الاجنبی فقطع اصبعا من اصابع القاطع ثم قطع احد صاحبی القصاص بعد ذلک اصبعا من اصابع قاطع الیدین ثم عاد الاجنبی فقطع اصبع من اصابع القاطع ثم ان الذی لم یقطع شیأ من اصابع القاطع قطع الکف وعلیه الاصبعان فان القاضی یقضی	

۱ حکم نمبر ۶۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۹۷/۱۱۷۳ کا حاشیہ، ۶۵/۱۱۷۷، ۲۴/۱۱۷۸ اور ۶۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ الساعد یعنی کلائی، بازو ماخوذ از المنجد ص۵۶۴۔ ساعد یعنی آدمی کا بازو، ماخوذ از منتہی الارب ص۱۴۵۸۔ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۶۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ الزند یعنی ہاتھ کا گٹا۔ ماخوذ از المنجد۔ نیز زند کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۷۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۶۲/۱۱۷۷ کا تیسرا حاشیہ

دفعات نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۷۰	جب کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاتھ پر ضرب لگائی جس سے اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا تو اسپر پوری دیت لازم ہے ۱؎	خزانۃ مفتین
۷۱	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی انگلی کو اوپر کے جوڑ سے کاٹ دیا پس اس کی باقی انگلی یا پورا ہاتھ شل (یعنی بیکار) ہو گیا تو اس صورت میں اسپر ان میں سے کسی چیز کا قصاص لازم نہ ہوگا اور اس کی انگلی کے اوپر کے جوڑ میں (اس کی) دیت اور باقی کے لئے حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہونا چاہیے ۲؎	ذخیرہ
۷۲	الساعد (یعنی آدمی کی کلائی یا بازو) کو جب کسی نے توڑ دیا تو اسمیں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۳؎	ذخیرہ
۷۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ الزند (یعنی ہاتھ کے گٹا) کو جب کسی نے توڑ دیا تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۴؎	ذخیرہ
۷۴	جب کسی شخص کا ہاتھ نصف ساعد (یعنی نصف کلائی) سے کاٹا گیا تو اس میں ہاتھ کی دیت اور ہتھیلی سے کلائی کے لئے حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا اور اگر مذکورہ صورت (ہاتھ) کہنی تک کاٹنے کی تھی تو اس ہاتھ کی دیت کے بعد ذراع (یعنی بازو) کے لئے حکومۃ عدل (کی مقدار) اس سے (یعنی پہلی صورت سے) زیادہ ہوگی یہ حکم امام ابو۔ کا قول ہے ۵؎	
۷۵	امام محمدؒ نے الجامع میں کہا ہے کہ (ا) کسی شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دئے پھر ان دونوں (مظلوموں) میں سے ایک نے قاطع (یعنی ہاتھ کاٹنے والے) شخص کا انگوٹھا کاٹ دیا اور ایک اجنبی (یعنی ایک اور) شخص نے قاطع کی باقی چار انگلیاں کاٹ دیں پھر (ان دونوں مظلوموں میں سے) وہ آدمی جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اور اس نے کچھ نہ کاٹا تھا اس نے اس قاطع کی بغیر انگلیوں والی ہتھیلی کاٹ دی پھر وہ سب قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں اکٹھے آئے تو قاضی دونوں ہاتھ کاٹنے والے قاطع پر ایک ہاتھ کی (ایک) دیت کا حکم دے گا اور وہ پانچ ہزار درہم ہیں جو دونوں صاحب قصاص (یعنی ان دونوں مظلوموں) میں پانچ حصے ہو کر تقسیم ہوگی اور وہ اجنبی شخص، دونوں ہاتھ کاٹنے والے اس قاطع شخص کو چار ہزار کا تاوان دے گا۔ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دونوں (مظلوم جنکے ہاتھ کاٹے گئے تھے ان دونوں نے اکٹھے اس قاطع (یعنی انکے ہاتھ کاٹنے والے) کی (بغیر انگلیوں کی) ہتھیلی کاٹی پھر ہاتھ کی دیت لی تو وہ دیت ان دونوں (مظلوموں) کے مابین پانچ حصے ہو کر تقسیم ہوگی تین خمس (یعنی ۳/۵) اس مظلوم کے لئے ہوں گے جس نے قاطع کا انگوٹھا نہیں کاٹا تھا اور دو خمس (یعنی ۲/۵) اس مظلوم کے لئے ہوں گے جس نے قاطع کا انگوٹھا کاٹا تھا (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس اجنبی شخص نے پہل کی اور اس قاطع (یعنی دونوں ہاتھ کاٹنے والے) کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی پھر دونوں صاحبِ قصاص (یعنی ان دونوں مظلوموں) میں سے ایک نے دونوں ہاتھ کاٹنے والے قاطع کی انگلیوں میں سے کوئی ایک انگلی کاٹ دی پھر اس اجنبی شخص نے دوبارہ اس قاطع کی انگلیوں میں سے کوئی انگلی کاٹ دی پھر (ان دونوں مظلوموں میں سے) جس مظلوم نے قاطع کی انگلیوں میں سے کچھ نہ کاٹا تھا اس نے قاطع کی ہتھیلی کاٹ دی اور اس پر (باقیماندہ) دو انگلیاں تھیں تو (اس صورت میں)	

ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۶۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ اور اس کی نظیر کے متعلق ۸۱/۱۱۷۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الديات	حوالہ
	الباب الثامن فى الديات	
١١٧٧-	على القاطع بدية واحدة ربعها للذى قطع الكف وثلاثة ارباعها للذى قطع الاصبع فان اجتمع صاحبا القصاص على قطع الكف مع الاصبعين فالدية المأخوذة تقسم بينهما اثمانا ثلاثة اثمانها لقاطع الاصبع وللآخر خمسة اثمانها	كذا فى المحيط
٧٦	وفى الانملة حكومة عدل	كذا فى خزانة المفتين
٧٧	والظفر اذا نبت كما كان لا شئ فيه كما فى غيره وان لم ينبت ففيه حكومة عدل وان نبت على عيب فحكومة دون الاول	كذا فى خزانة المفتين
٧٨	وفى الرجلين كمال الدية فى الخطأ وفى احداهما نصف الدية	كذا فى المحيط
٧٩	وفى يد الصغير ورجله حكومة اذا لم يمش ولم يقعد ولم يحركهما اما اذا كان يحركهما ففيهما دية كاملة	كذا فى السراج الوهاج
٨٠	وفى قطع الرجل العرجاء حكومة عدل	كذا فى فتاوى قاضيخان
٨١	واذا قطع الرجل خطأ من نصف الساق تجب دية لاجل القدم وحكومة العدل فيما وراء القدم	كذا فى الذخيرة
٨٢	وان كسر فخذه وبرأت واستقامت فلا شئ عليه فى قول ابى حنيفة رح وعليه فى قول ابى يوسف رح حكومة عدل وذكر ابو سليمان رح عن محمد رح فى كتاب الحج قال ابو حنيفة رح من كسر عظما من انسان يدا او رجلا او غير ذلك وبرأ وعاد كهيئته فليس فيه عقل فان كان نقص او عثم ففيه من عقله بحساب ما نقص عثما	كذا فى المحيط

١ حکم نمبر ٦٥/١١٧٧ اور ٦٢/١١٧٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ حکم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ٦٢/١١٧٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ حکم نمبر ٢٤/١١٧١ ، ٢٠ ، ٢٩/١١٧٨ مع حواشی، ٢٤/١١٧٨ اور حکم نمبر ٦٢/١١٧٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤ حکم نمبر ٦٢/١١٧٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥ حکم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ٦٢/١١٧٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ العرجاء یعنی لنگڑا (پاؤں) ماخوذ از المنجد ص ٥٨٩ ـ حکم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ٦٢/١١٧٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٧ حکم نمبر ٧٨/١١٧٧ ، ٢٤/١١٧٨ اور حکم نمبر ٦٢/١١٧٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٨ ران، پسلی، ہنسلی، پستان، سینہ، پیٹھ اور پیٹ میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۷-۷۵	قاضی اس قاطع (یعنی دو ہاتھ کاٹنے والے اس قاطع) پر (ایک ہاتھ کی) ایک دیت کا حکم دے گا اس دیت میں سے ایک چوتھائی (پہلے دونوں مظلوموں میں سے) اس کے لئے ہوگی جس نے (قاطع کی) ہتھیلی کاٹی اور تین چوتھائی (ان دونوں میں سے) اس کے لئے ہوگا جس نے (قاطع) کی انگلی کاٹی (د) اور اگر (اس مذکورہ صورت میں) ان دونوں صاحب تصاص نے (یعنی وہ دونوں مظلوم جن کے ہاتھ کاٹے گئے تھے انہوں نے) اکٹھے اس قاطع (یعنی ان کے ہاتھ کاٹنے والے) کی ہتھیلی ان (باقیماندہ) دونوں انگلیوں سمیت کاٹ دی تو (ان کے ہاتھ کاٹنے والے اس قاطع سے) حاصل کردہ دیت آٹھ حصے ہوکر تقسیم ہوگی اس میں سے تین ثمن (یعنی ۳/۸) اس کے لئے ہوگی جس نے (اس کا ہاتھ کاٹنے والے قاطع کی) انگلی کاٹی تھی اور پانچ ثمن (یعنی ۵/۸) اس دوسرے کے لئے ہوگی (جس نے اس کا ہاتھ کاٹنے والے کی باقیماندہ دو انگلیوں سمیت ہتھیلی کاٹی تھی) ۱ھ	محیط
۷۶	انملۃ (یعنی انگلی کا سرا یعنی پوروا کے کاٹنے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۲ھ	خزانۃ المفتیین
۷۷	ناخن (تلف کرنے میں) جب وہ ایسا اُگ آیا جیسا کہ تھا تو اس میں (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں جیسا غیر ناخن (کے زخم) میں یہی حکم ہے اور اگر وہ ناخن عیب دار اُگا تو اس میں حکومۃ عدل (کی مقدار) پہلی صورت سے کم لازم ہوگی ۳ھ	خزانۃ المفتیین
۷۸	دو پاؤں خطأ (کاٹ دینے) کی صورت میں پوری دیت لازم ہے اور ان میں سے ایک میں نصف دیت لازم ہے ۴ھ	محیط
۷۹	ایسے چھوٹے بچے کے ہاتھ اور پاؤں (کاٹ دینے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا جبکہ وہ چھوٹا بچہ نہ چل سکتا ہو نہ بیٹھ سکتا ہو اور نہ ہاتھ پاؤں کو حرکت دے سکتا ہو اور اگر وہ چھوٹا بچہ ہاتھ پاؤں کو حرکت دے سکتا ہو تو اس کے ہاتھ اور پاؤں میں پوری دیت لازم ہوگی ۵ھ	سراج وہاج
۸۰	ایسا پاؤں جو العرجاء (یعنی لنگڑا) ہو اس کے کاٹ دینے میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا ۶ھ	قاضیخان
۸۱	جب کسی شخص نے کسی آدمی کا پاؤں خطأ نصف پنڈلی سے کاٹ دیا تو اس میں قدم کی وجہ سے دیت اور قدم کے علاوہ کی وجہ سے حکومۃ عدل کے مطابق حکم واجب ہوگا ۷ھ	ذخیرہ
۸۲	(ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا ران توڑ دیا اور پھر وہ ٹھیک ہوگیا اور سیدھا رہا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب اسمیں (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول میں اس پر حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا (ب) ابو سلیمانؒ نے امام محمدؒ سے کتاب الحج میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ جس شخص نے کسی آدمی کی ہڈی توڑ دی ہاتھ کی ہو یا پاؤں کی یا اس کے علاوہ ہو اور وہ ٹھیک ہوگئی اور دوبارہ ایسی ہی ہوگئی جیسا کہ پہلے تھی تو اسمیں (قصاص و) دیت نہیں ہے اور اگر اسمیں نقص آگیا یا کجی آگئی تو اسمیں اس کجی کے نقصان کے حساب سے تاوان لازم ہے	محیط

متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۸۲ تا ۹۵، ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۱۳/۱۱۷۷، ۱، ۲۹، ۳۰/۱۱۷۸ مع حواشی، ۴۰/۱۱۹۰ اور ران میں موجب قصاص وغیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰ اور ۱، ۴، ۶، ۷/۱۱۷۳ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ھ قولہ عثم بالعین المھملۃ ثم الثاء المثلثۃ ای انجبر غیر استواء کمافی القاموس اھ بحراوی۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی عثم کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ٹھیک ہوگئی مگر سیدھی نہ رہی (یعنی اسمیں کجی آگئی) جیسا کہ قاموس میں ہے (مترجم)

دفعات شق نمبر	الدیات الباب الثامن فی الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۸۳	وفی الضلع حکومة عدل	کذا فی الذخیرة
۸۴	وفی الترقوة حکومة	کذا فی الذخیرة
۸۵	وفی ثدی الرجل حکومة وفی حلمتیه حکومة دون الاولی	کذا فی الظهیریة
۸۶	وفی احدی ثدی الرجل نصف ذلك	کذا فی المحیط
۸۷	وفی ثدی المرأة الدیة	کذا فی الظهیریة
۸۸	وکذا فی حلمتی ثدیها وحدهما	کذا فی الظهیریة
۸۹	وفی احدهما نصف الدیة	کذا فی الظهیریة
۹۰	ولم یوجد فی الکتب الظاهرة وجوب القصاص فی ثدی المرأة اذا قطعتا عمدا والصغیرة والکبیرة فی ذلك سواء	کذا فی الظهیریة
۹۱	وفی ثدی الخنثی عند ابی حنیفة رح مافی ثدی المرأة وعندهما رح نصف مافی ثدی الرجل ونصف مافی ثدی المرأة	کذا فی السراج الوهاج
۹۲	وان ضرب علی الظهر ففات منفعة الجماع اوصار احدب تجب دیة النفس	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۳	واذا لم یحدبه ولم یمنعه عن الجماع فان بقی للجراحة اثر ففیه حکومة عدل	کذا فی المحیط
۹۴	وان لم یکن فیه اثر الضرب فلا شئ وقالا اجرة الطبیب	کذا فی خزانة المفتین
۹۵	وصدر المرأة اذا کسر وانقطع الماء ففیه الدیة	کذا فی الذخیرة
۹۶	وفی الذکر کمال الدیة	کذا فی الذخیرة
۹۷	وفی ذکر الخصی حکومة عدل عندنا سواء کان یتحرک اولا یتحرک ویقدر الخصی علی الجماع اولا یقدر	کذا فی الذخیرة
۹۸	وهو الحکم فی ذکر العنین	کذا فی الذخیرة

۱؎ حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۸۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ الترقوہ-یعنی ہنسلی-ماخوذ از المنجد ص۱۲۵ الترقوہ-چنبر گردن-ماخوذ از منتہی الارب ص۷۶۲ اور چنبر یعنی حلقہ گردن کی ہنسلی-ماخوذ از کریم اللغات ص۴۷-حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۸۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۸۶/۱۱۷۷، ۲۴/۱۱۷۸ اور ۸۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۸۵/۱۱۷۷، ۲۴/۱۱۷۸ اور ۸۲/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۸۷ تا ۹۰/۱۱۷۷ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ جیسا کہ درمختار و رد المختار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اس سے دودھ پلانے کی منفعت جاتی رہتی ہے-مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج۵ ص۴۰۹-حکم نمبر ۸۷ تا ۹۰/۱۱۷۷ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۸۷ تا ۹۰/۱۱۷۷ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۸۷ تا ۹۰/۱۱۷۷، ۸۲/۱۱۷۷

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۸۳-۱۱۷۷	پسلی (توڑنے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۱]	ذخیرہ
۸۴	الترقوۃ میں (یعنی ہنسلی توڑنے میں) حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۲]	ذخیرہ
۸۵	مرد کے (دونوں) پستان (کاٹنے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا اور مرد کے پستانوں کے دونوں سروں (کے کاٹنے) میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا جو (مقدار میں) پہلی (صورت کے حکم) سے کم ہوگا [۳]	ظہیریہ
۸۶	مرد کے ایک پستان (کاٹنے) میں اس سے (یعنی مرد کے دونوں پستان کاٹنے میں حکومۃ عدل سے) نصف کا حکم ہوگا [۴]	محیط
۸۷	عورت کے (دونوں) پستان (کاٹنے) میں دیت ہے [۵]	ظہیریہ
۸۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح عورت کے پستانوں کے صرف دونوں سروں (کے کاٹنے) میں یہی حکم ہے (یعنی دیت لازم ہے) [۶]	ظہیریہ
۸۹	اور ان (مذکورہ یعنی عورت کے پستانوں کے سروں) میں سے ایک میں نصف دیت لازم ہے [۷]	ظہیریہ
۹۰	جب عورت کے دونوں پستان عمداً کاٹے گئے تو ان میں قصاص واجب ہونے کے متعلق ظاہر روایت میں حکم نہیں پایا گیا اور اس میں صغیرہ اور کبیرہ (یعنی نابالغہ اور بالغہ) کا حکم برابر ہے [۸]	ظہیریہ
۹۱	خنثیٰ (یعنی ہیجڑہ) کے پستان کاٹنے میں امام ابوحنیفہؒ کے ہاں وہی حکم ہے جو عورت کا پستان کاٹنے میں حکم ہے اور صاحبینؒ کے ہاں اس میں مرد کے پستان کی صورت میں لازم شدہ کا نصف اور عورت کے پستان کی صورت میں لازم شدہ کا نصف لازم ہے [۹]	سراج وہاج
۹۲	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی پیٹھ پر ضرب لگائی تو (اس کی وجہ سے اس سے) جماع کی منفعت جاتی رہی یا وہ کبڑا ہوگیا تو اس میں جان کی دیت واجب ہوگی [۱۰]	قاضیخان
۹۳	اگر (مذکورہ صورت میں) اس ضرب نے اسے کبڑا نہ کیا اور نہ اسے جماع کے لئے مانع ہوئی تو اگر زخم کا اثر باقی رہا تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [۱۱]	محیط
۹۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس مضروب میں اس ضرب کا اثر باقی نہ رہا تو اس میں (قصاص و دیت میں سے) کچھ لازم نہ ہوگا اور صاحبین کا قول ہے کہ (اس پر) طبیب کی اجرت لازم ہوگی [۱۲]	خزانۃ مفتین
۹۵	اگر کسی شخص نے عورت کا سینہ توڑ دیا اور اس سے (منی کا) پانی بند ہوگیا تو اس میں دیت لازم ہے [۱۳]	ذخیرہ
۹۶	ذکر[۱۴] (یعنی مرد کا آلۂ تناسل کاٹنے) میں پوری دیت لازم ہے۔	ذخیرہ
۹۷	خصی آدمی کے ذکر میں (یعنی کاٹ دینے میں) ہمارے ہاں حکومۃ العدل لازم ہوگی خواہ اس خصی آدمی کا ذکر حرکت کرتا تھا یا نہ اور خواہ وہ جماع پر قادر تھا یا نہ (حکم برابر ہے) [۱۵]	ذخیرہ
۹۸	یہی (مذکورہ) حکم عنین (یعنی نامرد) کے ذکر (کاٹ دینے) میں ہے (یعنی اس میں حکومۃ العدل لازم ہے) [۱۶]	ذخیرہ

کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۹] حکم نمبر ۲۲/۲۷۶ کا ۱۲ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۶۳/۱۱۷۷ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۲۴/۱۱۶۸ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۲] حکم نمبر ۴۴/۱۱۷۱، ۲۰، ۲۹/۱۱۷۸ اور ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۷ کے تیسرے حاشیہ میں تادیبی سزا کا ذکر اور حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۳] حکم نمبر ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۱۴] ذکر، خشفہ، خصیتین، سرین، فرج اور دوبر میں موجب دیت وغیر موجب دیت احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، ۹۶ تا ۱۰۵، ۱۰۷ تا ۱۱۸/۱۱۷۷ و ۴۸/۱۱۶۹، ۴۸/۱۱۹۰ اور ان میں موجب قصاص و غیر موجب قصاص احکام کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۶۹، ۸/۱۱۷۰، ۱، ۲، ۷، ۸، ۱۰ تا ۱۱۳/۱۱۷۳ نیز حکم ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۱۵] الخصی یعنی خصیے نکالا ہوا، آختہ ماخوذ از المنجد ص۳۲۸ اور آختہ یعنی خصیوں کے ذریعہ نامرد کیا ہوا۔ ماخوذ از کریم اللغات ص۶۔ حکم نمبر ۲۴/۱۱۶۸ اور حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
[۱۶] حکم نمبر ۲۴/۱۱۶۸ اور ۹۶/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الديات	حوالہ
	الباب الثامن فى الديات	
١٧٧١-٩٩	واما ذكر الشيخ الكبير ان كان لا يقدر على الوطء فالجواب فيه كالجواب فى ذكر الخصى وذكر العنين	كذا فى الذخيرة
١٠٠	واذا قطع الحشفة يجب كمال الدية	كذا فى الظهيرية
١٠١	فان جاء وقطع مابقى من الذكر فان كان قبل تخلل البرء تجب الدية واحدة ويجعل كانه قطع الذكر مرة واحدة وان تخلل بينهما برء يجب كمال الديت فى الحشفه و حكومة العدل فى الباقى	كذا فى الظهيرية
١٠٢	و فى الانثيين كمال الدية	كذا فى المحيط
١٠٣	واذا قطع الذكر والانثيين من الرجل الصحيح خطأ ان بدأ بقطع الذكر ففيه ديتان ولو بدأ بالانثيين ثم بالذكر ففى الانثيين الدية كاملة وفى الذكر حكومة عدل وان قطعهما من جانب الفخذ معا فعليه ديتان	كذا فى الذخيرة
١٠٤	ولو قطع احدى انثييه فانقطع ماؤه ففيه الدية ولا يعلم بذلك الا بان يقر الجانى به	كذا فى خزانة المفتين
١٠٥	وفى الاليتين اذا قطعتا خطأ كمال الدية وفى احداهما نصف الدية	كذا فى المحيط
١٠٦	ولو طعن بطنه برمح فصار بحال لا يستمسك الطعام ففيه الدية	كذا فى الخلاصة
١٠٧	ولو طعن برمح او غيره فى الدبر فلا يستمسك الطعام جوفه فعليه دية كاملة	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٠٨	وكذلك لو ضربه فسلسل بوله ولا يستمسك البول ففيه الدية	كذا فى فتاوى قاضيخان
١٠٩	ولو قطع فرج امرأة وصار بحال لا يستمسك البول ففيه الدية	كذا فى الخلاصة
١١٠	واذا قطع فرج امرأة وصار بحال لا يستطاع وقاعها ففيه الدية	كذا فى خزانة المفتين

١ حكم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ٩٦/١١٧٧ مع حاشيه ملاحظه ہوں (مترجم) ٢ حكم نمبر ٩٦/١١٧٧ كا حاشيه ملاحظه ہو (مترجم) ٣ حكم نمبر ٢٤/١١٧٨ اور ٩٦/١١٧٧ ملاحظه ہول (مترجم) ٤ حكم نمبر ٩٦/١١٧٧ كا حاشيه ملاحظه ہو (مترجم) ٥ حكم نمبر ٣٠/١١٧٨ ، ٩٦/١١٧٧ مع حاشيه ملاحظه ہو (مترجم) ٦ حكم نمبر ٩٦/١١٧٧ كا حاشيه ملاحظه ہو (مترجم) ٧ درمختار میں ہے کہ دونوں سرین جب جڑسے کاٹے توان میں دیت لازم ہے اور جڑسے نہ کاٹے توحکومة عدل کے مطابق

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — دیتوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۹۹-۱۱۷۷	الشیخ الکبیر (یعنی بہت بوڑھے آدمی) کا ذکر (کاٹ دینے) میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ وطی پر قادر نہیں ہے تو اس کے متعلق بھی حکم ہے جو خصی اور نامرد کا ذکر کاٹنے کے متعلق حکم ہے [۱]	ذخیرہ
۱۰۰	جب کسی شخص نے کسی آدمی کا حشفہ (یعنی اس کے ذکر کا سر) کاٹ دیا تو اس میں پوری دیت واجب ہوگی [۲]	ظہیریہ
۱۰۱	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ مجرم (پھر) آیا اور اس نے اس ذکر کا باقیماندہ حصہ کاٹ دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (اس نے حشفہ کے کاٹنے کے زخم کے) ٹھیک ہونے سے پہلے یوں کیا تو ایک ہی دیت واجب ہوگی اور یہ قرار دیا جائیگا کہ اس نے ایکبار میں ہی (پورا) ذکر کاٹا ہے اور اگر (پہلے زخم کے) ٹھیک ہونے کے بعد اس نے یوں کیا تو حشفہ میں پوری دیت واجب ہوگی اور باقی میں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا [۳]	ظہیریہ
۱۰۲	انثیین (یعنی دونوں خصیوں) کے کاٹ دینے میں پوری دیت لازم ہے [۴]	محیط
۱۰۳	جب کسی شخص نے خطاً کسی صحیح سالم مرد کا ذکر اور خصیے کاٹ دیئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس نے پہلے ذکر کاٹا (پھر خصیے کاٹے) تو اس میں دو دیتیں لازم ہوں گی (ب) اور اگر اس نے پہلے خصیے کاٹے پھر ذکر کاٹا تو خصیوں میں پوری دیت اور ذکر میں حکومۃ عدل لازم ہوگی (ج) اور اگر اس نے ان دونوں کو اکٹھے، ران کی جانب سے کاٹا تو اس میں دو دیتیں لازم ہوں گی [۵]	ذخیرہ
۱۰۴	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کا ایک خصیہ کاٹا تو (اس سے) اس کی (منی کا) پانی بند ہوگیا تو اس میں دیت لازم ہے اور یہ (مذکورہ) امر تب جانا جائے گا کہ مجرم اس کا اقرار کرے [۶]	خزانۃ المفتین
۱۰۵	دونوں سرین (یعنی چوتڑ) جب خطاً کاٹے گئے تو ان میں پوری دیت لازم ہے اور ان میں سے ایک میں آدھی دیت لازم ہے [۷]	محیط
۱۰۶	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے پیٹ میں (مثلاً) نیزہ مارا تو مضروب کی حالت یوں ہوگئی کہ اس (کے پیٹ) میں خوراک نہیں ٹھہرتی تو اس میں دیت لازم ہے [۸]	خلاصہ
۱۰۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے دبر (یعنی پاخانہ کی جگہ) میں نیزہ (وغیرہ) مارا جس سے اس کے پیٹ میں خوراک نہیں ٹھہرتی تو اس پر پوری دیت لازم ہے [۹]	قاضیخان
۱۰۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو ضرب لگائی جس سے اس کا پیشاب جاری رہتا ہے اور وہ پیشاب کو روک نہیں سکتا تو اس میں (بھی پوری) دیت لازم ہے [۱۰]	قاضیخان
۱۰۹	اگر کسی شخص نے کسی عورت کی فرج کاٹ دی اور اس کی حالت یوں ہوگئی کہ وہ پیشاب کو روک نہیں سکتی تو اس میں دیت لازم ہے [۱۱]	خلاصہ
۱۱۰	جب کسی شخص نے کسی عورت کی فرج کاٹ دی اور وہ ایسی ہوگئی کہ اس سے جماع نہیں کیا جاسکتا تو اس میں دیت لازم ہے [۱۲]	خزانۃ المفتین

حکم ہوگا مفہوم ماخوذ از درمختار مع ردالمحتارج ۵ ص ۴۰۹ - حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ اور ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۸۲/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۹] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۱] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۲] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الدیات الباب الثامن فی الدیات	حوالہ
۱۱۷۷-۱۱۱	واذا ضربت امرأة فصارت مستحاضة ینتظر حولا فان برئت والا یقضی بالدیة	کذا فی المحیط فی المتفرقات
۱۱۲	وفی مسئلة سلس البول یجب ان ینتظر حولا ایضا بخلاف مسئلة الطعن فی البطن	کذا فی المحیط فی المتفرقات
۱۱۳	وان افضی امرأة فلا تستمسك البول ففیها الدیة وان كانت تستمسك فهی جائفة یجب فیها ثلث الدیة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱۴	رجل جامع صغیرة لا یجامع مثلها فماتت ان كانت اجنبیة تجب الدیة علی العاقلة وان كانت منكوحته فالدیة علی العاقلة والمهر علی الزوج	کذا فی الخلاصة
۱۱۵	عن ابن رستم رحمہ اللہ عن محمد رحمہ اللہ رجل جامع امرأته ومثلها یجامع فماتت من ذلك فلا شئ علیه وقال ابو یوسف رحمہ اللہ اذا جامع امرأته فذهبت منها عینان او افضاها او ماتت فهو ضامن قال محمد رحمہ اللہ یضمن فی هذا كله الا الافضاء والقتل من الجماع قال وهو قول ابی حنیفة رحمہ اللہ فیما حكاه هشام رحمہ اللہ عن محمد رحمہ اللہ انه قال ایضا هو قول ابی یوسف رحمہ اللہ	کذا فی الذخیرة
۱۱۶	عن الفقیه ابی نصر الدبوسی رحمہ اللہ اذا دفع اجنبیة فسقطت وذهبت عذرتها فعلی الدافع مهر مثلها والتعزیر وعن ابی حفص رحمہ اللہ ان علیه الصداق فی ماله	کذا فی الظهیریة
۱۱۷	ولو دفع امرأته ولم یدخل بها فذهبت عذرتها ثم طلقها فعلیه نصف المهر	کذا فی المحیط
۱۱۸	ولو دفع امرأة الغیر فذهبت عذرتها ثم تزوجها ودخل بها وجب لها مهران	کذا فی المحیط

[1] استحاضہ کے متعلق حکم نمبر ۸۰ نیز حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۸۲/۱۱۷۷، ۹۶/۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۸۲/۱۱۷۷، ۳۰،۲۹،۱/۱۱۷۸ مع حواشی، ۸۵/۴۶۳ اور ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۸۵/۴۶۳ اور ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۹۶/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] دیت کی مزید جزئیات کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۷۷

حوالہ	دیتوں کے احکام کا بیان — آٹھواں باب، دیتوں کے احکام	دفعات شق نمبر
محیط	جب کسی عورت کو ضرب لگائی گئی تو (اس سے) وہ مستحاضہ ہوگئی تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا پس اگر وہ ٹھیک ہوگئی تو فبہا ورنہ اس ضرب لگانے والے پر دیت کا حکم دیا جائے گا ؎۱	۱۱۷۷ - ۱۱۱
محیط	جس (مذکورہ) صورت میں (کسی ضرب کی وجہ سے مضروب) پیشاب نہیں روک سکتا اس میں بھی (اس کے ٹھیک ہونے کے لئے) ایک سال کا انتظار کرنا واجب ہوگا لیکن پیٹ میں نیزہ مارنے کی (مذکورہ) صورت میں یہ حکم نہیں ہے ؎۲	۱۱۲
قاضیخان	کسی شخص نے کسی عورت کو افضاء کر دیا (یعنی اس کے پیشاب اور پاخانہ کا راستہ ایک کر دیا (اس سے) وہ پیشاب نہیں روک سکتی تو یہ جائفہ (زخم) قرار پائے گا اس میں تہائی دیت واجب ہوگی ؎۳	۱۱۳
خلاصہ	کسی آدمی نے ایسی چھوٹی (یعنی نابالغہ) لڑکی سے جماع کیا کہ اس جیسی سے جماع نہیں کیا جاتا پس اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (د) اگر وہ اجنبیہ تھی (یعنی اس کی منکوحہ نہ تھی) تو اس (زانی) کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی (ب) اور اگر وہ اس کی منکوحہ تھی تو اس مجرم کی عاقلہ پر دیت اور خاوند پر مہر لازم ہوگا ؎۴	۱۱۴
ذخیرہ	ابن رستمؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا کہ کسی آدمی نے اپنی بیوی سے جماع کیا اور اس جیسی سے جماع کیا جا سکتا ہے تو اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس خاوند پر (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ جب کسی آدمی نے اپنی بیوی سے جماع کیا اور اس سے اس کی آنکھ (کی بینائی) جاتی رہی یا اسے افضاء کر دیا (یعنی اس کے پیشاب پاخانہ کا راستہ ایک کر دیا) یا اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا۔ امام محمدؒ کا قول ہے کہ وہ ان (مذکورہ) سب صورتوں میں ضامن ہوگا لیکن افضاء میں اور جماع سے موت واقع ہونے کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے آپ نے کہا کہ یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے اور ہشامؒ نے جو امام محمدؒ سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کا قول بھی یہی ہے ؎۵	۱۱۵
ظہیریہ	فقیہ ابو نصر الدبوسیؒ سے مروی ہے کہ جب کسی شخص نے کسی اجنبیہ کو دھکا دیا پس وہ گر پڑی اور (اس سے) اس کی بکارت جاتی رہی تو دھکا دینے والے پر اس عورت کا مہر مثل اور تعزیری سزا لازم ہے اور ابو حفصؒ کا قول ہے کہ اس پر اس کے مال میں سے مہر لازم ہوگا ؎۶	۱۱۶
محیط	اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو دھکا دیا اور اس نے (ابھی) اس سے دخول نہ کیا تھا تو (اس دھکا کی وجہ سے) اس کی بکارت جاتی رہی پھر اس نے اسے طلاق دے دی تو اس خاوند پر نصف مہر لازم ہے ؎۷	۱۱۷
محیط	اگر کسی شخص نے غیر کی بیوی کو دھکا دیا اور اس سے اس کی بکارت جاتی رہی پھر دھکا دینے والے نے اس سے نکاح کیا اور دخول کیا تو (اس پر) اس عورت کے لئے دو مہر لازم ہوں گے ؎۸ ؎۹	۱۱۸

کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — فصل ، فی الشجاج	حوالہ
	فصل فی الشجاج دفعات ۱۱۷۸ تا ۱۱۷۸ عنوان ۱ تعداد شق ۳۹	
۱۱۷۸ —	**الشجاج** تعداد شق ۳۹	
۱	موضع الشجة الرأس والوجه الى الذقن وتحت الذقن ليس موضع الشجة	كذا فی خزانة المفتين
۲	واللحيان من الوجه عندنا	هكذا فی الهداية
۳	(الشجاج عشرة) الحارصة وهی التی تحرص الجلد ای تخدشه ولا تخرج الدم	كذا فی الهداية
۴	والدامعة وهی التی تظهر الدم ولا تسيله كالدمع فی العين	كذا فی الهداية
۵	والدامية وهی التی تسيل الدم	كذا فی الهداية
۶	والباضعة وهی التی تبضع الجلد ای تقطعه	كذا فی الهداية
۷	والمتلاحمة وهی التی تأخذ فی اللحم	كذا فی الهداية
۸	والسمحاق وهی التی تصل الى السمحاق وهی جلدة رقيقة بين اللحم وعظم الرأس	كذا فی الهداية
۹	والموضحة وهی التی توضح العظم ای تبينه	كذا فی الهداية
۱۰	والهاشمة وهی التی تكسر العظم	كذا فی الهداية
۱۱	والمنقلة وهی التی تنقل العظم بعد الكسر ای تحوله	كذا فی الهداية
۱۲	والآمة وهی التی تصل الى ام الرأس وهو الذی فيه الدماغ	كذا فی الهداية
۱۳	ثم الجائفة التی تخرق الجلد وتصل الى الدماغ ولم يذكر محمد رحمه الله لان الانسان لا يعيش معها	كذا فی محيط السرخسی
۱۴	والقصاص فی غير الموضحة وهذا رواية الحسن رحمه الله عن ابی حنيفة رحمه الله وفی ظاهر الرواية يجب القصاص فيما دون الموضحة ذكره محمد رحمه الله فی الاصل وهو الاصح	كذا فی التبيين

ے جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ سر اور چہرے کے علاوہ میں زخم کو جراحت کہتے ہیں اور لکھا ہے کہ جراحت میں مقررہ تاوان کی بجائے حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوتا ہے پس اگر مثلاً پنڈلی یا ہاتھ میں موضحہ قسم کا زخم کیا گیا تو اسمیں مقررہ ارش واجب نہیں اسلئے کہ وہ جراحت ہے موضحہ نہیں ہے اور جراحات میں جائفہ قسم کے زخم کے سوا کسی میں معلوم ارش نہیں ہے جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور لکھا ہے کہ شجہ کے اقسام میں بھی موضحہ، ہاشمہ منقلہ اور آمہ زخموں کے سوا باقی میں مقررہ ارش نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۱ شجہ زخموں کی قسموں اور تعریفوں کے متعلق حکم ۱ تا ۱۳، ۲۵، ۳۰/۱۱۷۸ اور ان کے احکام کے متعلق ۱۲، ۲۰ تا ۲۳، ۲۷، ۲۸، ۳۱ تا ۳۹/۱۱۷۸ اور جراحات کے متعلق ۱ تا ۲۹/۱۱۷۸ اور حکومۃ العدل کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۳۹ تا ۴۲/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ے التحریر المختار لرد المحتار میں ہے کہ لحیان (یعنی جبڑوں) سے مراد ہمارے ہاں وہ ہڈی ہے جو ذقن (یعنی ٹھوڑی) کے نیچے ہوتی ہے اور ذقن نچلے دانتوں کے اگنے کی جگہ کو کہتے ہیں مفہوم ماخوذ از التحریر المختار لرد المحتار للعلامۃ الشیخ عبد القادر الرافعی الفاروقی ج ۲ ص ۱۳۱ مطبوعہ مطبع الماجدیہ کوئٹہ حکم نمبر ۵/۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے شجہ زخموں کی ان دس قسموں کے متعلق حکم نمبر ۳ تا ۱۲/۱۲۰۳ اور ان کے (باقی صفحہ ۱۷۷ پر)

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — فصل، سر (وغیرہ) میں زخموں کے احکام کا بیان	حوالہ
	فصل، سر (وغیرہ) میں زخموں کے احکام	
	دفعات ۱۱۷۸ تا ۱۱۷۸ عنوان ۱ تعداد شق ۳۹	
۱۱۷۸ -	**سر (وغیرہ) میں زخموں کی قسمیں اور احکام** اور اسمیں ۳۹ شقیں ہیں	
۱	شجہ زخم کی جگہ، سر اور چہرہ ٹھوڑی تک ہے اور ٹھوڑی سے نیچے (کی جگہ) شجہ زخم کی جگہ نہیں ہے [1]	خزانۃ المفتین
۲	دونوں جبڑے ہمارے ہاں چہرے میں داخل ہیں [2]	ہدایہ
۳	شجہ زخموں کی تعداد دس ہے [3] (۱) الحارصۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو جلد کو حرص کرے یعنی جلد کو چھیل دے اور (اسمیں) خون نہ نکلے	ہدایہ
۴	(۲) الدامعۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جس میں خون ظاہر ہو جائے اور اس سے بہے نہیں جیساکہ آنکھ میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں	ہدایہ
۵	(۳) الدامیہ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جس میں خون بہہ نکلے	ہدایہ
۶	(۴) الباضعۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو جلد کو بضع کردے یعنی اسے کاٹ دے	ہدایہ
۷	(۵) المتلاحمۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو گوشت میں پہنچ جائے	ہدایہ
۸	(۶) السمحاق، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو سمحاق تک پہنچ جائے اور سمحاق ایسی باریک جھلی ہے جو کہ گوشت اور ہڈی کے مابین ہوتی ہے	ہدایہ
۹	(۷) الموضحۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو ہڈی کو واضح کردے یعنی (ہڈی اور گوشت میں) ملاپ ختم کردے	ہدایہ
۱۰	(۸) الھاشمۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو ہڈی کو توڑ دے	ہدایہ
۱۱	(۹) المنقلۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو ہڈی کو توڑنے کے بعد دوسری طرف منتقل کردے یعنی اسے (اپنی) جگہ سے دوسری جگہ کردے	ہدایہ
۱۲	(۱۰) الآمۃ، اور وہ ایسا شجہ زخم ہے جو ام الرأس تک پہنچ جائے اور ام الرأس وہ جھلی ہے جس میں دماغ ہوتا ہے [4]	ہدایہ
۱۳	پھر الجائفۃ، وہ شجہ زخم جو اس جلد کو پھاڑ کر دماغ تک جا پہنچے اور (اسے) امام محمدؒ نے ذکر نہیں کیا اس لئے کہ انسان ایسے زخم سے (بالعموم) زندہ نہیں رہ سکتا [5]	محیط سرخسی
۱۴	(ا) شجہ موضحہ (یعنی مذکورہ ۹/۱۱۷۸) کے سوا (مذکورہ زخموں میں سے) کسی زخم میں قصاص نہیں ہے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ سے حسن کی روایت کے بموجب ہے (ب) اور ظاہر روایت میں (مذکورہ زخموں میں سے) موضحہ زخم سے والے زخموں میں (یعنی حکم نمبر ۳ تا ۸/۱۱۷۸ میں مذکورہ زخموں میں) قصاص واجب ہوتا ہے یہ حکم امام محمدؒ نے الاصل میں ذکر کیا ہے اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے [6]	تبیین

[1] احکام کے متعلق ۲۴ تا ۴۷/۱۱۷۸ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱۳/۱۱۷۸ اور ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] در مختار میں ہے کہ آمہ زخم وہ ہے جو ام الدماغ تک پہنچے اور ام الدماغ وہ جھلی جسمیں دماغ ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۱۲ (مترجم)، [5] قولہ لم یذکرھا محمدؒ الخ ذکذ المرید کر الحارصۃ لانھا لا یبقی لھا اثر فی الغالب وما لا اثر لھا لاحکم لھا فکان علیھم ان لا ینکرھا لکنھم تأسوا بما فی غالب الکتب اھ بحر اوی ۔عرب حاشیہ فتاوی ہذا ۔یعنی امام محمدؒ نے الحارصہ زخم کا ذکر بھی نہیں کیا اسلئے کہ بالعموم اسکا اثر باقی نہیں رہتا اور جس زخم کا اثر باقی نہ رہے اسکے لئے (ارش کا کوئی خاص) حکم نہیں پس فقہا کو اسے ذکر ہی نہ کرنا چاہیے تھا لیکن انہوں نے اسی بنیاد پر کہا جو عام کتب میں ہے۔ اھ ۔نیز رد المحتار میں ج ۵ ص ۴۱۲ میں بھی یوں ہی مذکور ہے۔ حکم نمبر ۳/۱۱۷۸، ۴۴/۱۱۷۱ مع حواشی ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] اور در مختار میں ہے کہ اسکے بعد الشجۃ الدامغۃ زخم ہے اور ایسا شجہ زخم ہے جو دماغ باہر ہو جاتا ہے امام محمدؒ نے اسکا ذکر بھی نہیں کیا کہ اس زخم کے بعد عادۃً آدمی کی موت واقع ہو جاتی ہے لہذا وہ زخم نہیں قتل ہے پس از روئے استقراء حسب آثار شجہ زخموں کی قسمیں دس سے متجاوز نہیں۔ ماخوذ از در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۱۲ ...

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — فصل، فی الشجاج	حوالـــہ
۱۱۷۸-۱۵	وبہ أخذ عامة المشائخ رح	کذا فی المحیط
۱۶	وفی الموضحة القصاص ان کان عمداً	کذا فی التبیین
۱۷	ومافوقہا من الشجاج لاقصاص فیہ بالاجماع وان کان عمداً کالهاشمة والمنقلة	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۸	وکل ماذکر من الشجاج انہ لایجب القصاص فحکمہا عمداً وحکم الخطأ سواء فیجب فیہا اذا کانت عمداً مایجب فیہا اذا کانت خطأً	کذا فی المحیط
۱۹	وفی الموضحة ان کانت خطأً نصف عشر الدیة وفی الهاشمة عشر الدیة وفی المنقلة عشر الدیة ونصف عشر الدیة وفی الآمة ثلث الدیة وفی الجائفة ثلث الدیة فان نفذت فهما جائفتان ففیهما ثلثا الدیة	کذا فی الهدایة
۲۰	وفی هذا کلہ اذا ابرأ ولم یبق لہا اثر لایجب شئ الاعند محمد رح فانہ قال یجب مقدار ماانفق الی ان یبرأ هکذا ذکر شیخ الاسلام رح	کذا فی الذخیرة
۲۱	شج رجلا منقلة فبرأت وبقی شئ من الاثر بعد البرء وان قل فعلیہ أرش المنقلة لان الأرش اذا وجب لایسقط الا اذا ازال وجوبہ من کل وجہ	هکذا فی المحیط
۲۲	وبہ یفتی	کذا فی الظهیریة
۲۳	وفیما قبل الموضحة الشجاج الست اذا کانت خطأً حکومة العدل	هکذا فی المحیط
۲۴	واختلفوا فی تفسیر حکومة العدل فقال الطحاوی رح السبیل فی ذلک ان یقوم لوکان مملوکا بدون هذا الاثر ویقوم مع هذا الاثر ثم ینظر الی تفاوت ما بین القیمتین فان کان نصف عشر القیمة یجب نصف عشر الدیة وان کان بقدر ربع العشر یجب ربع عشر الدیة وعلیہ الفتوی	کذا فی الکافی

۱ حکم نمبر ۳۱، ۳۲/۱۱۷۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱۴، ۱۹/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱، ۹ تا ۱۳، ۲۷، ۲۸/۱۱۷۸ مع حواشی اور ۶۳/۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۴۴/۱۱۷۱، ۲۱، ۲۹/۱۱۷۸ مع حواشی نیز ۱۰/۱۱۷۷ کے تیسرے حاشیہ میں تادیبی سزا کا ذکر اور حکم نمبر ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۴۴/۱۱۷۱، ۲۰، ۲۲، ۲۹/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ ان چھ قسموں کے زخموں کے متعلق ۳ تا ۸/۱۱۷۸ ملاحظہ ہو اور ان میں عمداً کی صورت میں علی الاصح قصاص لازم ہونے کے متعلق ۱۴، ۱۵/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۲۳/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — فصل سر (وغیرہ) میں زخموں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۸-۱۵	اور عامۃ المشائخ نے اسی (مذکورہ حکم نمبر ۱۴ب/۱۱۷۸) حکم کو اختیار کیا ہے	محیط
۱۶	اور شجہ موضحہ زخم میں (یعنی مذکورہ ۹/۱۱۷۸ میں) قصاص (تب) لازم ہوتا ہے کہ اگر وہ زخم عمداً لگایا گیا ہو ؎۱	تبیین
۱۷	شجہ موضحہ زخم سے اوپر کے مذکورہ زخموں میں (یعنی مذکورہ ۱۰ تا ۱۳/۱۱۷۸ میں) بالاجماع قصاص لازم نہیں ہے اگرچہ وہ زخم عمداً ہو مثلاً ہاشمہ اور منقلہ (وغیرہ)	جوہرہ نیرہ
۱۸	شجہ زخموں میں وہ سب جن کے متعلق مذکور ہے کہ ان میں قصاص واجب نہیں ہوتا (یعنی مذکورہ حکم نمبر ۳ تا ۸، ۱۰ تا ۱۴/۱۱۷۸) تو وہ زخم عمداً ہو یا خطأً ہو دونوں کا حکم برابر ہے پس ان میں عمداً کی صورت میں وہی کچھ واجب ہوتا ہے جو خطأً کی صورت میں واجب ہوتا ہے ؎۲	محیط
۱۹	(ا) شجہ موضحہ زخم اگر خطأً ہو تو اسمیں (جان کی) دیت کے دسویں حصہ کا نصف (یعنی ۱/۲۰) حصہ لازم ہے (ب) شجہ ہاشمہ زخم میں دیت کا دسواں حصہ (ج) شجہ منقلہ زخم میں دیت کا دسواں حصہ اور دسویں حصہ کا نصف (یعنی ۳/۲۰) حصہ (د) شجہ آمہ زخم میں تہائی دیت (س) اور شجہ جائفہ زخم میں تہائی دیت لازم ہے (س) اور اگر وہ شجہ جائفہ زخم پار ہو جائے تو وہ دو جائفہ زخم قرار پائیں گے پس (اس صورت میں) ان میں دو تہائی دیت لازم ہوگی ؎۳	ہدایہ
۲۰	اور ان (مذکورہ ۱ تا ۱۹/۱۱۷۸) سب زخموں میں جب وہ زخمی ٹھیک ہو گیا اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا تو اسمیں (دیت میں سے) کوئی شئی واجب نہ ہوگی لیکن امام محمدؒ کے ہاں یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ ان کا قول یہ ہے کہ (اس صورت میں) وہ (مقدار) واجب ہوگی جو زخمی نے ٹھیک ہونے تک خرچ کیا یونہی شیخ الاسلامؒ نے ذکر کیا ہے ؎۴	ذخیرہ
۲۱	کسی شخص نے کسی آدمی کو منقلہ زخم لگایا پھر وہ ٹھیک ہو گیا لیکن ٹھیک ہونے کے بعد تھوڑا اثر باقی رہا اگرچہ وہ قلیل ہی ہے پس اس پر منقلہ زخم کا اُرش لازم ہے اس لئے کہ اُرش جب واجب ہو جائے تو تب ہی ساقط ہوتا ہے جبکہ ہر لحاظ سے اسکا (سبب) وجوب زائل ہو جائے ؎۵	محیط
۲۲	اور اسی (مذکور یعنی ۲۱/۱۱۷۸) پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔	ظہیریہ
۲۳	اور (مذکورہ دس قسم کے شجہ زخموں میں سے) شجہ موضحہ سے پہلے جو چھ قسم کے شجہ زخم مذکور ہیں جب وہ خطأً لگائے گئے ہوں تو ان میں حکومۃ العدل کے مطابق حکم ہوگا ؎۶	محیط
۲۴	حکومۃ العدل کی تشریح کے متعلق اہل علم کے اقوال مختلف ہیں امام طحاویؒ کا قول ہے کہ اسمیں طریقہ یہ ہے کہ اس (مظلوم) کو مملوک تصور کرکے اسکی وہ قیمت (اندازہ) کی جائے جو اس (زخم کے) اثر کے بغیر ہو اور اسکی وہ قیمت (اندازہ) کی جائے جو اس اثر کے ساتھ ہو پھر دونوں قیمتوں میں فرق کو دیکھا جائے اگر وہ فرق اس کی پوری قیمت کا بیسواں حصہ ہو تو حکومۃ العدل میں) دیت کا بیسواں حصہ واجب ہوگا اور اگر وہ فرق چالیسواں حصہ ہو تو دیت کا چالیسواں حصہ واجب ہوگا اور اسی حکم پر فتویٰ ہے ؎۷	کافی

؎۶ حکومۃ العدل لازم ہونے کے احکام کے متعلق مثلاً حکم نمبر ۴۴/۱۱۷۱، ۲۹/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — فصل، فی الشجاج	حوالہ
۱۱۷۸-۲۵	ولا تکون الآمة الا فی الرأس او فی الوجه فی الموضع الذی تخلص[1] منه الی الدماغ	کذا فی المحیط
۲۶	رجل طعن رجلا فی اذنه فخرج من الاخری قال محمدؒ فیه حکومة العدل	کذا فی محیط السرخسی
۲۷	وان طعن فی فیه فخرج من دماغه حتی نفذت من الفم الی الدماغ قال محمدؒ فیه حکومة عدل ومن الدماغ اذا نفذت الی الفرق ففیه ثلث الدیة	کذا فی محیط السرخسی
۲۸	ولو رمی الزج او السهم فی عینه وانفذها فی قفاه ففی عینه نصف الدیة وفی الباقی حکومة عدل وان اصاب الدماغ ونفذت فعلیه فی العین نصف الدیة ومنها الی ان اتصل الدماغ حکومة عدل وفی الدماغ حتی نفذت الی الفرق ثلث الدیة	کذا فی محیط السرخسی
۲۹	والجراحات التی فی غیر الرأس والوجه ففیها حکومة اذا اوضحت العظم او کسرته اذا بقی لها اثر وان لم یبق للجراحة اثر فعند ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ لا شئ علیه وعند محمدؒ انه یلزمه قیمة ما انفق علیه الی ان یبرأ	کذا فی محیط السرخسی
۳۰	والجائفة ما یصل الی الجوف من البطن او الظهر او الصدر وما یتوصل من الرقبة الی الموضع الذی اذا وصل الیه الشراب کان مفطرا فذلک کله جائفة وما فوق ذلک فلیس بجائفة ولا یکون فی الیدین والرجلین والفخذ والفم والرأس جائفة وان کانت الجراحة بین الانثیین والذکر حتی تصل الی الجوف فهی جائفة	کذا فی السراج الوهاج
۳۱	وقصاص الشجة یستوفی علی مساحة الشجه فی طولها وعرضها فاذا کانت فی مقدم الرأس او فی مؤخره او وسطه او جنبیه فعلی مثل ذلک فی الشاج فی ذلک الموضع بالرأس	کذا فی الذخیرة والمحیط

[1] تخلص من کذا الی کذا یعنی منتقل ہوا۔ ماخوذ از المنجد ص۳۲۲ (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۷،۲۴/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۹،۲۴/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۳۹/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۹،۲۴/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۳۹/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] الزج۔ یعنی تیر کے پچھلے سرے کا لوہا۔ ماخوذ از المنجد ص۲۸۵ (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۹،۲۴/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۳۹/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱/۱۱۷۸، ۲۴/۱۱۷۱، ۲۰،۲۱/۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۷ کے تیسرے حاشیہ میں تادیبی سزا کا ذکر اور ۱/۱۱۷۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] جائفہ کے مزید مفہوم کے متعلق حکم ۱۳/۱۱۷۸ اور جراحات

دفعات دستی نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — فصل سر (وغیرہ) میں زخموں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۸-۲۵	شجہ آمہ زخم سر میں ہی ہو سکتا ہے یا چہرے میں ایسی جگہ سے ہو سکتا ہے کہ اس جگہ سے زخم دماغ کی طرف منتقل ہو جائے ۲ھ	محیط
۲۶	کسی شخص نے کسی آدمی کے کان میں نیزہ مارا جو دوسرے کان سے نکل گیا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس میں حکومۃ العدل لازم ہے ۳ھ	محیط سرخسی
۲۷	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے منہ میں نیزہ مارا وہ دماغ سے جا نکلا حتی کہ منہ سے دماغ تک پار ہو گیا تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس میں حکومۃ عدل لازم ہے اور جب دماغ سے کھوپڑی تک پار ہو گیا تو اسمیں تہائی دیت لازم ہے ۴ھ	محیط سرخسی
۲۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی آنکھ میں زج۵ھ (یعنی نیزے کے پچھلے سرے کا لوہا) یا تیر مارا اور اسکی قفا (یعنی گردن کا پچھلا حصہ، گدی) میں پار کر دیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اسکی آنکھ میں نصف دیت اور باقی میں حکومۃ عدل لازم ہے اور اگر وہ دماغ تک جا پہنچا اور دماغ سے پار ہو گیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ آنکھ میں نصف دیت اور آنکھ سے لیکر دماغ کو جا پہنچنے میں حکومۃ عدل لازم ہے اور دماغ میں حتی کہ کھوپڑی تک پار ہو جانے کی صورت میں تہائی دیت لازم ہے ۶ھ	محیط سرخسی
۲۹	جراحات (یعنی لمبے زخم) جو کہ سر اور چہرے کے علاوہ میں ہوں تو ان میں حکومۃ (عدل) لازم ہے جبکہ اس نے ہڈی واضح کر دی ہو یا اس نے ہڈی کو توڑ دیا ہو جبکہ اس کا اثر باقی رہ گیا ہو اور اگر اس کا اثر باقی نہ رہا ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں اس پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئ لازم نہیں ہے اور امام محمدؒ کے ہاں اسے وہ قیمت لازم ہو گی جو اس نے (یعنی زخمی نے) اس زخم پر اس کے ٹھیک ہونے تک خرچ کی ۷ھ	محیط سرخسی
۳۰	وہ جائفہ زخم جو جوف (یعنی پیٹ کے اندر) تک پہنچے پیٹ کی طرف سے یا پیٹھ کی طرف سے سینہ کی طرف یا گردن کی طرف سے اس جگہ تک پہنچ جائے کہ جب وہاں تک کوئی مشروب پہنچے تو روزہ دار کا روزہ جاتا رہتا ہے تو (مذکورہ) سب زخم جائفہ میں اور جو اس سے اوپر قسم کے ہیں وہ جائفہ نہیں ہیں اور دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، ران، منہ اور سر میں (مذکورہ قسم کا) جائفہ زخم نہیں ہوتا اور اگر کوئی جراحت دونوں خصیوں اور ذکر کے مابین ہو حتی کہ جوف تک پہنچ جائے تو وہ زخم جائفہ ہے ۸ھ	سراج وہاج
۳۱	شجہ زخم کا قصاص شجہ زخم کے طول و عرض میں پیمائش کے لحاظ سے لیا جائے گا پس اگر وہ زخم سر کے آگے (یعنی پیشانی) میں ہو یا سر کے پیچھے (یعنی گردن کی جانب ہو) یا سر کے درمیان میں ہو یا سر کے دونوں پہلوؤں میں ہو تو زخم لگانے والے کے سر کی اسی جگہ میں اس کی مثل کا زخم کیا جائے گا ۹ھ	ذخیرہ محیط

کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲۹/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۹ھ شجہ زخموں میں سے قابل قصاص کے متعلق حکم نمبر ۱۴ تا ۱۹/۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — فصل، فی الشجاج	حــوالــہ
۱۷۸ا-۳۲	ولو شجه موضحة فاخذت مابين قرني المشجوج وهي لا تأخذ ما بين قرني الشاج خير المشجوج ان شاء اقتص وبدأ من اي جانب شاء حتى يبلغ مقدار طول الاولى الى حيث يبلغ ثم يكف وان شاء اخذ الأرش وان كانت اخذت ما بين قرني الشاج ايضا و يفضل فان شاء أخذ الأرش وان شاء اقتص مابين قرني الشاج ولا يزيد وان كانت في طول رأس المشجوج وهي تأخذ من جبهة الشاج الى قفاه فان شاء أخذ الأرش وان شاء اقتص الى مثل موضحها من رأسه ولا يزيد عليه وان كانت من جبهة المشجوج الى قفاه ولم يبلغ من الشاج الا الى النصف فذلك فان شاء اخذ الأرش وان شاء اقتص مقدار شجته الى حيث يبلغ ويبدأ من اي الجانبين	كذا في الذخيرة والمحيط
۳۳	شجه عشرين موضحة ان لم يتخلل البرء تجب دية كاملة في ثلاث سنين وان تخلل البرء يجب كمال الدية في سنة واحدة	كذا في الكافي في باب المتفرقات
۳۴	ومن شج رجلا موضحة فذهب عقله او شعر جميع رأسه فلم ينبت دخل أرش الموضحة في الدية ولم يدخل أرش الموضحة في غير هذين وان تناثر بعض الشعر او شئ يسير منه فعليه أرش الموضحة ودخل فيه الشعر وهذا اذا لم ينبت شعر رأسه و اما اذا نبت ورجع كما كان فلا يلزمه شئ	هكذا في الجوهرة النيرة
۳۵	ولو شج رجلا في حاجبه موضحة خطأ وسقط فلم ينبت كان عليه نصف الدية ودخل أرش الموضحة في ذلك	كذا في السراج الوهاج

۱؎ شجہ موضحہ کے متعلق حکم نمبر ۹، ۱۲۷۹، ۱۹، ۲۰ / ۱۱۷۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ قرن، انسان کے سر کی وہ جگہ، جہاں جانور کے سر میں سینگ اگتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد ص ۹۹ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱ / ۱۱۶۹ ، ۸ / ۱۱۷۰ ، ۹، ۱۹۷۹، ۲۰ / ۱۱۷۸ ، ۱۰۶ / ۱۱۷۳ اور ۱۰ / ۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ ہدایہ میں ہے کہ عقل جاتے رہنے کی صورت میں جمیع اعضاء کی منفعت جاتی رہتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۵۱۳۔ حکم نمبر ۶۳ / ۱۱۷۷ ملاحظہ ہو اور سر کے بال جاتے رہنے کے متعلق ۱۰ / ۱۱۷۷ مع حاشیہ، ۱۲ / ۱۱۷۷ کا حاشیہ اور شجہ موضحہ کے ارش کے متعلق ۱۶، ۱۹ / ۱۱۷۸ نیز حکم نمبر ۳۴ تا ۳۷ نیز حکم نمبر ۳۱ / ۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — فصل، سر (وغیرہ) میں زخموں کے احکام کا بیان	حوالہ
۷۸ ا ا-۳۲	اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو شجہ موضحہ[1] لگایا تو (ل) اس زخم نے زخمی کے دو قرنوں[2] (یعنی سر کی چوڑائی میں پیشانی کے دونوں کناروں) کے مابین جگہ لے لی اور وہ زخم، شاج (یعنی زخمی کرنے والے) کے دونوں قرنوں کی جگہ کو نہیں لیتا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) زخمی[3] کو اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہے تو قصاص لے لے اور (شاج کے قرنوں میں سے) جس طرف سے چاہے شروع کرے حتیٰ کہ پہلے زخم (یعنی مظلوم کے زخم) کی لمبائی کی مقدار تک پہنچے (وہ لمبائی) جہاں تک پہنچ جائے اور پھر (آگے) رک جائے اور چاہے تو اس زخم کا اُرش لے لے[2] اور اگر وہ زخم (یعنی مظلوم کا زخم لمبائی میں) شاج کے دونوں قرنوں کے مابین کو پہنچتا ہے اور (مظلوم کا زخم) زائد بھی ہے تو وہ (یعنی مظلوم) چاہے تو (اپنے زخم کا) اُرش لے لے اور چاہے تو شاج کے دونوں قرنوں کے مابین میں قصاص لے لے اور وہ (دونوں قرنوں کے مابین سے) زائد (میں زخم) نہ کرے گا (ب) اور اگر وہ شجہ موضحہ زخم زخمی کے سر کی لمبائی میں تھا اور وہ زخم (لمبائی کی مقدار میں) شاج کے ماتھے سے گردن تک جا پہنچتا ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) زخمی[1] چاہے تو اس زخم کا اُرش لے لے اور چاہے تو شاج کے سر میں سے اس زخم کی جگہ کی مثل قصاص لے لے اور اس سے زائد (یعنی سر سے زائد) پر زخم نہ کریگا اور[2] اگر وہ زخم زخمی کی پیشانی سے اسکی گردن تک تھا اور وہ زخم لمبائی کی مقدار میں، شاج کے (سر کے) نصف تک ہی پہنچتا ہے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ زخمی چاہے تو زخم کا اُرش لے لے اور چاہے تو اپنے زخم کی مقدار تک قصاص لے لے (وہ مقدار) جہاں تک پہنچے اور (شروع کرنے میں) دونوں جانبوں میں سے جس جانب سے چاہے شروع کرے	ذخیرہ، محیط
۳۳	کسی شخص نے کسی آدمی کو بیس شجہ موضحہ زخم لگائے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر ان زخموں کے مابین (ان میں سے سابقہ زخم کا) ٹھیک ہونا نہ پایا گیا تو ان میں پوری دیت واجب ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی اور اگر ان زخموں کے مابین ٹھیک ہونا پایا گیا تو (بھی) ان میں پوری دیت واجب ہوگی جس کی ادائیگی ایک ہی سال میں ہوگی [3]	کافی
۳۴	جس شخص نے کسی آدمی کو شجہ موضحہ زخم لگایا تو (اس سے) اس زخمی کی عقل جاتی رہی یا اس کے پورے سر کے بال جاتے رہے اور پھر نہ اگے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ل) شجہ موضحہ زخم کا اُرش، (عقل جاتے رہنے یا سر کے بال جاتے رہنے کی) دیت میں داخل ہو جائے گا اور ان (مذکورہ) دونوں دیتوں کے سوا (کسی دیت میں) شجہ موضحہ کا اُرش داخل نہیں ہوتا اور اگر اس کے سر کے) بعض بال جھڑ گئے یا معمولی سے جاتے رہے تو اس (مجرم) پر شجہ موضحہ کا ارش لازم ہوگا اور اس میں بال داخل ہوں گے (یعنی ان بالوں کا اُرش بھی شجہ موضحہ کے اُرش میں داخل قرار پائے گا) اور یہ مذکورہ احکام اس صورت میں کہ اس کے سر کے بال (پھر) نہ اگے اور اگر اگ آئے اور ویسے ہی پھر ہو گئے جیسا کہ تھے تو اس مجرم پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی [4]	جوہرہ نیرہ
۳۵	اگر کسی شخص نے کسی آدمی ابرو (یعنی بھووں) پر خطاً شجہ (موضحہ) زخم لگایا تو (اس سے) ابرو گر گئے اور پھر نہ اگے تو اس پر نصف دیت لازم ہے اور شجہ موضحہ کا اُرش اس (ابرو کی) دیت میں داخل ہو گیا [5]	سراج وہاج

[5] حکم نمبر $\frac{11}{1177}$ ، $\frac{19 ، 17}{1178}$ نیز حکم نمبر $\frac{34}{1178}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فی الدیات — فصل، فی الشجاج	حوالہ
١١٧٨-٣٦	وان ذهب سمعه أو بصره او كلامه فعليه أرش الموضحة مع الدية قالوا هذا قول ابی حنيفة رح ومحمد رح وعن ابی یوسف رح ان الشجة تدخل فی دیة السمع والكلام ولا تدخل فی دية البصر	كذا فی الهداية
٣٧	ومن شج رجلا موضحة عمدا فذهبت عيناه فلا قصاص فی شئ منه عند ابی حنيفة رح وتجب الدية فيهما وقالا رح فی الموضحة القصاص والدية فی البصر وروى ابن سماعة رح عن محمد رح انه يجب القصاص فی الموضحة والعينين	كذا فی الكافی
٣٨	رجل اصلع ذهب شعره من كبر فشجه موضحة انسان متعمدا قال محمد رح لا يقتص وعليه الأرش وان قال الشاج رضيت ان يقتص منی ليس له ذلك وان كان الشاج ايضا اصلع فعليه القصاص	كذا فی محیط السرخسی
٣٩	وفی واقعات الناطفی موضحة الاصلع انقص من موضحة غيره فكان الأرش انقص ايضا وفی الهاشمة يستويان وفی المنتقی شج رجلا اصلع موضحة خطأ فعليه للشجة أرش دون الموضحة فی ماله وان شجه هاشمة ففيهما أرش دون أرش الهاشمة على عاقلته	كذا فی المحیط

واللہ اعلم

١ چنانچہ اس حکم کے ماخذ ہدایہ میں ماقبل میں متن یوں ہے کہ "من شج رجلا فذهب عقله و شعر رأسه دخل أرش الموضحة فی الدية" اور پھر متن یوں ہے کہ "وان ذهب سمعه وبصره الخ اور بین السطور میں ہے کہ لسبب الشجة الموضحة یعنی اس کی سماعت و بینائی وغیرہ کا جاتے رہنا شجہ موضحہ زخم کی سبب سے ہوا۔ ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ٤ ص ٥٩٣ (مترجم) ٢ حکم نمبر ٢٩، ٣٠، ٥٦، ٦٣/١١٧٧، ٩/١١٧٨، ٣٢/١١٧٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ حکم نمبر ٩، ١٧، ١٩، ٣٠/١١٧٨، ٣٠/١١٧٧، ٣٢ تا ٣٧/١١٧٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤ اصلع کے مفہوم کے متعلق حکم ٢٧/١١٧٧

دفعات/شق نمبر	آٹھواں باب، دیتوں کے احکام — فصل، سر (وغیرہ) میں زخموں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۸-۳۶	اگر (مذکورہ صورت[۱] میں یعنی کسی شخص نے کسی آدمی کو شجہ موضحہ زخم لگایا تو اس سے) اس کی سماعت یا اس کی بینائی یا اس کی گویائی جاتی رہی تو اس (مجرم) پر شجہ موضحہ کا ارش (سماعت یا بینائی یا گویائی جاتے رہنے کی) دیت سمیت لازم ہے فقہاءؒ نے کہا ہے کہ یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ شجہ (موضحہ) کا ارش سماعت اور گویائی (جاتے رہنے) کی دیت میں داخل ہوتا ہے اور بینائی کی دیت میں داخل نہیں ہوتا ۔[۲]	ہدایہ
۳۷	جس شخص نے کسی آدمی کو شجہ موضحہ زخم لگایا تو اس سے اس کی آنکھیں (یعنی ان کی بینائی) جاتی رہی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اسمیں کسی شئی کا قصاص لازم نہیں ہے اور ان دونوں میں دیت واجب ہوگی (ب) اور صاحبینؒ کا قول یہ ہے کہ (شجہ) موضحہ زخم میں قصاص اور بینائی جاتے رہنے کی دیت واجب ہوگی (ج) ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ (اس صورت میں شجہ) موضحہ اور (آنکھوں (کے جاتے رہنے) کا دونوں کا قصاص واجب ہوگا[۳]	کافی
۳۸	(ا) کوئی شخص اصلع (یعنی سر سے گنجا) ہے بڑھاپے کی وجہ سے اس کے (سر کے) بال جاتے رہے تو کسی شخص نے اسے عمداً شجہ موضحہ زخم لگایا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام محمدؒ کا قول ہے کہ (اس سے اس کا) قصاص نہ لیا جائے گا اور اس پر (شجہ موضحہ کا) ارش لازم ہے (ب) اور اگر شاج (یعنی زخم لگانے والا) شخص یہ کہے کہ میں اس پر راضی ہوں کہ مجھ سے (اس کے لئے) قصاص لیا جائے تو اسے یہ حق نہیں ہے (ج) اور اگر شاج بھی گنجا ہو تو (پھر) اس پر قصاص لازم ہے ۔[۴]	محیط سرخسی
۳۹	(ا) واقعات الناطفیؒ میں ہے کہ اصلع (یعنی گنجے) شخص کو (شجہ) موضحہ زخم لگانا، غیر اصلع شخص کو (شجہ) موضحہ زخم لگانے کی نسبت، کم قرار پاتا ہے پس اسکا ارش بھی کم ہوگا اور (شجہ) ہاشمہ میں اصلع وغیر اصلع دونوں برابر ہیں (ب) المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے خطاً کسی اصلع (یعنی گنجے) آدمی کو (شجہ) موضحہ زخم لگایا تو اس (مجرم) پر اس کے مال میں شجہ (موضحہ) کا ارش (غیر اصلع شخص کو شجہ) موضحہ زخم لگانے کے ارش سے کم لازم ہوگا اور اگر کسی شخص نے اس (اصلع) شخص کو شجہ ہاشمہ زخم لگایا تو اسمیں اسکی عاقلہ پر (شجہ) ہاشمہ کا ارش (غیر اصلع شخص کو شجہ) ہاشمہ زخم لگانے کے ارش سے کم لازم ہوگا ۔[۵]	محیط
	واللہ اعلم	

[۱] کا پہلا حاشیہ، شجہ موضحہ کے متعلق ۱۱۷۸/۹،۱۶،۱۹،۲۰ نیز حکم نمبر ۱۱۷۸/۳۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۱۷۸/۳۸ مع حاشیہ، حکم نمبر ۱۱۷۰/۱۰ کا تیسرا حاشیہ اور عاقلہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایۃ ومسائل الصبیان وغیرہ — الامر بالجنایۃ ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب التاسع فی الامر بالجنایۃ ومسائل الصبیان و ما یناسبھا	
	دفعات ۱۱۷۹ تا ۱۱۷۹، عنوان ۱ ۔ تعداد شق ۴۸	
۱۱۷۹۔	**الامر بالجنایۃ ومسائل الصبیان وغیرہ** تعداد شق ۴۸	
۱	رجل امر غیرہ[1] بان یقتلہ فقتلہ بسیف فلا قصاص فیہ ولا تلزمہ الدیۃ فی اصح الروایتین عن ابی حنیفۃ وھو قول ابی یوسف ومحمد	کذا فی الظھیریۃ
۲	ولو امرہ[2] ان یقطع یدہ او یفقأ عینہ ففعل فلا ضمان فی الوجھین	کذا فی الظھیریۃ
۳	فی المنتقی رجل قال لغیرہ اقطع یدی علی ان تعطینی ھذا الثوب اوھذہ الدراھم ففعل لاقصاص علیہ وعلیہ خمسۃ آلاف درھم	کذا فی المحیط
۴	ولو قال بعت دمی منک بفلس فقتلہ یجب القصاص	کذا فی الظھیریۃ
۵	رجل قال لآخر اقتل ابنی او اقطع ید ابنی وھو صغیر یجب علیہ القصاص وعن ابی حنیفۃ انہ قال استحسن فی ذلک واغرمہ الدیۃ	کذا فی الواقعات الحسامیۃ
۶	ولو قال اقتل عبدی او اقطع یدہ ففعل فلا شئ علیہ من الضمان	کذا فی الواقعات الحسامیۃ

[1] جیسا کہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ "مجھے قتل کردے" تو اسے اسکا قتل کرنا حلال نہ ہوگا تاہم اگر اس صورت میں اس نے اسے قتل کر دیا تو اس (قاتل) پر قصاص لازم نہ ہوگا اسلئے کہ شبہ متحقق ہے۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ج ۲ ص۲۱۲ اور شبہ متحقق ہونے سے قصاص لازم نہ ہونے کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۱۷۰، حکم نمبر ۱ تا ۴، ۸، ۱۳۰ ÷ ۱۱۷۹ نیز ۱/۱۱۴۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] چنانچہ الجوہرۃ النیرہ میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی سے یہ کہا کہ "اقطع یدی" یعنی میرا ہاتھ کاٹ دے اور اس کا یوں کہنا کسی علاج کیلئے تھا مثلاً یہ کہ اسمیں اکلۃ (یعنی عضو کو کھا جانے) کی بیماری تھی تو اس (کا ہاتھ کاٹ دینے) میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر علاج کیلئے نہ تھا تو اس کا کاٹنا حلال نہ ہوگا۔ نیز لکھا ہے کہ اس صورت میں ہاتھ کاٹنے سے اس کی موت واقع ہوگئی تو ہاتھ کاٹنے والا ضامن نہ ہوگا اس لئے کہ جنایت (یعنی جرم)، کا ارتکاب مرنے والے کے حکم سے ہوا۔ مفہوم ماخوذ از الجوہرۃ النیرہ ج ۲ ص۲۱۲، حکم نمبر ۱ تا ۴، ۸۰، ۱۳، ۱۳/۱۱۷۹ حکم نمبر ۴۹/۱۱۴۳ مع حاشیہ، ۴۷ تا ۵۸/۱۱۷۹، ۴۹، ۶۱، ۱۰۳/۱۱۶۳ نیز ۱/۱۱۴۳ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] جیسا کہ اس صورت کے متعلق

دفعات و شق نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام — جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواں باب، جنایت (یعنی جرم) کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام

دفعات ۱۱۶۹ تا ۱۱۶۹ — عنوان ۱ — تعداد شق ۴۸

۱۱۶۹۔ جنایت (یعنی جرم) کا حکم دینا اور (بچوں کی جنایت) کے مسائل وغیرہ اور اسمیں ۴۸ شقیں ہیں

۱ کسی شخص نے دوسرے آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کو (یعنی خود آمر کو) قتل کر دے پس اس آدمی نے تلوار سے اسے قتل کر دیا تو اسمیں قصاص لازم نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی دونوں روایتوں میں سے زیادہ صحیح روایت میں اسے دیت بھی لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول بھی یہی ہے [۱] — ظہیریہ

۲ اور اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا (یعنی آمر کا) ہاتھ کاٹ دے یا اس کی آنکھ ضائع کر دے تو اس نے ایسا کر دیا تو (مذکورہ) دونوں صورتوں میں اسپر ضمان لازم نہیں ہے [۲] — ظہیریہ

۳ المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا ہاتھ اس شرط پر کاٹ دے کہ یہ کپڑا مجھے دے دے یا (یہ کہا کہ میرا ہاتھ اس شرط پر کاٹ دے کہ) یہ درہم مجھے دے دے تو اس نے ایسا کر دیا تو اس (ہاتھ کاٹنے والے) پر قصاص لازم نہیں ہے اور (اس صورت میں) اسپر (ایک ہاتھ کی دیت) پانچ ہزار درہم لازم ہیں [۳] — محیط

۴ اگر کسی شخص نے (دوسرے آدمی سے) کہا کہ میں نے اپنا خون (یعنی اپنی جان کو) تیرے ہاتھ ایک پیسہ پر فروخت کر دیا تو (اس صورت میں اس قاتل پر) قصاص واجب ہوگا [۴] — ظہیریہ

۵ کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ "میرے بیٹے کو قتل کر دے" یا یہ کہا کہ "میرے بیٹے کا ہاتھ کاٹ دے"، اور اس کا وہ بیٹا چھوٹا (یعنی نابالغ) ہے تو (اگر اس نے ایسا کر دیا تو) اسپر قصاص واجب ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ میں اس (صورت) میں از روئے استحسان حکم دوں گا اور اسپر دیت کا تاوان عائد کروں گا [۵] — واقعات حسامیہ

۶ اگر کسی شخص نے (دوسرے آدمی سے) یہ کہا کہ "میرے غلام کو قتل کر دے" یا یہ کہا کہ "اس کا ہاتھ کاٹ دے" اور اس نے ایسا کر دیا تو ایسا کرنے والے پر ضمان میں سے کچھ لازم نہ ہوگا [۶] — واقعات حسامیہ

فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ یہ صلح باطل قرار پائے گی اور ہاتھ کا اُرش واجب ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۸۲ حکم نمبر ۱ تا ۴ / ۱۱۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۴] جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ میں نے اپنا خون ایک ہزار پر یا ایک پیسہ پر تجھے بیع کر دیا تو اس آدمی نے اسے قتل کر دیا تو قصاص واجب ہوگا اور اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ مجھے قتل کر دے اور اس نے اسے قتل کر دیا تو (قاتل پر) دیت واجب ہوگی قصاص واجب نہ ہوگا اور لکھا ہے کہ دوسرے کے لئے مباح کر دینا قصاص ہٹانے کیلئے شبہ قرار پائے گا اور مالی بدل چاہنا شبہ نہ قرار پائے گا اور التجرید میں ہے کہ مباح کر دینے میں ہمارے اصحاب سے اصح الروایتین کے بموجب دیت بھی واجب نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۸۲۔ حکم نمبر ۱ تا ۴ / ۱۱۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] حکم نمبر ۲۲، ۲۳ / ۱۱۷۱، ۳ / ۱۱۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۶] حکم نمبر ۲۶ / ۱۱۷۱، ۳ / ۱۱۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ — الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۹-۷	ولو قال اقتل اخی فقتله والآمر وارثه قال ابو حنیفة رح استحسن ان آخذ الدیة من القاتل .	کذا فی الظهیریة
۸	ولو امرہ ان یشجه فشجه فلا شئ علیه فان مات کان علیه الدیة	کذا فی الظهیریة
۹	لو قال لرجل اقتل ابی فقتله فعلی القاتل الدیة لابنه	کذا فی الواقعات الحسامیة
۱۰	ولو قال اقطع یدا ابی فقطعه فعلیه القصاص	کذا فی الواقعات الحسامیة
۱۱	رجل قال لعبد الغیر اقتل نفسك فقتل نفسه فعلیه قیمته	کذا فی الظهیریة
۱۲	فی المنتقی رجل قال لآخر اجن علی فرماہ بحجر فجرحه جرحا یعاش من مثله ویسمی جانیا ولا یسمی قاتلا ثم مات من ذلك فلا شئ علی الجانی وان جرحه جرحا لا یعاش من مثله فهذا قاتل ولا یسمی جانیا فعلیه الدیة	کذا فی المحیط
۱۳	ولو قال اجن علی فقتله بالسیف لم اقتص منه وجعلت علیه الدیة فی ماله	کذا فی المحیط
۱۴	ولو امر صبی صبیا بقتل انسان فقتله وجبت الدیة علی عاقلة القاتل ولا ترجع عاقلة الصبی علی عاقلة الآمر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	ولو کان المأمور عبدا یرجع مولی العبد بما دفع علی الآمر	کذا فی شرح الزیادات للعتابی
۱۶	رجل امر صبیا بقتل رجل فقتله کانت الدیة علی عاقلة الصبی وترجع عاقلته علی عاقلة الآمر	کذا فی خزانة المفتین

۱؎ حکم نمبر ۱۰۰،۹/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱ تا ۴/۱۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۰،۷/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۹،۷/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ غلام کو حکم دینے کے متعلق حکم نمبر ۱۱، ۱۵، ۱۶، ۲۷، ۳۲/۱۱۷۹، ۴۷/۱۱۹۰ اور نابالغ غلام کو آزاد بالغ شخص نے سواری کے جانور پر سوار کیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۳۲/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱، ۲/۱۱۷۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۱ تا ۴/۱۱۷۹ کے حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ نابالغ

دفعات شق نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام	حوالہ
	جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	
۱۱۷۹-۷	اگر کسی شخص نے (دوسرے آدمی سے) یہ کہا کہ "میرے بھائی کو قتل کر دے" تو اس نے اسے قتل کر دیا اور حکم دینے والا اس کا وارث ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ میں از روئے استحسان قاتل سے دیت لینے کا حکم دوں گا[1]	ظہیریہ
۸	اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کو یہ حکم دیا کہ وہ اسے (یعنی آمر کو) شجہ زخم لگا دے تو اس نے اسے زخم لگا دیا تو زخم لگانے والے پر (ضمان میں سے) کوئی شی لازم نہ ہوگی پھر اگر (اس زخم سے) اس زخمی کی موت واقع ہوگئی تو زخم لگانے والے پر دیت لازم ہوگی[2]	ظہیریہ
۹	اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ "میرے باپ کو قتل کر دے" تو اس نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تو قاتل پر لازم ہوگا کہ اس (مقتول) کے بیٹے کو دیت ادا کرے[3]	واقعات حسامیہ
۱۰	اور اگر کسی شخص نے (دوسرے آدمی سے) یہ کہا کہ میرے باپ کا ہاتھ کاٹ دے" تو اس نے اس کے باپ کا ہاتھ کاٹ دیا تو (ہاتھ کاٹنے والے) اس آدمی پر قصاص لازم ہوگا[4]	واقعات حسامیہ
۱۱	کسی شخص نے دوسرے آدمی کے غلام سے کہا کہ "اپنے آپ کو قتل کر دے" تو اس غلام نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو (حکم دینے والے) اس شخص پر اس غلام کی قیمت لازم ہے[5]	ظہیریہ
۱۲	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے آدمی سے یہ کہا کہ "مجھ پر جنایت (یعنی جرم) کر" تو اس نے اسے پتھر مار کر ایسا زخمی کر دیا کہ اس جیسے زخم سے آدمی زندہ رہ سکتا ہے اور ایسا زخم لگانے والے کو مجرم کہا جاتا ہے قاتل نہیں کہا جاتا پھر (اس زخم سے) اس زخمی شخص کی موت واقع ہوگئی تو اس مجرم پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شی لازم نہیں ہے اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے ایسا زخم لگایا کہ اس جیسے زخم سے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا تو یہ قاتل قرار پائے گا اسے جنایت کنندہ نہ کہا جائے گا پس اس پر دیت لازم ہے[6]	محیط
۱۳	اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے یہ کہا کہ "مجھ پر جنایت (یعنی جرم) کر" تو اس نے اسے تلوار سے قتل کر دیا تو میں اس صورت میں قصاص کا حکم نہ دوں گا اور اس پر اس کے مال میں سے دیت کا حکم دوں گا[7]	محیط
۱۴	اگر کسی بچہ (یعنی نابالغ) نے کسی (نابالغ) بچہ کو کسی انسان کے قتل کا حکم دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا تو قاتل بچہ کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور قاتل بچہ کی عاقلہ، حکم دینے والے بچہ کی عاقلہ سے وہ مال واپس نہ لے گی[8]	قاضیخان
۱۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) جسے حکم دیا گیا تھا وہ (بچہ کی بجائے) غلام تھا تو اس غلام کے آقا نے (دیت میں) جو کچھ دیا وہ اسے حکم دینے والے سے واپس لے گا[9]	شرح زیادات عتابی
۱۶	کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کو کسی آدمی کے قتل کرنے کا حکم دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا تو اس بچہ کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور اس کی عاقلہ، حکم دینے والے سے واپس لے گی[10]	خزانۃ المفتین

بچہ کو، کوئی بچہ حکم دے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۱۷۹ اور اسے بالغ شخص حکم دے تو حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] حکم نمبر ۱۱/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [10] نابالغ بچہ کو بالغ شخص حکم دے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴، ۱۹، ۲۲ تا ۲۶، ۲۸، ۲۹، ۳۳/۱۱۷۹ اور حکم نمبر ۴۹، ۵۰/۱۱۸۸ اور اگر نابالغ کو نابالغ حکم دے تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۴/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
١١٧٩-١٧	وان کان المأمور عبد المحجور اصغیرا اوکبیرا یخیر مولاہ بین الدفع والفداء وایاما اختار رجع بالاقل علی الآمر فی مالہ		کذا فی شرح الزیادات للعتابی
١٨	ولو امر بالغ بالغا بذلک کان الضمان علی القاتل ولا شیٔ علی الآمر		کذا فی فتاوی قاضیخان
١٩	رجل امر صبیا بقتل دابة انسان او بخرق ثوبہ او باکل طعامہ ففعل فضمانہ علی الصبی فی مالہ ویرجع بذلک علی الآمر		کذا فی محیط السرخسی
٢٠	ولو امر الصبی بالغا بذلک ففعل لم یضمن الصبی		کذا فی محیط السرخسی
٢١	ولو ان عبدا مأذونا امر صبیا بتخریق ثوب انسان او ارسل صبیا فی حاجتہ فعطب الصبی قال ابوحنیفة رح یضمن الآمر ولو امرہ بقتل رجل ففعل لا یضمن الآمر ؎		کذا فی فتاوی قاضیخان ؎
٢٢	رجل اعطی صبیا سلاحا یمسکہ "فعطب الصبی" بذلک تجب دیة الصبی علی عاقلة المعطی ولو لم یقل لہ امسکہ لی المختار انہ یضمن ایضا ولو دفع السلاح الی الصبی فقتل الصبی نفسہ اوغیرہ لا یضمن الدافع بالاجماع		کذا فی الخلاصة
٢٣	ولم یرد بقولہ "عطب الصبی" ان الصبی قتل نفسہ فان ھناک لاضمان علی المعطی انما ارادبہ انہ سقط من یدہ علی بعض بدنہ وعطب بہ		کذا فی التاتارخانیة
٢٤	رجل قال لصبی محجورا صعد ھذہ الشجرة وانفض لی ثمارھا فصعد الصبی وسقط وھلک کان علی عاقلة الآمر دیة الصبی		کذا فی فتاوی قاضیخان

؎١ حکم نمبر ١١/١١٧٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎٢ بالغ شخص کو بالغ شخص حکم دے تو اس کے متعلق حکم نمبر ١٨/١١٧٩ اور اسے نابالغ بچہ حکم دے تو ٢٠/١١٧٩ نیز ١/١١٧٣ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎٣ حکم نمبر ١٦/١١٧٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎٤ بالغ شخص کو کوئی نابالغ بچہ حکم دے تو اس کے متعلق حکم نمبر ٢٠/١١٧٩ اور اسے بالغ شخص حکم دے تو حکم نمبر ١٨/١١٧١ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎٥ حکم نمبر ٢١/١١٧١ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎٦ نابالغ بچہ کو عبد ماذون حکم دے تو اس کے متعلق ٢١/١١٧١ اور اگر نابالغ بچہ کو غلام نے اکیلے یا اپنے ساتھ سواری کے جانور پر سوار کیا تو اس کے متعلق حکم نمبر ٣٠، ٣١/١١٧٩ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎٧ فتاوی عالمگیری کی اشاعت

دفعات وشق نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام — جنایت کا حکم دینے بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۹-۱۷	اگر (کسی شخص نے کسی آدمی کے قتل کا حکم دیا اور) جس کو حکم دیا گیا ہے وہ شخص محجور غلام ہو (یعنی ایسا غلام ہو جسے تصرفات سے باز رکھا گیا ہو) خواہ وہ چھوٹا (یعنی نابالغ ہو) یا بڑا ہو تو اس کے آقا کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو وہ غلام دے یا فدیہ دے اور آقا نے جو صورت بھی اختیار کی تو وہ غلام (کی قیمت) یا فدیہ میں سے جو مقدار کم ہو وہ اس حکم دینے والے کے مال سے واپس لے گا [1]	شرح زیادات عتابی
۱۸	اگر کسی بالغ شخص نے کسی بالغ آدمی کو اس کا (یعنی کسی آدمی کے قتل کا) حکم دیا تو (اس مقتول کی) ضمان، قاتل پر لازم ہوگی اور حکم دینے والے پر (ضمان میں سے) کچھ لازم نہ ہوگا [2]	قاضیخان
۱۹	کسی شخص نے کسی بچہ (یعنی نابالغ) کو کسی انسان کے جانور کو مار دینے یا کسی کے کپڑے پھاڑ دینے یا کسی کا کھانا کھا لینے کا حکم دیا اور اس نے ایسا کر دیا تو اس کی ضمان اس بچہ کے مال میں لازم ہوگی اور وہ اس حکم دینے والے سے واپس لے گا [3]	محیط سرخسی
۲۰	اور اگر کسی بچہ (یعنی نابالغ) نے کسی بالغ کو ان امور (یعنی مذکورہ ۱۹/۱۱۷۹) کا حکم دیا تو اس نے ایسا کر دیا تو وہ بچہ ضامن نہ ہوگا (بلکہ وہ بالغ خود ضامن ہوگا) [4]	محیط سرخسی
۲۱	اگر ماذون غلام (یعنی کاروبار کے لئے اذن یافتہ غلام) نے کسی بچہ (یعنی نابالغ) کو کسی انسان کے کپڑے پھاڑ دینے کا حکم دیا یا اس نے کسی بچہ کو اپنے کام میں لگایا اور (اس سے) اس بچہ کی موت واقع ہوگئی تو (اسکے حکم کے متعلق) امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ حکم دینے والا وہ ماذون غلام ضامن ہوگا اور اگر اس نے اسے کسی آدمی کے قتل کا حکم دیا تو اس نے کر دیا تو حکم دینے والا ضامن نہ ہوگا [6] [7]	قاضیخان
۲۲	(ا) کسی شخص نے کسی بچہ (یعنی نابالغ) کو ہتھیار دیا کہ وہ اسے پکڑے رکھے تو اس سے "وہ بچہ ہلاک ہوگیا" تو ہتھیار دینے والے کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور اگر ہتھیار دینے والے نے اس بچہ کو (ہتھیار دیتے وقت) یہ نہ کہا کہ اسے میرے لئے پکڑ رکھ تو مختار حکم یہ ہے کہ تب بھی وہ ضامن ہوگا (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی بچہ (یعنی نابالغ) کو ہتھیار دیا تو اس بچہ نے اپنے آپ کو یا کسی اور کو (اس سے) قتل کر دیا تو ہتھیار دینے والا (اس صورت میں) بالاجماع ضامن نہ ہوگا [8]	خلاصہ
۲۳	اور (مذکورہ حکم نمبر ۲۲(ا)/۱۱۷۹ کی صورت میں) اس کا یہ قول کہ "وہ بچہ ہلاک ہوگیا" کہنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ اس بچہ نے (اس سے) اپنے آپ کو قتل کر دیا اس لئے کہ اس صورت میں ہتھیار دینے والے پر ضمان نہیں ہے البتہ یوں کہنے سے مراد یہ ہے کہ (مثلاً) وہ ہتھیار اس بچہ کے ہاتھ سے اس کے جسم کے بعض حصہ پر گر گیا اور اس سے وہ ہلاک ہوگیا [9]	تتارخانیہ
۲۴	کسی شخص نے کسی محجور بچہ (یعنی ایسا نابالغ بچہ جو کام کاج کے لئے اجازت یافتہ نہیں ہے اس) کو یہ کہا کہ اس درخت پر چڑھ اور اس کا پھل میرے لئے جھاڑ تو وہ چڑھا اور گر کر ہلاک ہوگیا تو حکم دینے والے کی عاقلہ پر اس بچہ کی دیت لازم ہے [10]	قاضیخان

ہذا میں حکم نمبر ۲۱/۱۱۷۹ کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریباً ۱۴ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۲۳، ۱۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] حکم نمبر ۲۳، ۱۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [10] حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ — الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۹—۲۵	وکذا لو امرہ بحمل شیٔ او کسر حطب	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	ولو قال لصبی اصعد ھذہ الشجرۃ او انفض الثمار و لم یقل لی ففعل الصبی ذلک وعطب اختلف المشائخ[۱] والصحیح انہ یضمن سواء قال انفض لی الثمر او قال انفض ولم یقل[۲] لی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۷	وفی الجامع الصغیر قال لعبد الغیر ارتق ھذہ الشجرۃ وانفض الثمر لتأکلہ انت ففعل وسقط فمات لم یضمن ولو قال حتی آکلہ و المسئلۃ بحالھا ضمن	کذا فی المحیط
	ولو أمر عبد الغیر بکسر الحطب او بعمل آخر ضمن ما تولد منہ	کذا فی الخلاصۃ
۲۸	رجل حمل صبیا علی دابۃ وقال لہ امسکھا لی ولم یکن لہ منہ سبیل نسقط عن الدابۃ ومات کان علی عاقلۃ الذی حملہ دیتہ سواء کان الصبی ممن یرکب مثلہ او لا[۳] ترکب[۴] ان سیر الصبی الدابۃ فأوطأ[۵] انسانا نقتلہ والصبی مستمسک علیھا فدیۃ القتیل تکون علی عاقلۃ الصبی ولا شیٔ علی عاقلۃ الذی حملہ علیھا وان کان الصبی ممن لا یسیر علی الدابۃ لصغر ولا یتمسک علیھا فدم القتیل ھدر وان سقط عن الدابۃ والدابۃ تسیر فمات الصبی کانت دیۃ الصبی علی عاقلۃ الذی حملہ علی کل حال سواء سقط بعد ما سارت الدابۃ او قبل ذلک وسواء کان الصبی یتمسک علی الدابۃ او لا یتمسک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۹	واذا حمل الرجل مع الصبی علی الدابۃ ومثلہ لا یضرب ولا یتمسک علیھا فوطئت الدابۃ انسانا فقتلتہ فالدیۃ علی عاقلۃ الرجل خاصۃ وعلیہ الکفارۃ ولو کان الصبی یضرب الدابۃ و یسیر علیھا فالدیۃ علی عاقلتھما جمیعا ویرجع عاقلۃ الصبی علی عاقلۃ الرجل	کذا فی المبسوط للسرخسی

[۱] حکم نمبر ۲۲/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۲/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] چنانچہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں بھی لکھا ہے کہ اسلئے کہ (اس صورت میں) اس نابالغ بچہ نے اس شخص کے حکم کے بغیر (اپنی طرف سے) اس جانور کو چلایا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۳۷ (مترجم)
[۵] چنانچہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ (اس صورت میں) جب وہ نابالغ بچہ امر جرم کرنے بیٹھ سکتا تھا تو اس جانور کا چل پڑنا بمنزلہ بھاگے ہوئے جانور کے ہے۔ مفہوم

دفعات وشق نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام جنایت کا حکم دینے بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۹-۲۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس نے اس (مذکورہ) بچہ کو بوجھ اٹھانے یا لکڑیاں توڑنے کا حکم دیا (کہ یہ کام میرے لئے کر) اور اس سے وہ ہلاک ہوگیا تو حکم دینے والے کی عاقلہ پر اس بچہ کی دیت لازم ہے) ۔[۱]	قاضیخان
۲۶	اگر کسی شخص نے کسی بچہ (یعنی نابالغ) سے یہ کہا کہ اس درخت پر چڑھ اور اس کا پھل جھاڑ اور یہ نہ کہا کہ میرے لئے جھاڑ تو اس بچہ نے ایسا کردیا اور (اس سے) وہ ہلاک ہوگیا تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ کا اختلاف ہے صحیح حکم یہ ہے کہ وہ (یعنی حکم دینے والا اس بچہ کی دیت کا) ضامن ہوگا خواہ اس نے یہ کہا تھا کہ "وہ پھل میرے لئے جھاڑ" یا (یہ کہا تھا کہ) "وہ پھل جھاڑ" اور یہ نہیں کہا تھا کہ "میرے لئے" جھاڑ حکم برابر ہے) ۔[۲]	قاضیخان
۲۷	(ا) الجامع الصغیر میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے آدمی کے غلام سے یہ کہا کہ اس درخت پر چڑھ اور پھل جھاڑ تا کہ تو کھائے تو اس نے ایسا کیا اور گر گیا اور اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ (حکم دینے والا) ضامن نہ ہوگا اور اگر اس نے یوں کہا کہ (اس درخت پر چڑھ اور پھل جھاڑ) "تا کہ میں کھاؤں" اور باقی صورت مسئلہ حسب حال (مذکورہ) ہو تو وہ ضامن ہوگا ۔	محیط
	(ب) اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کے غلام کو لکڑیاں توڑنے یا کسی اور کام کے لئے حکم دیا (اور اس نے ایسا کردیا) تو اس سے جو نتیجہ پیدا ہوا وہ (یعنی حکم دینے والا) اس کا ضامن ہوگا ۔[۳]	خلاصہ
۲۸	(ا) کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کو (سواری کے) جانور پر سوار کیا اور اسے کہا کہ اس جانور کو میرے لئے روک رکھ اور یہ کام اس بچہ کے بس میں نہ تھا پس وہ اس جانور سے گر گیا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو جس شخص نے اسے سوار کیا تھا اس کی عاقلہ پر اس بچہ کی دیت لازم ہے خواہ وہ بچہ ایسے بچوں میں سے تھا کہ اس جیسے سوار ہوسکتے ہیں یا (وہ ایسے بچوں میں سے تھا کہ) اس جیسے سوار نہیں ہوسکتے (حکم برابر ہے) (ب) اور اگر اس بچہ نے اس سواری کو چلایا اور کسی انسان کو روند کر قتل کردیا اور وہ بچہ اس جانور پر جما رہا تو اس مقتول کی دیت اس بچہ کی عاقلہ پر ہوگی اور جس شخص نے اسے اس جانور پر سوار کیا تھا اس کی عاقلہ پر (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی[۴] اور اگر وہ (مذکورہ) بچہ ایسے بچوں میں سے تھا جو صغر سنی کی وجہ سے سواری کو نہیں چلا سکتے اور نہ اس پر جم کر بیٹھ سکتے ہیں تو اس (مذکورہ) مقتول کا خون رائیگاں ہے[۵] (ج) اور اگر وہ بچہ اس جانور سے گرا اور وہ جانور چلنے لگا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اس بچہ کی دیت ہر حال میں اس شخص کی عاقلہ پر لازم ہوگی جس نے اسے سوار کیا خواہ وہ بچہ اس جانور کے چلنے کے بعد گرا یا اس سے پہلے گر پڑا اور خواہ وہ بچہ سواری کے جانور پر جم کر بیٹھ سکتا تھا یا نہ (حکم برابر ہے) ۔[۶]	قاضیخان
۲۹	(ا) جب کوئی شخص کسی (نابالغ) بچہ سمیت سواری کے جانور پر سوار ہوا اور ایسا بچہ نہ سواری کو چلا سکتا ہے اور نہ جانور پر جم کر بیٹھ سکتا ہے تو اس جانور نے کسی انسان کو روند کر قتل کردیا تو اس (مقتول) کی دیت اس شخص کی عاقلہ پر ہی ہوگی اور اس پر کفارہ ہوگا[۷] (ب) اور اگر وہ بچہ سواری کے جانور کو چلا سکتا اور اس پر سفر کرسکتا ہے تو (اس مقتول کی) دیت ان دونوں کی عاقلہ پر لازم ہوگی اور اس بچہ کی عاقلہ اس شخص کی عاقلہ سے واپس لے گی ۔[۸]	مبسوط سرخسی

ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۴۳ [۱] حکم نمبر ۲۳ ب / ۱۱۷۹ ، ۳ و ۶ ، ۵۲ / ۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۹ ، ۱۶ / ۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] اس کفارہ کے متعلق ۵ / ۱۱۷۰ اور ۳۸ / ۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۲۸ ، ۳۱ ، ۱۶ / ۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۹-۳۰	ولو ان عبد احمل صبیاحرا علی دابة فوقع الصبی منها ومات فدیة الصبی تکون فی عنق العبد یدفعہ المولی بھا اویفدی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۱	وان کان العبد مع الصبی علی الدابة فسار علیها فوطئت الدابة انسانا ومات فعلی عاقلة الصبی نصف الدیة وفی عنق العبد نصفها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۲	واذا احمل الحر الکبیر العبد الصغیر علی الدابة ومثلہ یضربها ویستمسک علیها ثم امرہ ان یسیر علیها فأوطأ انسانا فذلک فی عنق العبد یدفعہ بہ مولاہ اویفدیہ ویرجع مولاہ بالاقل من قیمتہ ومن الأرش علی الغاصب ولوحملہ علیها وھولا یضرب الدابة ولا یستمسک علیها فسارت الدابة فوطئت انسانا فدمہ ھدر وان کانت واقفة حیث اوقفها لم یصر جانیاحتی لو ضربت رجلا بیدھا اورجلها اوکدمتہ لا شئ علی الصبی فیہ والضمان علی الذی اوقفها علی عاقلتہ الا ان یکون اوقفها فی ملکہ فحینئذ لا ضمان علیہ	کذا فی شرح المبسوط
۳۳	رجل رأی صبیا علی حائط او شجرة فصاح بہ الرجل وقال ''لا تقع'' فوقع الصبی ومات لا یضمن الرجل القائل ولو قال لہ ''قع'' فوقع الصبی ومات یضمن القائل دیتہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۴	صبی فی ید ابیہ فجذبہ انسان من یدہ والاب مستمسک حتی مات فدیة الصبی علی الجاذب ویرث منہ الاب ولو جذباہ حتی مات فالدیة علیهما ولا یرث الاب	کذا فی الواقعات الحسامیة

۱؎ حکم نمبر $\frac{۳۱}{۱۱۷۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۲۸، ۲۹، ۱۶}{۱۱۷۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۳؎ حکم نمبر $\frac{۲۸ ب}{۱۱۷۹}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر $\frac{۱۱}{۱۱۷۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر $\frac{۱۶}{۱۱۷۹}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۶؎ حکم نمبر $\frac{۲۲}{۱۱۷۰}$ ملاحظہ ہو (مترجم)

حوالہ	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	دفعات شق نمبر
قاضیخان	اگر کسی غلام نے کسی آزاد (نابالغ) بچہ کو سواری کے جانور پر سوار کیا تو اس سے وہ بچہ گر گیا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو اس بچہ کی دیت اس غلام کی گردن پر ہوگی اس کا آقا اسے اس دیت کے بدلہ میں دے گا یا اس کا فدیہ دے گا سلہ	۱۱۷۹-۳۰
قاضیخان	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ غلام اس (آزاد نابالغ) بچہ سمیت اس جانور پر سوار تھا اور اسے چلایا تو اس جانور نے کسی انسان کو روند دیا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو (اس مقتول کی) دیت کا نصف اس بچہ کی عاقلہ پر اور نصف اس غلام کی گردن پر ہوگا سلہ	۳۱
شرح مبسوط	(د) جب کسی آزاد بالغ شخص نے (نابالغ) چھوٹے غلام کو سواری کے جانور پر سوار کیا اور (وہ غلام ایسا تھا کہ) اس جیسا سواری کو چلا سکتا ہے اور اس پر جم کر بیٹھ سکتا ہے پھر اس شخص نے اسے اس سواری کو چلانے کا حکم دیا تو اس جانور نے کسی انسان کو روند ڈالا (اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) تو وہ اس غلام کی گردن پر ہے اس کا آقا اسے اس کے بدلے میں دے گا یا اس کا فدیہ دے گا اور اس کا آقا اس غلام کی قیمت اور اس اُرش میں سے جو کم ہو وہ اس غاصب (یعنی اس غلام کو سوار کرنے والے) شخص سے واپس لے گا (ب) اور اگر اس آزاد بالغ شخص نے اس نابالغ، چھوٹے غلام کو اس جانور پر سوار کیا اور وہ غلام (ایسا تھا کہ وہ) نہ سواری کو چلا سکتا ہے اور نہ اس پر جم کر بیٹھ سکتا ہے اور وہ جانور چل پڑا اور اس نے کسی انسان کو روند ڈالا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس کا خون رائیگاں ہے سلہ (ج) اور اگر وہ جانور (وہیں) کھڑا تھا جہاں اس نے اسے کھڑا کیا تھا تو وہ (نابالغ غلام بچہ) جنایت کنندہ نہ قرار پائے گا حتی کہ اگر اس جانور نے کسی آدمی کو آگے یا پیچھے کی ٹانگوں سے لات ماری یا دانتوں سے چبا دیا تو اس میں اس (غلام) بچہ پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اس شخص کی عاقلہ پر ضمان لازم ہوگی جس نے اس جانور کو وہاں کھڑا کیا تھا لیکن اگر اس شخص نے اس جانور کو اپنی مملوکہ جگہ میں کھڑا کیا تھا تو پھر اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے سلہ	۳۲
قاضیخان	(د) کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کو کسی دیوار یا درخت پر دیکھا تو اسے بلند آواز سے یہ کہا کہ "مت گر" تو وہ بچہ گر پڑا اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو (یوں) کہنے والا وہ شخص ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر اس نے یہ کہا کہ "گر پڑ" تو وہ بچہ گر پڑا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو (یوں) کہنے والا شخص اسکی دیت کا ضامن ہوگا سلہ	۳۳
واقعات حسامیہ	(د) کوئی (نابالغ) بچہ اپنے باپ کے ہاتھ میں تھا تو کسی اور شخص نے اس بچہ کو کھینچا اور اس کا باپ اسے پکڑ کر رکھے رہا حتی کہ (اس سے) اس بچہ کی موت واقع ہوگی تو اس بچہ کی دیت کھینچنے والے شخص پر لازم ہے اور اس کا باپ اس بچہ کا وارث قرار پائے گا سلہ (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان دونوں نے اس بچہ کو کھینچا حتی کہ (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اس بچہ کی دیت ان دونوں پر لازم ہے اور باپ اس بچہ کا وارث نہ قرار پائے گا سلہ	۳۴

سلہ حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ — الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۹–۳۵	صبی مات فی الماء او سقط من السطح فمات فان کان ممن یحفظ نفسه لا شئ علی الابوین وان کان ممن لا یحفظ نفسه فعلیهما الکفارة ان کان فی حجرهما وان کان فی حجر احدهما فعلیه الکفارة هکذا عن نصیر وعن ابی القاسم فی الوالدین اذا لم یتعاهدا الصبی حتی سقط من سطح ومات او احترق بالنار لا شئ علیهما الا التوبة والاستغفار واختیار الفقیه ابی اللیث علی انه لا کفارة علیهما ولا علی احدهما الا ان یسقط من یده والفتوی علی ما اختاره ابو اللیث	کذا فی الظهیریة
۳۶	وهو الصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	الام اذا ترکت الصبی عند الاب وذهبت والصبی یقبل ثدی غیرها فلم یأخذ الاب للصبی ظئرا حتی مات جوعا فالاب آثم وعلیه الکفارة والتوبة وان کان لا یقبل ثدی غیرها وهی تعلم بذلک فالاثم علیها فهی التی ضیعته وعلیها الکفارة حکاه عن نصیر وینبغی ان تکون المسئلة مختلفة کالمسئلة الاولی	کذا فی المحیط
۳۸	بنت ست سنین حمت کانت جالسة الی جنب النار فخرجت الام بعد خروج الاب الی بعض الجیران فاحترقت الصبیة فماتت لا دیة علی الام لکن اذا کان لها مال یعجبنی ان تعتق رقبة مؤمنة والا صامت شهرین متتابعین وتکون علی تأسف وندامة واستغفار لعل الله یعفو عنها وهذا استحباب ووجوب الکفارة ما مر	کذا فی الظهیریة
۳۹	وفی الاصل اذا غصب الرجل صبیا حرا وذهب به فمات فهذا علی وجهین اما ان مات بامر لا یمکن الاحتراز والتحفظ عنه بان اصابته حمی وفی هذا الوجه لا ضمان علی الغاصب بالاجماع واما ان مات بامر یمکن الاحتراز والتحفظ عنه بان قتل او اصابه حجر او سقط علیه حائط او نزلت صاعقة من السماء فاصابته فقتلته او نهشته حیة او اکله سبع او تردی من حائط او جبل فان الغاصب یضمن فی قول علمائنا الثلاثة واجمعوا علی انه لو قتل الصبی نفسه فلا ضمان علی الغاصب وفی العبد یضمن مات بامر یمکن التحرز عنه او بامر لا یمکن التحرز عنه	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۳۶ و ۳۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۹ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۳۵ تا ۳۸/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۳۵ تا ۳۸/۱۱۷۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وحکم نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۹-۳۵	کوئی (نابالغ) بچہ پانی میں گر کر مرگیا یا چھت پر سے گر پڑا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر وہ بچہ ایسا تھا کہ (اس امر سے) اپنی حفاظت خود کر سکتا تھا تو اس کے والدین پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر وہ بچہ ایسا تھا کہ وہ اپنی حفاظت خود نہ کر سکتا تھا تو والدین پر کفارہ لازم ہوگا بشرطیکہ وہ بچہ ان کی حجر (یعنی ان کی زیر حفاظت و نگرانی) میں تھا اور اگر وہ بچہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی زیر نگرانی تھا تو اسپر کفارہ لازم ہوگا۔ شیخ نصیرؒ سے یوں ہی مروی ہے (ب) اور شیخ ابوالقاسمؒ سے والدین کے متعلق منقول ہے جب (والدین میں سے) کسی نے بچہ کی دیکھ بھال نہ کی حتی کہ وہ چھت پر سے گر پڑا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی یا وہ بچہ آگ میں جل گیا تو والدین پر توبہ و استغفار کے علاوہ کوئی شئی لازم نہیں ہے (ج) فقیہ ابواللیثؒ کا اختیار کردہ حکم یہ ہے کہ نہ ان دونوں پر کفارہ لازم ہوگا اور نہ ان میں سے کسی ایک پر لیکن اگر وہ بچہ اس کے ہاتھ سے گر پڑے پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر کفارہ لازم ہوگا) اور فتوی اس حکم پر ہے جس کو فقیہ ابواللیثؒ نے اختیار کیا ہے ۱ھ	ظہیریہ
۳۶	اور یہی مذکورہ حکم (یعنی حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۹ ج) صحیح ہے ۲ھ	قاضیخان
۳۷	ماں نے جب (اپنے دودھ پیتے) بچہ کو (اس کے) باپ کے پاس چھوڑ دیا اور خود چلی گئی اور وہ بچہ (دودھ پینے کے لئے) ماں کے علاوہ کا پستان قبول کرتا ہے پس باپ نے اس بچہ (کی پرورش) کے لئے کوئی اور دودھ پلانے والی نہ رکھی حتی کہ بھوک سے اس بچہ کی موت واقع ہوگئی تو باپ گنہگار ہوگا اور اس پر کفارہ اور توبہ لازم ہے اور اگر وہ بچہ ماں کے علاوہ کا پستان قبول نہ کرتا تھا اور وہ ماں یہ بات جانتی تھی تو گناہ اس ماں پر ہوگا پس اس نے اسے ضائع کیا ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے، یہ حکم شیخ نصیرؒ سے مروی ہے اور اس مسئلہ میں بھی پہلے مسئلہ (یعنی مذکورہ ۳۵/۱۱۷۹) کی طرح اختلاف ہونا چاہیئے ۳ھ	محیط
۳۸	چھ سال کی لڑکی کو بخار تھا وہ آگ کے قریب بیٹھی تھی اس کے باپ کے باہر جانے کے بعد اس کی ماں (بھی) بعض پڑوسیوں کے ہاں چلی گئی تو وہ لڑکی جل گئی اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو (اس صورت میں) ماں پر دیت لازم نہ ہوگی لیکن اس کے پاس مال ہو تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ مسلمان گردن آزاد کرے یا دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور وہ افسوس اور ندامت میں رہے اور استغفار کرتی رہے امید ہے کہ اللہ تعالی اسے معاف فرما دے گا یہ حکم مستحب ہے اور کفارہ کے واجب ہونے کے متعلق وہ حکم ہے جو گذر چکا ۴ھ	ظہیریہ
۳۹	الاصل میں ہے کہ جب کوئی شخص (و) آزاد (نابالغ) بچہ چھین کر لے گیا اور پھر اس بچہ کی موت واقع ہوگئی تو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اسمیں دو صورتیں ہیں (ا) اگر اسکی موت ایسے امر سے ہوئی کہ اس سے بچاؤ اور حفاظت کرنا ممکن نہیں ہوتا مثلا یہ کہ اسے بخار ہوا تو اس صورت میں غاصب (یعنی چھین کر لے جانے والے) پر بالاجماع ضمان لازم نہیں ہے (۲) اور اگر اسکی موت ایسے امر سے ہوئی کہ اس سے بچاؤ اور حفاظت کرنا ممکن ہوتا ہے مثلا یہ کہ وہ بچہ قتل کر دیا گیا یا اسے پتھر لگا یا اس پر دیوار گر پڑی یا آسمانی بجلی گری اور اس نے اسے مار دیا یا اسے سانپ نے ڈس لیا یا اسے درندے نے پھاڑ کھایا یا وہ دیوار یا پہاڑ سے گر پڑا تو (اس سب صورتوں میں ہمارے) تینوں اماموں کے ہاں وہ غاصب ضامن ہوگا اور اسپر اجماع ہے کہ اگر اس بچہ نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تو غاصب پر ضمان لازم نہیں ہے (ب) اور (بچہ کی بجائے) غلام (ہونے) کی (مذکورہ) صورت میں غاصب ضامن ہوگا خواہ اسکی موت ایسے امر سے ہوئی جس سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے یا ایسے امر سے ہوئی جس سے بچاؤ ممکن نہیں (دونوں کا حکم برابر ہے) ۵ھ	محیط

ــه حکم نمبر ۴۰، ۴۱/۱۱۷۹ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۶۱، ۶۲/[illegible] ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ — الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۹-۴۰	ولو غصب صبیا وقرّبه الی المهالک فهلک کان علیه دیته ان کان حرا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	واذا قتل الصبی المغصوب رجلا لم یکن علی الذی اغتصبه من ذلک شئ	کذا فی المحیط
۴۲	واذا اودع صبی عبدا فقتله فعلی عاقلته القیمة وان اودع طعاما فأكله لم یضمن وهذا عند ابی حنیفة رح ومحمدؒ وقال ابو یوسفؒ یضمن فی الوجهین وعلی هذا اذا اودع العبد المحجور مالا فاستهلکه لا یؤاخذ بالضمان فی الحال عند ابی حنیفة رح ومحمدؒ ویؤاخذ به بعد العتق وعند ابی یوسفؒ یؤاخذ به فی الحال وعلی هذا الخلاف الاقراض والاعارة والبیع والتسلیم فی العبد والصبی والخلاف فی الصبی العاقل فی الصحیح حتی یضمن غیر العاقل بالاجماع وان استهلك مالا من غیر ایداع ضمن	کذا فی الکافی
۴۳	الاب اذا ضرب الابن من ادب او الوصی ضرب الیتیم فمات یضمن عند ابی حنیفةؒ وان ضربه المعلم ان کان بغیر اذنهما فلا ضمان علی احد الزوج ضرب زوجته فی أدب فماتت ضمن وعلی الاب الکفارة والدیة وعلی المؤدب الکفارة دون الدیة وعلی الزوج الکفارة والدیة جمیعا	کذا فی الواقعات الحسامیة
۴۴	والوالدة اذا ضربت ولدها الصغیر للتأدیب فلا شک انها تضمن علی قول ابی حنیفةؒ وقد اختلف فیه المشائخؒ علی قولهماؒ بعضهم قالوا لا تضمن وبعضهم قالوا هی ضامنة	کذا فی المحیط

۱ حکم نمبر ۴۱/۳۹ / ۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۳۹، ۴۱ / ۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ امانت سے متعلق احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۳۲ کتاب الودیعة میں ہیں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۵ / ۱۱۷۳ مع حاشیہ، ۴۵، ۴۴ / ۱۱۷۹ اور ۱۹ / ۴۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۵ / ۱۱۷۳ مع حاشیہ، ۴۳، ۴۵ / ۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام جنایت کا حکم دینے بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۹-۴۰	اگر کسی شخص نے (نابالغ) بچہ چھینا اور اسے ایسی چیزوں کے قریب کر دیا جن سے آدمی کی (بالعموم) ہلاکت واقع ہو جاتی ہے تو وہ بچہ ہلاک ہو گیا تو اگر وہ بچہ آزاد تھا تو غاصب پر اس کی دیت لازم ہے ۔ ۱ھ	قاضیخان
۴۱	جب چھین کر لائے ہوئے (نابالغ) بچہ نے کسی آدمی کو قتل کر دیا تو جو شخص اسے چھین کر لایا تھا اس پر اسکی وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا ۲ھ	محیط
۴۲	(و) جب کسی (نابالغ) بچہ کے پاس کوئی غلام امانت رکھا گیا اور اس نے اس غلام کو قتل کر دیا تو اسکی عاقلہ پر اس کی قیمت لازم ہے اور اگر (اس کے پاس) طعام امانت رکھا گیا اور اس نے اسے کھا لیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ وہ بچہ دونوں صورتوں میں ضامن ہوگا (ب) اس (مذکورہ اختلاف کی) بنا پر جب محجور غلام (یعنی تصرفات سے منع کردہ شدہ غلام) کے پاس مال امانت رکھا گیا تو اس نے اسے ضائع کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ غلام، ضمان کے لئے فی الحال ماخوذ نہ ہوگا البتہ آزاد ہونے کے بعد وہ اس کے متعلق ماخوذ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں وہ غلام ضمان کے لئے فی الحال ماخوذ ہوگا (ج) اور اسی (مذکورہ) اختلاف پر محجور غلام اور (نابالغ) بچہ کو قرض دینے، مانگا دینے، بیع کرنے اور تسلیم (یعنی سپرد کرنے) کے احکام میں۔ اور مذکورہ اختلاف صحیح حکم کے بموجب، اس (نابالغ) بچہ میں ہے جو عاقل ہو حتی کہ غیر عاقل (نابالغ) بچہ (مذکورہ صورتوں میں) بالاجماع ضامن ہوگا۔ اور اگر اس نے اس مال کو ضائع کر دیا جو امانت نہیں رکھا گیا تھا تو وہ ضامن ہوگا ۳ھ	کافی
۴۳	(و) باپ نے بیٹے کو وصی (یعنی وصیت یافتہ) نے یتیم کو ادب سکھانے کے لئے ضرب لگائی تو (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ (یعنی باپ یا وصی) ضامن ہوگا (ب) اور اگر استاد نے شاگرد کو (علم دین سکھانے کے لئے) ضرب لگائی (اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) تو اگر اس معلم نے ان دونوں (یعنی باپ یا وصی) کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو کسی پر ضمان لازم نہیں ہے (ج) اور (اگر) خاوند نے اپنی بیوی کو ادب سکھانے کے لئے ضرب لگائی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا۔ (د) (مذکورہ صورتوں کی ضمان میں) باپ پر کفارہ اور دیت (دونوں) لازم ہوں گے اور ادب سکھانے والے پر کفارہ لازم ہوگا دیت لازم نہ ہوگی اور خاوند پر کفارہ اور دیت بھی لازم ہوں گے ۴ھ	واقعات حسامیہ
۴۴	ماں نے جب اپنے (نابالغ) چھوٹے بچہ کو ادب سکھانے کے لئے ضرب لگائی (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب وہ بلاشک ضامن ہوگی اور صاحبینؒ کے قول کے بموجب حکم میں مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگی اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگی ۵ھ	محیط

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ — الامر بالجنایة ومسائل الصبیان وغیرہ	حوالہ
۱۱۷۹-۴۵	رجل ضرب ولدہ الصغیر فی تعلیم القرآن قال ابوحنیفة رح یضمن الوالد دیتہ ولا یرثہ قال ابویوسف رح یرث الوالد ولا یضمن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۶	الحجام او الفصاد او البزاغ او الختان اذا حجم او فصد او بزغ باذن صاحبہ فسری الی النفس ومات لم یضمن	کذا فی السراجیة
۴۷	البزاغ او الفصاد او الحجام اذا بزغ او فصد او حجم وکان باذن المولی فی العبد او باذن الولی فی الصبی وسری الی النفس ومات فلا ضمان علیہم وکذلک الختان فی ھذا فھؤلاء لا یضمنون السرایة بلا خلاف	کذا فی المحیط
۴۸	ذکر ابن سماعة رح عن محمد رح لو ان ختانا ختن صبیا بامر والدہ فجرت الحدیدة فقطعت الحشفة فمات الصبی فعلی عاقلة الختان نصف الدیة وان عاش الصبی فعلی عاقلة الختان کمال الدیة	کذا فی محیط السرخسی
	وھذا الذی ذکرنا فیما اذا قطعت الحشفة ومات انہ یجب نصف الدیة رواہ محمد رح ذکر ھذہ الروایة فی مجموع النوازل وذکر فی الاصل انہ لا یجب شیٔ ان مات وھکذا ذکر فی جنایات العتاق	کذا فی الذخیرة
	واللہ اعلم	

۱؎ حکم نمبر ۵/۱۱۴۳ مع حاشیہ، ۴۳، ۴۴/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ نشتر لگانے والے اور پچھنے لگانے والے نے جب فعل معتاد کیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی الخ تو اس پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شیٔ لازم نہ ہوگی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۵۰۹۔ حکم نمبر ۴۰، ۴۱/۱۰۹۳

دفعات وشق نمبر	نواں باب، جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام جنایت کا حکم دینے، بچوں سے متعلق اور اس سے مشابہ مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۷۹-۴۵	کسی شخص نے اپنے (نابالغ) بچہ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے ضرب لگائی (اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہ رح کا قول یہ ہے کہ وہ اسکی دیت کا ضامن ہوگا اور اس کا وارث نہ قرار پائے گا اور امام ابو یوسف رح کا قول یہ ہے کہ والد اس کا وارث قرار پائے گا اور ضامن نہ ہوگا ؎	قاضیخان
۴۶	حجام (یعنی سنگی سے خون نکالنے والے، پچھنے لگانے والے) یا فصد کھولنے والے یا نشتر لگانے والے یا ختنہ کرنے والے نے جب اس (متعلقہ) صاحب سے اجازت حاصل کرکے حجامت کی یا فصد کھولا یا نشتر لگایا یا ختنہ کیا پھر وہ زخم جان تک سرایت کر گیا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ (یعنی ان میں سے کوئی بھی) ضامن نہ ہوگا ۲؎	سراجیہ
۴۷	نشتر لگانے والے یا فصد کھولنے والے یا حجام نے جب اس (متعلقہ) شخص کے غلام ہونے کی صورت میں، اس کے آقا کی اجازت سے اور (نابالغ) بچہ ہونے کی صورت میں اس کے ولی کی اجازت سے نشتر لگایا یا فصد کھولا یا حجامت کی (یعنی سینگی کے ذریعہ خون نکالا، پچھنا لگایا) اور وہ زخم جان تک سرایت کر گیا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو ان (مذکورہ) پر ضمان لازم نہیں ہے اور اسی طرح ختنہ کرنے والے کے متعلق بھی اس صورت میں یہی حکم ہے پس یہ سب بلا خلاف سرایت کے ضامن نہ ہوں گے ۳؎	محیط
۴۸	(ا) ابن سماعۃ رح نے امام محمد رح سے روایت کیا ہے کہ اگر کسی ختنہ کرنے والے نے کسی بچہ کا ختنہ اس کے باپ کی اجازت سے کیا تو استرا چل جانے سے اس کا حشفہ (یعنی اسکے ذکر کا سر) کٹ گیا اور اس سے اس بچہ کی موت واقع ہوگئی تو ختنہ کرنے والے کی عاقلہ پر نصف دیت لازم ہے اور اگر وہ بچہ اس زخم سے زندہ رہ گیا تو ختنہ کرنے والے کی عاقلہ پر پوری دیت لازم ہے	محیط سرخسی
	(ب) اور یہ حکم جو ہم نے اس صورت کے متعلق ذکر کیا ہے، کہ جب (اس بچہ کا) ختنہ کٹ گیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو نصف دیت واجب ہوگی، یہ روایت امام محمد رح نے مجموع النوازل میں ذکر کی ہے اور الاصل میں یہ مذکور ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اگر اس کی موت واقع ہوگئی تو (ختنہ کرنے والے پر دیت میں سے) کوئی شئی واجب نہ ہوگی اور جنایات الحتاق میں یوں ہی مذکور ہے ۴؎	ذخیرہ
	واللہ اعلم	

؎ ۱۰۳۰، ۲۹/۱۱۶۳ کے حواشی، ۲۳/۱۱۹۰ نیز حکم نمبر ۳۰/۱۱۶۱ مع حواشی، ۱۰/۱۱۶۲ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۷۹ مع حاشیہ نیز ۱۰۸/۱۱۶۳ کا حاشیہ اور ۹۴/۱۱۶۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب العاشر فی الجنین

دفعات ۱۱۸۰ تا ۱۱۸۰ عنوان ۱ تعداد شق ۲۰

دفعہ وشق نمبر	الباب العاشر فی الجنین / الجنین	حوالہ
۱۱۸۰	**الجنین** تعداد شق ۲۰	
۱	اذا ضرب بطن امرأة حامل مسلمة او کافرة فالقت جنینا میتا حرا ذکرا کان او انثی فعلی عاقلته الغرة	کذا فی السراجیة
۲	وهی عبد او امة او فرس قیمته خمسمائة درهم	کذا فی السراجیة
۳	ویکون موروثا عن الولد ولو کان الضارب وارثا لم یرث ولا کفارة فیه	کذا فی السراجیة
۴	وان القت میتین فغرتان	کذا فی خزانة المفتین
۵	والجنین الذی قد استبان بعض خلقه کالظفر والشعر بمنزلة الجنین التام فی جمیع الاحکام	کذا فی الکافی
۶	وان خرج الجنین بعد الضرب حیا ثم مات ففیه الدیة کاملة والکفارة	کذا فی المبسوط
۷	ان القت میتا ثم ماتت الام فعلیه دیة فی قتل الام وغرة بالقائها	کذا فی الهدایة

۱؎ جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں بحوالہ الرملی لکھا ہے کہ اگر کسی نے حاملہ عورت کی پیٹھ یا جانب یا سر یا اسکے کسی عضو کو ضرب لگائی (اور اس نے بچہ ڈالدیا) تو یہی حکم ہے اور بحوالہ السائحانی لکھا ہے کہ اگر عورت کسی دوا یا فعل کے ذریعہ سے جنین گرادے تو اس کے متعلق احکام سے واضح ہے کہ پیٹ پر ضرب لگنا قید (احترازی) نہیں ہے حتی کہ کسی عورت نے اپنا سر گھومایا یا اپنے فرج میں کوئی ملاج (یعنی دوا یا فعل) کیا اور اس سے (مردہ) جنین گرادیا تو اسکی ضمان لازم ہے (حکم نمبر ۱۷ تا ۱۹ / ۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں) اور بحوالہ الخیریہ لکھا ہے کہ جب کوئی شخص چیخا تو عورت نے جنین ڈالدیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے عورت کو ضرب کا ڈراوا دیا تو اس عورت نے جنین ڈالدیا تو وہ ضامن ہوگا اور لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ دونوں حکموں میں وجہ فرق یہ ہے کہ خوف دلانا ایسا فعل ہے جسکا صدور خوف دلانے والے کی طرف منسوب ہے، اور چیخنے سے موت واقع ہونا ایسا فعل ہے جسکا صدور مرنے والے کی طرف منسوب ہے نیز لکھا ہے کہ البتہ اچانک چیخ کا صدور چیخنے والے کی طرف منسوب ہے پس اگر کسی شخص نے کسی عورت پر اچانک چیخ ماری تو اس سے جنین ڈالدینے کی صورت میں وہ ضامن ہوگا اور اگر (جس عورت پر اچانک چیخ ماری گئی) اس عورت کے علاوہ کسی عورت نے اس چیخ سے جنین

دفعات شق نمبر	جنین کے احکام / جنین کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	# دسواں باب، جنین کے احکام	
	دفعات ۱۱۸۰ تا ۱۱۸۰ عنوان ۱ تعداد شق ۲۰	
۱۱۸۰	**جنین (یعنی رحم میں سے بچہ تلف کر دینے) کے احکام** اور اس میں ۲۰ شقیں ہیں	
۱	جب کسی شخص نے کسی حاملہ، مسلمہ یا کافرہ عورت کے پیٹ پر[1] ضرب لگائی تو اس نے جنین[2] (یعنی رحم سے بچہ) مردہ حالت میں ڈالدیا وہ آزاد[3] تھا نر تھا یا مادہ تھا تو اس (ضرب لگانے والے) کی عاقلہ پر غرہ لازم ہے[4]	سراجیہ
۲	اور یہ غرہ، غلام ہے یا باندی ہے یا ایسا گھوڑا ہے جس کی قیمت (کم از کم) پانچ سو درہم ہو[5]	سراجیہ
۳	اور (غرہ کا)، مذکورہ مال اس ولد (یعنی جنین) کی میراث ہوتا ہے اور اگر ضارب (یعنی اس حاملہ عورت کو ضرب لگانے والا اس کا) وارث ہو تو وہ وارث نہیں قرار پاتا اور اس میں کفارہ نہیں ہے[6]	سراجیہ
۴	اگر کسی (مضروبہ) عورت نے دو مردہ بچے ڈالدیئے تو اس میں دو غرہ لازم ہوں گے[7]	خزانۃ المفتین
۵	ایسا جنین جس کی بعض تخلیق (یعنی ہیئت) مثلاً ناخن اور بال (وغیرہ) ظاہر ہو گئے ہوں تو وہ تمام احکام میں پورے جنین کے حکم میں ہے[8]	کافی
۶	اگر (حاملہ عورت کو) ضرب لگانے کے بعد وہ جنین زندہ خارج ہوا پھر (اس ضرب کی وجہ سے) اس کی موت واقع ہو گئی تو اس میں پوری دیت اور کفارہ لازم ہے[9]	مبسوط
۷	اگر (حاملہ مضروبہ) عورت نے اسے مردہ جنا پھر اس ماں کی موت واقع ہو گئی تو ضارب شخص پر اس ماں کے قتل کی دیت اور اس عورت کے بچہ گرانے کا غرہ لازم ہوگا[10]	ہدایہ

[1] ڈالدیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اس لئے کہ اسنے اس پر تعدی نہیں کی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۵ ص ۴۱۶ (مترجم)، [2] جنین۔ بچہ جبتک رحم میں رہے۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۰۶ اور ردالمحتار میں ہے کہ الجنین ایسا ولد، جو ماں کے رحم میں ہو۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ۵ ص ۴۱۶۔ حکم نمبر ۹،۵/۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۱۶/۱۱۸۰ ملاحظہ ہو اور غلام جنین کی صورت میں حکم نمبر ۱۴، ۱۵/۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ اور غرہ کے متعلق حکم نمبر ۲، ۳/۱۱۸۰ نیز حکم نمبر ۱۴ تا ۹/۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۴، ۱۴ تا ۱۶/۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] حکم نمبر ۲، ۶/۱۱۸۰ اور ۳/۱۱۷۰ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] حکم نمبر ۲، ۱۱، ۱۳/۱۱۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [8] حکم نمبر ۱/۱۱۸۰ کا دوسرا حاشیہ، ۸/۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [9] حکم نمبر ۳/۱۱۸۰، ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور ۳/۱۱۷۰ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [10] حکم نمبر ۲/۱۱۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب العاشر فی الجنین — الجنین	حوالہ
١١٨٠ — ٨	وان ماتت الام من الضربة ثم خرج الجنین بعد ذلک حیا ثم مات فعلیه دیة فی الام ودیة فی الجنین	کذا فی الهدایة
٩	وان ماتت ثم القت میتا فعلیه دیة فی الام ولا شئ فی الجنین	کذا فی الهدایة
١٠	واذا خرج رأس الولد وصاح فجاء رجل وذبحه فعلیه الغرة لانه جنین	کذا فی خزانة المفتین
١١	رجل ضرب بطن امرأة فالقت جنینتین احدهما میت والآخر حی فمات الحی بعد الانفصال من ذلک الضرب فعلی الضارب فی المیت منهما الغرة وفی الحی الدیة کاملة	کذا فی الظهیریة
١٢	فی المنتقی رجل ضرب بطن امرأته فالقت جنینا حیا ثم مات ثم القت جنینا میتا ثم ماتت الام بعد ذلک وللرجل الضارب بنون من غیر هذه المرأة ولیس له ولد من هذه المرأة غیر هذا الذی ولدت عند الضربة ولها اخوة من ابیها وامها فعلی عاقلة الاب دیة الولد الذی وقع حیا ثم مات ترث من ذلک امه السدس ومابقی فلاخوة هذا الولد من ابیه وعلی الاب کفارتان کفارة فی الولد الواقع حیا وکفارة فی امه واما الولد الذی سقط میتا فان فیه غرة علی عاقلة الاب خمسمائة ویکون للام من ذلک السدس ومابقی فهو للولد الذی وقع حیا لان الغرة انما وجبت بالضربة وهو حی حینئذ وترث الام من ذلک السدس ایضا ویصیر ما ورثته الام من جمیع ذلک لاخوتها	کذا فی المحیط
١٣	وان کان فی بطنها جنینان فخرج احدهما قبل موتها وخرج الآخر بعد موتها وهما میتان ففی الذی خرج قبل موتها خمسمائة ولیس فی الذی خرج بعد موتها شئ ثم الذی خرج قبل موتها میتا لا یرث من دیة امه ولها میراثها منه وان کان الذی خرج بعد موتها خرج حیا ثم مات ففیه الدیة وله میراثه من دیة امه وما ورثت امه من اخیه وان لم یکن لاخیه اب حی فله میراثه من اخیه ایضا	کذا فی المبسوط

ے١ حکم نمبر ١٠/١١٨٠ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ے٢ حکم نمبر ١٠/١١٨٠ کا تیسرا حاشیہ، نیز حکم نمبر ١٣/١١٨٠ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ے٣ حکم نمبر ١/١١٨٠ کا دوسرا حاشیہ اور ١٢،٥/١١٨٠ ملاحظہ ہوں

دفعات شق نمبر	جنین کے احکام — جنین کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۰-۸	اور اگر (حاملہ) عورت اس ضرب کی وجہ سے مرگئی پھر اس کے بعد جنین زندہ خارج ہوا پھر اس جنین کی موت واقع ہو گئی تو ضارب شخص پر اس ماں کی دیت اور اس جنین کی دیت لازم ہے ۱؎	ہدایہ
۹	اگر حاملہ مضروبہ، عورت کی (اس ضرب سے) موت واقع ہوگئی پھر اس نے مردہ بچہ ڈال دیا تو ضارب شخص پر اس ماں کی دیت لازم ہے اور اس جنین میں (دیت وغیرہ میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے ۲؎	ہدایہ
۱۰	جب (ولادت میں) بچہ کا سر خارج ہوا اور وہ چیخا تو ایک شخص نے آکر اسے ذبح کر دیا تو اس پر غرہ لازم ہے اس لئے کہ (اس صورت میں) وہ بچہ جنین ہے ۳؎	خزانۃ المفتین
۱۱	کسی شخص نے کسی (حاملہ) عورت کے پیٹ پر ضرب لگائی تو اس نے دو جنین ڈال دیئے ان میں سے ایک مردہ اور دوسرا زندہ، پھر اس ضرب کی وجہ سے، ولادت ہو چکنے کے بعد، اس زندہ بچہ کی بھی موت واقع ہوگئی تو ضارب پر ان دونوں بچوں میں سے مردہ میں غرہ اور زندہ میں کامل دیت لازم ہے ۴؎	ظہیریہ
۱۲	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کے پیٹ پر ضرب لگائی تو اس نے زندہ جنین ڈال دیا پھر وہ جنین مرگیا پھر اس عورت نے (ایک) مردہ جنین ڈالدیا پھر اسکے بعد ماں مرگئی اور ضارب شخص کے اس عورت کے علاوہ اور بیٹے بھی ہیں اور اس عورت سے اس کی کوئی (اور) اولاد نہیں ہے سوائے اس اولاد کے جو اس عورت نے ضرب لگنے پر جنی البتہ اس عورت کے ماں اور باپ کی طرف سے (یعنی سگے) بھائی موجود ہیں تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) باپ کی عاقلہ پر اس بچہ کی دیت لازم ہے جو (ماں کے پیٹ سے) زندہ پیدا ہوا اور پھر مرگیا اس سے اس کی ماں چھٹا حصہ میراث پائے گی اور باقی ماندہ اس بچہ کے ان بھائیوں کو ملے گا جو اس بچہ کے باپ کی طرف سے اس کے بھائی ہیں اور باپ پر دو کفارے لازم ہوں گے ایک کفارہ اس بچہ کا جو زندہ پیدا ہوا (اور پھر مرگیا) اور ایک کفارہ اس کی ماں کا لازم ہوگا اور وہ بچہ جو مردہ گرا تو اس میں باپ کی عاقلہ پر پانچ سو درہم غرہ لازم ہوگا اور اس سے اس کی ماں چھٹا حصہ میراث پائے گی اور باقیماندہ اس بچہ کے لئے ہوگا جو زندہ پیدا ہوا اس لئے کہ غرہ ضرب کی وجہ سے واجب ہوا ہے اور وہ اس وقت زندہ تھا اور ماں اس سے بھی چھٹا حصہ میراث پائے گی اور وہ سب میراث جو اس کی ماں کو ملی ہے (اور پھر اس کی موت واقع ہوگئی ہے) وہ اس کی ماں کے (مذکورہ سگے) بھائیوں کو ملے گی ۵؎	محیط
۱۳	(ل) اگر کسی (مضروبہ) عورت کے پیٹ میں دو جنین تھے تو ان میں سے ایک اس عورت کی موت سے پہلے پیدا ہوا اور دوسرا اس عورت کی موت کے بعد پیدا ہوا اور (ل) وہ دونوں جنین مردہ تھے تو وہ جنین جو اس عورت کی موت سے پہلے پیدا ہوا اس میں پانچ سو درہم (غرہ) لازم ہے اور جو جنین اس عورت کی موت کے بعد پیدا ہوا اسمیں کوئی شئی لازم نہیں ہے پھر جو جنین اس عورت کی موت سے پہلے مردہ پیدا ہوا وہ اپنی ماں کی دیت سے وارث نہ ہوگا اور اسکی ماں اس کی وارث قرار پائے گی (ب) اور اگر وہ جنین جو اس عورت کی موت کے بعد پیدا ہوا وہ زندہ پیدا ہوا اور (مذکورہ ضرب کی وجہ) اسکی موت واقع ہوگئی تو اس میں دیت لازم ہے اور اسکے لئے اسکی ماں کی دیت سے، اور جو کچھ اس کی ماں کو اس (جنین) کے بھائی (یعنی دوسرے جنین کے غرہ) سے میراث ملی، اس (سب) سے میراث ملے گی اور اگر اسکے اس بھائی (یعنی دوسرے جنین) کا باپ زندہ نہ ہو تو اسے اپنے بھائی سے بھی میراث ملے گی ۶؎	مبسوط

ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۲،۱۳،۲۰۲،۴۰۲/۱۱۸۰ اور ۱/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۷،۱۶/۱۱۸۰، دیت کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور کفارہ کے متعلق ۵/۱۱۷۰ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۴،۹/۱۱۸۰ اور دیت کے متعلق ۱/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

	الجنين	حوالہ
	الباب العاشر في الجنين	
١٤-١١٨٠	واذا ضرب بطن امة والقت جنينا ميتا والام حية ينظر ان كان هذا الحمل حرا بان كان الحمل من المولى تجب الغرة ذكرا كان او انثى وان كان الجنين رقيقا ذكر في ظاهر رواية اصحابنا رح انه يقوم على الهيئة واللون التي انفصل لو كان حيا ثم اذا ظهر قيمته ينظر ان كان ذكرا يجب عليه نصف عشر قيمته وان كان انثى يجب عليه عشر قيمتها ولو ضاع الجنين ولم يمكنا تقويمه باعتبار لونه وهيئته على تقدير انه حي ووقع التنازع في قيمته بين الضارب ومولى الامة المضروبة كان القول قول الضارب	كذا في المحيط
١٥	وما وجب في جنين الامة فهو في مال الضارب يؤخذ منه حالا في ساعته رواه الحسن رح	كذا في شرح الطحاوي
١٦	وما وجب في جنين الحرة فهو على عاقلة الضارب الى سنة [٣]	كذا في شرح الطحاوي
١٧	والمرأة اذا ضربت بطن نفسها او شربت دواء لتطرح الولد متعمدة او عالجت فرجها حتى سقط الولد ضمن عاقلتها الغرة ان فعلت بغير اذن الزوج وان فعلت باذنه لا يجب شيء	كذا في الكافي
١٨	المرأة شربت دواء ولم تتعمد به اسقاط الولد فلا شيء عليها	كذا في الظهيرية
١٩	وفي فتاوى النسفي سئل عن مختلعة وهي حامل احتالت لاسقاط العدة باسقاط الولد قال ان اسقطت بفعلها وجبت عليها غرة ويكون ذلك للزوج	كذا في المحيط
٢٠	ضرب رجل بطن حامل بسكين فأصاب يد الولد في بطنها فقطعها ثم ولدته حيا فنصف الدية على عاقلته لانه خطأ	كذا في الظهيرية
	والله اعلم	

له جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ باندی کے جنین میں اسکے مذکر ہونیکی صورت میں اسکی قیمت کا بیسواں حصہ اور اسکے مؤنث ہونے کی صورت میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ لازم ہوگا اور لکھا ہے کہ جان لو کہ جنین اگر آزاد ہو (یعنی غلام نہ ہو مثلاً یہ کہ اس باندی کا وہ حمل آقا سے ہو) تو اسمیں پانچسو درہم واجب ہوں گے خواہ مذکر ہو یا مؤنث (حکم نمبر ۱، ۲ / ۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں) اسلئے کہ جنین کے حکم میں مذکر، مؤنث کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور یہ (مذکورہ) پانچسو، مذکر (آزاد) شخص کی دیت کا بیسواں حصہ بنتا ہے اور مؤنث کی دیت کا دسواں حصہ بنتا ہے (اس لئے کہ مؤنث کی دیت نصف ہے حکم نمبر ۳ / ۱۱۸۰ ملاحظہ ہو) اور اگر جنین غلام ہو (یعنی آزاد نہ ہو) تو اس کے مذکر ہونے کی صورت میں اسکی قیمت کا بیسواں حصہ اور اسکے مؤنث ہونیکی صورت میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا اسلئے کہ غلام کی دیت اسکی قیمت ہی ہوتی ہے پس جو کچھ آزاد شخص کی دیت سے قرار پائے گا وہی کچھ غلام شخص کی قیمت سے قرار پائیگا۔ مبہم ماخوذ از شرح وقایہ ج ۴ ص ۱۶۹ وهكذا في الدر المختار ورد المختار ج ۵ ص ۴۱۶، ۴۱۷، حکم نمبر ۱ / ۱۱۸۰ کا پہلا حاشیہ اور ۱۲، ۱۵، ۱۶ / ۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں۔ مترجم

دلعاد شتی نمبر	جنین کے احکام — جنین کے احکام کا بیان	حوالہ
1180-14	جب کسی شخص نے کسی باندی کے پیٹ پر ضرب لگائی تو اس نے مردہ جنین ڈالدیا اور اسکی ماں زندہ رہی تو دیکھا جائے گا۔ (ا) اگر وہ حمل آزاد تھا مثلاً یہ کہ اسکے آقا سے تھا تو (اسمیں) غرہ واجب ہوگا خواہ نر تھا یا مادہ (حکم برابر ہے) (ب) اور اگر[1] وہ حمل غلام تھا تو ہمارے اصحاب کی ظاہر روایت میں مذکور ہے کہ وہ حمل جس ہیئت اور رنگ کے ساتھ پیدا ہوا ہے اسے زندہ فرض کرکے اس کی قیمت کی جائے گی پھر جب اس کی قیمت ظاہر قرار پائی تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ نر تھا تو اس میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور اگر وہ مادہ تھی تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا اور اگر[2] وہ جنین ضائع ہوگیا اور انہیں اس کی ہیئت اور رنگ کے اعتبار سے اسے زندہ فرض کرکے اس کی قیمت مقرر کرنا ممکن نہ ہوا اور اسکی قیمت کے بارے میں ضارب اور باندی کے آقا کے مابین تنازع ہوا تو ضارب کے قول کا اعتبار ہوگا[1]	محیط
15	جو مال باندی کے جنین میں واجب ہو وہ ضارب شخص کے مال سے اسی وقت فی الحال لیا جائے گا اس حکم کو حسنؒ نے روایت کیا ہے[2]	شرح طحاوی
16	[3][4][5] اور جو مال آزاد عورت کے جنین میں واجب ہو وہ ضارب کی عاقلہ پر واجب ہوگا جس کی ادائیگی ایک سال میں ہوگی	شرح طحاوی
17	کسی (حاملہ) عورت نے جب اپنے پیٹ پر خود ضرب لگائی یا کوئی دوا پی تاکہ (پیٹ سے) بچہ کو ساقط کردے یا اس نے اپنے فرج میں (کوئی) علاج (یعنی دوا یا فعل) کیا جس سے بچہ ساقط ہوگیا (یعنی بچہ مردہ ساقط ہوگیا) تو اس عورت کی عاقلہ غرّہ کی ضامن ہوگی بشرطیکہ اس نے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر ایسا کیا اور اگر اس نے خاوند کی اجازت سے ایسا کیا تو (غرّہ میں سے) کوئی شئی واجب نہ ہوگی[6]	کافی
18	کسی عورت نے کوئی دوا پی اور اس نے اس دوا سے بچہ گرانے کا عمد (یعنی قصد) نہ کیا تھا اور اس دوا سے اس کا بچہ ساقط ہوگیا) تو اس عورت پر (غرہ میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی[7]	ظہیریہ
19	فتاوی النسفیؒ میں ہے کہ اس عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس نے خلع کیا اور وہ حاملہ تھی اس نے عدت ساقط کرنے کا کوئی حیلہ کیا تو (اسکے جواب میں) فرمایا کہ اگر اس عورت نے اپنے کسی فعل سے بچہ ساقط کردیا تو اسپر غرہ واجب ہوگا اور وہ اسکے خاوند کو ملے گا[9][10]	محیط
20	کسی شخص نے حاملہ عورت کے پیٹ میں چھری ماری تو وہ اسکے پیٹ میں بچہ کے ہاتھ کو لگی اور اسکا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس عورت نے اسے جنا اور وہ بچہ زندہ تھا تو (چھری مارنے والے) اس شخص کی عاقلہ پر (اس بچہ کے ہاتھ کیلئے) نصف دیت لازم ہوگی اسلئے کہ (جنایت کی اس صورت میں اس بچہ کا ہاتھ کاٹنا) خطا ہے[11]	ظہیریہ

واللہ اعلم

۲؎ حکم نمبر 14،2/1180 اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر 3/1181 ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر 16/1180 کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر 2،12،14،15/1180 اور حکم نمبر 10/1181 کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر 16/1180 کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریباً ۶ احکام کا اندراج متروک ہے۔ اسکے متعلق حکم نمبر 12/1172 کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر 1/1180 کا پہلا حاشیہ، 17 تا 19/1180 نیز حکم نمبر 1/1173 کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷؎ حکم نمبر 17/1180 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۸؎ حکم نمبر 19/1180 کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۹؎ حکم نمبر 17/1180 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۱۰؎ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر 19/1180 کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریباً ۲ احکام کا اندراج متروک ہے۔ اسکے متعلق حکم نمبر 12/1172 کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۱۱؎ حکم نمبر 72،79/1177 نیز حکم نمبر 61/1173، 106/1177 اور 1،4/1173 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات تحت نمبر	الباب الحادی عشر، جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ — جنایة الحائط، والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط والجناح والکنیف وغیرہا مما یحدثه الانسان فی الطریق وما یناسب ذلك

دفعات ۱۱۸۱ تا ۱۱۸۱ - عنوان ۱ تعداد شق ۱۶۴

۱۱۸۱ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہا — تعداد شق ۱۶۴

دفعات تحت نمبر	متن	حوالہ
۱	یجب ان یعلم بان الحائط المائل ان بناہ صاحبه مائلا فی الابتداء ثم سقط علی انسان فقتله اوتلف مال انسان فانه یضمن سواء تقدم الیه بالنقض اولم یتقدم	ھکذا فی الذخیرة
۲	وان کان بناہ غیر مائل ثم مال بمرور الزمان ثم سقط علی انسان اوسقط علی مال فاتلفه ھل یضمن صاحب الحائط ان سقط قبل التقدم الیه بالنقض فانه لاضمان علی صاحب الحائط فی قول علمائنا الثلاثة رحمهم الله واما اذا سقط بعد التقدم الیه بالنقض وتمکن من النقض بعد ذلك ولم ینقض فالقیاس ان لایضمن وفی الاستحسان یضمن	ھکذا فی الذخیرة
۳	ثم ماتلف به من النفوس تتحمله العاقلة وماتلف به من الاموال فضمانه علیه	کذا فی التبیین
۴	والتقدم الی صاحب الحائط فی الحائط تقدم فی نقضه حتی لوسقط الحائط بعد التقدم وعثر بنقضه فمات فدیته علی صاحب الحائط وھو قول محمد رحمه الله وروی اصحاب الامالی عن ابی یوسف رحمه الله انه لاضمان علی صاحب الحائط والصحیح قول محمد رحمه الله	کذا فی الذخیرة

۱؎ جھکی ہوئی دیوار وغیرہ کے متعلق تقدم سے مراد اس دیوار کو گرادینے کیلئے، صاحب حق کی طرف سے، گراسکنے کے صاحب اختیار کے ہاں، پیشگی مطالبہ کرنا ہے اور اس مطالبہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹۷۸/۱۱۸۱ اور مذکورہ صاحب حق کے متعلق احکام حکم نمبر ۲۲/۱۱۸۱ سے اور مذکورہ صاحب اختیار کے متعلق احکام حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ سے شروع ہوتے ہیں۔ نیز جھکی ہوئی دیوار وغیرہ سے متعلق زیادہ تر احکام ۱ تا ۱۰۴، ۸۲، ۸۶، ۸۷، ۱۳۰ ب میں، راستہ میں رکاوٹ رکھنے، پانی ڈالنے، درندہ کھڑا کرنے، آگ جلانے، بیٹھنے یا جانور کھڑا کرنے وغیرہ کے احکام حکم نمبر ۷۵ تا ۱۲۰/۱۱۸۰ میں، مسجد سے متعلق احکام حکم نمبر ۱۲۱ تا ۱۲۳/۱۱۸۱ میں، پل سے متعلق ۱۲۴/۱۱۸۱ میں، راستہ یا غیر راستہ میں کنوئیں سے متعلق احکام حکم نمبر ۵۰، ۵۱، ۱۲۸ تا ۱۵۷/۱۱۸۱، ۴۳، ۵۰ تا ۷۴/۱۱۸۸ اور نہر سے متعلق جنایت کے احکام ۱۵۸ تا ۱۶۴/۱۱۸۱ نیز پانی سے غرق کرنے کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۱۱۸۱

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	گیارہواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء وغیرہ جو چیزیں جنہیں انسان راستہ میں بنائے اور اس سے مشابہ چیزوں سے متعلق جرم کے احکام	
	دفعات ۱۱۸۱ تا ۱۱۸۱ ۔ عنوان ۱ ۔ تعداد شق ۱۶۴ ،	
۱۱۸۱ ۔	**دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم** اور اسمیں ۱۶۴ شقیں ہیں	
۱	یہ جان لینا ضروری ہے کہ جھکی ہوئی دیوار اگر اس کے مالک نے اسے بنایا تو وہ ابتداء میں ہی جھکی ہوئی تھی پھر وہ کسی شخص پر گر پڑی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی یا اس سے کسی انسان کا مال ضائع ہوگیا تو اس دیوار کا مالک اس کا ضامن ہوگا خواہ اس مالک کو اس دیوار کے گرا دینے کے متعلق تقدم[1] (یعنی پیشگی کہنا) کیا گیا تھا یا نہ (حکم برابر ہے)	ذخیرہ
۲	اور اگر جھکی ہوئی دیوار کو اس کے مالک نے بنایا تو وہ جھکی ہوئی نہ تھی (بلکہ سیدھی بنائی تھی) پھر وہ دیوار عرصہ گذرنے پر، جھک گئی اور کسی انسان پر گر پڑی یا کسی مال پر گر پڑی اور اسے تلف کر دیا تو کیا اس دیوار کا مالک ضامن ہوگا؟ (تو اس صورت کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس دیوار کے گرانے کے متعلق مالک کو تقدم (یعنی پیشگی کہنے) سے پہلے (ہی) وہ دیوار گر پڑی تو ہمارے تینوں اماموںؒ کے قول کے بموجب اس دیوار کے مالک پر کوئی ضمان نہیں ہے مگر جب اس دیوار کے گرانے کے متعلق مالک کو تقدم کرنے کے بعد وہ دیوار گری اور اس تقدم کے بعد مالک نے وہ دیوار گرا سکنے کا موقع پایا تھا اور (پھر بھی) نہ گرائی تھی تو اس کے متعلق از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ مالک ضامن نہ ہوگا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگا[2]	ذخیرہ
۳	پھر (مذکورہ صورت میں) اس دیوار کی وجہ سے، جانوں میں سے جو (جان) ہلاک ہوئی اس (کی ضمان) کو اسکی عاقلہ برداشت کریگی اور مالوں میں سے جو (مال) تلف ہوا اسکی ضمان اس (مالک) پر ہوگی[3]	تبیین
۴	(جھکی ہوئی) دیوار کے مالک کو دیوار توڑنے کے متعلق تقدم (یعنی پیشگی کہنا) اسکے ملبہ کے متعلق تقدم قرار پاتا ہے حتیٰ کہ اگر تقدم کے بعد وہ دیوار گر پڑی اور اسکے ملبہ سے کوئی شخص پھسل کر گرا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو اسکی دیت دیوار کے مالک پر ہے اور یہی قول امام محمدؒ کا ہے اور اصحاب الاملاء نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ (اس صورت میں) دیوار کے مالک پر ضمان نہیں ہے اور صحیح قول امام محمدؒ کا ہے[4]	ذخیرہ

[1] پہلا و دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ اور ۲۶/۱۱۸۱ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] ہدایہ میں ہے کہ عاقلہ (انسان کی) جان تلف ہونے میں تحمل کر سکتی ہے تلف مال کی صورت میں نہیں پس جانور کے تلف ہونے کی صورت میں بھی ضمان مجرم کے مال میں لازم ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ۔ حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۵/۱۱۸۰ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۲۰۱ تا ۲۰۵ و ۲۰۳ / ۱۴۰ / ۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط، والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ - ۵	ولو سقط الحائط علی رجل وقتلہ او عثر رجل بنقض الحائط ومات ثم عثر رجل بالقتیل فلا ضمان فیہ علی عاقلۃ صاحب الحائط	کذا فی المحیط
۶	ولو کان مکان الحائط جناح اخرجہ الی الطریق فوقع علی الطریق فعثر انسان بنقضہ ومات وعثر رجل بالقتیل ومات ایضا فدیۃ القتیلین جمیعا علی صاحب الجناح	کذا فی المحیط
۷	والتقدم الیہ صحیح عند السلطان وعند غیر السلطان	کذا فی الکافی
۸	وتفسیر التقدم ان یقول صاحب الحق لصاحب الحائط ان حائطک مخوف او یقول مائل فانقضہ حتی لا یسقط ولا یتلف شیأ	کذا فی المحیط
۹	ولو قیل لہ ان حائطک مائل ینبغی لک ان تہدمہ کان ذلک مشورۃ ولا یکون طلبا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰	والشرط الطلب والاشہاد لیس بشرط حتی لو طلب بالتفریغ من غیر اشہاد ولم یفرغ مع التمکن حتی سقط وتلف بہ شئ وہو یقر بالطلب ضمن وفائدۃ الاشہاد امکان اثبات الطلب عند الجحود	کذا فی الکافی
۱۱	وان شہد بالطلب رجلان او رجل وامرأتان ثبتت المطالبۃ وتثبت ایضا بکتاب القاضی الی القاضی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲	واذا اشہد علی الحائط المائل عبدان او کافران او صبیان ثم اعتق العبدان او اسلم الکافران او بلغ الصبیان ثم سقط الحائط المائل فاصاب انسانا فقتلہ یضمن صاحب الحائط وکذا لو سقط الحائط المائل قبل عتق العبدین واسلام الکافرین وبلوغ الصبیین ثم شہد اجازت شہادتہما لانہما من اہل الاداء	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] حکم نمبر ۱۱۸۱/۵۹،۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۱۸۱/۴ مع حاشیہ، ۱۱۸۱/۵۸ تا ۶۰،۲،۶۰،۸۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۱۸۱/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۱۸۱/۹ اور ۱۱۸۱/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۱۸۱/۸ اور ۱۱۸۱/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر

دفعات شق نمبر	گیارھواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱- ۵	اگر کسی شخص پر دیوار گری اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی یا کوئی شخص دیوار کے ملبہ سے پھسل کر گرا اور اسکی موت واقع ہوگئی پھر کوئی اور آدمی اس مقتول سے پھسل کر گرا اور اس کی موت واقع ہوگئی، تو اس آدمی کے لئے دیوار کے مالک کی عاقلہ پر ضمان لازم نہیں ہے ؎۱	محیط
۶	اور اگر دیوار کی بجائے جناح (یعنی شہتیر) تھا جسے اس نے راستہ کی طرف نکال رکھا تھا تو وہ شہتیر راستہ پر گر پڑا اور کوئی شخص اس کے ملبہ سے پھسل کر گرا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی اور ایک اور شخص اس مقتول سے پھسل کر گرا اور اس کی بھی موت واقع ہوگئی تو ان دونوں مقتولوں کی دیت اس شہتیر کے مالک پر ہوگی ؎۲	محیط
۷	اور مالک کی طرف تقدم (یعنی مالک کو اس جھکی ہوئی دیوار کے گرانے کے متعلق پیشگی کہنا) سلطان (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں ہو یا غیر سلطان کے ہاں ہو، صحیح قرار پاتا ہے ؎۳	کافی
۸	اور (اس) تقدم کی وضاحت یہ ہے کہ صاحبِ حق اس دیوار کے مالک سے یہ کہے کہ "تیری دیوار خطرناک ہے"، یا یہ کہے کہ وہ جھکی ہوئی ہے پس اس کو گرا دے تاکہ وہ خود نہ گر پڑے اور کسی شئی کو تلف نہ کر دے ؎۴	محیط
۹	اور اگر (اس تقدم میں) اسے یہ کہا گیا کہ تیری دیوار جھکی ہوئی ہے تجھے اس کو گرا دینا چاہیئے تو یہ گرا دینے کا مشورہ قرار پاتا ہے مطالبہ نہیں قرار پاتا ؎۵	قاضیخان
۱۰	(تقدم میں) شرط یہ ہے کہ طلب (یعنی مطالبہ اور تقاضا) ہو اور گواہ کرنا شرط نہیں ہے حتیٰ کہ اگر اس نے گواہوں کے بغیر اس دیوار کے گرانے (اور ہٹانے) کا مطالبہ کیا اور اس (مالک) نے گرا سکنے کا موقع پانے کے باوجود اسے نہ گرایا حتیٰ کہ وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہوگئی اور وہ (مالک اس کے) مطالبہ کرنے کا اقرار کرتا ہے تو وہ (مالک) ضامن ہوگا اور گواہ کر لینے کا فائدہ یہ ہے کہ مالک کے انکار کی صورت میں مطالبہ کو ثابت کرنا ممکن ہوتا ہے ؎۶	کافی
۱۱	اگر اس دیوار کے گرانے کی پیشگی) مطالبہ پر دو مردوں نے گواہی دی یا ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی تو (گرانے کا) مطالبہ (یعنی تقاضا کرنا) ثابت ہو جائے گا نیز ایک قاضی (یعنی حاکم مجاز) کی طرف سے دوسرے قاضی کو لکھ کر بھیجنے سے بھی یہ مطالبہ ثابت ہو جاتا ہے ؎۷	قاضیخان
۱۲	(ا) جب کسی شخص نے جھکی ہوئی دیوار (کے گرانے کے پیشگی مطالبہ) پر دو غلام یا دو کافر یا (نابالغ عاقل) بچے گواہ کئے پھر وہ دو غلام آزاد ہوگئے یا وہ دو کافر اسلام لے آئے یا وہ دو بچے بالغ ہوگئے پھر جھکی ہوئی وہ دیوار گر پڑی اور کسی آدمی کو جا لگی اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی (اور انہوں نے گواہی دی) تو دیوار کا مالک ضامن ہوگا (ب) اور اسی طرح اگر جھکی ہوئی وہ دیوار ان (مذکورہ) دونوں غلاموں کے آزاد ہونے سے پہلے، اور دونوں کافروں کے اسلام لانے سے پہلے اور ان دونوں (نابالغ) بچوں کے بالغ ہونے سے پہلے گر پڑی پھر ان دونوں نے گواہی دی تو ان کی وہ گواہی جائز قرار پائے گی اس لئے کہ وہ دونوں (یعنی وہ سابقہ دونوں غلام یا کافر یا بچے)، اب آزاد، مسلمان اور بالغ ہونے کی بنا پر گواہی کی ادائیگی کے اہل لوگوں میں سے ہیں ؎۸	قاضیخان

؎۱ تا ؎۳ ۱۰ تا ۱۳/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۱۰/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا دوسرا حاشیہ، ۱۰/۱۱۸۱ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۳۳/۲۶۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۱۳	ولا یصح الاشہاد قبل ان یھی لانعدام التعدی	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۴	ویشترط لصحۃ التقدم والطلب ان یکون التقدم الی من لہ ولایۃ التفریغ حتی لو تقدم الی من سکن الدار باجارۃ او اعارۃ فلم ینقض الحائط حتی سقط علی انسان لاضمان علی احد	کذا فی الذخیرۃ
۱۵	ویشترط دوام تلک الولایۃ الی وقت السقوط حتی لو خرج عن ملکہ بالبیع بعد الاشہاد بریٔ عن الضمان	کذا فی التبیین
۱۶	ولا ضمان علی المشتری فان اشہد علی المشتری بعد شرائہ فہو ضامن	کذا فی الکافی
۱۷	ولو جن جنونا مطبقا بعد الاشہاد او ارتد والعیاذ باللہ والحق بدار الحرب وقضی بلحاقہ فافاق المجنون او عاد المرتد مسلما فردت علیہ الدار ثم سقط الحائط بعد ذلک فاتلف شیأ کان ھداسا	کذا فی الظہیریۃ
۱۸	وکذلک لو باع الدار بعد ما اشہد علیہ ثم ردت علیہ بعیب بقضاء او غیرہ بخیار رؤیۃ او بخیار شرط للمشتری ثم سقط الحائط واتلف شیأ لا یجب الضمان الا باشہاد مستقبل بعد الرد ولو کان الخیار للبائع فان نقض البیع ثم سقط الحائط واتلف شیأ کان ضامنا	کذا فی الظہیریۃ
۱۹	واذا تقدم الی المشتری الدار فی حائط منہا مائل وھو فی الخیار فی الشراء ثلاثۃ ایام ثم رد الدار بالخیار یطل الاشہاد ولو استوجب البیع لم یبطل الاشہاد ولو کان اشہد علی البائع فی تلک الحالۃ لم یضمن	کذا فی المبسوط

۱؎ تَھَیَّأ ۔ تیار ہونا، آمادہ ہونا، ممکن ہونا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۱۳۴۷۔ حکم نمبر ۱۰/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۴ تا ۲۱، ۳۱، ۳۲/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ الجنون المطبق، لگاتار جنون۔ ماخوذ از المنجد ص ۲۳۶۔ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۱۳	اس دیوار کے تھیلنے سے پہلے (یعنی اس سے پہلے کہ وہ دیوار گرنے کی طرف مائل ہوا سے گرانے کے مطالبہ پر) گواہ کرنا صحیح نہیں ہوتا اس لئے کہ (اسوقت) کوئی تعدی نہیں ہے ۱ھ	خزانۃ المفتین
۱۴	اور (جھکی ہوئی دیوار گرانے کے لئے) تقدم (یعنی پیشگی کہنے اور مطالبہ کرنے) میں یہ شرط ہے کہ وہ تقدم اس شخص کی طرف ہو، جسے گرانے (اور ہٹانے) کا اختیار ہو حتی کہ اگر کسی نے اس کی طرف تقدم کیا جو اس گھر میں بطور کرایہ دار یا بطور مانگے کے سکونت پذیر ہے اور اس نے اس دیوار کو نہ گرایا حتی کہ وہ کسی انسان پر گر پڑی (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو کسی پر ضمان لازم نہ ہوگی ۲ھ	ذخیرہ
۱۵	اور (مذکورہ تقدم کے صحیح ہونے میں) یہ بھی شرط ہے کہ اس جھکی ہوئی دیوار کے گرانے کا وہ اختیار اس (دیوار) کے گر پڑنے (کے وقت) تک باقی رہے حتی کہ اگر (گرانے کے پیشگی مطالبہ پر) گواہ کرنے کے بعد وہ دیوار بیع کی وجہ سے اس کی ملکیت سے نکل گئی (اور پھر وہ گر پڑی) تو وہ (یعنی بائع)، ضمان سے بری ہو جائے گا ۳ھ	تبیین
۱۶	اور (مذکورہ صورت میں) اس مشتری (یعنی خریدار) پر ضمان نہیں ہے اور اگر مشتری کے خریدنے کے بعد اس (صاحب حق) نے مشتری کے ہاں (تقدم پر) گواہی کی تو وہ (مشتری) ضامن ہوگا ۴ھ	کافی
۱۷	اگر (جھکی ہوئی دیوار کے تقدم پر) گواہی کرنے کے بعد اس کو (یعنی مالک کو) جنون مطلق (یعنی لگاتار جنون) ہو گیا یا وہ العیاذ باللہ مرتد ہو کر دار الحرب چلا گیا اور (حاکم مجاز کی طرف سے) اسکے دار الحرب چلے جانے کا فیصلہ دے دیا گیا پھر اس مجنون کو افاقہ ہو گیا یا وہ مرتد مسلمان ہو کر واپس آ گیا اور وہ مکان اسے واپس دے دیا گیا پھر اس کے بعد وہ دیوار گر پڑی اور اس نے کوئی شی تلف کر دی تو رائیگاں ہے (یعنی کسی پر اسکی ضمان نہ ہوگی) ۵ھ	ظہیریہ
۱۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (جھکی ہوئی دیوار کے تقدم پر) گواہ کرنے کے بعد اس (مالک نے) وہ مکان بیع دیا پھر کسی عیب کی وجہ سے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے حکم سے یا عیب کے بغیر مشتری کے لئے خیار رؤیت یا خیار شرط کی وجہ سے بائع کو واپس کر دی گئی پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی تو ضمان واجب نہ ہوگی لیکن واپس لوٹانے کے بعد از سر نو گواہ کرنے کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (یعنی واپس ہونے کے بعد تقدم پر از سر نو گواہ کرنا موجب ضمان ہو سکتا) اور اگر وہ خیار (یعنی واپسی کا اختیار) بائع کے لئے تھا تو اگر اس نے بیع توڑ دی پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس نے کوئی چیز تلف کر دی تو وہ ضامن ہوگا ۶ھ	ظہیریہ
۱۹	جب مکان کے مشتری کے ہاں اس مکان کی جھکی ہوئی دیوار کے متعلق تقدم کیا در آنحالیکہ اس مشتری کو تین دن کا خیار تھا پھر اس خیار کی وجہ سے اس مشتری نے وہ مکان واپس کر دیا تو وہ گواہ کرنا باطل ہو گیا اور اگر مشتری نے اس بیع کو لازم کر لیا تو وہ (مذکورہ) گواہ کرنا باطل نہ ہوگا اور اگر اس نے (یعنی صاحب حق نے) اس حالت میں (یعنی مشتری کو خیار ہونے کی حالت میں) بائع پر (مذکورہ) گواہی کی تو وہ ضامن نہ ہوگا ۷ھ	مبسوط

۶ھ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط، والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۲۰	ولوکان الخیار للبائع فتقدم الیہ فیہ فان نقض البیع فالاشھاد صحیح وان اوجبہ بطل الاشھاد ولو تقدم الی المشتری فی تلک الحالۃ لم یصح التقدم	کذا فی المبسوط
۲۱	ویشترط للضمان ان تمضی مدۃ یتمکن فیھا من النقض بعد الاشھاد حتی اذا اشھد علیہ فسقط من ساعتہ قبل التمکن من نقضہ لایضمن ماتلف بہ	کذا فی التبیین
۲۲	ویشترط ان یکون التقدم والطلب من صاحب الحق	کذا فی الذخیرۃ
۲۳	والحق فی طریق العامۃ للعامۃ فیکتفی بطلب واحد من العامۃ	کذا فی الذخیرۃ
۲۴	ویستوی ان یطالبہ بنقضہ مسلم اوذمی وفی شرح الطحاوی لوکان مائلا الی الطریق العام فان الخصومۃ فیہ الی کل واحد من الناس مسلما کان اوذمیا بعد ان کان حرا بالغا عاقلا اوکان صغیرا اذن لہ ولیہ بالخصومۃ فیہ اوکان عبدا اذن لہ مولاہ بالخصومۃ فیہ	کذا فی الکفایۃ
۲۵	وفی السکۃ الخاصۃ الحق لاصحاب السکۃ فیکتفی بطلب واحد منھم	کذا فی الذخیرۃ
۲۶	وفی الدار یشترط طلب المالک اوالساکن	کذا فی الذخیرۃ
۲۷	وفی الجامع رجل اشھد علیہ فی حائط مائل الی دار رجل فسأل صاحب الحائط من القاضی ان یؤجلہ یومین اوثلاثۃ اوما اشبہ ذلک ففعل القاضی ذلک ثم سقط الحائط واتلف شیأ کان الضمان واجبا علی صاحب الحائط	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ مذکور صاحب حق کے متعلق حکم نمبر ۲۲ تا ۲۶/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۲/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۲۲/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۲۲/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۸؎ حکم نمبر ۲۱، ۲۷، ۳۰/۱۱۸۱ نیز ۱/۱۱۸۱ مع

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام ۔ دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۸۱۱-۲۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ خیار بائع کو تھا تو اسنے (یعنی صاحب حق نے) اسکے ہاں اس جھکی ہوئی دیوار کے متعلق تقدم کیا تو اگر اس (بائع) نے وہ بیع توڑ دی تو وہ گواہ کرنا صحیح ہے اور اگر اس نے وہ بیع لازم کر لی تو وہ گواہ کرنا باطل قرار پائے گا اور اگر اس نے (یعنی صاحب حق نے) اس حالت میں (یعنی بائع کو خیار ہونے کی حالت میں) مشتری پر (مذکورہ) تقدم کیا تو یہ تقدم صحیح نہ ہو گا [1]	مبسوط
۲۱	اور (مذکورہ تقدم اور اسپر گواہی کرنے کے بعد) ضمان ہونے کے لئے یہ (بھی) شرط ہے کہ وہ گواہی کرنے کے بعد اتنا عرصہ گذر لے کہ وہ مالک اس عرصہ میں وہ دیوار گرا سکے حتی کہ جب اس (صاحب حق) نے اس پر (مذکورہ) گواہ کئے پھر وہ دیوار اسی وقت، اسے گرا سکنے کا موقع ملے بغیر گر گئی تو جو کچھ اس سے تلف ہوا وہ مالک اس کا ضامن نہ ہو گا [2]	تبیین
۲۲	اور (جھکی ہوئی دیوار کے متعلق مذکورہ تقدم میں) یہ (بھی) شرط ہے کہ یہ (مذکورہ) تقدم اور مطالبہ، صاحبِ حق (یعنی حقدار) کی طرف سے ہو [3]	ذخیرہ
۲۳	اور اس (مذکورہ) حق کے لئے، عام راستہ (کی صورت) میں سب لوگ حقدار ہیں۔ پس عام لوگوں میں سے کسی ایک کی طرف سے (مذکورہ) مطالبہ کرنا کفایت کر جائے گا [4]	ذخیرہ
۲۴	(الف) اور (مذکورہ صورت میں) اس (جھکی ہوئی دیوار) کے گرانے کا مطالبہ مسلمان شخص کرے یا ذمی شخص کرے حکم برابر ہے (ب) اور شرح الطحاوی میں ہے کہ اگر دیوار عام راستہ کی طرف جھکی ہوئی ہو تو اس میں (اسکے گرانے کے مطالبہ کیلئے) خصومت کا حق، لوگوں میں سے ہر شخص کے لئے ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی ہو جبکہ وہ آزاد اور عاقل بالغ ہو یا وہ ایسا (نابالغ) بچہ ہو کہ اس کے ولی نے اس معاملہ میں اسے خصومت کی اجازت دی ہو یا وہ ایسا غلام ہو کہ اس کے آقا نے اس معاملہ میں اسے خصومت کی اجازت دی ہو [5]	کفایہ
۲۵	اور (جھکی ہوئی دیوار کے متعلق مذکورہ تقدم کے لئے) خاص گلی (کی صورت) میں اس گلی والے حقدار ہیں پس ان میں سے کسی ایک (عاقل بالغ آزاد یا اذن یافتہ بچہ اور غلام) کی طرف سے (اس جھکی ہوئی دیوار کے گرانے کا) مطالبہ کرنا کفایت کر جاتا ہے [6]	ذخیرہ
۲۶	اور (جھکی ہوئی دیوار کے متعلق مذکورہ تقدم کے لئے) گھر (کی صورت) میں مالک یا اس میں سکونت پذیر کا مطالبہ شرط ہے [7]	ذخیرہ
۲۷	الجامع میں ہے کہ کسی شخص کی دیوار، کسی اور آدمی کے گھر کی طرف جھکی ہوئی تھی تو اس آدمی نے اس پر (یعنی اس کے متعلق مذکورہ تقدم پر) گواہی کی تو دیوار کے مالک نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) سے یہ درخواست کی کہ وہ اسے دو یا تین دن یا اس کی مانند (تھوڑے دنوں کی) مہلت دی جائے تو قاضی نے ایسا کر دیا پھر (اس مہلت کی مدت کے دوران) وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی تو اس (صورت میں بھی) اس دیوار کے مالک پر ضمان واجب ہو گی [8]	محیط

حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات تحت نمبر	الباب الحادی عشر، جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ — جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
١١٨١–٢٨	ولو أجله رب الدار او أبرأه من المطالبة او فعل ذلك سكانها صح ولا ضمان عليه فيما تلف بالحائط	كذا فى الكافى
	ولو سقط الحائط بعد مضى مدة الأجل كان ضامنا	كذا فى المحيط
٢٩	ولو اشهد عليه فى الطريق ثم استمهل من القاضى فأجله فهو باطل	كذا فى خزانة المفتين
٣٠	وكذلك لو لم يؤخره القاضى ولكن اخره الذى اشهد عليه لا يصح لا فى حق غيره ولا فى حق نفسه	كذا فى المحيط
٣١	ولو كان الحائط رهنا فتقدم الى المرتهن فيه لم يضمنه المرتهن ولا الراهن وان تقدم فيه الى الراهن كان ضامنا	كذا فى شرح المبسوط
٣٢	قال فى المنتقى رجل ادعى دارا فى يدى رجل وفيها حائط مائل يخاف سقوطه من الذى يتقدم اليه فيه ويشهد عليه به حتى يعدل بينة المدعى قال يؤخذ الذى بيده الدار بنقضه ويشهد عليه بميله وهى بمنزلة دار لم تدع مالم تزك البينة فان نقضه الذى فى يديه ثم زكيت البينة ضمنه الذى نقضه له قيمة الحائط	كذا فى المحيط
٣٣	ولو كانت الدار لصغير فاشهد على الاب او الوصى صح الاشهاد فان سقط الحائط واتلف شيئا كان الضمان على الصغير	كذا فى فتاوى قاضيخان

۱؎ حکم نمبر $\frac{27}{1181}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{27}{1181}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{27}{1181}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۴؎ حکم نمبر $\frac{14 ، 83 ، 5}{1181}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر $\frac{14}{1181}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ چنانچہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اس لئے کہ باپ اور وصی اصلاح کے مالک ہوتے ہیں نیز وہ اس صغیر کے قائمقام ہوتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش

دفعات نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۲۸	(د) اور اگر اس شخص کو (یعنی مذکورہ صورت میں اس جھکی ہوئی دیوار کے مالک شخص کو) اس مکان کے مالک نے (یعنی جس مکان کی طرف وہ دیوار جھکی ہوئی تھی اس مکان کے مالک نے) مہلت دی یا (گرانے کے) اس مطالبہ سے بری کر دیا یا اس مکان میں رہائش پذیر لوگوں نے ایسا کیا (اور پھر وہ دیوار گر پڑی) تو اس سے جو کچھ تلف ہوا اس کی ضمان مالک پر نہ ہوگی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دیوار اس مہلت کی مدت گذر جانے کے بعد گری تو (پھر) اس دیوار کا مالک ضامن ہوگا ۔ ۱	کافی، محیط
۲۹	اگر کسی شخص (کی دیوار راستہ کی طرف جھکی ہوئی تھی اس) پر کسی آدمی نے راستہ (کی طرف جھکی ہوئی دیوار کے لئے تقدم) کے متعلق گواہ کئے پھر (دیوار کے مالک) نے قاضی سے مہلت کی درخواست کی تو قاضی اسے مہلت دے دی تو وہ مہلت دینا باطل ہے ۔ ۲	خزانۃ المفتین
۳۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر قاضی نے اسے تاخیر کی مہلت نہ دی لیکن اس شخص نے اسے تاخیر کی مہلت دے دی جس نے اس پر (مذکورہ) گواہی کی تو یہ مہلت دینا بھی صحیح نہ ہوگا نہ اس کے غیر کے حق میں (یعنی نہ دوسروں کے حق میں) اور نہ اس کے اپنے حق میں ۔ ۳	محیط
۳۱	اگر (جھکی ہوئی) وہ دیوار رہن شدہ ہو تو اس میں (مذکورہ) تقدم رہن لینے والے شخص تک کیا (اور پھر اس دیوار کے گرنے سے کوئی شئ تلف ہوگئی) تو رہن لینے والا وہ شخص ضامن نہ ہوگا اور نہ رہن دینے والا شخص ضامن ہوگا اور اگر (مذکورہ) تقدم رہن دینے والے تک کیا تو رہن دینے والا ضامن ہوگا ۔ ۴	شرح مبسوط
۳۲	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے کسی ایسے مکان (کی ملکیت) کے لئے دعوی کیا جو کسی اور آدمی کے قبضہ میں ہے اور اس مکان میں ایک دیوار جھکی ہوئی ہے جس کے گرنے کا خطرہ ہے تو مدعی کے گواہوں کا تزکیہ ہونے تک (اس کے گرانے کے متعلق مذکورہ تقدم اور اس پر گواہ کرنا کس سے متعلق ہوگا؟ تو (اس کے جواب میں) آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے قبضہ میں ہے اس پر، اس کے توڑنے کا مواخذہ، اور جھکے ہونے پر گواہ کئے جائیں گے اور جب تک ان گواہوں کا تزکیہ نہ ہو جائے وہ مکان، ایسے مکان کے بمنزلہ قرار پائے گا جس پر کوئی دعوی نہ ہو پس اگر اس شخص نے جس کے قبضہ میں وہ دیوار ہے اس نے اس (دیوار) کو توڑ دیا پھر ان مذکورہ گواہوں کا تزکیہ ہوگیا (اور وہ مکان مدعی کا مکان قرار پایا) تو جس (قابض) شخص نے اس دیوار کو توڑا ہے وہ اس دیوار کی قیمت کا ضامن ہوگا ۔ ۵	محیط
۳۳	اگر کوئی مکان کسی (نابالغ) چھوٹے بچے کا تھا (اور اس میں کوئی دیوار جھکی ہوئی تھی) تو اس چھوٹے بچہ کے باپ یا وصی پر مذکورہ تقدم اور اس پر گواہ کئے تو یہ گواہ کرنا صحیح قرار پائے گا پس اگر (اسکے بعد) وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو اسکی ضمان اس چھوٹے بچہ پر ہوگی ۔ ۶	قاضیخان

عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۶۴، ص ۴۶۵ ۔ حکم نمبر ۳۳ تا ۳۷ / ۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱ / ۱۱۸۱ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱ / ۱۱۷۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر، جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۳۴	ویصح علی امہ ایضا	کذا فی الکافی
۳۵	وان لم یسقط الحائط حتی بلغ الصبی ثم سقط وقتل انسانا کان دمہ هدرا	کذا فی المحیط
۳۶	وکذلک لومات الاب او الوصی والغلام صغیر ثم وقع الحائط علی انسان وقتلہ کان دمہ هدرا	کذا فی المحیط
۳۷	وان تقدم الی الصبی بعد البلوغ تقدما مستقبلا ثم سقط الحائط علی انسان فدیتہ علی عاقلۃ الصبی	کذا فی المحیط
۳۸	مسجد مال حائطہ فالاشهاد علی الذی بناہ	کذا فی خزانۃ المفتین
۳۹	وفی المنتقی اذا وقف دارا علی المساکین فاخرجها من یدہ ودفعها الی رجل تجعل غلتها فی المساکین فاشهد علی الوکیل فی الحائط المائل منها فسقط علی انسان فالدیۃ علی عاقلۃ الواقف وان اشهد علی الذی لہ الوقف یعنی المساکین فلا ضمان	کذا فی المحیط
۴۰	عبد تاجر لہ حائط مائل فاشهد علیہ فسقط الحائط واتلف انسانا کانت الدیۃ علی عاقلۃ مولاہ کان علی العبد دین ام لم یکن وان اتلف الحائط مالا فضمان المال یکون فی عنق العبد یباع فیہ وان اشهد علی المولی صح الاشهاد ایضا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۱	واذا تقدم فی الحائط الی بعض الورثۃ فالقیاس ان لا ضمان علی احد منهم ولکنا نستحسن فنضمن هذا الذی اشهد علیہ بحصۃ نصیبہ مما اصابہ من الحائط	کذا فی المبسوط

ـہ ۱ حکم نمبر ۳۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـہ ۲ حکم نمبر ۳۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـہ ۳ جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ ان کی موت سے ان کی ولایت منقطع ہوگئی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۶۵۔ حکم نمبر ۳۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
ـہ ۴ حکم نمبر ۳۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـہ ۵ حکم نمبر ۳۹/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـہ ۶ حکم نمبر ۳۸/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـہ ۷ حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـہ ۸ حکم نمبر ۴۱ تا ۴۳/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات ضمنی نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۳۴	اور (مذکورہ صورت میں) اس (یعنی نابالغ چھوٹے بچہ) کی ماں پر بھی (مذکورہ) گواہ کرنا صحیح قرار پاتا ہے ؎۱	کافی
۳۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ دیوار نہ گری حتیٰ کہ وہ نابالغ (بچہ) بالغ ہوگیا تو پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کسی انسان کی موت واقع ہوگئی تو اس کا خون رائیگاں گیا ؎۲	محیط
۳۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) وہ باپ یا وصی وفات پاگیا اور وہ (مذکورہ) بچہ (ابھی) چھوٹا (یعنی نابالغ ہی) تھا پھر وہ دیوار کسی انسان پر گر پڑی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کا خون رائیگاں گیا ؎۳	محیط
۳۷	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس (نابالغ) بچہ کے بالغ ہونے کے بعد اس کے ہاں (مذکورہ) تقدم از سرِ نو کیا گیا پھر وہ دیوار کسی انسان پر گر پڑی تو اس کی دیت اس بچہ کی عاقلہ پر ہوگی ؎۴	محیط
۳۸	کسی مسجد کی دیوار جھک گئی تو (اس کے لئے مذکورہ تقدم پر) گواہ کرنا اس شخص پر ہوگا جس نے اسے بنایا ؎۵	خزانۃ المفتین
۳۹	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے کوئی مکان مسکینوں کے لئے وقف کیا اور اسے اپنے قبضہ سے نکال کر ایک اور آدمی کے قبضہ میں دے دیا تاکہ اس کی آمدنی مسکینوں پر خرچ کرے تو اس وکیل پر اس مکان کی جھکی ہوئی دیوار کے متعلق (مذکورہ تقدم پر) گواہی کی پھر وہ دیوار کسی آدمی پر گر پڑی تو اسکی دیت وقف کرنے والے کی عاقلہ پر ہوگی اور اگر (مذکورہ تقدم اور اس پر) گواہ اس پر کئے جس کے لئے (وہ مکان) وقف کیا گیا یعنی مسکینوں پر (گواہ کیئے) تو ضمان لازم نہ ہوگی ؎۶	محیط
۴۰	کسی (ماذون) تاجر غلام کی دیوار جھکی ہوئی تھی تو اس پر (مذکورہ تقدم اور اس پر) گواہ کئے پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کسی انسان کی موت واقع ہوگئی تو اس کی دیت اس غلام کے آقا کی عاقلہ پر ہوگی خواہ اس غلام پر قرض تھا یا نہ تھا (حکم برابر ہے) اور اگر اس دیوار کی وجہ سے مال تلف ہوا تو اس کی ضمان اور غلام کی گردن پر ہوگی اور وہ اسمیں فروخت کیا جائے گا اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس غلام کے آقا پر (مذکورہ تقدم اور اس پر) گواہ کئے تو یہ گواہ کرنا بھی صحیح قرار پائے گا ؎۷	قاضیخان
۴۱	جب (جھکی ہوئی) دیوار (مشترکہ ہو اور اس) کے متعلق (مذکورہ) تقدم (اور اس پر گواہ کرنا) بعض وارثوں تک کیا پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی شئی تلف ہوگئی، تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وارثوں میں سے کسی ایک پر بھی ضمان لازم نہیں ہے اور ہم از روئے استحسان، اس وارث کو، جس پر گواہ کئے گئے تھے، اس دیوار سے پہنچے ہوئے نقصان میں سے، اس دیوار میں اس وارث کے حصہ کے بقدر ضمان کا حکم دیں گے ؎۸	مبسوط

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره — جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره	حوالہ
۱۱۸۱-۴۲	حائط مائل بين خمسة نفر اشهد على احدهم فسقط على انسان وقتله ضمن الذى اشهد عليه خمس الدية ويكون على عاقلته وكذلك دار بين ثلاثة نفر حفر احدهم فيها بئرا او بنى حائطا بغير اذن صاحبيه فعطب به انسان فعليه ثلثا الدية وقال ابو يوسف ومحمد عليه نصف الدية فى المسئلتين¹	كذا فى شرح الجامع الصغير للصدر الشهيد حسام الدين
۴۳	وان كان الحفر والبناء باذن الباقين لا يكون جناية	كذا فى السراج الوهاج
۴۴	فى المنتقى رجل مات وترك ابنا ودارا وعليه من الدين ما يستغرق قيمتها وفيها حائط مائل الى الطريق ولا وارث للميت غير هذا الابن فالتقدم فى الحائط اليه وان كان لا يملكها وان وقع الحائط بعد التقدم اليه كانت الدية على عاقلة الاب دون عاقلة الابن²	كذا فى المحيط
۴۵	اذا كان الرجل على حائط له مائل او غير مائل فسقط به الحائط فاصاب من غير عمله انسانا فقتله فهو ضامن فى الحائط المائل اذا كان قد تقدم اليه فيه ولا ضمان عليه فيما سواه	كذا فى المبسوط
۴۶	ولو كان هو سقط من الحائط من غير ان سقط الحائط فقتل انسانا كان هو ضامنا	كذا فى المبسوط
۴۷	ولو مات الساقط نظرت فى الاسفل فان كان يمشى فى الطريق فلا ضمان عليه وان كان واقفا فى الطريق قائما او قاعدا او نائما فهو ضامن لدية الساقط عليه وان كان الاسفل فى ملكه فلا ضمان عليه وعلى الاعلى ضمان الاسفل فى هذه الحالات	كذا فى المبسوط

۱ جیسا کہ ہدایہ میں شرح کر دیا گیا ہے کہ صاحبینؒ کے ہاں مذکورہ صورتوں میں اس کی عاقلہ پر نصف دیت کا حکم اس لئے ہے کہ تلف معتبر اور تلف غیر معتبر دو قسمیں قرار پا کر ان میں سے ایک قسم یعنی تلف معتبر پر حکم ہوگا یعنی نصف دیت کا حکم ہوگا جیسا کہ اگر کسی شخص کو شیر نے زخمی کیا اسے سانپ نے بھی ڈسا اور اسے کسی آدمی نے بھی زخمی کیا تو شیر اور سانپ کا غیر معتبر فعل تعدد کے باوجود ایک جنس قرار پاتا ہے۔ حکم نمبر ۳۵/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں مذکورہ حکم اس لئے ہے کہ وقوعِ موت کی علت ایک ہے پس مالکوں کے حصہ کے بقدر دیت تقسیم ہونے کا حکم ہوگا اور لکھا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) شیر کا زخم اور سانپ کا ڈسنا اور آدمی کا زخمی کرنا ہر ایک بنفسہا علتِ تلف قرار پاتا ہے البتہ عدم ترجیح کی وجہ سے حکم کل کی طرف مضاف ہوتا ہے اور فعل غیر معتبر ایک جنس قرار پاتا ہے مگر دیوار کے ثقل یا کنوئیں کی عمق کی ہر جزء علتِ تلف نہیں قرار پاتی اس لئے کہ قلیل ثقل اور قلیل عمق علت نہیں بلکہ دیوار کا مخصوص ثقل یا کنوئیں کا مخصوص عمق وقوعِ موت کی علت قرار پاتا ہے پس جب (وقوعِ موت کی علتیں متعدد نہیں ہیں کہ ان میں سے غیر معتبر کی ایک جنس اور معتبر کی دوسری جنس قرار پا کر نصف دیت کا حکم ہو بلکہ) وقوعِ موت کی علت ایک ہے تو (دیت میں) مالکوں کے حصہ کے بقدر حکم ہوگا اور مزید تفصیل بھی درج ہے، مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۰۹۔ حکم نمبر ۵۰/۱۱۹۰، ۴۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ۳/۱۱۸۱ اور اس کی نظیر کے متعلق ۲۸/۱۱۷۴ اور ۵/۱۱۹۰ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۲ حکم نمبر ۳۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۳ حکم نمبر ۴۴/۱۱۸۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۴ حکم نمبر ۳۳/۱۱۸۱ اور ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۵ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۴۴/۱۱۸۱ کے بعد غلطی سے

دفعات/شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ - ۴۲	(الف) ایک دیوار جھکی ہوئی ہے وہ پانچ افراد کی ہے ان میں سے ایک پر (مذکورہ تقدم اور اس پر) گواہ کئے پھر وہ دیوار کسی آدمی پر گر پڑی اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو جس پر گواہ کئے تھے وہ (اس مقتول کی) دیت کے خمس کا ضامن ہوگا اور وہ اس کی عاقلہ پر لازم ہوگی۔ اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح کوئی مکان تین افراد کا ہے ان میں سے ایک نے اپنے شریک ساتھی کی اجازت کے بغیر اس میں کنواں کھودا یا دیوار بنائی اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو اس پر دو تہائی دیت لازم ہوگی (ب) اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ اس پر دونوں مسئلوں میں نصف دیت لازم ہوگی[1]	شرح جامع صغیر
۴۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا کنواں کھودنا یا دیوار بنانا باقی دونوں کی اجازت سے تھا تو (پھر) وہ جنایت نہ قرار پائیگی[2]	سراج وہاج
۴۴	المنتقی میں ہے کہ کوئی شخص وفات پا گیا اور اس نے ایک بیٹا اور ایک مکان چھوڑا اور اس پر اتنا قرض ہے کہ وہ اس مکان کی سب قیمت کو شامل ہے اور اس مکان میں ایک دیوار (عام) راستہ کی طرف جھکی ہوئی ہے اور اس بیٹے کے سوا اس میت اور کوئی وارث نہیں ہے تو اس دیوار کے متعلق (مذکورہ) تقدم اس بیٹے کے ہاں ہوگا اگرچہ وہ اس مکان کا مالک نہیں قرار پاتا اور اگر اس بیٹے تک (مذکورہ) تقدم کے بعد وہ دیوار گر پڑی (اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو اس (مقتول) کی دیت باپ کی عاقلہ پر ہوگی بیٹے کی عاقلہ پر نہ ہوگی[4][5]	محیط
۴۵	جب کوئی شخص اپنی جھکی ہوئی یا غیر جھکی ہوئی دیوار پر چڑھا ہوا تھا تو اس سمیت وہ دیوار گر گئی اور اس کے کسی فعل کے بغیر کسی آدمی کو جا لگی اور اس سے اس آدمی کی موت واقع ہوگئی تو جھکی ہوئی دیوار کی صورت میں جب اس کے متعلق اس کے ہاں (مذکورہ) تقدم کیا گیا تھا تو وہ ضامن ہوگا اور اس کے علاوہ صورت میں اسپر کوئی ضمان نہیں ہے[6]	مبسوط
۴۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص دیوار سے گر پڑا اور دیوار نہ گری اور اس شخص کے گرنے کی وجہ سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا[7]	مبسوط
۴۷	اور (مذکورہ صورت میں یعنی وہ اپنی دیوار سے گرا تو) دیوار سے گرنے والے شخص کی موت واقع ہوگئی تو نیچے والے آدمی کے متعلق دیکھا جائے گا اگر وہ (نیچے والا آدمی) راستہ پر جا رہا تھا تو اس پر (یعنی راستہ چلنے والے پر) کوئی ضمان نہیں ہے اور اگر وہ راستہ میں ٹھہرا ہوا تھا کھڑا تھا یا بیٹھا ہوا تھا یا سویا ہوا تھا تو وہ اس پر گرنے والے کی دیت کا ضامن ہوگا اور اگر نیچے کی جگہ اس کی (یعنی نیچے والے کی) ملکیت تھی تو اسپر (یعنی نیچے والے پر) کوئی ضمان نہ ہوگی اور اوپر والے پر ان حالات میں نیچے والے کی ضمان لازم ہوگی[8]	مبسوط

مخصوص تقریباً ۳ احکام کا اندراج متروک ہے۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷ جیساکہ اس صورت کے متعلق فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایسا ہی قرار پائیگا کہ کسی سوئے ہوئے شخص نے کروٹ بدلی تو وہ کسی آدمی پر جا گرا تو وہ ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۲۵، حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱/۱۱۸۱، ۱۰ تا ۱۹/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۸ چنانچہ مذکورہ صورت کے متعلق فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ اگر دیوار پر سے گرنیوالا شخص اس آدمی پر گر کر مرگیا جو آدمی راستہ پر جا رہا تھا تو اس (گرنے والے) پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ اسلئے کہ راستہ پر چلنے میں اسکی طرف سے کوئی تعدی نہیں ہے اور اسلئے اپنے اوپر کسی غیر کے گرنے سے بچنا ممکن نہیں ہے، اور اگر وہ شخص راستہ میں ٹھہرا ہوا تھا یا کھڑا تھا یا بیٹھا ہوا تھا یا سویا ہوا تھا تو اسکے ذمہ اسپر گرنے والے کی دیت لازم ہوگی اسلئے کہ وہ راستہ میں ٹھہر جانے، بیٹھنے اور سو جانے کی وجہ سے تعدی کنندہ ہے پس جو اس کے تلف ہوا وہ اسکا ضامن ہوگا اور اگر وہ جگہ اسکی ملکیت تھی تو اسپر کوئی ضمان نہیں ہے اسلئے کہ اپنی ملکیت میں سونے یا بیٹھنے یا ٹھہرنے میں کوئی تعدی نہیں ہے اور اگر نیچے والے کی موت واقع ہوگئی تو مذکورہ سب صورتوں میں اوپر والے پر ضمان لازم ہوگی اسلئے کہ اوپر والا نیچے والے کے قتل کا مباشر (یعنی اسپر ٹوٹ پڑنے والا) ہے اور مباشرت قتل میں ملکیت اور غیر ملکیت برابر ہے جیساکہ کوئی شخص اپنی ملکیت میں سویا اور پلٹا کر کسی آدمی پر جا گرا اور اس سے آدمی کی موت واقع ہوگئی تو گرنے والا ضامن ہوگا اس لئے کہ وہ اسکے قتل کا مباشر ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۲۵، حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱/۱۱۸۱ صحیح حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر، جنایة الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره	حوالہ
۱۱۸۱-۴۸	وكذلك ان تغفل فسقط او نام فتقلب فسقط فهو ضامن لما اصاب الاسفل وعليه الكفارة في ذلك	كذا في المبسوط
۴۹	وكذا لو تردى من جبل على رجل فقتله فعليه ضمانه وملكه وغير ملكه فيه سواء	كذا في المبسوط
۵۰	وكذلك لو سقط في بئر احتفرها في ملكه وفيها انسان فقتل ذلك الانسان كان ضامنا لديته	كذا في المبسوط
۵۱	وان كانت البئر في الطريق كان الضمان على رب البئر فيما اصاب الساقط والمسقوط عليه	كذا في المسقوط
۵۲	وضع جرة على حائط فسقطت على رجل فاتلفته لم يضمن لانه انقطع اثر فعله لوضعه على الحائط وهو في هذا الوضع غير متعد فلا يضاف اليه التلف	كذا في الفصول العمادية
۵۳	اذا وضع الرجل على حائط شيئا فوقع ذلك الشيء فاصاب انسانا فلا ضمان عليه اذا وضعه طولا واما اذا وضعه عرضا حتى خرج طرف منه الى الطريق ان سقط فاصاب الطرف الخارج منه شيئا فانه يضمن وان اصاب الطرف الآخر لا يضمن	كذا في الذخيرة
۵۴	وكذلك لو كان الحائط مائلا وكان وضع الجذع عليه طولا حتى لم يخرج شيء منه الى الطريق ثم سقط ذلك الجذع على انسان ومات فانه لا يضمن هكذا ذكر في الكتاب واطلق الجواب اطلاقا من مشائخنا من قال هذا اذا كان الحائط مال الى الطريق ميلا يسيرا غير فاحش فاما اذا مال ميلا فاحشا فانه يضمن وان لم يتقدم اليه بالرفع ومنهم من قال الجواب كما اطلقه محمد لا يضمن في الحالين ولو كان الوضع بعد ما تقدم اليه في الحائط ثم سقط الجذع واصاب انسانا يقول بانه يضمن	كذا في الذخيرة

۱؎ حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱/۱۱۸۱ مع حواشی، ۱۷/۱۱۷۰، ۱۲۳/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱/۱۱۸۱ مع حواشی نیز حکم نمبر ۵۴/۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱/۱۱۸۱ مع حواشی اور حکم نمبر ۱۳۸، ۱۴۵، ۱۴۶/۱۱۸۱، ۱/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۴۵ تا ۵۱، ۱۲۹ تا ۱۳۰/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ الجرة: مٹی کا گھڑا۔ ماخوذ المنجد ص۱۷۸ ومنتہی الارب ص۹۲۵ (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۵۲ تا ۵۵، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۹/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷؎ حکم نمبر ۵۲، ۸۶/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء، راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار شہتیر بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ - ۴۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ (یعنی اوپر والا) غافل ہوگیا اور گر پڑا یا سو گیا تو اس نے کروٹ لی اور گر پڑا تو نیچے والے کو جو صدمہ پہنچا وہ اس کا ضامن ہوگا اور اس میں اس پر کفارہ (بھی) لازم ہوگا [1]	مبسوط
۴۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص پہاڑ پر سے کسی آدمی پر گرا اور اس سے اس (نیچے والے) کی موت واقع ہوگئی تو اس (گرنے والے) پر اس کی ضمان لازم ہے اور اس میں (پہاڑ کے نیچے کی وہ جگہ اس نیچے والے کی) ملکیت ہو یا نہ ہو (حکم برابر ہے) [2]	مبسوط
۵۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی کسی ایسے کنوئیں میں گرا جو اس نے اپنی ملکیت میں کھودا تھا اس کنوئیں میں کوئی آدمی موجود تھا اور (اس کے گرنے سے) اس آدمی کی موت واقع ہوگئی تو وہ (یعنی گرنے والا) اس کی دیت کا ضامن ہوگا [3]	مبسوط
۵۱	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کنواں راستہ میں تھا تو (اس میں) گرنے والے کی ضمان اور جس پر گرا اسکی ضمان وہ کنواں کھودنے والے پر ہوگی [4]	مبسوط
۵۲	کسی شخص نے ایک جرہ [5] (یعنی گھڑا یا مٹکا) دیوار پر رکھا تو وہ گھڑا کسی آدمی پر گرا اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو وہ (یعنی گھڑا رکھنے والا) ضامن نہ ہوگا اس لئے کہ اس کے فعل کا اثر اس گھڑے کو دیوار پر رکھ دینے سے ختم ہوگیا اور وہ اس رکھنے میں تعدی کنندہ نہیں قرار پایا پس وہ ہلاکت اسکی طرف منسوب نہ ہوگی [6]	فصول العمادیہ
۵۳	جب کسی شخص نے کسی دیوار پر کوئی چیز رکھدی پھر وہ چیز گری اور کسی انسان کو جا لگی (اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) تو (دیوار پر وہ چیز رکھنے والے) اس شخص پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے بشرطیکہ اس نے اسے (اس دیوار پر) لمبائی میں رکھا ہو اور اگر اس نے اسے چوڑائی میں رکھا حتی کہ اس کا ایک کنارہ راستہ کی طرف باہر نکل گیا تو اگر وہ چیز گری اور اس کا باہر نکلا ہوا وہ کنارہ کسی شئ کو لگا تو رکھنے والا شخص ضامن ہوگا اور اگر اس کا دوسرا کنارہ لگا تو ضامن نہ ہوگا [7]	ذخیرہ
۵۴	(ل) اسی [1] (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی دیوار جھکی ہوئی تھی اس پر ایک شہتیر لمبائی میں (اس طرح) رکھا ہوا تھا کہ اس کا کوئی حصہ راستہ کی طرف باہر نکلا ہوا نہ تھا پھر وہ شہتیر کسی آدمی پر گرا اور اس سے، اس کی موت واقع ہوگئی تو مالک ضامن نہ ہوگا الکتاب میں یوں ہی حکم مذکور ہے اور اس کا جواب علی الاطلاق ہی ہے اور [2] ہمارے مشائخ رحمہم اللہ میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ دیوار راستہ کی طرف معمولی جھکی ہوئی تھی تو وہ ضامن ہوگا خواہ اس کے اٹھانے کے متعلق (مذکورہ) تقدم نہ ہوا ہو اور [3] ہمارے مشائخ رحمہم اللہ میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ اس کا جواب یوں ہی ہے جیسا کہ امام محمدؒ نے علی الاطلاق بیان کیا ہے کہ وہ دونوں حالتوں میں ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر (صورت مسئلہ یوں ہو کہ، پہلے اس جھکی ہوئی دیوار کے متعلق (مذکورہ) تقدم کیا گیا پھر اس نے وہ شہتیر رکھا پھر وہ شہتیر گر پڑا اور کسی انسان کو جا لگا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو (اس کے جواب میں) فرماتے ہیں کہ وہ ضامن [8] ہوگا	ذخیرہ

(مترجم)، [8] حکم نمبر ۵۲/۱۱۸۱، ۱/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱—۵۵	حائط مائل اشہد علیہ فوضع صاحب الحائط اوغیرہ علیہ جرۃ فسقط الحائط ورمٰی بالجرۃ علی انسان فقتلہ فالضمان علی صاحب الحائط ولو عثر بالجرۃ او بنقضہما احد ان کانت الجرۃ لغیر صاحب الحائط فلا یضمن احد ولو کانت الجرۃ لرب الحائط یضمن	ھکذا فی الکافی
۵۶	وفی المنتقی قال محمدؒ حائط مائل تقدم الی صاحبہ فلم یھدمہ حتی القتہ الریح فھو ضامن	کذا فی المحیط
۵۷	واذا اشہد علی رجل فی حائط من دار فی یدہ فلم یھدمہ حتی سقط علی رجل فقتلہ فانکرت العاقلۃ ان تکون الدار لہ او قالوا لا ندری ان الدار لہ اولغیرہ فلا شئ علیھم حتی تقوم البینۃ علی ان الدار لہ فان اقر ذو الید ان الدار لہ لم یصدق علی العاقلۃ ولا یجب الضمان علیہ قیاسا وفی الاستحسان علیہ دیۃ القتیل ان اقر بالاشہاد علیہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	رجل تقدم الیہ فی حائط مائل لہ فلم ینقضہ حتی وقع علی حائط لجارہ وھدمہ فھو ضامن لحائط الجار ویکون للجار الخیار ان شاء ضمنہ قیمۃ حائطہ والنقض للضامن وان شاء اخذ النقض وضمنہ النقصان ولو اراد ان یجبرہ علی البناء کما کان لیس لہ ذلک ولو جاء انسان وعثر بنقض الحائط الاول فالضمان علی عاقلۃ المتقدم علیہ وھذا قول محمدؒ وان عثر بنقض الحائط الثانی قبل تضمین صاحب الحائط الاول اوبعدہ فلا ضمان علی احد	کذا فی المحیط
	ولو کان الحائط الثانی ملک صاحب الحائط الاول ایضا یضمن صاحب الحائط من عثر بالثانی	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ے حکم نمبر ۵۲/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ے حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸، دیت کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور قیاس واستحسان کے متعلق حکم نمبر ۲ مہ/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کا ص۸، ۱۰ ج کا "۷ س" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ے جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ان صورتوں کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا خون رائیگاں ہے اس لئے کہ دوسری دیوار کا ملبہ اس کے مالک کی ملکیت ہے پہلی دیوار کا مالک اسے اٹھانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ج ۳ ص۴۶۷ حکم نمبر ۵۹، ۶۰/۱۱۸۱، ۵ے ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور عاقلہ کے متعلق

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب دیوار شہتیر بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار شہتیر بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۵۵	کوئی دیوار جھکی ہوئی تھی اس (کے مذکورہ تقدم) پر گواہ کئے گئے پھر دیوار کے مالک نے یا کسی اور شخص نے اس دیوار پر ایک گھڑا (یا مٹکا) رکھدیا پھر وہ دیوار گر پڑی اور وہ گھڑا کسی آدمی پر جا پڑا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہو گئی تو اس کی ضمان دیوار کے مالک پر ہے اور اگر کوئی شخص اس گھڑے سے یا اس کے ملبہ سے پھسل کر گرا (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو اگر وہ مٹکا اس دیوار کے مالک کے علاوہ کا تھا تو کوئی بھی ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ مٹکا دیوار والے کا تھا تو وہ ضامن ہوگا ؎	کافی
۵۶	المنتقی میں ہے کہ امام محمدؒ کا قول ہے کہ کوئی دیوار جھکی ہوئی تھی اس کے مالک کے ہاں (مذکورہ) تقدم کیا گیا تو اس نے اسے نہ گرایا حتی کہ وہ دیوار ہوا سے گر گئی تو وہ (اسے پہنچنے والے نقصان کا) ضامن ہوگا ؎	محیط
۵۷	جب کسی شخص سے اس کے مقبوضہ مکان کی (جھکی ہوئی) دیوار کے متعلق (مذکورہ تقدم پر) گواہ کئے تو اس نے وہ دیوار نہ گرائی حتی کہ وہ کسی آدمی پر گر پڑی اور (اس سے) اس کی موت واقع ہو گئی پھر اس کی عاقلہ نے وہ مکان اس کی ملکیت ہونے سے انکار کیا اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ مکان اس کا ہے یا اس کے غیر کا ہے تو اس کی عاقلہ پر (ضمان میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے حتی کہ اس پر گواہی قائم ہو کہ وہ مکان اس کا ہے پس اگر (صرف) قابض شخص نے اقرار کیا کہ وہ مکان اس کا ہے تو اس کی عاقلہ پر اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور از روئے قیاس اس پر ضمان واجب نہ ہوگی اور از روئے استحسان اس پر اس مقتول کی دیت لازم ہوگی بشرطیکہ اس نے اقرار کیا کہ اس پر (مذکورہ تقدم پر) گواہ کئے گئے تھے ؎	قاضیخان
۵۸	(ا) کسی شخص سے اس کی جھکی ہوئی دیوار کے متعلق اس کے ہاں (مذکورہ) تقدم کیا گیا تو اس نے اسے نہ توڑا حتی کہ وہ دیوار اس کے پڑوسی کی کسی دیوار پر گر پڑی اور اسے گرا دیا تو وہ شخص پڑوسی کی دیوار کا ضامن ہوگا اور پڑوسی کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو اس سے اس دیوار کی (پوری) قیمت کی ضمان لے اور ملبہ اس ضامن کے لئے ہوگا اور چاہے تو (اپنی دیوار کا) ملبہ لے اور اس سے نقصان کا ضمان لے اور اگر وہ (پڑوسی) یہ چاہے کہ جیسی وہ دیوار تھی ایسی دیوار بنا دینے کے لئے اس پر جبر کرے تو پڑوسی کو یہ حق نہ ہوگا (ب) اگر کوئی آدمی آیا اور وہ پہلی دیوار کے ملبہ سے پھسل کر گرا (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو اس کی ضمان اس کی عاقلہ پر ہوگی جس کے ہاں (مذکورہ) تقدم کیا گیا تھا (یعنی اس کی ضمان پہلی دیوار کے مالک پر ہوگی) یہ قول امام محمدؒ کا ہے (ج) اور اگر پہلی دیوار کے مالک کی طرف سے ضمان دینے سے پہلے یا بعد دوسری دیوار کے ملبہ سے کوئی آدمی پھسل کر گرا (اور اس کی موت واقع ہو گئی) تو کسی پر (اس کی) ضمان لازم نہ ہوگی ؎	محیط
	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں) دوسری دیوار بھی پہلی دیوار کے مالک کی ملکیت تھی تو مالک اس کی ضمان بھی دے گا جو دوسری دیوار (کے ملبہ) سے پھسل کر گرا (اور اس سے اسکی موت واقع ہوئی) ؎	قاضیخان

حکم نمبر ۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎ جیسا کہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضی خان میں اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ جب کوئی آدمی دوسری دیوار کے ملبہ سے ٹھوکر کھا کر ہلاک ہو گیا اور دوسری دیوار بھی پہلی دیوار کے مالک کی تھی تو اس آدمی کی ضمان بھی اس پر ہوگی اس لئے کہ راستہ سے ملبہ اٹھانے کا اسے اختیار رہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۶۷ ؎ حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۵۹-۱۱۸۱	حائطان مائلان اشہد علیہما فسقط احدہما علی الآخر فہدمہ فما تلف بوقوع الاول او الثانی او بنقض الاول فعلی مالک الاول وما تلف بنقض الثانی فہو ہدر	کذا فی الکافی
۶۰	ولو کان مکان الحائط الاول جناح اخرجہ رجل الی الطریق ووقع علی حائط مائل لرجل تقدم الیہ ووقع الحائط علی رجل فقتلہ او عثر رجل بنقض الحائط بعد ما وقع علی الارض فذلک کلہ علی صاحب الجناح	کذا فی المحیط
۶۱	واذا مال حائط لرجل بعضہ علی الطریق وبعضہ علی دار قوم فتقدم الیہ اہل الدار فیہ فسقط ما فی الطریق منہ فہو ضامن لہ وکذلک لو تقدم اہل الطریق الیہ فسقط المائل الی الدار علی اہل الدار فہو ضامن	کذا فی المبسوط
۶۲	حائط طویل وہی بعضہ ولم یہ الباقی فسقط الواہی وغیر الواہی وقتل انسانا یضمن صاحب الحائط ما اصابہ الواہی منہ ولا یضمن ما اصابہ غیر الواہی وان کان قصیرا کان ضامنا للکل	کذا فی الظہیریۃ
۶۳	حائط مائل لرجل أخذ القاضی صاحبہ بالہدم فضمن الرجل ان یہدمہ بأمرہ فہو جائز وللضمین ان یہدم بغیر اذنہ ذکرہ المنتقی	کذا فی المحیط
۶۴	واذا شہد علی رجل فی حائط مائل شاہدان فاصاب الحائط احد الشاہدین او اباہ او عبدہ او مکاتبا ولا شاہد علی رب الحائط غیرہما لم تجز شہادتہ ہذا الذی یجر الی نفسہ او الی احد من لا تجوز شہادتہ لہ نفعا	کذا فی المبسوط

۱؎ حکم نمبر ۵۸، ۵۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور حکم نمبر ۱۱/۱۱۸۱ تا ۱۶/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ جیسا کہ اس صورت کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے اور کہا کہ چونکہ دیوار ایک ہے لہٰذا مکان والے کی طرف سے اس (جھکی ہوئی دیوار کے متعلق تقدم اور اس پر) گواہ کرنا، دیوار کے اس حصہ کے متعلق بھی صحیح ہوگا جو اس کی ملکیت کی طرف جھکی ہوئی ہے اور اس حصہ کے متعلق بھی صحیح قرار پائے گا جو راستہ کی طرف جھکی ہوئی ہے اور پھر اس مکان والے بھی عوام میں سے ہیں ان کا (اس تقدم پر) گواہ کرنا (راستہ کی طرف بھی) صحیح قرار پائے گا اور اگر (مذکورہ تقدم پر) گواہ کرنے والا، اس مکان والوں کے علاوہ میں سے تھا تو اس کا گواہ کرنا، راستہ کی طرف اس دیوار کے جھکے ہوئے حصہ کے متعلق صحیح قرار پایا اور جب دیوار کے بعض حصے کے متعلق (مذکورہ تقدم اور اس پر) گواہ کرنا صحیح قرار پایا تو کل دیوار کے متعلق بھی صحیح قرار پا گیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص ۲۲۹

تعداد شق نمبر	گیارھواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام　دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۹-۱۱۸۱	دو دیواریں جھکی ہوئی تھیں ان کے متعلق (مذکورہ تقدم پر) گواہ کئے گئے پھر ان دونوں دیواروں میں سے ایک دیوار دوسری پر گر پڑی اور اسے گرا دیا تو جو کچھ پہلی دیوار سے یا دوسری دیوار سے یا پہلی دیوار کے ملبہ سے تلف ہوا تو وہ پہلی دیوار کے مالک کے ذمہ ہے اور جو کچھ دوسری دیوار کے ملبہ سے تلف ہوا وہ رائیگاں ہے [1]	کافی
۶۰	اگر (مذکورہ صورت میں) پہلی دیوار کی بجائے شہتیر تھا جسے کسی شخص نے راستہ کی طرف باہر نکال رکھا تھا اور وہ شہتیر ایک جھکی ہوئی ایسی دیوار پر گرا جو ایسے آدمی کی تھی جس کے ہاں (اس کی اس دیوار کے متعلق مذکورہ) تقدم کیا گیا تھا اور وہ دیوار کسی آدمی پر گر پڑی اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی یا اس دیوار کے زمین پر گرنے کے بعد اس کے ملبہ سے کوئی آدمی پھسل کر گرا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس سب کی ذمہ داری اس شہتیر والے پر ہے [2]	محیط
۶۱	جب کسی شخص کی دیوار جھک گئی اس کا بعض حصہ راستہ کی طرف ہے اور اس کا بعض حصہ کچھ لوگوں کے مکان کی طرف ہے پس اس مکان والوں نے اس (دیوار کے مالک) شخص کے ہاں (مذکورہ) تقدم کیا پھر اس دیوار کا وہ حصہ گر گیا جو راستہ کی طرف تھا تو دیوار والا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر راستہ والے نے اس (دیوار کے مالک) کے ہاں مذکورہ تقدم کیا پھر وہ جھکی ہوئی دیوار مکان والوں پر گر گئی تو وہ (یعنی جھکی ہوئی دیوار کا مالک) ضامن ہوگا [3]	مبسوط
۶۲	ایک لمبی دیوار ہے اس کے بعض حصہ کو دراڑ آگئی اور باقی دیوار کو دراڑ نہ آئی پھر دراڑ والا حصہ اور غیر دراڑ والا (سبھی) گر پڑا اور (اس سے) کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو دیوار والا اس کا ضامن نہ ہوگا جو غیر دراڑ دار حصہ سے ہوا اور اگر وہ دیوار چھوٹی تھی (یعنی طول میں کم تھی) تو وہ سب کا (یعنی اس دیوار کے دراڑ دار حصہ وغیر دراڑ دار حصہ سب سے جو تلف ہوا اس کا) ضامن ہوگا [4]	ظہیریہ
۶۳	کوئی دیوار جھکی ہوئی تھی قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے دیوار والے سے اسے گرانے کو کہا تو ایک آدمی دیوار کے مالک کی اجازت سے اس دیوار کے گرانے کا ضامن ہوا تو یہ جائز ہے اور ضامن بننے والے کو اختیار ہوگا کہ وہ اس دیوار کو دیوار کے مالک کی اجازت کے بغیر گرا دے یہ حکم المنتقی میں مذکور ہے [5]	محیط
۶۴	جب کسی جھکی ہوئی دیوار کے متعلق کسی آدمی پر (مذکورہ تقدم اور اس پر) دو گواہ کئے گئے پھر وہ دیوار (گر کر) ان دونوں گواہوں میں سے ایک گواہ کو یا اس کے باپ یا اس کے غلام یا اس کے مکاتب غلام کو لگی اور ان دونوں گواہوں کے سوا دیوار والے پر (مذکورہ تقدم کے لئے) اور کوئی گواہ نہیں ہے تو اس گواہ کی گواہی جائز نہ قرار پائے گی جس کا نفع اس کے اپنے حق میں آتا ہے یا کسی ایسے شخص کے حق میں آتا ہے جو ان لوگوں میں سے ہے کہ اس کی گواہی اس کے نفع میں جائز نہیں ہوتی [6]	مبسوط

حکم نمبر ۶۱،۶۲،۶۸،۶۳،۶۴،۶۵/۱۱۸۱ نیز ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] حکم نمبر ۶۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [6] حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
١١٨١-٦٥	رجل تقدم الیه فی حائط مائل له لا یخاف ان یقع علی الطریق ولکن یخاف ان یقع علی حائط له آخر صحیح لایخاف وقوعه فیقع الصحیح فی طریق المسلمین ولم یقع المائل ولکن وقع الصحیح بنفسه فاتلف انسانا اوعثر بنقضه رجل کان هدرا	کذا فی المحیط
٦٦	لقیط له حائط مائل فاشهد علیه فسقط الحائط واتلف انسانا کانت دیة القتیل فی بیت المال	کذا فی فتاوی قاضیخان
٦٧	وکذا الکافر اذا اسلم ولم یوال احدا فهو کاللقیط	کذا فی فتاوی قاضیخان
٦٨	حائطا اعلاہ لرجل واسفله لآخر فمال فتقدم الی احدهما ضمن المتقدم الیه نصف الدیة اذا سقط کله وان سقط اعلاہ وقد تقدم الیه ضمن صاحب العلو دون صاحب الاسفل	کذا فی محیط السرخسی
٦٩	واذا استأجر الرجل قوما یهدمون له حائطا فقتل الهدم من فعلهم رجلا منهم اومن غیرهم فالضمان علیهم والکفارة دون رب الدار	کذا فی المبسوط
٧٠	حائط لرجل فسقط قبل الاشهاد ثم اشهد علی صاحبه فی رفع النقض عن الطریق فلم یرفع حتی عثر به آدمی اودابة فعطب کان ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
٧١	قال فی المنتقی رجل اخرج من حائط افریزا ان کان کبیرا ضمن مااصاب ذلک وان کان صغیرا یسیرا لم یضمن	کذا فی المحیط
٧٢	ولو تقدم الی رجل فی حائط مائل له علیه جناح شارع قد اشرعه الذی باع الدار فسقط الحائط والجناح فان کان الحائط هوالذی طرح الجناح کان صاحب الحائط ضامنا لما اصاب ذلک ولو کان الجناح هو الساقط وحدہ کان الضمان علی البائع الذی اشرعه	کذا فی المبسوط

١ حکم نمبر $\frac{٣٠١}{١١٨١}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ حکم نمبر $\frac{٦٦}{١١٨١}$ لقیط کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{٤٤}{٣/١٣}$ حکم نمبر $\frac{١٧}{١١٨٨}$ اور $\frac{١}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ حکم نمبر $\frac{٦٢}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ حکم نمبر $\frac{٦١}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥ حکم نمبر $\frac{١٥٢، ٩٢، ٨٥، ٨٤}{١١٨١}$ اور $\frac{١٨}{١١٧٠}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ حکم نمبر $\frac{٣٠١}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٧ قوله افریزا فی القاموس - افریز الحائط بالکسر کنفه معرب اه وقوله بالکسر ای کسر الهمزة وقوله کنفه بضم الکاف جمع کنیف اه

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ - ۶۵	کسی شخص کے ہاں اس کی جھکی ہوئی ایسی دیوار کے متعلق (مذکورہ) تقدم کیا گیا جس سے یہ خدشہ نہیں کہ وہ راستہ پر گرے گی لیکن یہ خدشہ ہے کہ وہ دیوار اس کی ایک اور صحیح دیوار جس کے گرنے کا خدشہ نہیں ہے، پر گرے گی تو وہ صحیح دیوار مسلمانوں کے (عام) راستہ میں گرے گی اور (پھر) وہ جھکی ہوئی دیوار نہ گری لیکن صحیح دیوار خود بخود گر پڑی اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی یا کوئی آدمی اس کے ملبہ سے پھسل کر گرا (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو یہ (قتل) رائیگاں ہوگا۔[1]	محیط
۶۶	لقیط (یعنی ایسا زندہ بچہ جو پڑا پایا گیا ہو اور اس کا کوئی وارث معلوم نہ ہو اس) کی دیوار جھکی ہوئی تھی تو اس (کے متعلق مذکورہ تقدم اور اس) پر گواہ کئے گئے پھر وہ دیوار گر پڑی اور (اس سے) کسی انسان کی موت واقع ہو گئی تو لقیط کی (طرف سے) دیت (اس کی عاقلہ نہ ہونے کی وجہ سے) بیت المال سے ہوگی۔[2]	قاضیخان
۶۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی کافر جب اسلام لایا اور اس نے کسی سے موالات (یعنی دوستی اور مددگاری کا معاہدہ) نہیں ہے تو وہ بھی لقیط کے حکم میں ہے (یعنی اس کی طرف سے دیت اس کی عاقلہ نہ ہونے کی وجہ سے بیتِ المال میں ہوگی)۔[3]	قاضیخان
۶۸	کوئی دیوار ایسی ہے کہ اس کے اوپر کا حصہ ایک آدمی کا ہے اور اس کے نیچے کا حصہ دوسرے آدمی کا ہے پس وہ دیوار جھک گئی تو ان دونوں مالکوں میں سے کسی ایک کے ہاں (مذکورہ) تقدم کیا گیا تو جس کے ہاں تقدم کیا گیا وہ نصف دیت کا ضامن ہوگا جبکہ وہ دیوار سبھی گر گئی (اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی) اور اگر اس کے اوپر کا حصہ گرا اور اوپر کے مالک کے ہاں تقدم کیا گیا تھا تو اوپر کے حصہ کا مالک ضامن ہوگا نیچے کے حصہ کا مالک ضامن نہ ہوگا۔[4]	محیط سرخسی
۶۹	جب کسی شخص نے اپنی دیوار گرانے کے لئے چند مزدور رکھے تو ان کے فعل سے اس دیوار کے گرنے کی وجہ سے ان میں سے کسی آدمی یا ان کے علاوہ کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی، تو اس کی ضمان اور کفارہ ان مزدوروں پر ہوگا دیوار کے مالک پر نہ ہوگا۔[5]	مبسوط
۷۰	کسی شخص کی دیوار (جھکی ہوئی) تھی تو اس کے متعلق (مذکورہ تقدم اور اس پر) گواہ کرنے سے پہلے وہ گر پڑی پھر اس دیوار کے مالک کے ہاں، راستہ سے وہ ملبہ اٹھانے (کے مطالبہ) پر گواہ کئے تو اس نے وہ ملبہ نہ اٹھایا حتی کہ اس سے کوئی آدمی یا جانور پھسل کر گرا اور (اس سے) اس کی ہلاکت ہو گئی تو وہ ضامن ہوگا۔[6]	قاضیخان
۷۱	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے دیوار سے افریز (یعنی پردہ دار احاطہ یا بیت الخلاء) باہر نکالا تو اگر وہ بڑا ہو تو اس سے پہنچنے والے صدمہ کا ضامن ہوگا اور اگر وہ چھوٹا اور معمولی ہو تو وہ ضامن نہ ہوگا۔[8]	محیط
۷۲	کسی شخص کے ہاں اسکی اس جھکی ہوئی دیوار کے متعلق (مذکورہ) تقدم کیا گیا جس دیوار پر شارع[9] جناح (یعنی ظاہر لگا ہوا شہتیر) ہے جسے اس شخص نے لگایا تھا جس نے وہ مکان فروخت کیا تھا پھر وہ دیوار اور شہتیر گر پڑے تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر دیوار نے ہی اس شہتیر کو پھینکا ہو تو اس سے پہنچنے والے صدمہ کا ضامن دیوار کا مالک ہوگا اور اگر وہ شہتیر اکیلے ہی گرا ہو تو اسکی ضمان اس فروخت کنندہ پر ہوگی جس نے اسے باہر ظاہر کر کے لگایا تھا۔[10]	مبسوط

ع ابحاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی افریز کے معنی کے متعلق قاموس میں ہے کہ دیوار کی افریز اس کی کنف کو کہتے ہیں اور افریز میں ہمزہ مکسور ہے اور کنف کنیف کی جمع ہے اھ اور کنیف یعنی بیت الخلاء، پردہ دار احاطہ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۱۱۴۳ نیز افریز مسنم بمعنی پشتہ، کے متعلق حکم نمبر ۲۰/۳۰۲ کے پہلے حاشیہ کا "ج" ملاحظہ ہو (مترجم) ۸ صفحہ حکم ۸۲، ۸۳/۱۱۸۱ پر حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ صفحہ شرع و اشرع ظاہر کرنا ماخوذ از المنجد صفحہ ۴۳۰ (مترجم) ۱۰ صفحہ حکم نمبر ۶۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۷۵ تا ۷۷، ۸۲، ۸۴/۱۱۸۱، ۱۲/۱۱۸۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱/۱۸۱-۷۳	رجل له سفل و لآخر علو وهما مخوفان فان تقدم الی صاحبهما فلم یهدما حتی سقط السفل فرمی بالعلو علی انسان فقتله فدیة المقتول علی عاقلة صاحب السفل وضمان من عشر بنقض السفل علیه ایضا ومن عثر بنقض العلو فلا ضمان فیه علی احد	کذا فی المحیط
۷۴	سفل لرجل و علو لآخر وهی الکل فاشهد علیهما ثم سقط العلو وقتل انسانا کان الضمان علی صاحب العلو	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷۵	وفی الجامع الصغیر رجل اخرج الی الطریق کنیفا او میزابا او بنی دکانا او جرصنا فلکل واحد من عرض الناس ان یقلع ذلک ویهدمه اذا فعل ذلک بغیر اذن الامام اضر ذلک بالمسلمین او لم یضر ویستوی فی هذا الحق المسلم والکافر والمرأة اما لیس للعبد حق نقض الدار المبنیة علی الطریق	هکذا فی الخلاصة
	فان کانت هذه الاشیاء قدیمة لا یکون لاحد حق الرفع وان کان لا یدری حالها فانها تجعل حدیثة حتی کان للامام حق الرفع	کذا فی المحیط
۷۶	هذا اذا بنی علی طریق العامة بناء لنفسه وان بنی شیاء للعامة کالمسجد و غیرہ و لا یضر لا ینقض کذا روی عن محمد	کذا فی النهایة
۷۷	وان اخرج فی طریق الخاص فی سکة غیر نافذة فلکل واحد من اهل السکة اذا کان له المرور تحت هذه الاشیاء حق النزع ومن لیس له حق المرور تحت هذه الاشیاء من اهل السکة فلیس له حق النزع وان کانت هذه الاشیاء قدیمة فلیس لاحد حق النزع وان کان لا یدری حال هذه الاشیاء تجعل قدیمة	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۱/۱۸۱-۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱/۱۸۱-۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ الدکان دکان یا چبوترہ، ماخوذ از المنجد ص ۳۸۹ (مترجم) ۴؎ جرصن کے مفہوم کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ جرصنا خالص عربی نہیں ہے اور اس کے معانی مختلف ہیں۔ بعض کے ہاں برج کو کہتے ہیں بعض کے ہاں دیوار میں مرکب شدہ پانی کی گذرگاہ کو کہتے ہیں۔ اور امام البزدوی ؒ کے ہاں اس شہتیر کو کہتے ہیں جسے کوئی آدمی دیوار سے باہر نکالے تاکہ اس پر بنا کرے یہ مغرب میں ہے اور العینی میں ہے کہ بلندی پر گذرنے کی

دفعات شق نمبر	گیارھواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ — ۷۳	(کسی عمارت میں، ایک شخص کا حصہ نیچے کا ہے اور دوسرے آدمی کا حصہ اوپر کا ہے اور وہ دونوں حصے خطرناک ہیں تو اگر ان دونوں حصوں کے مالکوں سے (مذکورہ) تقدم کیا گیا اور انہوں نے نہ گرایا حتی کہ نیچے کا حصہ گر گیا اس نے اوپر کے حصہ کو کسی آدمی پر پھینک دیا اور اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اس مقتول کی دیت نیچے کے حصہ کے مالک کی عاقلہ پر ہوگی اور جو شخص نیچے کے مالک کی عاقلہ پر) ہوگی اور جو شخص نیچے کے حصہ کے ملبہ سے پھسل کر گرا اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) اس کی ضمان بھی اس پر (یعنی نیچے کے مالک کی عاقلہ پر) ہوگی اور جو شخص اوپر کے حصہ کے ملبہ سے پھسل کر گرا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) اس کی ضمان کسی پر نہ ہوگی [1]	محیط
۷۴	کسی عمارت کا نیچے کا حصہ ایک شخص کا ہے اور اوپر کا حصہ دوسرے شخص کا ہے اور سب میں دراڑ آگئی تو ان دونوں (کے ہاں مذکورہ تقدم اور ان) پر گواہ کئے پھر اوپر کا حصہ گر پڑا اور (اس سے) کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو اس کی ضمان اوپر کے حصہ کے مالک پر ہوگی [2]	قاضیخان
۷۵	(ا) جامع صغیر میں ہے کہ کسی شخص نے (عام) راستہ کی طرف بیت الخلاء یا پرنالہ باہر نکال کر بنایا یا دکان [3] (یعنی دکان یا چبوترہ) یا جرصنا [4] (یعنی برج یا پانی کی گذرگاہ یا مچان وغیرہ) بنایا تو عرض الناس [5] (یعنی عام آدمیوں) میں سے ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے گرا دے جبکہ بنانے والے نے اسے حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر بنایا خواہ وہ بنائی گئی چیز مسلمانوں کو ضرر دے یا نہ اور اس حق میں مسلمان، کافر اور عورت سب برابر ہیں البتہ غلام کو عام راستہ پر بنائے گئے مکان کو توڑنے کا حق نہیں ہے [6]	خلاصہ
	(ب) اور اگر یہ مذکورہ چیزیں قدیمی ہوں (یعنی پہلے سے بنی ہوئی ہوں) تو پھر کسی کو انہیں ہٹانے کا حق نہیں ہے۔	
	(ج) اور (قدیم وجدید ہونے کے متعلق) ان کا حال معلوم نہ ہو سکے تو انہیں جدید ہی قرار دیا جائے گا حتی کہ امام (یعنی حاکم مجاز) کو اختیار ہوگا کہ انہیں ہٹا دے [7]	محیط
۷۶	یہ (مذکورہ ۷۵/۱۱۸۱) احکام اس صورت میں ہیں جبکہ کسی شخص نے عام راستہ پر اپنی ذات کے لئے کوئی چیز بنائی اور اگر اس نے عام لوگوں کے فائدہ کے لئے (کوئی مفید عام) چیز بنائی مثلاً مسجد وغیرہ اور اس سے ضرر نہ ہو تو اسے نہ توڑا جائے گا امام محمدؒ سے یوں ہی روایت کیا گیا ہے [8]	نہایہ
۷۷	(ا) اگر کسی شخص نے (عام راستہ کی بجائے) غیر نافذ گلی (یعنی باہر نہ جانے والی گلی) کی خاص گذرگاہ (جو خاص اسی محلہ کے لوگوں کیلئے ہو) کی طرف (مذکورہ چیزیں) باہر نکال کر بنائیں تو اس گلی والوں میں سے ہر وہ شخص جسے ان چیزوں کی ذیل میں سے گذرنے کا حق ہے اسے ان چیزوں کو توڑنے کا حق ہے اور جس شخص کو اس خاص گلی میں ان چیزوں کی ذیل میں سے گذرنے کا حق نہیں ہے اسے انہیں توڑنے کا حق بھی نہیں ہے (ب) اور اگر یہ چیزیں قدیمی (یعنی پہلے سے بنی ہوئی) ہوں تو کسی کو انہیں توڑنے کا حق نہیں ہے (ج) اور اگر ان چیزوں (کے قدیم یا جدید ہونے) کے متعلق انکا حال معلوم نہ ہو سکے تو انہیں قدیم ہی قرار دیا جائے گا [9]	محیط

جگہ کو کہتے ہیں جیسا کہ مچان اور بعض کا قول ہے کہ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو دو سطحوں کی دیوار دں پر رکھی ہوئی ہو تاکہ گذرا جا سکے وغیرہ۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۱۹ (مترجم) [5] عرض الناس یعنی عام آدمی۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۲۹۵ (مترجم) [6] امام یعنی حاکم مجاز کی اجازت کے متعلق حکم نمبر ۸۲/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ، ۱۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۷۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کوئی راستہ غیر نافذہ ہے (یعنی عام راستہ نہیں خاص گذرگاہ ہے) اس راستہ میں کسی شخص نے اپنے دروازہ پر جانور باندھا اور اسکے باندھنے یا چارہ کھانے کی جگہ بنائی تو اسکے حکم کے متعلق الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ کا قول ہے کہ اس راستہ والوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس سے اسکے توڑنے کیلئے کہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۳۲ نیز حکم نمبر ۷۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور ۸۱، ۹۵، ۱۲۷/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الحادی عشر: جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره[1] جناية الحائط، والجناح والكنيف والطريق وغيره	حوالہ
١١٨١ ــ ٧٨	اذا اراد رجل احداث ظلة فی طريق العامة وذلك لا يضر بالعامة فالصحيح من مذهب ابی حنيفة رحمه الله ان لكل واحد من احاد المسلمين حق المنع وحق الطرح	كذا فی الفصول العمادية
٧٩	وان اراد احداث الظلة فی سكة غير نافذة لا يعتبر فيه الضرر وعنده عند نا بل يعتبر فيه الاذن من اهل السكة	كذا فی الفصول العمادية
٨٠	وهل يباح احداث الظلة على طريق العامة ذكر الطحاوی رحمه الله انه يباح ولا يأثم قبل ان يخاصمه احد وبعد المخاصمة لا يباح الاحداث والانتفاع ويأثم بترك الظلة	كذا فی الفصول العمادية
٨١	وليس لاحد من اهل الدرب الذی هو غير نافذ ان يشرع كنيفا ولا ميزابا الا باذن جميع اهل الدرب اضر ذلك بهم او لم يضر	هكذا فی الخلاصة
٨٢	قال فی الاصل اذا وضع الرجل فی الطريق حجرا او بنى فيه او اخرج من حائطه جذعا او صخرة شاخصة فی الطريق او اشرع كنيفا او جناحا او ميزابا او ظلة او وضع فی الطريق جذعا فهو ضامن اذا اصاب شيأ واتلفه الا ان المتلف اذا كان آدميا فانه يجب الضمان على عاقلته وان جرح آدميا ولم يتلفه ان بلغ ارشه أرش الموضحة فانه يجب على العاقلة وان كان دون ذلك فانه يجب فی ماله ولا كفارة عليه ولا يحرم عن الميراث اذا كان المقتول مورثه وان اصاب مالا واتلفه فانه يجب فی ماله ذكر المسئلة فی الاصل مطلقة وانها على التفصيل ان فعل ذلك بغير اذن الامام يضمن وان فعل باذن الامام لا يضمن قال مشائخنا رحمهم الله وانما يجوز للامام ان يأذن بذلك اذا كان لا يضر بالعامة بان كان فی الطريق سعة فاما اذا كان يضر بالعامة بان كان فی الطريق ضيق لا يباح له ذلك ثم ما ذكر من الجواب فی الكتاب اذا فعل شيأ من ذلك فی الطريق الاعظم او فی الطريق فی سكة نافذة فاما اذا فعل شيأ من ذلك فی الطريق فی سكة غير نافذة فعطب به انسان ينظر ان فعل ما ليس من جملة السكنى لا يضمن حصة نفسه ويضمن حصة شركائه وان فعل شيأ هو من جملة السكنى فالقياس كذلك ايضا وفی الاستحسان لا يضمن شيأ	كذا فی الذخيرة

[1] ہدایہ کے بین السطور میں ہے کہ ظلہ ضمہ سے ہے اور یہ سایہ پوش غیر فراخ تنگ سائبان کو کہتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۶۰۳۔ حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ، ۷۸ تا ۸۰/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [2] حکم نمبر ۷۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [3] حکم نمبر ۷۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [4] حکم نمبر ۷۷/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [5] ہدایہ میں ہے کہ راستہ میں ... اور کیچڑ (ال...)

دفعات و شق نمبر	گیارھواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام / دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۷۸	جب کسی شخص نے عام راستہ میں ظلۃ (یعنی چھوٹا سائبان) بنانا چاہا اور اس سے عام لوگوں کو ضرر نہیں ہے تو امام ابو حنیفہ رح کی تحقیق کی رو سے صحیح حکم یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک کو اسے روکنے اور گرانے کا حق حاصل ہے [1]	فصول عمادیہ
۷۹	اور اگر کسی شخص نے غیر نافذ گلی میں (یعنی پار نہ جانے والی گلی یعنی گذر خاص میں) سائبان بنانا چاہا تو اس میں ضرر ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اس میں اس گلی والوں کی اجازت کا اعتبار ہے [2]	فصول عمادیہ
۸۰	عام راستہ پر سائبان بنا دینا مباح ہے یا نہ؟ اس کے متعلق امام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ کسی کی طرف سے مخاصمت (یعنی نزاع کرنے) سے پہلے مباح ہے اور گنہگار نہ ہوگا اور (کسی کی طرف سے) مخاصمت کے بعد (مذکورہ) سائبان بنانا اور اس سے فائدہ اٹھانا مباح نہ ہوگا اور اسے بنا ہوا چھوڑ دینے سے گنہگار ہوگا [3]	فصول عمادیہ
۸۱	درب یعنی وہ راستہ جو پار جانے والا نہیں ہے (یعنی اس طرف سے لوگ آتے جاتے نہیں بلکہ وہ گذرگاہ خاص ہے) وہاں کے رہنے والوں میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بیت الخلاء یا پرنالہ (باہر) ظاہر کرکے بنائے مگر وہ اس گلی کے رہنے والے سب لوگوں کی اجازت سے ایسا کر سکتا ہے اس سے انہیں ضرر ہو یا نہ ہو (حکم برابر ہے) [4]	خلاصہ
۸۲	(الف) الاصل[1] میں ہے کہ جب کسی شخص نے (عام) راستہ میں پتھر[5] رکھا یا راستہ میں کوئی تعمیر کر دی یا اپنی دیوار سے کوئی شہتیر یا پتھر باہر راستہ میں نکال دیا یا اس نے باہر ظاہر کرکے بیت الخلاء، شہتیر، پرنالہ یا سائبان بنایا یا راستہ میں شہتیر رکھا تو جب (مذکورہ میں سے) کوئی شئی کسی چیز کو لگے اور اسے تلف کر دے تو وہ شخص اس کا ضامن ہوگا مگر جب (اس سے) کوئی آدمی ہلاک ہوا تو اس کی ضمان اس شخص کی عاقلہ پر واجب ہوگی اور[2] اگر اس سے کوئی آدمی مجروح ہوا اور ہلاک نہ ہوا تو اگر اس کا ارش، موضحہ زخم کے ارش تک پہنچے تو وہ اسکی عاقلہ پر واجب ہوگا اور[3] اگر اس سے کم ہو تو اس کے مال سے واجب ہوگا اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور نہ وہ میراث سے محروم ہوگا جبکہ اس کا مقتول اس کا مورث ہو اور[4] اگر وہ کسی کے مال کو لگے اور اسے تلف کر دے تو (اسکی ضمان) اس کے مال سے واجب ہوگی (ب) الاصل میں مذکورہ علی الاطلاق ذکر ہے حالانکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس نے یہ (مذکورہ) فعل حاکم مجاز کی اجازت کے بغیر کئے تو وہ ضامن ہوگا اور اگر اس نے حاکم مجاز کی اجازت سے کئے تو ضامن نہ ہوگا اور ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ حاکم مجاز کو ان (مذکورہ) فعلوں کی اجازت دینا تب جائز ہوتا ہے جب کہ وہ عام لوگوں کے لئے مضر نہ ہو بایں طور کہ اس راستہ میں اس کی گنجائش ہو اور اگر وہ فعل عام لوگوں کے لئے مضر ہوں بایں طور کہ راستہ تنگ ہو تو حاکم مجاز کے لئے (مذکورہ اجازت دینا) مباح نہ ہوگا (ج) پھر جو جواب الکتاب (یعنی الاصل) میں مذکور ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب اس نے وہ فعل شاہراہ اعظم یا عام راستہ میں کئے ہوں اور اگر اس نے ان میں سے کوئی فعل غیر نافذ گلی (یعنی گذرگاہ خاص) میں کیا پھر اس سے کوئی انسان ہلاک ہو گیا تو دیکھا جائے گا اگر اس نے ایسا فعل کیا جو منجملہ امور رہائش سے متعلق نہیں ہے تو وہ اپنے حصہ کے بقدر ضامن نہ ہوگا اور باقی شرکاء کے حصہ کا ضامن ہوگا اور اگر اس نے ایسا فعل کیا جو منجملہ امور رہائش سے متعلق ہے تو اسکا حکم بھی از روئے قیاس یہی ہے اور از روئے استحسان اس کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں وہ (قصاص و دیت میں سے) کسی چیز کا ضامن نہ ہوگا [6]	ذخیرہ

یعنی راستہ میں پتھر یا لکڑی کا کھمبا رکھنے کے بمنزلہ ہے مفہوم ماخوذ از بدایع ج ۴ ص ۲۰۳ (مترجم) [5] دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ موضحہ زخم کے متعلق حکم نمبر ۹/۱۱۴۸ مع حاشیہ اور قیاس و استحسان اور الاصل کے متعلق حکم نمبر ۲ ب/۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا [8]، مذ ج کا "س" ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۱۱۱، ۷۱، ۷۲، ۷۵ تا ۸۲، ۸۶، ۸۹، ۹۱، ۹۲، ۱۲۰ تا ۱۲۲/۱۱۸۱ اور ۱۶، ۳۵/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر: جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ - ۸۳	وفی المنتقی عبد تاجر علیه دین اولا دین علیه اشرع کنیفا من دارہ فعطب به انسان فهو فی رقبة العبد فی قول ابی یوسف و فی قیاس قول ابی حنیفة ان فعل ذلک باذن المولی فالضمان علی عاقلة المولی وان فعل ذلک بغیر اذنه فالضمان فی رقبة العبد وان حفر العبد فیها بئرا او بنی فیها بناء باذن المولی او بغیر اذن المولی فعطب به انسان فلا شئ علیه وان فعل المولی ذلک بغیر اذن العبد فلا ضمان فی قیاس قول ابی حنیفة وقال ابو یوسف هو ضامن فی القیاس لکنی ادع القیاس ولا اضمنه وکذلک الراهن اذا بنی فی دار الرهن او حفر فیها بئرا او ربط فیها دابة بغیر اذن المرتهن لم یضمن شیئا	کذا فی المحیط
۸۴	واذا استأجر رب الدار العملة لاخراج الجناح او الظلة فوقع فقتل انسانا قبل ان یفرغوا من العمل فالضمان علیهم دون رب الدار فیلزم الدیة والکفارة وحرمان الارث وان سقط ذلک بعد فراغهم من العمل فالضمان علی رب الدار استحسانا وفی القیاس هذا کالاول	کذا فی الکافی والمبسوط وهکذا فی السراج الوهاج والجوهرة النیرة
۸۵	ولو سقط من ایدیهم آجر او حجارة او خشب فاصاب انسانا فقتله فانه یجب الدیة علی عاقلة من سقط ذلک من یدہ وعلیه الکفارة	کذا فی السراج الوهاج
۸۶	ومن اشرع میزابا فی الطریق وسقط فاصاب انسانا فان علم انه اصابه الطرف الداخل الذی یلی الحائط فلا ضمان علیه وان اصابه الطرف الخارج ضمن وان اصابه الطرفان جمیعا وقد علم ذلک وجب نصف الضمان وهدر النصف وان لم یعلم ای الطرفین اصابه ضمن النصف وهدر النصف استحسانا	هکذا فی المحیط
۸۷	وان اشرع جناحا فی الطریق ثم باع الدار فاصاب الجناح رجلا فقتله او وضع خشبة فی الطریق ثم باع الخشبة برئ الی المشتری منها وترکها المشتری حتی عطب بها انسان فالضمان علی البائع ولا شئ علی المشتری	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۱۳۱/۱۱۸۱ اور قیاس واستحسان کے متعلق حکم نمبر ۲ب/۲۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۱۰/۸ ج کا ۱۰ اور حکم نمبر ۱۲/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ اس کام سے فارغ ہونے سے پہلے وہ کام گھر کے مالک کا نہیں قرار پایا اور اس نے کام کا معاہدہ کیا تھا قتل کا نہیں پس اس کی ضمان ان پر ہے اور انکی فراغت کے بعد اجارہ صحیح اور مزدوری لازم ہو گئی اُن کا کام تعمیر اور اصلاح قرار پایا

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۸۳	المنتقی میں ہے کہ (۱) کوئی غلام تاجر تھا (یعنی تجارت کے لئے اجازت یافتہ تھا) اس پر قرض تھا یا نہ تھا اس نے اپنے مکان میں باہر ظاہر کرکے بیت الخلاء بنایا اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب اس کی ضمان اس غلام کی گردن پر ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس کے بموجب اگر اس غلام نے اپنے آقا کی اجازت سے ایسا کیا تو اسکی ضمان آقا کی عاقلہ پر ہے اور اگر اس غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو اس کی ضمان غلام کی گردن پر ہے (ب) اور اگر اس غلام نے اس مکان میں کنواں کھودا یا اسمیں کوئی تعمیر کی آقا کی اجازت سے ایسا کیا یا اسکی اجازت کے بغیر ایسا کیا اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو اس پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے (ج) اور اگر آقا نے اس غلام کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول پر قیاس کے بموجب کوئی ضمان لازم نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ از روئے قیاس وہ ضامن ہے لیکن قیاس کا حکم چھوڑتا ہوں اور (از روئے استحسان) اسے ضامن نہ قرار دوں گا (د) اسی طرح رہن دینے والے نے جب رہن لینے والے کی اجازت کے بغیر رہن شدہ گھر میں کوئی تعمیر کی یا کنواں کھودا یا اس میں کوئی جانور باندھا (اور اس سے کوئی چیز تلف ہوگئی) تو وہ ضامن نہ ہوگا [1]	محیط
۸۴	جب کسی گھر کے مالک نے باہر کی طرف شہتیر لگانے یا سائبان لگانے کے لئے مزدوری پر عملہ رکھا تو قبل اسکے کہ وہ عملہ اس کام سے فارغ ہو (اس کام کے دوران ہی) وہ گر پڑا اور اس سے کسی انسان کی موت واقع ہوگئی تو اس کی ضمان اس عملہ پر ہے نہ کہ گھر کے مالک پر (پس دیت اور کفارہ اور (مقتول کی) میراث سے محرومی لازم ہوگی اور اگر اس کام سے اس عملہ کے فارغ ہونے کے بعد وہ شہتیر یا سائبان گرا (اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی) تو اس کی ضمان از روئے استحسان گھر کے مالک پر ہوگی اور از روئے قیاس یہ صورت (اپنے حکم میں) پہلی صورت کی طرح ہے [2]	کافی، مبسوط، سراج وہاج، جوہرہ نیرہ
۸۵	اگر (مذکورہ صورت میں) ان کے (یعنی اس عملہ کے) ہاتھوں کوئی اینٹ یا پتھر یا لکڑی گری اور وہ کسی آدمی کو جا لگی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ چیز جس کے ہاتھ سے گری اس کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور اس پر کفارہ (بھی) لازم ہوگا [3]	سراج وہاج
۸۶	جس شخص نے راستہ میں پرنالہ ظاہر نکالا تو وہ گرا اور کسی آدمی کو جا لگا (اور اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی) تو (۱) اگر یہ معلوم ہوجائے کہ اسے اس پرنالہ کے اندر کا کنارہ جو دیوار سے متصل تھا، لگا ہے تو اسپر کوئی ضمان لازم نہیں ہے (ب) اور اگر اسے اس پرنالہ کے باہر کا کنارہ لگا ہے تو وہ ضامن ہوگا (ج) اور اگر اسے اس کے دو کنارے اکٹھے لگے (اور اس کا علم ہوگیا تو (اسپر) نصف ضمان واجب ہے اور نصف ضمان رائیگاں ہے (د) اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اسے اس کے دونوں کناروں میں سے کونسا کنارہ لگا ہے تو وہ نصف ضمان کا ضامن ہوگا اور نصف ضمان رائیگاں ہے یہ حکم از روئے استحسان ہے [4]	محیط
۸۷	اگر کسی شخص نے (عام) راستہ میں ظاہر شہتیر نکالا پھر اس نے وہ گھر فروخت کردیا پھر وہ شہتیر کسی آدمی کو لگا اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی یا کسی شخص نے راستہ میں کوئی لکڑی رکھدی پھر وہ لکڑی فروخت کردی اور مشتری کو اس لکڑی کی وجہ سے کسی کو صدمہ آنے کو برأت کردی اور مشتری نے وہ لکڑی وہیں چھوڑدی حتی کہ اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو اسکی ضمان بائع پر ہے اور مشتری پر (ضمان میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے [5]	کافی

[1] اس کے بعد ذمہ داری مالک پر ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۰۲۔ حکم نمبر ۷۹/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور قیاس و استحسان کے متعلق حکم ۲۲/۹۴ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا شرح ج ۱۰ کا ۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۸۴/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۵۳، ۸۲/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۶۹، ۷۲، ۸۲/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
١١٨١-٨٨	ولو وضع خشبۃ علی الطریق فتعقل بہا رجل فھو ضامن لہ	کذا فی المبسوط
٨٩	فان وطی المار علی الخشبۃ ووقع فمات کان ضامنا لہ بعد ان لا یتعمد الزلقۃ قال وھذا اذا کانت الخشبۃ کبیرۃ یوطأ علی مثلھا فان کانت صغیرۃ ولا یوطأ علی مثلھا فلا ضمان علی الذی وضعھا	کذا فی المبسوط
٩٠	ولو ان رجلا کنس طریقا لم یکن علیہ فی ذلک ضمان لو عطب بہ انسان الا ان یکون جمع الکناسۃ فی موضع فی الطریق فتعقل بہا انسان فلو کان کذلک کان الذی کنس ضامنا	کذا فی الذخیرۃ
٩١	ولو رش الماء فی الطریق او توضأ فیہ ضمن ولم یفصل قالوا انما یضمن الراش اذا مر المار علی موضع الرش ولم یعلم بہ بان کان لیلا او اعمی فعثر بہ ومات واما اذا علم المار بالرش والصب فلا یضمن وکذلک لو تعمد المرور علی الحجر والخشب فعثر بہ لا یضمن الواضع وقال بعض مشائخنا ھذا اذا رش بعض الطریق او وضع الحجر والخشب فی بعضہ فاما اذا رش کل الطریق او احدث الخشب فی کلہ فمر علیہ فعثر بہ ضمن الراش والواضع	کذا فی محیط السرخسی
	وان مرت دابۃ فعطبت یضمن علی کل حال	کذا فی فتاوی قاضیخان
٩٢	واذا رش فناء حانوت باذن صاحب الحانوت فعثر انسان فالقیاس ان یکون الضمان علی الراش وفی الاستحسان یجب الضمان علی الآمر صاحب الحانوت	کذا فی المحیط

لہ حکم نمبر $\frac{٨٢}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ ایسی چھوٹی لکڑی پر چلنا، عمدا پھسلنے اور راستہ میں رکھے ہوئے پتھر سے عمدا الجھنے کے بمنزلہ ہے اور اس سے ضمان واجب نہیں ہوتی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ٣ ص $\frac{}{٢٦٠}$ ۔ حکم نمبر $\frac{٨٢}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ہ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس نے راستہ میں کوئی چیز پیدا نہیں کی بلکہ اس نے راستہ میں جھاڑو دیا ہے تاکہ گذرنے والا غبار سے ضرر نہ پائے۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ٣ ص $\frac{}{٢٥٨}$ (مترجم) ٤ہ حکم نمبر $\frac{٨٢}{١١٨١}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥ہ حکم نمبر $\frac{٨٢، ٩١، ٩٦ تا ٩٨}{١١٨١}$، $\frac{١٦}{١١٨٢}$ نیز حکم نمبر $\frac{١٣٠}{١١٨١}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ہ فناء یعنی سامنے کی جگہ، مفاد کی جگہ اور فناء المصر کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{٣}{٢٠٢}$ کا حاشیہ اور حکم نمبر $\frac{٢٣}{٢٠٥}$ تا

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۸۸—۱۱۸۱	اگر کسی شخص نے (عام) راستہ پر لکڑی رکھدی تو اس سے کسی آدمی کی ٹانگ الجھی (اور اسے صدمہ پہنچا) تو وہ شخص اس کے متعلق ضامن ہوگا [۱]	مبسوط
۸۹	(ل) اگر (مذکورہ صورت یعنی عام راستہ پر رکھی ہوئی لکڑی کی صورت میں) گذرنے والا اس لکڑی پر پاؤں رکھکر چلا اور گرگیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو اگر وہ جان بوجھ کر نہیں پھسلا تو لکڑی رکھنے والا اس کے متعلق ضامن ہوگا آپ نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ لکڑی ایسی بڑی ہو کہ ایسی لکڑی پر چلا جاتا ہو (ب) اور اگر وہ لکڑی چھوٹی ہو اور اس جیسی پر پاؤں رکھ کر چلا نہ جاسکتا ہو تو پھر وہ شخص جس نے وہ لکڑی رکھی تھی اس پر ضمان لازم نہ ہوگی [۲]	مبسوط
۹۰	اگر کسی شخص نے (عام) راستہ میں جھاڑو دیا اور اس سے کسی آدمی کی ہلاکت ہوگئی تو اس میں اس پر ضمان لازم نہ ہوگی [۳] لیکن اگر اس (جھاڑو دینے والے) نے کوڑا کرکٹ راستہ میں ایک جگہ جمع کردیا پھر اس میں کوئی آدمی الجھ گیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو اگر صورت یوں تھی تو جس نے جھاڑو دیا تھا وہ ضامن ہوگا [۴]	ذخیرہ
۹۱	(ل) اگر کسی شخص نے (عام) راستہ میں پانی چھڑکا یا راستہ میں وضو کیا (اور اس سے کوئی آدمی گرا اور اسے صدمہ پہنچا) تو وہ ضامن ہوگا اور آپ نے اس حکم میں کوئی تفصیل نہیں فرمائی اور مشائخ رح نے کہا ہے کہ پانی چھڑکنے والا تب ضامن ہوگا کہ جب گذرنے والا آدمی چھڑکاؤ کی جگہ سے گذرا اور اسے معلوم نہ تھا مثلا رات کا وقت تھا یا وہ اندھا تھا پس وہ اس سے پھسلا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی مگر جب گذرنے والے کو چھڑکاؤ یا پانی بہنے کے متعلق علم ہو تو پھر وہ (چھڑکاؤ کنندہ یا پانی بہانے والا) ضامن نہ ہوگا (ب) اسی مذکورہ حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی شخص جان بوجھکر (عام راستہ میں رکھے ہوئے) اس پتھر یا لکڑی پر سے گذرا اور اس سے پھسل گیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو (وہ پتھر یا لکڑی) رکھنے والا ضامن نہ ہوگا اور بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے راستہ کے بعض حصہ پر پانی چھڑکا یا اس نے وہ پتھر یا لکڑی راستہ کے بعض حصہ پر رکھی مگر جب اس نے پورے راستہ پر پانی چھڑکا یا سارے راستہ پر لکڑی رکھدی پھر اس پر سے کوئی آدمی گذرا اور اس سے پھسل گیا (اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) تو (پانی) چھڑکنے والا اور (پتھر یا لکڑی) رکھنے والا ضامن ہوگا۔ (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں اس راستہ سے) کوئی جانور گذرا اور (اس پانی یا لکڑی یا پتھر کی وجہ سے) ہلاک ہوگیا تو، (مذکورہ) ہر حال میں وہ شخص ضامن ہوگا [۵]	محیط سرخسی قاضیخان
۹۲	جب کسی شخص نے دکاندار کی اجازت سے دکان کی فناء [۶] (یعنی دکان کے سامنے اس کے مفاد کی جگہ) میں پانی چھڑکا تو اس سے کوئی آدمی پھسلا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو (اس کے حکم کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ پانی چھڑکنے والے پر ضمان ہوگی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس کا حکم دینے والے دکاندار پر ضمان واجب ہوگی [۷]	محیط

حاشیہ: [۱،۲،۳،۴،۵] $\frac{۹۵،۱۲۰،۱۵۵،۱۵۷}{۱۱۸۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی مزدور یا سقہ کو، دکان کے سامنے چھڑکاؤ کا حکم دیا تو اس سے (پھسل کر) کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو حکم دینے والا ضامن ہوگا چھڑکاؤ کرنے والا ضامن نہ ہوگا اور راستہ کے چوکیدار نے جب (راستہ میں) چھڑکاؤ کیا تو اس سے جو چیز ہلاک ہوئی وہ ہر حال میں اسکا ضامن ہوگا یہ احکام، عام راستہ سے متعلق ہیں اور غیر نافذہ گلی (یعنی گذرگاہ خاص) میں جب اس گلی والوں میں سے کسی نے کوئی چیز ڈالی (مثلاً لکڑی یا گارا یا مٹی) یا چھڑکاؤ کیا تو وہ ضامن نہ ہوگا مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری ج ۲ ص ۴۵۸ حکم نمبر $\frac{۶۹،۸۴،۸۵}{۱۱۸۱}$، $\frac{۹۱}{۱۱۸۱}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و متن نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ - ۹۳	لو رش الماء فی الطریق وجاء رجل بحمارین احدھما بیدہ وتبعہ الآخر فتزلق التابع فانکسرت رجلہ ان کان صاحب الحمار سائقا لھما لا ضمان علی احد وان کان غیر سائق ضمن الراش	کذا فی المحیط السرخسی
۹۴	سئل محمدؒ عن رجل صب ماء فی الطریق فاستنقع الماء فجمد فزلق انسان بذلک الجمد قال الذی صب الماء ضامن لہ وکذلک لو ذاب الجمد بعد ذلک فزلق بہ انسان او القاہ فی الطریق وھو جمد فذاب وزلق بہ انسان	کذا فی المحیط
۹۵	قال ابو حنیفةؒ اذا کان الطریق غیر نافذ فلکل واحد من اصحاب الطریق ان یضع فیہ الخشب ویربط فیہ الدابة ویتوضأ فیہ وان عطب بذلک انسان لا یضمن وان بنی فیہ بناء او حفر فیہ بئرا فعطب بہ انسان کان ضامنا ولکل من صاحب الدار الانتفاع بفناء دارہ من القاء الطین والحطب وربط الدابة وبناء الدکان والتنور بشرط السلامة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۶	اذا کان الھلاک بالثلج المرمی بان زلق بہ انسان او دابة فقد ذکر محمدؒ کما فی آخر جنایات العیون ان کانت السکة غیر نافذة فلا ضمان علی الرامی وان کانت نافذة یضمن الذی رمی بالثلج وقال الفقیہ ابو اللیثؒ ھذا جواب القیاس ونحن نستحسن ونقول لا یجب الضمان علیھم سواء کانت السکة نافذة او غیر نافذة وفی العیون انہ یکون مقیدا بشرط السلامة وبعض مشائخؒ زماننا قالوا ان فعلوا ذلک باذن الامام او کانت السکة بحال یلحقھم حرج عظیم بنقل الثلج حتی عرف الاذن بالقاء الثلج وترکہ دلالة فالجواب فیہ کما قالہ فقیہ ابو اللیثؒ والا فالجواب کما ذکر محمدؒ ویؤید ھذا ما حکی عن الفقیہ ابی القاسمؒ انہ سئل عن بلدة ذات ثلج ربما یکثر الطین فی الطریق فالقی کل واحد بفناء دارہ او قرب دارہ حجرا فتعقل بہ انسان قال احب الی ان یکون باذن الامام وان فعل ذلک بغیر اذن الامام فالقیاس ان یجب الضمان	کذا فی الذخیرة

۱ حکم نمبر ۹۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۹۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۷۷، ۸۵، ۹۱/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۴ امام یعنی حاکم مجاز کی اجازت سے متعلق حکم نمبر ۸۲ ب/۱۱۸۱ نیز حکم نمبر ۹۱ تا ۹۶/۱۱۸۱، ۱۴۴/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ - ۹۳	اگر کسی شخص نے (عام) راستہ میں پانی چھڑکا اور کوئی شخص دو گدھے لیکر آیا وہ ان میں سے ایک اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا اس کے ساتھ پیچھے آرہا تھا تو پیچھے آنے والا پھسل گیا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر گدھوں والا دونوں گدھوں کو ہانک کر لارہا تھا تو کسی پر ضمان لازم نہیں ہے اور اگر وہ (انہیں) ہانک کر نہ لارہا تھا تو (اس صورت میں) پانی چھڑکنے والا ضامن ہوگا ۔۱	محیط سرخسی
۹۴	امام محمدؒ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے (عام) راستہ میں پانی بہایا تو وہ پانی گڑھے میں جمع ہوگیا اور جم گیا پھر اس جمے ہوئے پانی سے کوئی آدمی پھسلا (اور اسے صدمہ پہنچا) تو آپ نے فرمایا کہ جس نے وہ پانی بہایا تھا وہ اس کے لئے ضامن ہوگا اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس کے بعد وہ جما ہوا پانی پگھلا تو اس سے کوئی آدمی پھسلا یا کسی نے اسے راستہ میں ڈالا تو وہ جما ہوا تھا پھر وہ پگھلا اور اس سے کوئی انسان پھسلا (تو وہ اس کے لئے ضامن ہوگا) ۔۲	محیط
۹۵	امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ (ا) جب کوئی راستہ غیر نافذ ہو (یعنی عام راستہ نہ ہو، گذرگاہ خاص ہو) تو اس راستہ والے لوگوں میں سے ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس میں لکڑی رکھے، جانور باندھے اور اس میں وضو کرے اور اگر اس وجہ سے کسی آدمی کی ہلاکت ہوگئی تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اس گلی میں کسی نے کوئی تعمیر کی یا کنواں کھودا پھر اس کی وجہ سے کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو وہ ضامن ہوگا (ب) اور ہر مکان والے کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے مکان کی فناء سے فائدہ اٹھائے مثلاً مٹی اور لکڑی ڈالے، جانور باندھے اور دکان (یعنی چبوترہ) اور تنور بنائے بشرطیکہ سلامتی کے ساتھ ہوں ۔۳	قاضیخان
۹۶	(ا) جب پھینکی ہوئی برف سے کسی کی ہلاکت واقع ہوجائے مثلاً یہ کہ اس سے کوئی انسان یا جانور پھسلے (اور اس سے اس کی موت واقع ہوجائے) تو اس کے حکم کے متعلق امام محمدؒ جیسا کہ جنایات العیون کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ اگر وہ گلی غیر نافذہ ہو (یعنی گذرگاہ عام نہ ہو، وہ گذرگاہ خاص ہو) تو پھینکنے والے پر ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر وہ عام راستہ ہو تو جس نے وہ برف پھینکی تھی وہ ضامن ہوگا (ب) اور فقیہ ابواللیثؒ کا قول ہے کہ یہ (مذکورہ) جواب از روئے قیاس ہے اور ہم از روئے استحسان حکم دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان پر ضمان واجب نہیں ہے خواہ وہ عام راستہ ہو یا گذرگاہ خاص ہو اور العیون میں ہے کہ یہ حکم سلامتی کی شرط کے ساتھ مقید ہے (ج) اور ہمارے زمانہ کے بعض مشائخؒ نے کہا ہے کہ اگر انہوں نے یہ امر حاکم مجاز کی اجازت سے کیا ہے یا وہ گلی ایسی تھی کہ برف دوسری جگہ منتقل کرنے میں عظیم حرج لاحق ہوتا ہو حتی کہ وہاں) برف ڈالنے اور اسکے پڑے رہنے کی اجازت دلالۃً جان لی جائے تو اسکے متعلق جواب وہی ہے جیسا کہ فقیہ ابواللیثؒ نے کہا ہے ورنہ اس کا جواب وہی ہے جیسا کہ امام محمدؒ نے ذکر کیا ہے اور اسکی (یعنی مذکورہ بعض مشائخؒ کے قول کی) تائید اس سے ہوتی ہے جو فقیہ ابوالقاسمؒ سے حکایت کیا گیا ہے کہ آپ سے ایسے شہر کے بارے میں سوال کیا گیا جس میں برف بہت پڑتی ہو اور بسا اوقات راستہ میں کیچڑ کی کثرت ہوتی ہو تو ہر شخص اپنے مکان کے سامنے صحن میں یا اپنے مکان کے قریب پتھر ڈال دے تو اس پتھر سے کسی شخص کی ٹانگ ٹوٹ گئی (اور اس سے اسے صدمہ پہنچا) تو اسکے حکم کے متعلق آپ نے کہا کہ میرے ہاں یہ پسندیدہ ہے کہ ایسا کرنا امام (یعنی حاکم مجاز کی اجازت سے ہو اور اگر کسی نے امام کی اجازت کے بغیر کیا تو از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ ضمان واجب ہوگی ۔۴	ذخیرہ

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ - ۹۷	فان تعقل بحجر فوقع علی حجر آخر و مات فالضمان علی واضع الحجر الاول وان لم یکن له واضع فعلی واضع الحجر الآخر	کذا فی المبسوط
۹۸	وان عثر بما احدثه فی الطریق رجل فوقع علی آخر فمات کان الضمان علی الذی احدثه فی الطریق ولا یضمن الذی عثر به	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹۹	ولو نحی رجل شیأ من ذلک عن موضعه فعطب بذلک رجل کان الضمان علی الذی نحاه و یخرج الاول الاول من الضمان	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۰۰	ولو وضع انسان سیفا فی الطریق وعثر به رجل و مات وانکسر السیف ضمن صاحب السیف دیته ویضمن العاثر قیمة سیفه ولو انه عثر ثم وقع علی السیف فانکسر ومات الرجل ضمن صاحب السیف دیته ولم یضمن بالکسر شیأ	کذا فی خزانة المفتین
۱۰۱	ومن اوقف سبعا فی الطریق ضمن ما اتلف اذا کان مربوطا فاصاب قبل حل الرباط واذا اصاب بعدما انحل الرباط وزال عن مکانه لم یضمن	کذا فی محیط السرخسی
۱۰۲	وکذلک لو طرح بعض الهوام علی رجل نحو یضمن	کذا فی محیط السرخسی
۱۰۳	وکذا لو اشلی کلبا عقورا علی رجل	کذا فی محیط السرخسی
۱۰۴	لو وضع فی الطریق جمرا فاحترق به شیٔ کان ضامنا وان حرکته الریح فذهب به الی موضع آخر ثم احترق به شیٔ لا یکون ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان

ـــہ۱ حکم نمبر ۱۳۵/۱۱۸۱ اور ۸۲/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۲ حکم نمبر ۹۱/۱۱۸۱ اور ۸۲/۱۱۸۱ مع حاشیہ، ۱۶/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۳ حکم نمبر ۸۲/۱۱۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۴ حکم نمبر ۸۲/۱۱۸۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۵ حکم نمبر ۱۰۱،۱۰۱، ۱۰۳/۱۱۸۱، ۳۹،۴۰،۴۴/۱۱۸۲، ۴۳/۱۱۹۰ اور ۹۳/۳۱۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۶ حکم نمبر ۱۰۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۷ حکم نمبر ۱۰۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۸ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱—۹۷	اگر (راستہ میں) کسی پتھر سے کسی شخص کی ٹانگ الجھی تو وہ ایک اور پتھر پر جا گرا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو اسکی ضمان پہلا پتھر رکھنے والے پر ہوگی اور اگر پہلا پتھر رکھنے والا کوئی نہ ہو تو پھر (اسکی ضمان) دوسرا پتھر رکھنے والے پر ہوگی۔[1]	مبسوط
۹۸	اگر کسی شخص نے (عام) راستہ میں کوئی چیز رکھی اور اس سے کوئی آدمی پھسل کر گرا اور وہ کسی اور آدمی پر جا گرا اور اس سے اس (دوسرے) کی موت واقع ہوگئی تو اس کی ضمان اس شخص پر ہوگی جس نے راستہ میں وہ چیز رکھی تھی اور جو آدمی اس سے پھسل کر گرا وہ ضامن نہ ہوگا۔[2]	قاضیخان
۹۹	اور اگر کسی شخص نے اس چیز سے (یعنی عام راستہ میں ڈالی گئی چیز سے) کوئی شئی اس کی اپنی جگہ سے ہٹا کر (راستہ میں ہی) ایک کنارے پر رکھدی پھر اس کی وجہ سے کسی آدمی کی ہلاکت ہوگئی تو اس کی ضمان اس شخص پر ہوگی جس نے اسے ہٹا کر (راستہ میں) کنارہ پر رکھا تھا اور (اس صورت میں) پہلا آدمی (یعنی وہ چیز راستہ میں ڈالنے والا) اس ضمان سے نکل جائے گا۔[3]	قاضیخان
۱۰۰	(ا) اگر کسی شخص نے (عام) راستہ میں تلوار رکھدی اور کوئی آدمی اس سے پھسل کر گرا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی اور تلوار ٹوٹ گئی تو تلوار کا مالک اس آدمی کی دیت کا ضامن ہوگا اور پھسل کر گرنے والا اس کی تلوار کی قیمت کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ آدمی پھسلا پھر اس تلوار پر گرا تو وہ تلوار ٹوٹ گئی اور (اس سے) اس آدمی کی موت واقع ہوگئی تو تلوار کا مالک اس آدمی کی دیت کا ضامن ہوگا اور (تلوار) ٹوٹنے کے متعلق وہ (یعنی راستہ سے گذرنے والا) کسی شئی کا ضامن نہ ہوگا۔[4]	خزانۃ المفتین
۱۰۱	(ا) جس شخص نے راستہ میں (کوئی) درندہ کھڑا کیا تو جو کچھ اس نے تلف کیا وہ شخص اس کا ضامن ہوگا جبکہ وہ (درندہ بندھا ہوا تھا) اور اس نے بندھن کھلنے سے پہلے کسی کو صدمہ پہنچایا (ب) اور اگر اس نے بندھن کھل جانے اور اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے بعد صدمہ پہنچایا تو باندھنے والا شخص ضامن نہ ہوگا۔[5]	محیط سرخسی
۱۰۲	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کسی شخص نے ہوام (یعنی کیڑے، سانپ، بچھو وغیرہ) میں سے کسی کو کسی آدمی پر پھینکا اور اس نے اسے کاٹ کھایا تو وہ ضامن ہوگا۔[6]	محیط سرخسی
۱۰۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کاٹنے والے کتے کو کسی آدمی پر للکارا (اور اس نے اسے کاٹا تو للکارنے والا ضامن ہوگا)۔[7]	محیط سرخسی
۱۰۴	(ا) اگر کسی شخص نے (عام) راستہ پر انگارہ رکھدیا اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا (ب) اور[1] اگر اس انگارہ کو ہوا نے حرکت دی اور اسے دوسری جگہ لے گئی اور (وہاں) اس سے کوئی چیز جل گئی تو (اس صورت میں) وہ شخص ضامن نہ ہوگا۔[8]	قاضیخان

[1] لکھا ہے کہ اس لئے کہ جب وہ (اس ہوا کی وجہ سے) اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوگیا تو پہلے فعل کا حکم منسوخ ہوگیا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۹۔ حکم نمبر ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر، جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ —	من اصحابنا من قال هذا اذا حركت عينها عن موضعها فاما اذا ذهبت بشررها فاحترقت شيأ فان الضمان يجب عليه في ذلك ايضا وكان الشيخ الامام شمس الائمة السرخسيؒ يقول اذا كان اليوم يوم ريح فهو ضامن وان ذهبت الريح بعينها وكان الشيخ الامام شمس الائمة الحلوانيؒ لا يقول بالضمان من غير تفصيل	كذا في الذخيرة
۱۰۵	الحداد اذا اخرج الحديدة من الكير وذلك في حانوته فوضعها على العلاة وضربها بمطرقة فخرج شررها الى طريق العامة واحرقت رجلا او نفأت عينه فديته على عاقلته ولو احرقت ثوب انسان فقيمته في ماله ولو لم يضربها بالمطرقة ولكن الريح اخرجت شررها فاصاب ما اصاب فهو هدر	كذا في الخلاصة
۱۰۶	ولو كان الحداد اوقد النار على طرف حانوته الى جانب طريق على ما يحيط به العلم بان تلك النار تشتعل الى جانبها في الطريق حتى احرقت كان ضامنا	كذا في الذخيرة
۱۰۷	ولو ان رجلا مر في ملكه او غير ملكه وهو يحمل نارا فوقعت شرارة منها على ثوب انسان فاحترق ذكر في النوادر انه يكون ضامنا ولو طارت الريح بشرر ناره والقته على ثوب انسان لا يضمن	كذا في فتاوى قاضيخان
	قال بعض العلماءؒ ان مر بالنار في موضع له حق المرور فوقعت شرارة في ملك انسان او القتها الريح لا يضمن وان لم يكن له حق المرور في ذلك الموضع ان وقعت منه شرارة يضمن وان ذهبت به الريح لا يضمن وهذا اظهر وعليه الفتوى	كذا في خزانة المفتين
۱۰۸	ولو ان رجلا قعد على الطريق للبيع ونحوه فتعقل به انسان فان كان قعوده باذن السلطان لا يضمن والا فهو ضامن	كذا في السراج الوهاج

۱؎ چنانچہ اس صورت کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر وہ دن (تیز) ہوا والا تھا تو وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ (اس صورت میں) جب اس نے اسے راستہ میں ڈالا تو اس نے جان لیا کہ ہوا (خود) اسے دوسری جگہ لے جائے گی پس اس سے تلف شدہ کو اس شخص کی طرف منسوب کیا جائے گا اور وہ ضامن ہوگا جیسا کہ جب کوئی جانور اپنے اصطبل میں کودا اور کسی چیز کو فاسد کر دیا تو (اس کا مالک) ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۹ ۔ حکم نمبر ۱۰۴ تا ۱۰۷، ۱۵۹ ج ۱۱۸۱، ۳۱، ۳۲ / ۱۱۹۰ نیز ۳۴ / ۱۱۷۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ اگر لوہار نے گرم لوہے پر ضرب لگائی تو اس کی ضرب سے شرارے ایک ایسے آدمی کے کپڑے پر پڑے جو راستہ میں جا رہا تھا اور (اس سے) اس کا

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلا اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام دیوار، شہتیر، بیت الخلا اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
1181-	ہمارے[2] اصحاب رحمہم میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب ہوا نے اس انگارہ کو بعینہا (یعنی اس سب انگارے کو) اپنی جگہ سے حرکت دی (اور دوسری جگہ لے گئی) اور اگر ہوا اس کی چنگاری لے گئی اور (وہاں) کسی چیز کو جلا دیا تو اس میں بھی ضمان واجب ہوگی (ج) اور الشیخ الامام شمس الائمہ السرخسی رح فرماتے تھے کہ جب دن ایسا ہو کہ اس میں ہوا (تیز) چل رہی ہو تو وہ ضامن ہوگا اگرچہ ہوا اس (انگارے) کو بعینہا (یعنی سبھی کو) لے جائے (د) اور الشیخ شمس الائمۃ الحلوانی رح (مذکورہ) تفصیل کے بغیر ضمان لازم ہونے کے متعلق نہیں کہتے تھے [1]	ذخیرہ
۱۰۵	(ا) لوہار نے جب بھٹی سے لوہا نکالا اور وہ بھٹی اس کی دکان میں تھی تو اس نے اس لوہے کو سندان (یعنی آہرن) پر رکھا اور ہتھوڑے سے کوٹا تو اس سے عام راستہ کی طرف چنگاریاں نکلیں اور کسی آدمی کو جلا دیا یا اسکی آنکھ اندھی کر دی تو اسکی دیت اس کی عاقلہ پر ہوگی [2] (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) ان چنگاریوں نے کسی آدمی کا کپڑا جلا دیا تو اسکی قیمت کی ضمان اس کے مال میں لازم ہوگی (ج) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس لوہار نے (گرم) لوہے کو ہتھوڑے سے نہ کوٹا لیکن ہوا نے اس کی چنگاری کو باہر نکالا تو اس سے کسی کو جو صدمہ پہنچا تو یہ رائیگاں ہے [3]	خلاصہ
۱۰۶	اگر لوہار نے اپنی دکان کے کنارے پر آگ جلائی جو (عام) راستہ کی جانب ہے جہاں سے یہ اچھی طرح معلوم دکھائی دیتا ہے کہ وہ آگ راستہ کی طرف شعلہ مارے گی حتی کہ اس نے کوئی چیز جلا دی تو وہ ضامن ہوگا [4]	ذخیرہ
۱۰۷	اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں یا اپنی ملکیت کے علاوہ میں گزرتے ہوئے آگ اٹھائے ہوئے تھا تو اس سے کوئی چنگاری کسی آدمی کے کپڑے پر گری پس وہ جل گیا تو (اس کے حکم کے متعلق) النوادر میں ہے کہ وہ ضامن ہوگا اور اگر ہوا آگ کی چنگاری لے اڑی اور کسی آدمی کے کپڑے پر اسے ڈال دیا (اور وہ کپڑا جل گیا) تو وہ ضامن نہ ہوگا	قاضیخان
	(ب) بعض اہل علم کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص آگ سمیت ایسی جگہ سے گزرا جہاں اسے گزرنے کا حق ہے تو اس سے کوئی چنگاری کسی آدمی کی ملکیت میں گری یا اس چنگاری کو ہوا نے پھینک دیا (اور اس سے کوئی شئی جل گئی) تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اسے وہاں سے گزرنے کا حق نہ تھا تو اگر چنگاری اس سے گری تو وہ ضامن ہوگا اور اگر ہوا اسے لے گئی تو وہ ضامن نہ ہوگا اور یہ حکم زیادہ ظاہر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے [5]	خزانۃ المفتین
۱۰۸	اگر کوئی شخص خرید و فروخت وغیرہ کے لئے (عام) راستہ پر بیٹھا تو کسی آدمی کی ٹانگ اس سے الجھی (اور اس سے اسے کوئی صدمہ پہنچا) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس کا (وہاں) بیٹھنا سلطان (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت سے تھا تو وہ ضامن نہ ہوگا ورنہ وہ ضامن ہوگا [6]	سراج وہاج

کپڑا جل گیا تو وہ لوہار ضامن ہوگا اور یہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے اس کے کپڑوں پر آگ ڈالی ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۹ [2] حکم نمبر ۱۰۴/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۰۴/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۰۴/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۱۰۴/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۳۰/۱۱۸۱، ۱۲۵۰۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الحادی عشر جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره	حـــوالــــہ
١١٨١ـ ١٠٩	رجل مر على نائم فعثر عليه برجله فدق ساقه ثم سقط عليه فاعورت عينه ثم مات الواقع فعلى الواقع أرش رجل النائم لانه تلف بصنعه وعلى النائم دية الواقع ولو ماتا جميعا فعلى النائم دية الواقع وعلى الواقع نصف دية النائم	كذا في خزانة المفتين
١١٠	وفي البقالي اذا عثر ماش بنائم في الطريق فانكسر اصبعه واصبع النائم فماتا فعلى عاقلة كل واحد منهما ما اصاب الآخر وان عطب احدهما فعلى عاقلة السالم ديته وان عثر فوقع على وجهه فأصاب رأسه رأس النائم فانشجا وانكسر اصبعهما ضمن النائم اصبع الواقع وشجته والواقع اصبع النائم دون شجته وان ماتا جميعا فعلى عاقلة النائم دية الواقع وعلى عاقلة الواقع نصف دية النائم	كذا في الظهيرية
١١١	ولو ان رجلا مر في الطريق فسقط ميتا من غير جناية احد فعطب به انسان لم يضمن لا الميت ولا عاقلته	كذا في الذخيرة
١١٢	رجل يمشي في الطريق فادركه مرض فوقع مغمى عليه او ادركه ضعف فلم يقدر معه على مشي فوقع على انسان فقتله او وقع على الارض حيا ثم مات فعثر به انسان فالضمان واجب على عاقلته فان كان وقع على انسان فقتله فعليه الكفارة ولا ميراث له منه وان كان وقع على الارض فعثر به عاثر فلا كفارة فيه ولا يحرم الميراث وهذا قول ابي يوسف ومحمد ؒ [4]	كذا في المحيط
١١٣	رجل مر في الطريق وهو يحمل حملا فوقع الحمل على انسان فاتلفه كان ضامنا ولو عثر انسان بالحمل الواقع في الطريق ضمن ايضا	كذا في فتاوى قاضيخان

[1] حکم نمبر ١١٠٠، ١٢١٠/١١٨١ مع حواشی اور دیت کے متعلق ١٠/١١٧٠ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [2] حکم نمبر ١٠٩/١١٨١، شجہ زخم کے متعلق حکم نمبر ١/١١٤٨، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ١١٨٨ اور دیت کے متعلق حکم نمبر ١٠/١١٧٠ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [3] حکم نمبر ١١٢٧/١١٨١ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ١١٨٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [4] حکم نمبر ١١٣/١١٨١ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [5] حکم نمبر ١١١/١١٨١، کفارہ کے متعلق حکم نمبر ٥/١١٧٠ کا پہلا حاشیہ اور ٣/١١٤٠ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۱۰۹	(مذکورہ صورت میں یعنی راستہ میں)، کوئی شخص کسی سوئے ہوئے آدمی سے گذرا اور اس کے پاؤں نے اس سے لغزش کھائی تو اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی پھر وہ اس پر گر گیا تو اس کی آنکھ کانی ہو گئی اور (اس پر گرنے سے)، گرنے والے کی موت واقع ہو گئی۔ تو گرنے والے پر، سوئے ہوئے آدمی کے پاؤں کا اُرش لازم ہے اس لئے کہ وہ اس کے فعل سے تلف ہوا ہے اور سونے والے کے ذمہ اس پر گرنے والے کی دیت لازم ہے اور اگر (اس سے) ان دونوں کی موت واقع ہو گئی تو سونے والے کے ذمہ، (اسپر) گرنے والے کی دیت اور گرنے والے پر، سونے والے کی نصف دیت لازم ہے ۔[1]	خزانہ مفتین
۱۱۰	البقالی میں ہے کہ (ا) جب چلنے والے شخص نے راستہ میں سوئے ہوئے آدمی سے لغزش کھائی تو اسکی انگلی اور سونے والے کی انگلی ٹوٹ گئی پھر (اس سے) ان دونوں کی موت واقع ہو گئی تو ان دونوں میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر، اسکی ضمان لازم ہوگی جو اس نے دوسرے کو (صدمہ) پہنچایا اور اگر ان دونوں میں سے ایک کی موت واقع ہو گئی تو سلامت رہنے والے کی عاقلہ پر اس کی دیت لازم ہوگی (ب) اور اگر اس نے ٹھوکر کھائی تو منہ کے بل گرا اور اس کے سر نے سونے والے کے سر کو صدمہ پہنچا اور دونوں کو شجہ زخم پہنچا اور ان دونوں کی انگلی بھی ٹوٹ گئی تو (راستہ میں) سونے والا، گرنے والے کی انگلی اور اس کے شجہ زخم کا ضامن ہوگا اور گرنے والا سونے والے کی انگلی کا ضامن ہوگا اس کے شجہ زخم کا ضامن نہ ہوگا (ج)، اور اگر ان دونوں کی موت واقع ہو گئی تو راستہ میں سونے والے کی عاقلہ پر، گرنے والے کی دیت لازم ہوگی اور گرنے والے کی عاقلہ پر، سونے والے کی نصف دیت لازم ہوگی ۔[2]	ظہیریہ
۱۱۱	اگر کوئی شخص راستہ سے گذرا تو وہ کسی جنایت کے بغیر مردہ ہو کر گر گیا اور اس کی وجہ سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو ان میں سے کوئی بھی ضامن نہ ہوگا نہ وہ میت، اور نہ اس کی عاقلہ ۔[3]	ذخیرہ
۱۱۲	کوئی شخص راستہ میں چل رہا تھا کہ اسے بیماری نے آلیا اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یا اسے ضعف نے آلیا وہ اس ضعف میں چل نہ سکا تو وہ کسی آدمی پر گرا اور (اس سے) اس آدمی کی موت واقع ہو گئی یا وہ زمین پر زندہ گرا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہو گئی پھر اس سے کوئی آدمی لغزش کھا کر گرا (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو اس کی ضمان اس (زندہ گرنے والے) کی عاقلہ پر ہوگی اور اگر وہ کسی آدمی پر گرا اور (اس سے) اس آدمی کی موت واقع ہو گئی تو اس (گرنے والے) پر کفارہ لازم ہوگا اور اسے اپنے مقتول سے میراث نہ ملے گی اور اگر وہ زمین پر گرا اور اس سے کسی لغزش کھانے والے نے لغزش کھائی (اور لغزش کھانے والے کی موت واقع ہو گئی) تو اس (گرنے والے) پر کفارہ لازم نہ ہوگا اور نہ وہ اسکی میراث سے محروم ہوگا یہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے ۔[5] [6]	محیط
۱۱۳	کوئی شخص بوجھ لئے ہوئے راستہ میں سے گذرا تو وہ بوجھ کسی آدمی پر گرا اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی تو وہ ضامن ہوگا اور اگر کسی آدمی نے راستہ میں گرے ہوئے اس بوجھ سے لغزش کھائی (اور اس سے اسے صدمہ پہنچا) تو بھی (بوجھ والا) ضامن ہوگا ۔[7]	قاضیخان

[6] فتاویٰ عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۱۱۲/۱۱۸۱ کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریباً ۲ احکام کا اندراج متروک ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [7] حکم نمبر ۱۱۳ تا ۱۱۵/۱۱۸۱ اور ۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۱۱۴	رجل یمشی فی الطریق وعلیہ شئ ھو لابسہ مما یلبسہ الناس فعطب بہ انسان او وقع علی انسان او وقع فی الطریق فعثر بہ انسان فلا ضمان علیہ فی شئ من ذلک وان کان لبس مما یلبسہ الناس فھو بمنزلۃ الحامل لہ ویضمن ما عطب بہ	کذا فی المحیط
۱۱۵	وکذلک الرجل یسوق الدابۃ او یقودھا او ھو راکب علیھا فسقط عنھا بعض اداتھا من سرج او لجام او ما اشبہ ذلک علی انسان فقتلہ او سقطت الدابۃ علی الطریق او سقط بعض اداتھا علی الطریق فعثر بہ انسان ومات فالسائق والقائد والراکب ضامنون لذلک	کذا فی المحیط
۱۱۶	رجل وضع جرۃ فی الطریق ورجل آخر وضع جرۃ فی ذلک الطریق ایضا فتدحرجت احداھما علی الاخری فانکسرت الاخری لا یضمن صاحب الجرۃ التی تدحرجت وان انکسرت التی تدحرجت یضمن صاحب الاخری	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱۷	وکذلک رجل اوقف دابتہ فی الطریق وآخر کذلک فنفرت احداھما واصابت الاخری لا یضمن صاحب التی نفرت ولو عطبت التی نفرت بالاخری یضمن صاحب الواقفۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۱۸	رجل وضع جرۃ فی الطریق وفیھا زیت اولیس فیھا شئ ورجل آخر وضع جرۃ اخری فی الطریق ایضا فتدحرجت احداھما فاصابت الاخری فانکسرتا قال ضمن الجرۃ القائمۃ التی لم تتدحرج قیمۃ الجرۃ الاخری ومثل الزیت الذی فیھا واما صاحب الجرۃ التی تدحرجت فلا یضمن شیأ ولو تدحرجتا لا ضمان علی واحد منھما ولو مالت احداھما فضربت علی الاخری من غیر ان تزول عن موضعھا الذی وضعھا فیہ فانکسرتا او انکسرت المائلۃ او القائمۃ فعلی کل واحد منھما ضمان ما انکسر بحجرہ	کذا فی المحیط

ـلہ حکم نمبر ۱۱۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـہ حکم نمبر ۱۱۳/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۳ـہ اور اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ (پہلی صورت میں) جب وہ اس جگہ سے زائل ہوگیا تو پہلے کے فعل کا حکم منسوخ ہوگیا اور دوسری صورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس لئے کہ اس کا فعل زائل نہیں ہوا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۹ ـ حکم نمبر ۱۱۶ تا ۱۱۹/۱۱۸۱ اور ۵۲ تا ۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۴ـہ چنانچہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۱۱۴	(ا) کوئی شخص راستہ میں چل رہا تھا اور وہ اپنے اوپر، لوگوں کے پہننے کی چیزوں میں سے کوئی چیز پہنے ہوئے تھا اور اس کی وجہ سے کوئی آدمی ہلاک ہوگیا یا وہ چیز کسی انسان پر گر گئی یا وہ چیز راستہ میں گری تو اس سے کسی آدمی نے لغزش کھائی (اور اس کی موت واقع ہوگئی) تو ان صورتوں میں سے کسی میں اس پر ضمان لازم نہ ہوگی (ب) اور اگر اس کی پہنی ہوئی وہ چیز ایسی چیزوں سے نہ تھی جسے لوگ پہنتے ہیں تو وہ بمنزلہ ایسے شخص کے جو اس کا بوجھ اٹھائے تھا اور اس کی وجہ سے جس کی ہلاکت واقع ہوئی وہ اس کا ضامن ہوگا۔ [۱]	محیط
۱۱۵	اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص کسی جانور کو پیچھے سے ہانک رہا تھا یا وہ اس جانور کا قائد تھا (یعنی اس کی رسی پکڑ کر آگے چل رہا تھا) یا اس پر سوار تھا پھر اس سے اس کا بعض سامان مثلاً زین یا لگام یا اس کی مانند کوئی چیز کسی آدمی پر گر گئی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی یا وہ جانور راستہ پر گر گیا یا اس کا بعض سامان راستہ پر گر گیا اور اس سے کسی آدمی نے لغزش کھائی اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اس جانور کو پیچھے سے ہانکنے والا اس کا قائد اور اس پر سوار اس کے متعلق ضامن ہوں گے [۲]	محیط
۱۱۶	کسی شخص نے راستہ میں جرہ (یعنی گھڑا یا مٹکا) رکھا اور اس راستہ میں ایک اور آدمی نے بھی ایک اور گھڑا رکھا تو ان دونوں میں سے ایک گھڑا دوسرے پر لڑھکا اور دوسرا ٹوٹ گیا تو جس کا گھڑا لڑھکا وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ گھڑا ٹوٹا جو لڑھکا تھا تو دوسرے گھڑے کا مالک ضامن ہوگا [۳]	قاضیخان
۱۱۷	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح کسی شخص نے اپنا جانور (عام) راستہ میں ٹھہرایا اور دوسرے آدمی نے بھی یوں ہی کیا تو ان دونوں جانوروں میں سے ایک بدک گیا اور دوسرے کو صدمہ پہنچایا تو جس کا جانور بدکا ہے اس کا مالک ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ جانور جو بدکا ہے دوسرے کے صدمہ سے ہلاک ہوگیا تو ٹھہرے رہنے والے جانور کا مالک ضامن ہوگا [۴]	قاضیخان
۱۱۸	کسی شخص نے راستہ میں جرہ (یعنی گھڑا یا مٹکا) رکھا اور اس میں تیل تھا یا اس میں کوئی شئی نہ تھی اور ایک اور آدمی نے بھی ایک اور گھڑا راستہ میں رکھا تو ان میں سے ایک گھڑا لڑھکا اور دوسرے کو جا لگا پس (اس سے) وہ دونوں ٹوٹ گئے تو (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ ٹھہرا ہوا گھڑا (یعنی اس کا مالک) دوسرے نہ لڑھکنے والے گھڑے کی قیمت اور جو اس میں تیل تھا اس کی مثل کا ضامن ہوگا اور جو گھڑا لڑھکا تھا اس کا مالک کسی شئی کا ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ دونوں لڑھکے تو ان میں سے کسی (کے مالک) پر ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر ان میں سے ایک دوسرے کی طرف صرف مائل ہوا اور جس جگہ اس کے مالک نے اسے رکھا تھا اس جگہ سے زائل ہوئے بغیر دوسرے گھڑے کو لگا اور (اس سے) دونوں ٹوٹ گئے یا مائل ہونے والا ٹوٹ گیا یا ٹھہرے رہنے والا ٹوٹ گیا تو (اس صورت میں) ان دونوں میں سے ہر ایک (کے مالک) پر اس نقصان کی ضمان لازم ہوگی جو اس کے گھڑے کی وجہ سے ٹوٹا [۵]	محیط

مزید لکھا ہے کہ ٹھہرے ہوئے جانور کا مالک اس لئے ضامن ہوگا کہ اس کی جنایت باقی ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۹ حکم نمبر ۱۱۶/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور جانور سے متعلق احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۱۶/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱- ۱۱۹	ولو ان رجلا اغترف من الحوض الکبیر بجرۃ ووضعها علی الشط ثم جاء آخر وفعل مثل ذلک فتدحرجت الاخیرۃ وصدمت الاولی فانکسرتا یضمن صاحب الجرۃ الاخیرۃ قیمۃ الجرۃ الاولی لصاحبها وقیل یضمن کل واحد منهما قیمۃ جرۃ صاحبه	کذا فی خزانۃ المفتین
	وقال بعضهم الضمان علی صاحب الجرۃ القائمۃ علی کل حال	کذا فی الذخیرۃ
۱۲۰	وضع شیأ علی الطریق فنفرت عنه دابۃ فقتلت رجلا فلا ضمان علی الواضع ان لم یصبها ذلک الشئ وکذلک الحائط المائل اذا تقدم الی صاحبه فسقط علی الارض فنفرت عنه دابۃ وقتلت انسانا لا ضمان علیه انما یضمن صاحب الحائط والواضع فی الطریق اذا اصاب الحائط شیأ فاتلفه او اصاب الموضوع شیأ فاتلفه	کذا فی المحیط
۱۲۱	قال محمدؒ فی الاصل اذا احتفر اهل مسجد فی مسجدهم بئرا لماء المطر او علقوا فیه قنادیل او وضعوا فیه حبا یصب فیه الماء او طرحوا فیه حصیرا او رکبوا فیه بابا او طرحوا فیه بواری او ظللوه فلا ضمان علیهم فیمن عطب بذلک اما اذا احدث هذه الاشیاء غیر اهل المحلۃ فعطب بها انسان فان فعلوا ذلک باذنهم لم یکن علیهم فی ذلک ضمان اما اذا فعلوا ذلک بغیر اذن اهل المحلۃ ان احدثوا بناء او حفروا بئرا فعطب فیها انسان فانهم یضمنون بالاجماع فاما اذا وضعوا حبا لیشربوا منه او بسطوا حصیرا او بواری او علقوا قنادیل بغیر اذن اهل المحلۃ فتعقل انسان بالحصیر وعطب او وقع القندیل واحترق ثوب انسان او افسده قال ابو حنیفۃؒ بانهم یضمنون وقال ابو یوسفؒ ومحمدؒ لا یضمنون قال الامام شمس الائمۃ الحلوانیؒ اکثر مشائخنا اخذوا بقولهما فی هذه المسئلۃ وعلیه الفتوی	کذا فی الذخیرۃ

ا۔ حکم نمبر ۱۱۶/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲۔ حکم نمبر ۳۵، ۲۱/۱۱۸۲، ۹/۱۱۸۲، ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ نمبر ۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳۔ حکم نمبر ۱۳، ۱۴/۱۱۸۱ مع حواشی، ۱/۱۱۸۱ کا حاشیہ نمبر ۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان :	حوالہ
۱۱۸۱-۱۱۹	(ا) اگر کسی شخص نے کسی بڑے حوض (یا تالاب) سے گھڑا بھرا اور اسے کنارے پر رکھا پھر دوسرا آدمی آیا اور اس نے بھی اس کی مانند عمل کیا پھر بعد والا گھڑا لڑھکا اور اس نے پہلے والے کو صدمہ پہنچایا اور وہ دونوں ٹوٹ گئے تو دوسرے گھڑے کا مالک، پہلے گھڑے کے مالک کے لئے اس کے گھڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور بعض کا قول یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے گھڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا	خزانۃ المفتین
	(ب) اور (مذکورہ صورت میں) فقہاءؒ میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ ہر حال میں ٹھہرے ہوئے گھڑے کے مالک پر ضمان لازم ہوگی [1]	ذخیرہ
۱۲۰	(ا) کسی شخص نے کوئی چیز (عام) راستہ پر رکھی تو اس سے کوئی جانور بدک گیا اور اس نے کسی آدمی کو ہلاک کر دیا تو اس چیز کے رکھنے والے پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی بشرطیکہ وہ چیز اسے لگی نہیں (ب) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی جھکی ہوئی دیوار کے مالک کے ہاں جب (مذکورہ) تقدم کیا گیا پھر وہ دیوار زمین پر گر گئی اور اس سے کوئی جانور بدکا اور اس (جانور) نے کسی آدمی کو ہلاک کر دیا تو اس دیوار کے مالک پر (اس مقتول کی) ضمان لازم نہیں ہے البتہ اس دیوار کا مالک، اور راستہ میں وہ چیز رکھنے والا اس صورت میں ضامن ہوگا کہ جب (وہ دیوار گری تو) وہ دیوار کسی چیز کو جا لگی اور اسے تلف کر دیا یا راستہ میں رکھی ہوئی وہ چیز کسی چیز کو لگی اور اسے تلف کر دیا [2]	محیط
۱۲۱	امام محمدؒ نے الاصل میں کہا ہے کہ (ا) جب اہل مسجد نے اپنی مسجد میں بارش کے پانی کے لئے کنواں کھودا یا انہوں نے اس میں قندیلیں لٹکائیں یا انہوں نے وہاں مٹکا رکھا جس میں پانی ڈالا جاتا ہو یا انہوں نے اس میں چٹائی ڈالی یا انہوں نے اس میں دروازہ لگایا یا انہوں نے اس میں بواری (یعنی بوریا یا گھاس) بچھایا یا انہوں نے اس پر (چھوٹا) سائبان بنوایا تو جو شخص اس چیز کی وجہ سے ہلاک ہوگیا اس کے متعلق ان پر ضمان نہیں ہے (ب) اور اگر (اس مسجد کے) اہل محلہ کے علاوہ کسی نے یہ (مذکورہ) چیزیں از خود بنائیں تو اس سے کسی آدمی کی موت واقع ہوگئی تو اگر[1] انہوں نے اہل محلہ کی اجازت سے کیا تھا تو ان پر اس کے متعلق ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر[2] انہوں نے اہل محلہ کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تھا تو اگر انہوں نے اہل محلہ کی اجازت کے بغیر ایسا کیا تھا تو اگر انہوں نے کوئی عمارت بنائی یا کنواں کھودا اور اس سے کسی انسان کی ہلاکت واقع ہوگئی تو وہ بالاجماع ضامن ہوں گے اور اگر انہوں نے مٹکا رکھا تھا کہ لوگ اس سے پانی پئیں یا انہوں نے چٹائی بچھائی یا بواری (یعنی بوریا یا گھاس) بچھایا یا انہوں نے قندیلیں لٹکائیں حالانکہ انہوں نے اہل محلہ سے اجازت نہ لی تھی پھر کسی انسان کی ٹانگ اس چٹائی سے الجھی اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی یا قندیل گری اور (اس سے) کسی آدمی کا کپڑا جل گیا یا کسی آدمی کے کپڑے کو خراب کر دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ وہ ضامن ہوں گے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ وہ ضامن نہ ہوں گے اور شمس الائمہ الحلوانیؒ کا قول ہے کہ ہمارے اکثر مشائخؒ نے اس مسئلہ میں ان دونوں (یعنی صاحبینؒ) کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے [3]	ذخیرہ

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۱۲۲	وان جلس فی المسجد رجل منهم فعطب به رجل ان کان فی غیر الصلوٰة ضمن وان کان فی الصلوٰة لا یضمن وهذا عند ابی حنیفة رح وقالا لا یضمن بکل حال	کذا فی الکافی
	وذکر صدر الاسلام ان الاظهر ما قالاه	کذا فی التبیین
	واذا قعد للعبادة بان کان ینتظر الصلوٰة او تعد للتدریس او لتعلیم الفقه او للاعتکاف او تسبیح قعد لذکر الله تعالی وتسبیحه او قرأة القرآن فعثر به انسان فمات هل یضمن علی قول ابی حنیفة لا روایة لهذا فی الکتاب والمشائخ المتأخرون فی ذلك مختلفون منهم من یقول یضمن عند ابی حنیفة رح والیه ذهب ابوبکر الرازی وقال بعضهم لا یضمن والیه ذهب ابو عبدالله الجرجانی	کذا فی المحیط
	وذکر شمس الائمة رح ان الصحیح من مذهب ابی حنیفة رح ان الجالس لانتظار الصلوٰة لا یضمن وانما الخلاف فی عمل لا یکون له اختصاص بالمسجد کقرأة القرآن ودرس الفقه والحدیث وذکر الفقیه ابوجعفر فی کشف الغوامض سمعت ابابکر یقول ان جلس لقراء القرآن او معتکفا لا یضمن بالاجماع وذکر فخر الاسلام والصدر الشهید انه ان جلس للحدیث یضمن بالاجماع	کذا فی التبیین
۱۲۳	لا خلاف فی انه اذا مشی فی المسجد فأوطأ انسانا او نام فیه وانقلب علی انسان فهو ضامن	کذا فی شرح المبسوط
۱۲۴	قال محمد رح فی الجامع الصغیر فی رجل یجعل قنطرة علی نهر بغیر اذن الامام فمر علیها رجل متعمدا فیقع فیعطب فلا ضمان علیه هکذا ذکر المسئلة ههنا (واعلم) ان هذه المسئلة علی وجهین ان کان النهر مملوکا له فلا ضمان وان لم یکن مملوکا له فان کان نهرا خاصا لاقوام مخصوصین فلا ضمان علیه ان کان تعمد المرور علیها وان لم یتعمد المرور علیها فهو ضامن وعلی قیاس مسئلة الرش ینبغی انه اذا لم یجد طریقا آخر لیمر فیه او موضعا بغیر النهر یضمن وان کان تعمد المشی علیه وان کان نهرا عاما لجماعة المسلمین وقد فعل ذلك بغیر اذن الامام فالجواب فیه کالجواب فیما لو نصب جسرا او قنطرة علی نهر خاص لاقوام مخصوصین هکذا ذکر فی ظاهر الروایة	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۱۲۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۲۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ اور ۴۸/۱۱۸۱ اور ۱۷/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ راستہ میں پانی چھڑکنے کے مسئلہ کے متعلق حکم نمبر ۹۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور نہر سے متعلق احکام کے متعلق حکم نمبر ۱۵۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام	حوالہ
۱۱۸۱-۱۲۲	(و) اگر ان میں سے (یعنی اہل مسجد میں سے) کوئی شخص مسجد میں بیٹھا تو اس کی وجہ سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو اگر وہ (اسوقت) نماز میں نہ تھا تو ضامن ہوگا اور اگر وہ نماز میں تھا تو ضامن نہ ہوگا یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے (ب) اور صاحبینؒ کا قول ہے کہ وہ ہر حال میں ضامن ہوگا (ج) صدر الاسلامؒ نے ذکر کیاہے کہ زیادہ ظاہر حکم وہ ہے جو (مذکورہ ۱۲۲ب/۱۱۸۱ میں) صاحبینؒ کا قول ہے (د) جب کوئی شخص (مسجد میں) عبادت کے لئے بیٹھا مثلاً یہ کہ وہ نماز کا انتظار کر رہا تھا یا وہ سبق پڑھانے کے لئے یا فقہ کی تعلیم دینے کے لئے یا اعتکاف کیلئے بیٹھا یا اللہ تعالے کے ذکر کے لئے یا اسکی تسبیح کہنے یا قرآن مجید کی تلاوت کے لئے بیٹھا تو اس سے کوئی آدمی لغزش کھاکر گرا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہو گئی تو کیا وہ ضامن ہوگا؟ الکتاب میں امام ابو حنیفہؒ سے اس مسئلہ میں کوئی روایت نہیں ہے اور متاخرین مشائخؒ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے (۱) ان میں سے بعض کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ ضامن ہوگا اور ابو بکر الرازیؒ (اپنی تحقیق میں) اسی حکم کی طرف گئے ہیں (۲) اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا اور ابو عبداللہ الجرجانیؒ اس حکم کی طرف گئے ہیں (۳) اور شمس الائمہؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق میں صحیح حکم یہ ہے کہ (مسجد میں) نماز کے انتظار کے لئے بیٹھنے والا ضامن نہ ہوگا البتہ اس عمل کے حکم میں اختلاف ہے جو عمل مسجد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے مثلاً قرآن مجید کی تلاوت اور فقہ اور حدیث کا درس (۴) اور فقیہ ابو جعفرؒ نے کشف الغوامض میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ابو بکرؒ سے سنا ہے کہ آپ کہتے تھے کہ (کوئی آدمی مسجد میں) قرآن مجید کی تلاوت کے لئے یا اعتکاف کی غرض سے بیٹھا تو وہ بالاجماع ضامن نہ ہوگا (۵) اور فخر الاسلامؒ اور الصدر الشہیدؒ نے ذکر کیاہے کہ اگر کوئی شخص (مسجد میں) حدیث کے لئے بیٹھا تو وہ بالاجماع ضامن ہوگا ؎۱	کافی تبیین محیط تبیین
۱۲۳	جب کوئی شخص مسجد میں چلا اور کسی آدمی کو روند دیا (کوئی شخص مسجد میں) سویا اور کروٹ لیتے ہوئے کسی آدمی پر آپڑا (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو وہ ضامن ہوگا اس میں کوئی اختلاف نہیں ؎۲	شرح مبسوط
۱۲۴	امام محمدؒ نے جامع صغیر میں اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے امام (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت کے بغیر کسی نہر پر پل باندھا پھر اس پر سے کوئی آدمی جان بوجھ کر گذرا اور وہ گر پڑا اور اس سے اس کی ہلاکت ہو گئی تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے اس مقام پر یہ مسئلہ یونہی مذکور ہے اور جان لو کہ اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں (و) اگر وہ نہر اس کی ملکیت ہو تو اس پر ضمان واجب نہ ہوگی (ب) اور اگر وہ نہر اسکی ملکیت نہ ہو تو (دیکھا جائے گا) (۱) اگر وہ نہر خاص ہو جو خاص لوگوں کیلئے ہے تو اس پر ضمان لازم نہ ہوگی بشرطیکہ گذرنے والا اس پر سے عمداً گذرا ہو اور اگر وہ اس پر سے عمداً نہ گذرا ہو تو وہ ضامن ہوگا اور پانی چھڑکنے کے مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے (اسکا حکم یوں ہونا چاہئے کہ جب اس نے گذرنے کیلئے کوئی راہ نہ پائی یا نہر کے بغیر کوئی اور جگہ (گذرنے کیلئے) نہ پائی تو وہ ضامن ہوگا اگرچہ وہ اس پر سے عمداً گذرا ہو (۲) اور اگر وہ نہر عام ہو جو عام مسلمانوں کی جماعت کیلئے ہو اور وہ پل بنانے والے نے اسے امام (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت کے بغیر باندھا ہو تو اس کا جواب ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی نے خاص لوگوں کی خاص نہر پر بڑا پل یا چھوٹا پل بنایا ہو یوں ہی ظاہر روایت میں مذکور ہے ؎۳	محیط

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۱۲۵	رجل حفر بئرا فی طریق فجاء انسان والقی فیه نفسه متعمدا لا یضمن الحافر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۲۶	اذا حفر الرجل بئرا فی طریق المسلمین فی غیر فنائه فوقع فیها انسان ومات من الوقوع اجمعوا علی انه تجب الدیة علی عاقلته ولا تجب علیه الکفارة ولا یحرم عن المیراث عندنا	هکذا فی المحیط
۱۲۷	وان حفر فی فناء دار ان کان الفناء لغیرہ یکون ضامنا وان کان الفناء مملوکه او کان له حق الحفر القدیم لا یضمن وان لم یکن ملکا له نکن لجماعة المسلمین او مشترکا بان کان فی سکة غیر نافذة فانه یضمن	هکذا فی المحیط
۱۲۸	حفر بئرا فی الطریق فجاء انسان وتردی فیها ومات جوعا او عطشا او غما لا ضمان علی الحافر فی قول ابی حنیفة رح	کذا فی الظهیریة
۱۲۹	رجل حفر بئرا فی المفازة فی موضع لیس بممر ولا طریق لانسان بغیر اذن الامام فوقع فیها انسان لا یضمن الحافر	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳۰	وکذلك لو قعد انسان فی المفازة او نصب خیمة فعثر بها رجل لا یضمن القاعد والناصب ولو کان ذلك فی الطریق ضمن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳۱	ولو حفر رجل بئرا فی طریق ثم رجل آخر فی اسفلها فوقع فیها رجل ضمن الحافر الاول قال محمد وبهذا نأخذ قیاس وبه نأخذ	کذا فی محیط السرخسی
۱۳۲	ولو جاء آخر ووسع رأسها فوقع فیها انسان فمات کان الضمان علیهما نصفین هکذا ذکر فی الکتاب واطلق الجواب اطلاقا وقد حکی عن الفقیه ابی جعفر الهندوانی انه کان یفصل الجواب فی ذلك تفصیلا فیقول ان وسع الثانی توسیعا بحیث یعلم ان وضع القدم من الواقع لاقی الحفرین جمیعا فالضمان علیهما نصفین فاما اذا وسع الثانی شیأ یسیرا بحیث یعلم ان وضع القدم من الواقع لا یلاقی موضع حفر الثانی وانما یلاقی حفر الاول فالضمان علی الاول دون الثانی وان وسع الثانی توسیعا بحیث یعلم	

۱؎ حکم نمبر ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۲۵ تا ۱۵۷ / ۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ فناء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹۲/۱۱۸۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۹۸ اور کفارہ کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۴۰ نیز حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ فناء کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۹۲/۱۱۸۱ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۷۷/۱۱۸۱ ۱۵۵

دفعات وشق نمبر	گیارھواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۲۵-۱۱۸۱	کسی شخص نے راستہ میں کنواں کھودا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو اس کنوئیں میں پھینک دیا تو کنواں کھودنے والا (اس شخص کے متعلق) ضامن نہ ہوگا [۱]	قاضیخان
۱۲۶	جب کسی شخص نے مسلمانوں کے (عام) راستہ میں کنواں کھودا اور وہ جگہ اس کی فناء [۲] (یعنی اس کے سامنے اسکے مفاد کی جگہ) نہ تھی پھر اس میں کوئی آدمی گر گیا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اس پر اجماع ہے کہ اس کی عاقلہ پر اس کی دیت واجب ہوگی البتہ اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا اور نہ وہ میراث سے محروم ہوگا یہ حکم ہمارے ہاں ہے [۳]	محیط
۱۲۷	اگر کسی شخص نے مکان کی فناء [۴] (یعنی مکان کے سامنے اس کے مفاد کی جگہ) میں کنواں کھودا تو اگر وہ فناء کسی اور کی (مملوک) ہو تو ضامن ہوگا اور اگر وہ فناء اس کی ملکیت ہو یا اسے اس کنوئیں کے کھودنے کا قدیمی حق حاصل ہو تو ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ فناء اسکی ملکیت نہ ہو بلکہ وہ مسلمانوں کی جماعت کی (ملکیت) ہو یا وہ مشترک ہو مثلاً یہ کہ وہ گزرگاہ خاص ہو تو وہ ضامن ہوگا [۵]	محیط
۱۲۸	کسی شخص نے راستہ میں کنواں کھودا پھر ایک آدمی آیا اور اس کنوئیں میں گر گیا اور (اس میں) بھوک سے یا پیاس سے یا غم سے اس کی موت واقع ہوگئی تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب کنواں کھودنے والے پر (اسکی) ضمان لازم نہ ہوگی [۶]	ظہیریہ
۱۲۹	کسی شخص نے بیابان میں امام (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت کے بغیر ایسی جگہ میں کنواں کھودا جو گزرگاہ نہیں ہے اور نہ کسی آدمی کا راستہ ہے پھر اس کنوئیں میں کوئی آدمی گر گیا تو وہ کنواں کھودنے والا (اسکا) ضامن نہ ہوگا [۷]	قاضیخان
۱۳۰	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص بیابان میں بیٹھ گیا یا اس نے (وہاں) خیمہ نصب کیا پھر اس سے کوئی آدمی لغزش کھا کر گرا (اور اس سے اسے صدمہ پہنچا) تو بیٹھنے والا اور وہ خیمہ نصب کرنیوالا ضامن نہ ہوگا اور اگر اس نے یہ کام (عام) راستہ میں کیا تو وہ ضامن ہوگا [۸]	قاضیخان
۱۳۱	اگر کسی شخص نے راستہ میں کنواں کھودا پھر ایک اور آدمی نے اسکے اسفل میں (یعنی اس کی تہ میں مزید) کنواں کھودا پھر اس میں کوئی آدمی گر گیا تو پہلا کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا امام محمدؒ کا قول ہے کہ یہ حکم از روئے قیاس ہے اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں [۹]	محیط سرخسی
۱۳۲	(۱) اگر (مذکورہ صورت میں یعنی ایک شخص نے کنواں کھودا تو) دوسرا شخص آیا اور اس نے اس کنوئیں کا منہ (یعنی اوپر کا محیط) وسیع کر دیا پھر اس میں کوئی آدمی گر گیا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اسکی ضمان ان دونوں پر نصف نصف ہوگی الکتاب میں یہ حکم یونہی مذکور ہے اور جواب علی الاطلاق ہے (ب) فقیہ ابوجعفر الهندوانیؒ سے منقول ہے کہ آپ اس مسئلہ کے جواب میں تفصیل کرتے تھے چنانچہ آپ کا کہنا ہے کہ (۱) اگر اس دوسرے شخص نے اس کنوئیں کے منہ کی اتنی توسیع کی کہ یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ گرنے والے کا قدم دونوں کے کھداؤ پر پڑا ہے تو اس کی ضمان ان دونوں پر نصف نصف ہے (۲) اور اگر جب دوسرے نے اتنی کم توسیع کی کہ یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ گرنے والے کا قدم دوسرے کی کھدائی کی جگہ نہیں پڑا البتہ وہ پہلے کی کھدائی پر پڑا ہے تو اس کی ضمان پہلے کھودنے والے پر ہے دوسرے پر نہیں ہے (۳) اور اگر دوسرے نے اتنی توسیع کی کہ یہ معلوم ہوسکتا ہے	

نیز ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۶] حکم نمبر ۵۸/۱۱۷۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۷] حکم نمبر ۵۱/۱۱۸۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] حکم نمبر ۱۰۸/۱۱۸۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۹] حکم نمبر ۱۳۲/۱۱۸۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات حکم نمبر	الباب الحادی عشر، جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ —	ان وضع القدم من الواقع لم یلاق الاول وانما لاقی حفر الثانی فالضمان علی الثانی وان کان التوسیع بحیث یجوز ان یکون وضع القدم ملاقیا للحفرین ویجوز ان لا یکون فالضمان علیہما نصفان وحکی عن الشیخ الامام الزاھد احمد الطواویسی[۱] انہ کان یقول ان وسعہا بحیث لا یسع فی موضع توسیعہ القدم فجاء رجل ووضع قدمہ فی وسط البئر وسقط فان الضمان علی الاول وان وضع قدمہ فی جانب البئر فالضمان علیہما نصفان وان وسعہ بقدر ما یسع فیہ القدم فان وضع ھذا الرجل قدمہ فی وسط البئر فالضمان علی الاول وان وضع قدمہ فی جانب البئر فالضمان علی الثانی خاصۃ وان کان لا یدری فالضمان علیہما نصفان	کذا فی المحیط
۱۳۳	وان حفر بئرا فی الطریق ثم کبسہا ان کبسہا بالتراب او بالجص او بما ھو من اجزاء الارض ثم جاء آخر وفرغہا ثم وقع فیہا انسان ومات ضمن الثانی ولو کان الاول کبس البئر بالطعام او بما لیس من اجزاء الارض یضمن الاول	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳۴	وکذا لو حفر بئرا فی الطریق وغطی رأسہا ثم جاء آخر ورفع الغطاء ثم وقع فیہا انسان ضمن الاول	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳۵	ولو تعقل رجل بحجر فوقع فی البئر ضمن واضع الحجر دون الحافر فان کان لم یضعہ احد ضمن الحافر	کذا فی محیط السرخسی
۱۳۶	ولو وضع رجل فی البئر حجرا او حدیدا فوقع فیہا انسان فقتلہ الحجر او الحدید کان الضمان علی الحافر	کذا فی المبسوط

۱؎ حکم نمبر ۱۳۱/۱۱۸۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ چنانچہ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ پہلی صورت میں زمین کے اجزا سے پاٹنے کے بعد وہ کنواں، کنواں نہ رہا اور دوسری صورت میں وہ کنواں، کنواں ہی رہا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۲۶۰ حکم نمبر ۱۳۴/۱۱۸۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۳۳/۱۱۸۱، ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۱/۱۱۸۱ اور ۹۵، ۱۹، ۱۲۷/۱۱۸۱

دفعات شق نمبر	گیارھواں باب: دیوار شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ ـ	کہ گرنے والے کا قدم پہلے کی کھدائی کی جگہ نہیں پڑا البتہ وہ دوسرے کی کھدائی پر پڑا ہے تو اس کی ضمان دوسرے پر (یعنی توسیع کرنے والے پر) ہے (پہلے پر نہیں ہے) (۴) اور اگر دوسرے نے اتنی توسیع کی کہ یہ ہوسکتا ہے کہ (گرنے والے کا) قدم دونوں کے کھدائی پر پڑا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایسا نہ ہو تو اسکی ضمان ان دونوں پر نصف نصف ہے (ج) اور الشیخ الامام الزاہد احمد الطواویسی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ (اس مسئلہ کے جواب میں) کہتے تھے کہ (۱) اگر اس (دوسرے) شخص نے (کنوئیں کے منہ میں) اتنی توسیع کی کہ اسکی توسیع کی جگہ میں قدم نہیں سما سکتا پھر کوئی آدمی آیا اس نے اس کنوئیں کے وسط میں اپنا قدم رکھا اور (اسمیں) گر گیا تو اس کی ضمان پہلے کھودنے والے پر ہے اور اگر اس نے اس کنوئیں کے کنارہ میں قدم رکھا (اور اس میں گر گیا) تو اس کی ضمان ان دونوں پر نصف نصف ہوگی (۲) اور اگر اس (دوسرے) شخص نے (کنوئیں کے منہ میں) اتنی توسیع کی کہ توسیع کی جگہ میں قدم سما سکتا ہے تو اگر اس (گرنے والے) آدمی نے اپنا قدم کنوئیں کے وسط میں رکھا (اور اس میں گر گیا) تو اس کی ضمان پہلے کھودنے والے پر ہوگی اور اگر اس نے اس کنوئیں کے کنارہ میں اپنا قدم رکھا (اور گر گیا) تو اس کی ضمان فقط دوسرے پر (یعنی توسیع کرنے والے پر) ہوگی (۳) اور اگر کچھ معلوم نہ ہوسکے تو اس کی ضمان ان دونوں پر نصف نصف ہوگی ۔[۱]	محیط
۱۳۳	(د) اگر کسی شخص نے راستہ میں کنواں کھودا پھر اسے مٹی سے یا چونے سے یا کسی ایسی چیز سے جو زمین کے اجزاء سے ہو اسے پاٹ دیا پھر ایک شخص آیا اور اس کنوئیں کو خالی کر دیا پھر اسمیں کوئی آدمی گر گیا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو دوسرا شخص (یعنی اس کنوئیں کو پھر سے خالی کرنے والا) ضامن ہوگا (ب) اور اگر پہلے نے اس کنوئیں کو طعام سے یا کسی ایسی چیز سے جو زمین کے اجزاء سے نہیں ہے اسے پاٹ دیا (اور دوسرے نے اسے خالی کر دیا پھر اس میں کوئی آدمی گر کر مر گیا) تو پہلا شخص (یعنی کھودنے والا) ضامن ہوگا ۔[۲]	قاضیخان
۱۳۴	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے راستہ میں کنواں کھودا اور اس کا منہ ڈھانک دیا پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے وہ ڈھکنا ہٹا دیا پھر اس میں کوئی آدمی گر گیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو پہلا شخص (یعنی وہ کنواں کھودنے والا) ضامن ہوگا ۔[۳]	قاضیخان
۱۳۵	اگر کسی شخص کا پاؤں (عام راستہ میں) کسی پتھر سے الجھا تو وہ شخص کنوئیں میں گر گیا تو (اس صورت میں) وہ پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا کنواں کھودنے والا ضامن نہ ہوگا اور اگر وہ پتھر کسی نے رکھا نہ ہو تو (پھر) وہ کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا ۔[۴]	محیط سرخسی
۱۳۶	اگر کسی شخص نے (راستہ کے) کنوئیں میں پتھر یا لوہا رکھا پھر اس کنوئیں میں کوئی آدمی گر گیا اور (کنوئیں میں) اس پتھر یا لوہے کی وجہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کی ضمان وہ کنواں کھودنے والے پر ہوگی ۔[۵]	مبسوط

نیز حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۳۵، ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ ، جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱-۱۳۷	رجل حفر بئراً علی قارعة الطریق فجاء انسان وزلق بماء صبه رجل آخر علی الطریق فوقع فی البئر فمات فالضمان علی الذی صب الماء وان کان الماء ماء السماء فضمن صاحب البئر	کذا فی الذخیرة
۱۳۸	واذا دفع رجل رجلا فی بئر فی ملکه او فی الطریق فالضمان علی الدافع	کذا فی المبسوط
۱۳۹	واذا سقط الرجل فی بئر فی الطریق فمات فقال الحافر ان الواقع القی نفسه فیها عمدا فلا ضمان علی وقال ورثة الواقع لم یلق نفسه فی البئر وانما وقع فی البئر من غیر قصد ه وارادته وعلیک الضمان کان ابو یوسف یقول ان القول قول ورثة الواقع ویکون الحافر ضامنا وهو القیاس ثم رجع وقال القول قول الحافر ولا ضمان علیه وهو الاستحسان	کذا فی المحیط
۱۴۰	واذا حفر بئرا فی قارعة الطریق فوقع فیها انسان وسلم من الوقعة وطلب الخروج منها فتعلق حتی اذا کان فی وسطها سقط وعطب فلا ضمان	کذا فی الذخیرة
۱۴۱	ولو مشی فی اسفلها فعطب بصخرة فیها فان کانت الصخرة فی موضعها من الارض فلا ضمان وان کان صاحب البئر قلعها من موضعها ووضعها فی ناحیة فعلی صاحب البئر الضمان هکذا ذکر فی المنتقی	کذا فی الذخیرة
۱۴۲	ولو وقع انسان فی بئر فی الطریق فاقر رجل انه هو الذی حفر البئر کان مصدقا علی نفسه دون عواقله وتکون الدیة فی ماله فی ثلاث سنین	کذا فی المبسوط
۱۴۳	رجل حفر بئرا فی ملک غیره فوقع فیها انسان فقال صاحب الارض انا امرته بذلک وانکر اولیاء الواقع فالقیاس ان لا یصدق صاحب الارض وفی الاستحسان یصدق	کذا فی الظهیریة

۱ حکم نمبر ۱۳۵، ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۵۰، ۱۲۵، ۱۲۶ / ۱۱۸۱، ۱۱ / ۱۱۸۲ کا حاشیہ اور ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۳ حکم نمبر ۱۲۵ / ۱۱۸۱، اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۹ / ۱۱۷۳ اور قیاس واستحسان کے متعلق حکم نمبر ۲ ب / ۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۸، ۱۰
ج کا "س" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ حکم نمبر ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ حکم نمبر ۱۳۵، ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ دیت کے

دفعات/شق نمبر	گیارھواں باب دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۱۳۷	(۱) کسی شخص نے شاہراہ عام پر کنواں کھودا پھر کوئی آدمی آیا اور اس پانی کی وجہ سے پھسلا جو کسی اور شخص نے راستہ میں بہادیا تھا تو پھسلنے والا آدمی کنوئیں میں جاگرا اور (اس سے) اسکی موت واقع ہوگئی تو اس کی ضمان اس شخص پر ہوگی جس نے پانی بہایا تھا اور اگر وہ آسمانی پانی (یعنی بارش کا پانی) تھا تو کنوئیں والا ضامن ہوگا ؎۱	ذخیرہ
۱۳۸	جب کسی شخص نے کسی ایسے کنوئیں میں جو اس کی ملکیت میں تھا یا راستہ میں تھا، کسی آدمی کو دھکیل دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی، تو اس کی ضمان دھکیلنے والے پر ہوگی ؎۲	مبسوط
۱۳۹	جب کوئی آدمی راستہ کے کنوئیں میں گرا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو کنواں کھودنے والے نے کہا کہ گرنے والے آدمی اپنے آپ کو عمداً کنوئیں میں ڈالا ہے اور گرنے والے کے وارثوں نے یہ کہا کہ اس نے اپنے کو کنوئیں میں نہیں ڈالا بلکہ وہ اس کنوئیں میں اپنے قصد اور ارادے کے بغیر گرا ہے اور تجھ پر اس کی ضمان لازم ہے تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو یوسف رح فرماتے تھے کہ گرنے والے کے وارثوں کا قول معتبر ہوگا اور کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا اور یہ حکم از روئے قیاس ہے پھر امام ابو یوسف رح نے اس قول سے رجوع کرلیا اور فرمایا کہ کنواں کھودنے والے کا قول معتبر ہوگا اور اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہے اور یہ حکم از روئے استحسان ہے ؎۳	محیط
۱۴۰	جب کسی شخص نے شاہراہ عام میں کنواں کھودا پھر اس میں کوئی آدمی گر پڑا اور گرنے میں سلامت رہا۔ اس نے باہر نکلنا چاہا وہ چمٹ آیا حتی کہ جب وہ کنوئیں کے درمیان تک آیا تو گر گیا اور (اس سے) وہ ہلاک ہوگیا تو اس کی ضمان لازم نہ ہوگی ؎۴	ذخیرہ
۱۴۱	اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کنوئیں کے نیچے (یعنی تہ میں) چلا گیا اور ایک ایسے پتھر سے (صدمہ اٹھاکر) ہلاک ہوگیا جو زمین کے اندر اپنی جگہ میں تھا (کھودنے والے نے اسے نہ ہٹایا تھا)، تو اس کی ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر کنوئیں والے نے اس پتھر کو اپنی جگہ سے اکھیڑ کر کنوئیں میں کسی طرف رکھدیا تھا (اور اس پتھر سے صدمہ اٹھاکر اسکی ہلاکت ہوئی) تو کنوئیں کے مالک پر ضمان لازم ہوگی یونہی المنتقی میں مذکور ہے ؎۵	ذخیرہ
۱۴۲	اگر کوئی شخص راستہ کے کنوئیں میں گر گیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو ایک آدمی نے یہ اقرار کیا کہ اس نے (یعنی اقرار کنندہ نے) وہ کنواں کھودا تھا تو (اسمیں) اپنے آپ پر اس کی تصدیق کی جائے گی اور اس کی عاقلہ کے متعلق تصدیق نہ کی جائے گی اور وہ دیت اس کے (یعنی اقرار کنندہ کے) مال سے ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی ؎۶	مبسوط
۱۴۳	کسی شخص نے دوسرے شخص کی ملکیت میں کنواں کھودا پھر اس میں کوئی آدمی گر گیا تو زمین کے مالک نے کہا کہ اس کنواں کھودنے والے کو میں نے کنواں کھودنے کا حکم دیا تھا اور گرنے والے کے ولی نے اس سے انکار کیا تو اس کے متعلق از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ زمین کے مالک (کے مذکورہ اقرار) کی تصدیق نہ کی جائے گی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے گی ؎۷	ظہیریہ

متعلق حکم نمبر ۱۰۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۰ نیز حکم نمبر ۱۴۳/۱۱۸۱، ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۱۴۲/۱۱۸۱ اور قیاس واستحسان کے متعلق حکم ۲-ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۳ ، ۳۰۰ ج کا "س" نیز ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره جناية الحائط والجناح والكنيف والطريق وغيره	حوالہ
۱۱۸۱-۱۴۴	ومن حفر او اوقف او بنى فى الطريق او فى سوق العامة باذن السلطان لم يضمن[1]	كذا فى محيط السرخسى
۱۴۵	رجل احتفر بئرا فى ملكه ثم سقط فيها وفيها انسان او دابة فقتل الساقط ذلك الانسان او الدابة كان الساقط ضامنا دية من كان فيها	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۴۶	وان كان البئر فى الطريق كان الضمان على حافر البئر فيما اصاب الساقط والمسقوط عليه	كذا فى فتاوى قاضيخان
۱۴۷	قال محمد رحمه الله لو حفر حفيرة للغلة فى دار انسان بغير اذنه فوقع فيها حمار فمات فالضمان على الحافر	كذا فى محيط السرخسى
۱۴۸	واذا احفر بئرا فى الطريق فوقع فيها رجل فقطعت يده ثم خرج منها فشجه رجلان فمرض من ذلك ثم مات فالدية عليهم اثلاثا	كذا فى المبسوط
۱۴۹	ولو وقع ثلاثة فى بئر وتعلق كل واحد بآخر فان ماتوا من وقوعهم ولم يقع بعضهم على بعض [illegible] الاول على الحافر ودية الثانى على الاول ودية الثالث على الثانى	هكذا فى محيط السرخسى
۱۵۰	وان ماتوا من وقوعهم ووقع بعضهم على بعض وقد علم ذلك بان اخرجوا احياء واخبروا عن حالهم ثم ماتوا فموت الاول لا يخلو عن سبعة اوجه ان مات من وقوعه لا غير فديته على الحافر وان مات بوقوع الثانى عليه فدمه هدر وان مات من وقوع الثالث عليه فديته على الثانى وان مات من وقوع الثانى والثالث عليه فنصف دمه هدر ونصفه على الثانى وان مات من وقوعه ووقوع الثانى عليه هدر نصف دمه ونصفه على الحافر وان مات من وقوعه ووقوع الثالث فالنصف على الحافر والنصف على الثانى وان مات من وقوعه ووقوع الثانى والثالث عليه فالثلث منه هدر وثلثه على الحافر وثلثه على الثانى واما موت الثانى فعلى ثلثة اوجه ان مات بوقوعه فديته على الاول وان مات من وقوع الثالث عليه فدمه هدر وان مات بوقوعه ووقوع الثالث عليه فنصف دمه هدر ونصفه على الاول واما موت	

[1] امام یعنی حاکم مجاز کے اجازت دینے کے متعلق حکم نمبر ۸۲ب/۱۱۸۱ اور حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱۲۶، ۱۳۸، ۱۵۰/۱۱۸۱، ۱۱/۱۱۸۲ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۴۵، ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] شجہ زخم کے متعلق ۱/۱۱۶۸ اور دیت کے متعلق ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ نیز ۳۹/۱۱۷۱ اور ۱۳۵/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۴۹ تا ۱۵۱/۱۱۸۱ اور ۱۲۵/۱۱۸۱ مع حاشیہ

دفعات متن نمبر	گیارھواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلا اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱-۱۴۴	جس شخص نے سلطان (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت سے راستہ میں یا عام بازار میں کنواں کھودا یا جانور گر گیا یا عمارت بنائی (اور اس میں کوئی چیز تلف ہوگئی) تو وہ ضامن نہ ہوگا ۱	محیط سرخسی
۱۴۵	کسی شخص نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودا پھر اس میں گر گیا اور اس کنوئیں میں کوئی انسان یا چوپایہ موجود تھا پس گرنے والے کی وجہ سے اس انسان یا چوپایہ کی موت واقع ہوگئی تو گرنے والا شخص اس کی دیت (یا ضمان) کا ضامن ہوگا جو کہ اس کنوئیں میں تھا ۲	قاضیخان
۱۴۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ کنواں راستہ میں تھا تو جو صدمہ گرنے والے کو پہنچا اور جس پر وہ گرا ہے جو صدمہ اسے پہنچا اس (سب) کی ضمان وہ کنواں کھودنے پر لازم ہوگی ۳	قاضیخان
۱۴۷	امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر غلہ کے لئے گڑھا کھودا تو اس میں اگر کوئی گدھا مر گیا تو اسکی ضمان وہ گڑھا کھودنے والے پر ہوگی ۴	محیط سرخسی
۱۴۸	جب کسی شخص نے راستہ میں کنواں کھودا پھر اس میں کوئی آدمی گر گیا اور اس سے اس کا ہاتھ کٹ گیا پھر وہ اس سے باہر نکلا تو دو آدمیوں نے اسے شجہ زخم لگایا تو وہ ان (سب زخموں) سے بیمار پڑا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو ان پر اس کی دیت تہائی تہائی لازم ہوگی ۵	مبسوط
۱۴۹	اگر تین آدمی (راستہ کے) کنوئیں میں گرے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے سے چمٹا ہوا تھا (یعنی ایک نے دوسرے کو پکڑ رکھا تھا) تو اگر ان کے گرنے سے ان کی موت واقع ہوگئی اور ان میں سے بعض، بعض پر نہیں گرا تو پہلے کی دیت کنواں کھودنے والے پر ہے اور دوسرے کی دیت پہلے پر ہے اور تیسرے کی دیت دوسرے پر ہے ۶	محیط سرخسی
۱۵۰	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب تین آدمی باہم چمٹے ہوئے تھے اور راستہ کے کنوئیں میں گرے اور) ان تینوں کے گرنے سے ان کی موت واقع ہوگئی (اور ان میں سے بعض، بعض پر گرا اور یہ امر معلوم ہوگیا مثلاً وہ زندہ نکالے گئے اور انہوں نے اپنا حال بتایا پھر ان کی موت واقع ہوگئی تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) پہلے آدمی کی موت میں سات صورتیں ہیں (۱) اگر اسکی موت اسکے گرنے کی وجہ سے ہوئی نہ کہ کسی اور وجہ سے، تو اس کی دیت کنواں کھودنے والے پر ہے (۲) اگر اسکی موت اسپر دوسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکا خون رائیگاں ہے (۳) اگر اسکی موت اسپر تیسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکی دیت دوسرے پر ہوگی (۴) اگر اسکی موت اسپر دوسرے اور تیسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکے قتل کی نصف دیت رائیگاں ہے اور اسکی نصف دیت دوسرے پر ہوگی (۵) اگر اسکی موت اسکے گرنے اور اسپر دوسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکے قتل کی نصف دیت رائیگاں اور اسکی نصف کنواں کھودنے والے پر ہوگی (۶) اگر اسکی موت اسکے گرنے اور اسپر تیسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکی نصف دیت کنواں کھودنے والے پر، اور نصف دیت دوسرے آدمی پر ہوگی (۷) اور اگر اسکی موت اسکے گرنے اور اسپر دوسرے اور تیسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکی دیت سے ایک تہائی رائیگاں ہے اور ایک تہائی کنواں کھودنے والے پر، اور ایک تہائی دوسرے آدمی پر ہوگی (ب) اور دوسرے آدمی کی موت میں تین صورتیں ہیں (۱) اگر اس کی موت اس کے	

ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱ —	الثالث فلیس له الا وجه واحد وهو وقوعه فی البئر فدیته علی الثانی	هکذا فی محیط السرخسی
۱۵۱	واما اذا لم یعرف حال موتهم فالقیاس ان دیة الاول علی الحافر ودیة الثانی علی الاول ودیة الثالث علی الثانی علی عواقلهم وهو قول محمدؒ وفی الاستحسان ثلث دیة الاول هدر وثلث علی الحافر والثلث علی الثانی ودیة الثانی نصفها هدر ونصفها علی الاول ودیة الثالث علی الثانی ولم یبین محمدؒ ان الاستحسان قول من ؟ وقال مشائخنا هو قول ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ	هکذا فی محیط السرخسی
۱۵۲	اذا استأجر الرجل اجیرا لیحفر له بئرا فحفر الاجیر ووقع فیها انسان ومات فان حفر فی طریق معروف لعامة المسلمین یعرفه کل واحد یجب الضمان علی الاجیر اعلمه المستأجر بذلک اولم یعلمه	هکذا فی المحیط
۱۵۳	وکذلک اذا حفر فی طریق غیر مشهور واعلم المستأجر الاجیر بان هذا طریق لعامة المسلمین فاما اذا لم یعلمه بذلک فالضمان علی الآمر	هکذا فی المحیط
۱۵۴	وهذا بخلاف مالو استأجر اجیرا لیذبح شاة فذبحها ثم علم ان الشاة لغیر الآمر فالضمان علی الاجیر اعلمه المستأجر ان الشاة للغیر اولم یعلمه ثم یرجع اذا لم یعلم بفساد الامر	هکذا فی المحیط
۱۵۵	وان حفر فی الفناء فان کان الفناء لغیر المستأجر وقد علم الاجیر بذلک او اعلمه المستأجر بذلک فالضمان علی الاجیر وان لم یعلم الاجیر ان الفناء لغیر المستأجر ولم یعلمه المستأجر بذلک فالضمان علی المستأجر	

۱؎ حکم نمبر ۱۴۹، ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۴۹، ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حواشی، عاقلہ کے متعلق ۱۱۸۸ / ۸۸ اور قیاس واستحسان کے متعلق ۲ ب / ۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۸، ج کا "ر" ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۵۲ تا ۱۵۵، ۱۵۷ / ۱۱۸۱، ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۵۲، ۱۲۵ / ۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۵۲ / ۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ —	گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اس کی دیت پہلے آدمی پر ہے (۲) اگر اسکی موت اس تیسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اس کا خون رائیگاں ہے (۳) اور اگر اسکی موت اس کے گرنے اور اسپر تیسرے آدمی کے گرنے کی وجہ سے ہوئی تو اسکے قتل کی نصف دیت رائیگاں اور نصف دیت پہلے آدمی پر ہے (ج) اور تیسرے آدمی کی موت میں ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ کنوئیں میں اس کا گرنا ہی اسکی موت کی وجہ ہوئی پس اس کے قتل کی دیت دوسرے آدمی پر ہے ۔ ۱ھ	محیط سرخسی
۱۵۱	اور جب (مذکورہ صورت میں یعنی جب تین آدمی باہم چمٹے ہوئے تھے وہ راستہ کے کنوئیں میں گرے اور ان کی موت واقع ہوگئی اور ان میں سے بعض بعض پر گرا اور) ان کی موت کا حال معلوم نہ ہوا تو اس کے متعلق (د) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ پہلے آدمی کی دیت کنواں کھودنے والے پر ہے اور دوسرے آدمی کی دیت، پہلے آدمی پر ہے اور تیسرے آدمی کی دیت، دوسرے آدمی پر ہے اور یہ دیتیں ان کی عاقلہ پر ہوں اور یہ امام محمدؒ کا قول ہے (ب) اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ پہلے آدمی کی دیت کا ایک تہائی رائیگاں ہے ایک تہائی کنواں کھودنے والے پر ہے اور ایک تہائی دوسرے آدمی پر ہے اور دوسرے آدمی کی دیت کا نصف رائیگاں ہے اور نصف دیت پہلے آدمی پر ہے اور تیسرے آدمی کی دیت دوسرے آدمی پر ہے اور امام محمدؒ نے یہ بیان نہیں کیا کہ مذکورہ استحسانی حکم کس کا قول ہے اور ہمارے مشائخؒ نے کہا ہے کہ یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے ۔ ۲ھ	محیط سرخسی
۱۵۲	جب کسی شخص نے کوئی مزدور مزدوری پر لیا تاکہ وہ اس کے لئے (راستہ میں) کنواں کھودے تو مزدور نے کھودا اور اس میں کوئی آدمی گر گیا اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس مزدور نے وہ کنواں، عام مسلمانوں کے مشہور راستہ میں جسے ہر ایک جانتا ہے کھودا تو اس کی ضمان اس مزدور پر ہوگی خواہ مستاجر (یعنی مزدور رکھنے والے) نے اسے اس راستہ (کی مذکورہ نوعیت) کے متعلق آگاہ کر دیا تھا یا نہ (حکم برابر ہے) ۔ ۳ھ	محیط
۱۵۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب (مذکورہ صورت میں) اس مزدور نے غیر مشہور راستہ میں کنواں کھودا اور مستاجر نے مزدور کو آگاہ کر دیا کہ یہ راستہ عام مسلمانوں کا ہے (اور اس کنوئیں میں کوئی آدمی گر کر ہلاک ہوگیا تو اس کی ضمان اس مزدور پر ہے) مگر جب مستاجر نے اسے اس راستہ (کی مذکورہ نوعیت) کے متعلق نہ بتایا تھا تو ضمان، اُسپر (یعنی مزدور رکھنے والے) پر ہوگی ۔ ۴ھ	محیط
۱۵۴	یہ مذکورہ حکم اس (صورت کے حکم) کے خلاف ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی مزدور مزدوری پر لیا تاکہ وہ بکری ذبح کر دے تو اس نے بکری ذبح کر دی پھر معلوم ہوا کہ وہ بکری (اس کے متعلق) حکم دینے والے شخص کے علاوہ کی تھی تو اس بکری کی ضمان، اس مزدور پر ہوگی خواہ مستاجر نے اسے بتایا تھا کہ وہ بکری کسی اور کی ہے یا اس نے اسے نہ بتایا تھا (حکم برابر ہے)، پھر وہ مزدور (وہ ضمان اس مستاجر سے) واپس لے گا جبکہ اس مزدور نے اس مستاجر کے امر کے فاسد ہونے کو نہ جانا تھا ۔ ۵ھ	محیط
۱۵۵	(د) اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی اگر کسی شخص نے کنواں کھودنے کیلئے کوئی مزدور مزدوری پر لیا اور اس میں کوئی آدمی گر کر مر گیا اور) اس نے وہ کنواں کسی فناء (یعنی اسکے سامنے اسکے مفاد کی جگہ) میں کھودا تھا تو اگر وہ فناء اس مستاجر کے علاوہ کی تھی اور مزدور نے اس فناءً	

دفعات حکم نمبر	الباب الحادی عشر جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایۃ الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حـــوالـــہ
۱۱۸۱ ـ ب	وان کان الفناء للمستأجر ان قال للاجیر لی حق الحفر فی القدیم فالضمان علی المستأجر وان قال لیس لی حق الحفر فی القدیم وانما ھو فناء داری ففی الاستحسان الضمان علی المستأجر	ھکذا فی المحیط
۱۵۶	اذا استأجر الرجل اربعۃ رھط یحفرون لہ بئرا ووقعت علیھم من حفرھم فقتلت واحدا منھم فعلی کل واحد من الثلاثۃ الباقین ربع دیتہ وسقط الربع وکذلک لو کانوا اعوانا[1] وان کان الذی یحفر واحدا فانھارت علیہ من حفرہ فدمہ ھدر	کذا فی المبسوط
۱۵۷	ولو امر عبدہ ان یحفر بئرا فی الطریق فان کان فی فنائہ فالضمان علی عاقلۃ المولی وان کان فی غیر فنائہ فالضمان فی رقبۃ العبد علم العبد بذلک ام لا	کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن التجرید
۱۵۸	لو احتفر الرجل نھرا فی ملکہ فعطب بہ انسان او دابۃ لم یضمن وان حفر نھرا فی غیر ملکہ فھو بمنزلۃ البئر یکون ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵۹	اذا حفر الرجل نھرا فی غیر ملکہ فانشق من ذلک النھر ماء فغرقت ارض او قریۃ کان ضامنا ولو کان فی ملکہ فلا ضمان	کذا فی المحیط
۱۶۰	ولو سقی ارضہ فخرج الماء منھا الی غیرھا وافسد متاعا او زرعا او کرما لا یکون ضامنا وکذلک لو احرق تحشیشا فی ارضہ او حصائدہ او اجمتہ فخرجت النار الی ارض غیرہ واحرقت شیأ لا یکون ضامنا قیل ھذا اذا کانت الریح ساکنۃ حین اوقد النار فاما اذا کان الیوم ریحا یعلم ان الریح تذھب بالنار الی ارض جارہ کان ضامنا استحسانا کمن صب الماء فی میزاب وتحتہ[7]	

[1] فنار کے متعلق $\frac{۹۲}{۱۱۸۱}$ کا پہلا حاشیہ، $\frac{۱۵۲، ۱۲۵}{۱۱۸۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] جیساکہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے کہ کنواں ان کے فعل سے گرا ہے اور وہ سب اور میت مباشر تھے پس دیت چار حصوں میں تقسیم ہوگی اور میت کی چوتھائی ساقط ہوگی، مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۶۲۔ حکم نمبر $\frac{۷۹، ۱۲۵}{۱۱۸۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] فنار کے متعلق حکم نمبر $\frac{۹۲}{۱۱۸۱}$ کا پہلا حاشیہ اور $\frac{۱۵۲، ۱۲۵}{۱۱۸۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] حکم نمبر $\frac{۱۵۸، ۱ تا ۱۶۴}{۱۱۸۱}$ مع حواشی نیز حکم نمبر $\frac{۳۶}{۱۱۷۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] جیساکہ اس صورت کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اس لئے

دفعات و شق نمبر	گیارہواں باب: دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ —	(کی مذکورہ نوعیت) کے متعلق جان لیا تھا یا مستاجر نے اس کے متعلق اس مزدور کو آگاہ کر دیا تھا تو اس کی ضمان اس مزدور پر ہو گی اور اگر مزدور نے یہ نہ جانا کہ فناء مستاجر کے علاوہ کی ہے اور نہ مستاجر نے اسے اس کے متعلق بتایا تو اسکی ضمان مستاجر پر ہو گی (ب) اور اگر وہ فناء مستاجر کی تھی تو اگر اس نے مزدور سے یہ کہا کہ مجھے (یہاں) کنواں کھودنے کا قدیمی حق ہے تو اس کی ضمان مستاجر پر ہو گی اور اگر اس نے یہ کہا کہ مجھے (یہاں) کنواں کھودنے کا قدیمی حق تو نہیں ہے البتہ یہ میرے گھر کی فناء ہے تو از روئے استحسان اس کی ضمان مستاجر پر ہو گی ۱؎	محیط
۱۵۶	(و) جب کسی شخص نے چار آدمیوں کی جماعت کنواں کھودنے کے لئے مزدوری پر لی وہ مزدور اس کے لئے کنواں کھودنے لگے تو ان کے کھودنے سے وہ کنواں ان پر گر پڑا اور (اس وجہ سے) ان میں سے ایک کی موت واقع ہو گئی تو باقی تینوں میں سے ہر ایک پر اس (مقتول) کی چوتھائی دیت لازم ہو گی اور ایک چوتھائی رائیگاں ہے اسی طرح اگر باقی تین اس کے مددگار رہوں (مزدور نہ ہوں) تو بھی یہی حکم ہے (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) کنواں کھودنے والا اکیلا ہی ہوا وراس کے کھودنے سے وہ کنواں اس پر گر پڑا (اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی) تو اس کا خون رائیگان ہے ۲؎	مبسوط
۱۵۷	اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ راستہ میں کنواں کھودے تو اگر وہ راستہ اس (حکم دینے والے) کی فناء میں تھا (اور اس کنوئیں میں کوئی آدمی گر کر مر گیا) تو اسکی ضمان آقا کی عاقلہ پر ہو گی اور اگر وہ راستہ اس کی فناء کے علاوہ میں تھا تو اس کی ضمان اس غلام کی گردن پر ہو گی غلام کو اس راستہ (کی مذکورہ نوعیت) کے متعلق علم تھا یا نہ تھا (حکم برابر ہے) ۳؎	تتارخانیہ
۱۵۸	(و) اگر کسی شخص نے اپنی مملوکہ جگہ میں نہر کھودی تو اس کی وجہ سے کوئی آدمی یا چوپایہ ہلاک ہو گیا تو وہ ضامن نہ ہو گا (ب) اور اگر کسی شخص نے اپنی مملوکہ جگہ کے علاوہ میں نہر کھودی تو وہ نہر بمنزلہ (غیر کی جگہ میں) کنواں کھودنے کے ہے وہ (اس سے ہونے والے نقصان کا) ضامن ہو گا ۴؎	قاضیخان
۱۵۹	(و) جب کسی شخص نے اپنی مملوکہ جگہ کے علاوہ میں نہر کھودی تو اس میں شگاف سے پانی پھوٹ نکلا اور اس سے کوئی زمین یا بستی غرق ہو گئی تو وہ ضامن ہو گا (ب) اور اگر وہ نہر اس کی مملوکہ جگہ میں تھی تو اس پر ضمان نہیں ہے ۵؎	محیط
۱۶۰	(و) اگر کسی شخص نے اپنی زمین کو سیراب کیا تو پانی اس کی زمین سے کسی اور کی زمین کی طرف جا نکلا اور کوئی مال یا کھیتی یا باغ خراب کر دیا تو وہ ضامن نہ ہو گا (ب) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے اپنی زمین میں خشک گھاس کو یا اس نے اپنی ناکارہ کھیتی کو یا اپنی جھاڑیوں کو جلایا تو آگ کسی اور کی زمین کی طرف نکل گئی اور (وہاں) کوئی چیز جلا دی تو وہ ضامن نہ ہو گا (ج) بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جس وقت اس نے آگ جلائی تو ہوا ساکن تھی (یعنی تیز نہ تھی) اور اگر وہ دن (تیز) ہوا والا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ہوا اس آگ کو پڑوسی کی زمین کی طرف لے جائے گی تو از روئے استحسان وہ ضامن ہو گا (د) (اور یہ صورت ایسی ہی ہے) جیسا کہ کسی شخص نے (اپنے مملوکہ) پرنالہ میں پانی ڈالا اور اس پرنالہ کے نیچے کسی (اور) آدمی	

کہ اس نے اپنی ملکیت کے علاوہ میں پانی چلایا تو وہ ضامن ہے جیسا کہ کوئی شخص پیدل یا سواری پر راستہ میں چلا اور اگر اس نے اپنی ملکیت میں نہر کھودی تھی تو یہ اس کے لئے مطلقاً مباح تھا لہٰذا ضامن نہ ہو گا مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۶۰ ۵؎ حکم نمبر ۱۵۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں یہ عبارت یوں درج ہے صب الماء فی میزاب لہ وتحت المیزاب متاع لغیرہ " یعنی اس نے اپنے مملوکہ پرنالہ میں پانی ڈالا اور اس پرنالہ کے نیچے کسی اور آدمی کا مال تھا " ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۶۱ چنانچہ اردو ترجمہ میں اسکی رعایت ملحوظ ہے (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الحادی عشر جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ جنایة الحائط والجناح والکنیف والطریق وغیرہ	حوالہ
۱۱۸۱	المیزاب متاع لانسان نفسد به کان ضامنا ولو اوقد النار فی دارہ او تنورہ لا یضمن ما احترق به وکذا لوحفر نهرا او بئرا فی دارہ نغزت من ذلك ارض جارہ لا یضمن ولا یؤمر فی الحکم ان یحول ذلك عن موضعه وفیما بینه وبین الله تعالی ان یکف عن ذلك اذا کان یتضرر به غیرہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
	قالوا هذا اذا انشق من الماء بحیث یحتمله ملکه فی العرف والعادة فاما اذا کان بحیث لا یحتمله ملکه فانه یضمن	کذا فی المحیط
۱۶۱	وان صب الماء فی ملکه وخرج من صبه ذلك الی ملك غیرہ فافسد شیأ فی القیاس لا یکون ضامنا ومن المشائخ من قال اذا صب الماء فی ملکه وهو یعلم انه یتعدی الی غیرہ یکون ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶۲	رجل سقی ارض نفسه فتعدی الی ارض جارہ ان اجری الماء فی ارضه اجراء لا یستقر فی ارضه وانما یستقر فی ارض جارہ کان ضامنا وان استقر فی ارضه ثم یتعدی الی ارض جارہ ان تقدم الیه جارہ بالسکر والاحکام فلم یفعل کان ضامنا وان لم یتقدم الیه حتی تعدی لم یضمن وان کانت ارضه صعودا وارض جارہ هبوطا یعلم انه اذا سقی ارضه یتعدی الی ارض جارہ کان ضامنا ویؤمر بوضع المسناة	کذا فی خزانة المفتین
۱۶۳	وان کان فی ارضه ثقب او جحر فأرة ان علم بذلك ولم یسدہ حتی فسدت ارض جارہ کان ضامنا وان کان لا یعلم لا یکون ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶۴	رجل سقی ارضه من نهر العامة وکان علی نهر العامة انهار صغار مفتوحة فوهاتها فدخل الماء فی الانهار الصغار وفسد بذلك ارض قوم یکون ضامنا ۵	کذا فی خزانة المفتین
	والله اعلم	

۱ حکم نمبر ۱۵۹/۱۱۸۱ مع حاشیہ نمبر ۳۴/۱۱۸۱، ۱۰۴/۱۱۸۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں پہلی صورت کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے لئے پانی اپنی ملکیت میں بہانا علی الاطلاق مباح ہے اور دوسری صورت کے متعلق لکھا ہے کہ پانی بہنے والی چیز ہے اور جب وہ اسے بہاتے وقت جانتا ہے کہ وہ اسکے پڑوسی کی ملکیت کی طرف بہہ جائے گا تو وہ ضامن ہوگا جیسا کہ پرنالہ کی صورت میں حکم ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۶۱۔ حکم نمبر ۱۵۸، ۱۶۰/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں لکھا ہے کہ پڑوسی کی زمین نچان پر ہونے اور یہ جان لینے پر کہ اپنی زمین سیراب کرنے سے پانی پڑوسی کی زمین کی طرف تعدی کریگا اسے بند بنانے کیلئے کہا جائیگا تاکہ وہ (پڑوسی کی زمین کی طرف پانی کیلئے) مانع ہو اور مذکورہ بند بنانے سے قبل اسے (اپنی زمین) سیراب کرنے سے منع کیا جائیگا اور پہلی صورت میں

دفعات شق نمبر	گیارہواں باب، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام — دیوار، شہتیر، بیت الخلاء اور راستہ وغیرہ سے متعلق جرم کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۱ -	کا مال تھا وہ اس پانی کی وجہ سے خراب ہوگیا تو وہ پانی ڈالنے والا ضامن ہوگا (س) اور اگر کسی شخص نے اپنے مکان (یعنی اپنے گھر) یا اپنے تنور میں آگ جلائی تو اس کی وجہ سے جو چیز جل گئی تو وہ اسکا ضامن نہ ہوگا (س) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے گھر میں نہر یا کنواں کھودا اور اس سے اس کے پڑوسی کی زمین سیم زدہ ہوگئی تو وہ اس کا ضامن نہ ہوگا اور اسے فیصلہ میں یہ حکم نہ دیا جائیگا کہ وہ اسے اپنی جگہ سے بدل دے البتہ فیما بینہ وبین اللہ تعالے حکم یہ ہوگا کہ جب اس سے اس کے غیر کو ضرر پہنچتا ہے تو وہ اس سے باز آئے	قاضیخان
	(ص) مشائخ رح نے کہا ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ اس (نہر یا کنوئیں) سے اتنا پانی پھوٹ نکلا کہ عرف و عادت میں اس کی مملوکہ زمین اسے برداشت کر سکتی تھی اور اگر اس قدر پانی نکلا کہ (عرف و عادت میں) اسکی ملکیت اسے برداشت نہ کر سکتی تھی تو (پھر) وہ ضامن ہوگا ۱؎	محیط
۱۶۱	(۱) اگر کسی شخص نے اپنی مملوکہ جگہ میں پانی بہایا اور اس سے وہ پانی کسی اور شخص کی مملوکہ جگہ کو جا نکلا اور کسی چیز کو خراب کر دیا تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا (ب) اور مشائخ رح میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ جب کسی نے اپنی مملوکہ جگہ میں پانی بہایا اور وہ جانتا ہے کہ وہ پانی دوسرے کی مملوکہ جگہ کی طرف تعدی کرے گا تو وہ ضامن ہوگا ۲؎	قاضیخان
۱۶۲	کسی شخص نے اپنی زمین کو سیراب کیا اور وہ پڑوسی کی زمین کی طرف تعدی کر گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اس نے اپنی زمین میں پانی یوں جاری کیا کہ وہ پانی اسکی زمین میں نہیں ٹھہرتا بلکہ اسکے پڑوسی کی زمین میں ٹھہرتا ہے تو وہ ضامن ہوگا (ب) اور اگر (یوں جاری کیا کہ) وہ پانی اس کی اپنی زمین میں ٹھہرتا ہے پھر اس کے پڑوسی کی زمین کی طرف تعدی کرتا ہے تو اگر اسکے پڑوسی نے اس سے بند باندھنے اور پکا کرنے کا پیشگی مطالبہ کیا تھا اور اس نے یہ کام نہ کیا تو وہ ضامن ہوگا اور اگر پڑوسی نے ایسا مطالبہ پیشگی نہ کیا تھا حتی کہ پانی اسکی زمین کی طرف تعدی کر گیا تو وہ ضامن نہ ہوگا (ج) اور اگر اس کی (یعنی اپنی زمین سیراب کرنے والے کی) زمین اونچان پر تھی اور اس کے پڑوسی کی زمین ایسی نچان پر تھی کہ وہ یہ جانتا ہو کہ جب وہ اپنی زمین سیراب کرے گا تو پانی اس کے پڑوسی کی زمین کی طرف تعدی کرے گا تو وہ ضامن ہوگا اور اسے بند باندھنے کا حکم دیا جائے گا ۳؎	خزانۃ المفتین
۱۶۳	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب کسی شخص نے اپنی زمین کو سیراب کیا تو) اس کی زمین میں سوراخ تھا یا چوہے کا بل تھا تو اگر اس نے اس کے متعلق جان لیا تھا اور بند نہ کیا حتی کہ (پانی اس کے پڑوسی کی زمین کی طرف تعدی کر گیا اور) اس کے پڑوسی کی زمین خراب ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا اور اگر اس نے اس کے متعلق نہ جانا تو ضامن نہ ہوگا ۴؎	قاضیخان
۱۶۴	کسی شخص نے اپنی زمین کو عام نہر سے سیراب کیا اس عام نہر سے کئی چھوٹی نہریں نکلتی تھیں جن کے دہانے کھلے ہوئے تھے پس پانی ان چھوٹی نہروں میں داخل ہوگیا اور اس سے کچھ لوگوں کی زمین خراب ہوگئی تو وہ ضامن ہوگا ۶؎ ۷؎	خزانۃ المفتین
	واللہ اعلم	

(یعنی ۱۶۲/۱۱۸۱ (۱) میں) اسے (اپنی زمین) سیراب کرنے سے منع نہ کیا جائیگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۶۱ ۔ حکم نمبر ۱۵۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۵۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۶۴/۱۱۸۱ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ چنانچہ اس صورت کے متعلق فتاوی قاضیخان میں ہے کہ الشیخ الامام الاجل ظہیر الدین رح نے فرمایا کہ وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے اسمیں جاری کیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۶۱ ۔ حکم نمبر ۱۵۸/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷؎ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۱۶۴/۱۱۸۱ کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریباً ۳۰ احکام کا اندراج متروک ہے۔ اسکے متعلق حکم نمبر ۱۳/۱۱۶۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها

دفعات ١١٨٢ تا ١١٨٢ ، عنوان ١ تعداد شق ٦٧

١١٨٢- جنایة البهائم والجنایة علیها تعداد شق ٦٧

ا یجب ان یعلم بان جنایة الدابة لا تخلو من ثلاثة اوجه اما ان تکون فی ملک صاحب الدابة او فی ملک غیره او فی طریق المسلمین فان کانت فی ملک صاحب الدابة ولم یکن صاحبها معها فانه لا یضمن صاحبها واقفة کانت الدابة او سائرة وطئت بیدها او برجلها او نفحت بیدها او برجلها او ضربت بذنبها او کدمت وان کان صاحبها معها ان کان قائدا لها او سائقا لها لکن لا یضمن صاحبها فی الوجوه کلها وان کان صاحب الدابة راکبا علی الدابة والدابة تسیران وطئت بیدها او برجلها یضمن وعلی عاقلته الدیة وتلزمه الکفارة ویحرم عن المیراث وان کدمت او نفحت برجلها او بیدها او ضربت بذنبها فلا ضمان

هکذا فی الذخیرة

---

١ درمختار و ردالمحتار میں ہے کہ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جنایت کا سبب بننے والا ضامن ہوتا ہے جبکہ وہ تعدی کنندہ ہو ورنہ نہیں اور جنایت کا مباشر (یعنی مرتکب) علی الاطلاق ضامن ہوتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مسلمانوں کے راستہ میں گذرنا مباح ہے بشرطیکہ جن امور سے بچنا ممکن ہو ان میں سلامتی کو ملحوظ رکھ کر گذرے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و ردالمحتار ج ٥ صـ٤٢٧ ٢ ردالمحتار میں ہے کہ ملکیت خاص ہو یا مشترک ہو اس لئے کہ مشترک ملکیت کی صورت میں بھی شرکا میں سے ہر ایک کے لئے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہاں جانور ٹھہرائے یا چلائے یہ ذیلعی میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از ردالمحتار مع درمختار ج ٥ صـ٤٢٧ اس کے متعلق حکم نمبر ٢١/١١٨٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ ردالمحتار میں ہے کہ نفحت الدابة یعنی اپنے کھر کی دھار یا سرے سے مارا۔ ماخوذ از ردالمحتار ج ٥ صـ٤٢٧ وھکذا فی المنجد صـ١٣٠٠ اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ نفحت یعنی لت مارا

حوالہ	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارہواں باب جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام

دفعات ۱۱۸۲ تا ۱۱۸۲، عنوان ۱، تعداد شق ۶۷

۱۱۸۲- **جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت** اور اس میں ۶۷ شقیں ہیں

۱ یہ جان لینا ضروری ہے کہ جانور کی جنایت (یعنی جانور۱ کا نقصان کرنا) تین صورتوں سے خالی نہیں (اول یہ کہ) جانور کی جنایت اس کے مالک کی مملوکہ جگہ میں ہوگی یا (دوم یہ کہ) جانور کی جنایت اس کے مالک کے علاوہ کی مملوکہ جگہ میں ہوگی یا (سوم یہ کہ) جانور کی جنایت مسلمانوں کے عام راستہ میں ہوگی پس اگر جانور کی جنایت اس کے مالک کی مملوکہ۲ جگہ میں واقع ہوئی تو (۱) مالک اس جانور کے ساتھ نہ تھا تو مالک اس جنایت کا ضامن نہ ہوگا خواہ (دوران جنایت) وہ جانور ٹھہرا ہوا تھا یا چل رہا تھا اس نے اپنے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے روند دیا یا اس نے اپنے اگلے پچھلے پاؤں سے نفح کیا۳ (یعنی پاؤں کے کھر کے سرے سے مارا یا لات ماردی) یا اس نے اپنی دم سے ضرب لگائی یا اس نے دانتوں سے کاٹا (حکم برابر ہے) (ب) اور اگر مالک اس کے ساتھ تھا (اس پر سوار نہ تھا) تو اگر مالک اس جانور کا قائد تھا (یعنی اس کی رسی پکڑ کر آگے چل رہا تھا) یا اس کا سائق تھا (یعنی اسے پیچھے سے ہانک رہا تھا تو بھی) مذکورہ سب صورتوں میں وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر مالک اس جانور پر سوار تھا اور وہ جانور چل رہا تھا تو اگر اس نے اپنے اگلے یا پچھلے پاؤں سے کسی کو روند دیا تو وہ ضامن ہوگا۴ اس کی عاقلہ پر اس کی دیت لازم ہوگی اس پر کفارہ (بھی) لازم ہوگا اور وہ اس (مقتول کی) میراث سے محروم ہوگا اور اگر اس جانور نے دانتوں سے کاٹا یا اپنے اگلے یا پچھلے پاؤں کے کھر کے سرے سے مارا (یعنی لات ماری)، تو (مالک پر) ضمان لازم نہیں ہے۵ — ذخیرہ

ماخوذ از بین السطور ہدایہ ج ۴ صفحہ ۶۱۰ (مترجم)، ۴ جیسا کہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ سوار ہونے کی صورت میں وہ اپنے بوجھ سے اس جنایت کا مباشر ہے پس خواہ وہ تعدی کنندہ نہ ہو، ضامن ہوگا اور حقیقتاً قاتل ہونے کی وجہ سے (مقتول کی) میراث سے محروم ہوگا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ صفحہ ۴۲۵۔ حکم نمبر ۷/۱۱۸۲، ۱۸/۱۱۷۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ جانور کی جنایت مالک کی مملوکہ جگہ میں ہو تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ اور اگر جانور کی جنایت مالک کے علاوہ کی مملوکہ جگہ میں ہو تو اس کے متعلق ۲، ۳، ۱۷، ۲۱، ۲۷/۱۱۸۲ اور اگر جانور کی جنایت عام راستہ میں ہو تو اس کے احکام ۴/۱۱۸۲ سے شروع ہوتے ہیں۔ نیز جانور پر سوار ہونے کی حالت میں سوار ٹکرا جائیں یا جانور غیر کی کھیتی خراب کرے یا مغصوبہ جگہ میں بندھے ہوئے جانوروں کو اس جگہ کا مالک نکال دے تو ان کے متعلق حکم نمبر ۵، ۷، ۹، ۴۵، ۴۶، ۴۹/۱۱۹۰ اور ان کی نظائر کے متعلق حکم نمبر ۶، ۸، ۱۰/۱۱۹۰ نیز جانور پر جنایت کے متعلق حکم نمبر ۶۳ تا ۶۷/۱۱۸۲، ۳۴/۱۱۸۷ اور ۵۰/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
۱۱۸۲-۲	وان کانت فی ملک غیر صاحب الدابة فان دخلت فی ملک الغیر من غیر ادخال صاحبها بان کانت منفلتة فلا ضمان علی صاحبها وان دخلت بادخال صاحبها فصاحب الدابة ضامن فی الوجوه کلها سواء کانت واقفة او سائرة وسواء کان صاحبها معها یسوقها او یقودها او کان راکبا علیها او لم یکن معها	هکذا فی الذخیرة
۳	وان کان باذن مالکه فهو کما لو کان فی ملکه	کذا فی التبیین
۴	وان کان فی طریق المسلمین ان کانت الدابة واقفة فی طریق المسلمین اوقفها صاحبها فصاحب الدابة ضامن ما تلف بفعل الدابة فی الوجوه کلها	هکذا فی الذخیرة
۵	وان کانت سائرة ولم یکن صاحبها معها فان سارت بارسال صاحبها فصاحبها ضامن ما دامت تسیر فی وجهها ولم تسر یمینا وشمالا	هکذا فی الذخیرة
	فان عطفت یمینا وشمالا فان لم یکن لها طریق الا ذلک فالضمان علی المرسل وان کان لها طریق آخر لا یضمن ولو وقفت الدابة ثم سارت خرج السائق من الضمان فان ردها راد ان لم ترتد ومضت فی وجهها فالضمان علی المرسل فان ارتدت ثم وقفت ثم سارت فلا ضمان علی احد وان ارتدت ولم تقف ومضت فی وجهها واصابت شیأ ضمن الراد	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ حکم نمبر ۶، ۲۵، ۳۸، ۵۲/۱۱۸۲ اور ۲۸ب/۱۱۶۹ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور صورت "و" میں ضمان لازم نہ ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ اسلئے کہ وہ نہ مباشر ہے نہ متسبب پس اسپر حال میں ضمان لازم نہ ہوگی اور صورت "ب" میں ضمان لازم ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ اسلئے کہ اسے دوسرے کی مملوکہ جگہ میں جانور ٹھہرانے یا چلانے کا حق نہ تھا پس وہاں جنایت کی صورت میں اسپر ہر حال میں ضمان لازم ہوگی کیونکہ وہ یا تو مباشر ہے اور یا تعدی کنندہ متسبب ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ صفحہ ۴۲۶۔ حکم نمبر ۴۵، ۴۶/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ مسلمانوں کے عام راستہ میں جانور کی جنایت کے دوران وہ جانور مالک نے ٹھہرایا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۴، ۱۳، ۱۴، ۲۲، ۲۳/۱۱۸۲ اور اگر مالک ساتھ نہ تھا۔ مگر وہ جانور اس کے چلانے سے چلا تھا (پھر چلتا رہا یا ٹھہر گیا) اور جنایت کی تو اس کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۸۲ اور اگر مالک اس کے ساتھ نہ تھا اور وہ جانور اس کے چلائے بغیر چلا تھا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۶/۱۱۸۲ اور اگر مالک (ساتھ تھا) اور اسپر سوار تھا تو اس کے متعلق

دفعات وشق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۲	(ا) اگر اس جانور کی جنایت اس کے مالک کے علاوہ کی مملوکہ جگہ میں واقع ہوئی تو اگر وہ جانور اپنے مالک کے داخل کئے بغیر غیر کی مملوکہ جگہ میں داخل ہو گیا مثلاً وہ (چھوٹ کر) بھاگ گیا تھا تو اس (کی جنایت) کی ضمان اس کے مالک پر لازم نہ ہوگی [۱] (ب) اور اگر وہ جانور اپنے مالک کے داخل کرنے سے (غیر کی مملوکہ جگہ میں) داخل ہوا تو اس کا مالک سب صورتوں میں (اس کی جنایت کا) ضامن ہوگا خواہ وہ جانور (دوران جنایت) ٹھہرا ہوا تھا یا چل رہا تھا، حکم برابر ہے اور خواہ اس کا مالک اس کے ساتھ اس کا سائق تھا یا اس کا قائد تھا یا اس پر سوار تھا یا اس کے ساتھ نہ تھا حکم برابر ہے (کہ وہ سب صورتوں میں ضامن ہوگا) [۲]	ذخیرہ
۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جانور کی جنایت اس کے مالک کے علاوہ کی مملوکہ جگہ میں ہوئی اور وہاں اس جانور کا داخل کرنا) اس جگہ کے مالک کی اجازت سے تھا تو (پھر) وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ جانور اسکی اپنی مملوکہ جگہ میں تھا [۳]	تبیین
۴	اور اگر اس جانور کی جنایت مسلمانوں کے عام راستہ میں واقع ہوئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (دوران جنایت) وہ جانور مسلمانوں کے عام راستہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور اسے اس کے مالک نے ٹھہرایا تھا تو اس جانور کے فعل سے جو کچھ تلف ہوگا سب صورتوں میں اس کا مالک ضامن ہوگا [۴]	ذخیرہ
۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب اس جانور کی جنایت مسلمانوں کے عام راستہ میں ہوئی اور دوران جنایت) وہ جانور چل رہا تھا اور اس کا مالک اس کے ساتھ نہ تھا تو اگر وہ جانور اپنے مالک کے چلانے سے چلا تھا تو (ا) (۱) جبتک وہ جانور اپنے رخ پر چلتا رہا وہ دائیں بائیں نہ گھوما تو اس کا مالک ضامن ہوگا	ذخیرہ
	(۲) اور اگر وہ جانور دائیں بائیں پھر گیا اور اسکا راستہ سوائے اسکے اور نہ تھا تو (بھی) اسکی جنایت کی ضمان اسکے چلانیوالے پر ہوگی اور اگر اس کے لئے راستہ اور بھی تھا تو اسے چلانے والا اس کی جنایت کا ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر (مالک کے چلانے کے بعد) وہ جانور ٹھہر گیا تو اسے ہانکنے والا اس کی جنایت کی ضمان سے نکل گیا (ج) اور اگر کسی پھیر دینے والے نے اس جانور کو پھیر دیا تو (۱) اگر وہ جانور نہ پھرا اور اپنے سامنے کو چلتا رہا تو اس کی (جنایت کی) ضمان اسے چلانے والے پر ہوگی (۲) اور اگر (کسی پھیر دینے والے کے پھیرنے سے) وہ جانور پھرا پھر ٹھہرا پھر اپنے سامنے کو چلا تو اس (کی جنایت) کی ضمان کسی پر نہ ہوگی (۳) اور اگر (کسی پھیر دینے والے کے پھیرنے سے) وہ جانور پھرا اور ٹھہرا نہیں اور اپنے سامنے کو چلتا رہا اور اس سے کسی کو نقصان پہنچا تو اسے پھیرنے والا اس کی (جنایت کا) ضامن ہوگا [۵]	محیط سرخسی

حکم نمبر ۷، ۲۷/۱۱۸۲ اور اگر مالک قائد تھا تو حکم نمبر ۸/۱۱۸۲ اور اگر مالک سائق تھا تو حکم نمبر ۹، ۶۳/۱۱۸۲ اور اگر اس جانور کے پاؤں سے کوئی کنکری وغیرہ اڑی اور نقصان کیا تو حکم نمبر ۱۵/۱۱۸۲ اور اگر وہ جانور راستہ کے پتھر سے لغزش کھا کر یا بدک کر گرا اور اس سے نقصان ہوا تو اس کے متعلق حکم نمبر ۱۶، ۳۵/۱۱۸۲ اور مسجد کے دروازہ یا بازار یا منڈی یا بیابان وغیرہ میں جانور ٹھہرانے میں، اس کی جنایت کے متعلق حکم نمبر ۱۷ تا ۲۱/۱۱۸۲ اور جانور کی سرکشی پر اسے ضرب لگانے اور پھر اس جانور کے لات وغیرہ مارنے سے متعلق احکام حکم نمبر ۲۴، ۳۲/۱۱۸۲ اور راستہ میں جانور ٹھہرانے اور پھر کچو کا لگانے یا چلتے جانور کو کچو کا لگانے اور پھر جانور کے لات مارنے سے متعدد دیگر احکام حکم نمبر ۲۶، ۲۷/۱۱۸۲ سے شروع ہوتے ہیں۔ نیز حکم نمبر ۱۱۷، ۱۲۰/۱۱۸۱ اور ۱/۱۱۸۲ کا آخری حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵ حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ کا آخری حاشیہ اور ۲/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر		الباب الثانی عشر فی جنایة البھائم والجنایة علیھا — جنایة البھائم والجنایة علیھا	حوالہ
۱۱۸۲	۶	وان سارت لا بتسییر صاحبھا بان کانت منفلتة فلا ضمان علی صاحبھا فی الوجوہ کلھا	کذا فی الذخیرة
	۷	الراکب ضامن لما وطئت الدابة وما اصابت بیدھا او رجلھا او رأسھا او کدمت اوخبطت وکذا اذا اصدمت	کذا فی الھدایة
		ولا یضمن ما نفحت برجلھا اوضربت بذنبھا	ھکذا فی الذخیرة
	۸	والجواب فیما اذا کان قائدا لھا نظیر الجواب اذا کان راکبا علیھا	ھکذا فی الذخیرة
	۹	واما السائق فھل یضمن بالنفحة اختلف المشائخ فیہ منھم من قال یضمن والی ھذا ذھب الشیخ ابو الحسن القدوری وجماعة من مشائخ العراق ومنھم من قال لا یضمن والی ھذا القول مال مشائخنا ۔	ھکذا فی الذخیرة
		والصحیح ان السائق لا یضمن النفحة	کذا فی الکافی
	۱۰	وعلی الراکب الکفارة فی الوطء لا علی السائق والقائد وکذا یتعلق بالوطء فی حق الراکب حرمان المیراث والوصیة دون السائق والقائد	ھکذا فی التبیین
	۱۱	ولو کان راکب وسائق قیل لا یضمن السائق ما وطئت الدابة وقیل الضمان علیھما	کذا فی النھایة

۱؎ حکم نمبر ۱ و ۲/۱۱۸۳ مع حاشیہ اور ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱،۴،۲،۱۰،۳/۱۱۸۲ اور ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ ہدایہ میں بحوالہ الجامع الصغیر لکھا ہے کہ سوار جس شئی (یعنی عام راستہ میں جس جنایت) کا ضامن ہوتا ہے سائق اور قائد بھی اس کے ضامن ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ دونوں جانور کو مکان جنایت کے قریب کرنے کے مباشر ہو کر سبب قرار پاتے ہیں پس جس امر سے احتراز ممکن ہے اس میں سلامتی کی شرط سے مقید ہیں جیسا کہ سوار کے لئے حکم ہے۔ البتہ کفارہ اور حرمان المیراث سوار سے متعلق ہیں کیونکہ وہ مباشر ہے (یعنی اپنے بوجھ سے جنایت کا مرتکب ہے) اور سائق اور قائد سے کفارہ اور حرمان المیراث متعلق نہیں کہ یہ (یعنی کفارہ اور حرمان المیراث) جنایت سے مباشرت کے ساتھ

دفعات/شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اوران پرجنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اوران پرجنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب اس جانور کی جنایت مسلمانوں کے عام راستہ میں ہوئی دوران جنایت وہ جانور چل رہا تھا اس کا مالک اس کے ساتھ نہ تھا اور) وہ جانور اپنے مالک کے چلائے بغیر چلا تھا مثلاً یہ کہ وہ چھوٹ (کر بھاگ) گیا تھا تو سب صورتوں میں اس کی ضمان اس کے مالک پر نہ ہوگی [۱]	ذخیرہ
۷	(۱) اور (مذکورہ صورت میں یعنی مسلمانوں کے عام راستہ میں جانور کی جنایت کی صورت میں اس جانور پر) سوار شخص اس جنایت کا ضامن ہوتا ہے جو اس جانور نے روند کر نقصان پہنچایا اور جو اس نے اپنے اگلے یا پچھلے پاؤں سے یا اپنے سر سے مارا یا دانتوں سے کاٹا یا دیوانگی میں مارا اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ اس پر آپڑا	ہدایہ
	(ب) اور وہ (یعنی جانور پر سوار) شخص اس جنایت کا ضامن نہ ہوگا جو اس جانور نے اپنے پچھلے پاؤں سے لات ماری یا اس نے اپنی دم سے ضرب لگائی [۲]	ذخیرہ
۸	اور (مذکورہ صورت میں یعنی مسلمانوں کے عام راستہ میں جانور کی جنایت کی صورت میں) جب وہ اس جانور کا قائد تھا (یعنی وہ شخص اس جانور کی رسی پکڑ کر آگے چل رہا تھا) تو اس کے حکم میں اسی قسم کا جواب ہے جبکہ وہ شخص اس جانور پر سوار تھا (اور اس جانور نے کوئی جنایت کی) [۳]	ذخیرہ
۹	اور (مذکورہ صورت میں یعنی مسلمانوں کے عام راستہ میں جانور کی جنایت کی صورت میں) جب وہ اس جانور کا سائق تھا (یعنی وہ شخص اس جانور کو پیچھے سے ہانک رہا تھا) تو کیا وہ اس جانور کی اس جنایت کا ضامن ہوگا جو اس نے لات مارنے سے کی اس کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگا الشیخ ابوالحسن القدوری اور عراق کے مشائخ کی ایک جماعت اس حکم کی طرف گئے ہیں اور ان مشائخ میں سے بعض وہ ہیں جن کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا اور ہمارے مشائخ اس قول کی طرف مائل ہوئے ہیں۔	ذخیرہ
	(ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ سائق شخص اس جانور کی اس جنایت کا ضامن نہ ہوگا جو اس جانور نے لات مارنے سے کی [۴]	کافی
۱۰	اور (مذکورہ صورت میں یعنی مسلمانوں کے عام راستہ میں کسی آدمی کو جانور کے روند ڈالنے کی صورت میں اس) جانور پر سوار شخص پر کفارہ لازم ہوگا سائق اور قائد پر کفارہ لازم نہ ہوگا اسی طرح (کسی آدمی کو) روند دینے کی صورت میں میراث اور وصیت سے محروم ہونا، سوار سے متعلق ہوتا ہے سائق اور قائد سے متعلق نہیں ہوتا [۵]	تبیین
۱۱	(۱) اگر (مذکورہ صورت میں) جانور پر کوئی شخص سوار ہو اور کوئی شخص اس کا سائق بھی ہو تو (اس صورت کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ اس جانور نے جو روندا وہ سائق اس کا ضامن نہ ہوگا اور بعض کا قول یہ ہے کہ دونوں پر (یعنی سوار اور سائق دونوں پر اس کی) ضمان لازم ہوگی	نہایہ

مخصوص ہیں! ور سائق اور قائد میں سے کوئی شئی محل جنایت سے متصل نہیں ہوتے پس وہ مباشر نہیں مسبب ہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص۵۱۱ حکم نمبر ۲۲،۲۷،۴۹/۱۱۸۲ اور ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم والجنایۃ علیھا — جنایۃ البھائم والجنایۃ علیھا	حوالہ
۱۱۸۲	فی المنتقی اذا سار الرجل علی دابۃ وخلفہ ردیف وخلف الدابۃ سائق وامامھا قائد وطئت انسانا فالدیۃ علیھم ارباعا وعلی الراکب والردیف الکفارۃ[1]	کذا فی المحیط
۱۲	وان راثت اوبالت فی الطریق وھی تسیر فعطب بہ انسان لم یضمن وکذا اذا اوقفھا لذلک[2]	کذا فی السراج الوھاج
۱۳	وکذلک لو وقفت للروث اوللبول اوسال لعابھا فعطب انسان بذلک	ھکذا فی المحیط
۱۴	وان اوقفھا لغیر ذلک فعطب انسان بروثھا او ببولھا ضمن[3]	کذا فی السراج الوھاج
۱۵	وان اصابت بیدھا اورجلھا حصاۃ اونواۃ اواثارت غبارا اوحجرا صغیرا ففقأ عین انسان اوافسد ثوبہ لم یضمن وان کان حجرا کبیرا ضمن والراکب والردیف والقائد والسائق فی الضمان سواء	کذا فی الکافی
۱۶	واذا سار الرجل علی دابتہ فی الطریق فعثرت بحجر وضعہ رجل اوبدکان قد بناہ رجل اوبماء قد صبہ رجل فوقعت علی انسان فمات فالضمان علی الذی احدث ذلک فی الطریق قالوا ھذا اذا لم یعلم الراکب بما احدث فی الطریق فان علم بذلک وسیر الدابۃ علی ذلک الموضع قصدا فالضمان علیہ	کذا فی المبسوط
۱۷	وفی القدوری ان من اوقف دابتہ علی باب المسجد الاعظم اوعلی باب مسجد من مساجد المسلمین فنفحت برجلھا انسانا فھو ضامن[4]	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۹،۸،۵ / ۱۱۸۲ مع حواشی، ۴ / ۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ بعض چوپائے پیشاب اور لید تب کرتے ہیں کہ وہ ٹھہرے ہوئے ہوں مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۴۲۷ حکم نمبر ۱۳، ۱۴ / ۱۱۸۲ نیز ۴ / ۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۲، ۱۴ / ۱۱۸۲ اور ۴ / ۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ درمختار ورد المحتار میں ہے، اور بحوالہ العنایۃ لکھا ہے کہ اس لئے کہ اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے راستہ کو (احتراز ممکن ہونے کے باوجود) اس میں جانور ٹھہرا کر مشغول کرے۔ اور بحوالہ الرحمتی لکھا ہے کہ اگر بھیڑ یا کسی اور ضرورت کیلئے ٹھہرنا پڑا تو اگلا من کے لئے واپس ہونا یا اس سے (یعنی راستہ میں جانور ٹھہرانے سے) بچاؤ ممکن تھا (اور پھر ٹھہرایا اور اس نے جنایت کی)، تو ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ حاکم مجاز کی طرف سے ٹھہرانے کیلئے اجازت دی گئی جگہ میں ٹھہرانے کی صورت میں ضامن نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۴۲۷ حکم نمبر ۱۲، ۱۳، ۱۴ / ۱۱۸۲

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اوران پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲ —	(ب) المنتقی میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو کر چلا اور اس کے پیچھے ردیف بھی ہے (یعنی اس جانور پر اس سوار کے پیچھے ایک شخص اور بھی سوار ہے) اور اس جانور کے پیچھے سائق بھی اور جانور کے آگے قائد بھی ہے اس جانور نے کسی آدمی کو روند دیا اور اس سے اسکی موت واقع ہو گئی، تو اس کی دیت ان چاروں پر چوتھائی چوتھائی ہو گئی اور سوار اور ردیف پر کفارہ بھی ہوگا ۱	محیط
۱۲	اگر کسی جانور نے (عام) راستہ میں چلتے ہوئے لید کی یا پیشاب کیا اور اس سے (مثلاً پھسل کر) کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی تو ضامن نہ ہوگا اسی طرح جب کسی شخص نے (راستہ میں) جانور کو اس کے لئے (یعنی لید یا پیشاب کرنے کے لئے) ٹھہرایا تو یہی حکم ہے (یعنی اس جنایت کا ضامن نہ ہوگا) ۲	سراج وہاج
۱۳	اور اس (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں یعنی عام راستہ میں) کوئی جانور لید یا پیشاب کرنے کے لئے خود کھڑا ہو گیا یا اس کا لعاب بہہ گیا اور اس سے (مثلاً اس سے پھسل کر) کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی (تو ضمان لازم نہ ہوگی) ۳	محیط
۱۴	اگر (مذکورہ صورت میں یعنی عام راستہ میں) کسی شخص نے اس جانور کو لید یا پیشاب کی ضرورت کے علاوہ کے لئے ٹھہرایا اور اس کی لید یا پیشاب کی وجہ سے کسی آدمی کی موت واقع ہو گئی تو وہ ضامن ہوگا ۴	سراج وہاج
۱۵	(د) اگر (مذکورہ صورت میں یعنی راستہ میں) جانور کے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے کوئی کنکری یا گٹھلی لگی یا غبار یا چھوٹا سنگریزہ اڑا اور اس سے کسی آدمی کی آنکھ (کی بینائی) جاتی رہی یا اس سے کسی کا کپڑا خراب ہو گیا تو ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر وہ پتھر بڑا تھا تو وہ ضامن ہوگا۔ اور یہ ضمان لازم ہونے میں سوار، ردیف، قائد اور سائق سبھی برابر ہیں ۵	کافی
۱۶	(د) جب کوئی شخص (عام) راستہ میں اپنی سواری پر چلا تو اس کی سواری، اس پتھر سے، جسے کسی آدمی نے (راستہ میں) رکھ دیا تھا یا اس چبوترہ سے جسے کسی آدمی نے (راستہ میں) بنا دیا تھا یا اس پانی سے جسے کسی آدمی نے (راستہ میں) بہا دیا تھا لغزش کھا کر گری اور کسی آدمی پر جا پڑی اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی تو اس کی ضمان اس آدمی پر ہو گی جس نے راستہ میں وہ (مذکورہ) چیز پیدا کی تھی (ب) مشائخ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ سوار نے اس پیدا کردہ چیز کو نہ جانا اور اگر اس نے اسکے متعلق جان لیا پھر اس جانور کو قصداً اسی جگہ پر چلایا تو اس کی ضمان اس (سوار) پر ہو گی ۶	مبسوط
۱۷	(د) القدوری میں ہے کہ جس شخص نے اپنا جانور مسلمانوں کی مساجد میں سے بڑی مسجد یا کسی مسجد کے دروازہ پر ٹھہرایا تو اس جانور نے اپنے (پچھلے) پاؤں سے کسی آدمی کو لات ماردی تو وہ ضامن ہوگا	محیط

اور ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ جیسا کہ درمختار وردالمحتار میں ہے چنانچہ مذکورہ صورت "د" کے متعلق ہے کہ اس لئے ضامن نہ ہوگا کہ اس سے احتراز ممکن نہیں ہوتا اور لکھا ہے کہ اس کا محل یہ ہے کہ جب اس نے اسے کچھ کا نہیں لگایا اور نہ بدکایا ورنہ ضامن ہوگا اور مذکورہ صورت "ب" کے متعلق لکھا ہے کہ اس لئے ضامن ہوگا کہ اس سے احتراز ممکن ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار وردالمحتار ج ۵ ص۴۲۷، ص۴۲۸۔ حکم نمبر ۲۷/۱۱۸۲۔ اور ۱ تا ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۹۸،۹۱،۸۲/۱۱۸۱ اور ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ د ۳۱/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثاني عشر في جناية البهائم والجناية عليها — جناية البهائم والجناية عليها	حــوالــه
۱۱۸۲	ولوجعل الامام موضعا لوقوف الدواب عند باب المسجد فلاضمان مماحدث من الوقوف فيه	كذا في التبيين
	ولكن اذا ساق الدابة اوقادها او سار فيه على الدابة ضمن	كذا في محيط السرخسي
۱۸	ولواوقف دابته في سوق الدواب فرمحت فلاضمان على صاحبها وعلى هذا سفينة المربوطة في الشط	كذا في المحيط
۱۹	ذكر في المنتقى عن محمدؒ اوقف دابة على باب سلطان وقد توقف الدواب ببابه قال يضمن ما اصابت	كذا في الحاوي
۲۰	وان اوقف الدواب في الفلاة لايضمن الا اذا اوقفها في المحجة	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۱	واذا اوقف الرجل دابة في ارض اودار مشتركة بينه وبين غيره ثم انها اصابت شيئاً بيدها اورجلها فالقياس ان يضمن النصف وفي الاستحسان لا يضمن شيأ بعض مشائخنا قالوا هذا اذا اوقف الدابة في موضع توقف فيه الدواب واما اذا اوقفها في موضع لا توقف فيه الدواب يضمن قيمة ماهلك بفعل الدواب قياسا واستحسانا	كذا في الذخيرة
۲۲	رجل اوقف دابة في طريق المسلمين ولم يشدها فسارت عن ذلك المكان واتلف شيأ لايضمن الرجل	كذا في فتاوى قاضيخان
۲۳	ولواوقفها في الطريق مربوطة فجالت في رباطها فاصابت شيأ ان اصابت بعد ماانحل الرباط وزال عن مكانه لاضمان على صاحبها وان اصابت والرباط على حاله ضمن ماجنت وان زال الشغل عن مكان الايقاف	كذا في المحيط

[1] چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ جہاں حاکم مجاز نے جانور ٹھہرانے کی اجازت دے رکھی ہو وہاں اگر جانور پر سوار ہوکر چلاتے ہوئے یا جانور کو پیچھے سے ہانکتے ہوئے یا جانور کی رسی پکڑ کر آگے چلتے ہوئے اس جانور نے کوئی جنایت کی تو وہ ضامن ہوگا البتہ اگر اس جگہ سوار ہونے کی حالت میں جانور نے ٹھہرنے کے دوران جو جنایت کی وہ حاکم مجاز کی اجازت کی وجہ سے ساقط ہوگی مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۲۸ ۔ حکم نمبر ۸۲ ب/۱۱۸۱ ، حکم نمبر ۱۷ تا ۲۱/۱۱۸۲ اور ۱۱ تا ۱۲/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہوئی تھی دوسری کشتی آئی اور اس ٹھہری ہوئی کشتی سے ٹکرائی تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ ، ٹھہری ہوئی کشتی ٹوٹ گئی تو چلنے (یعنی آکر ٹکرانے والی) کشتی پر اس کی ضمان لازم ہے اور اگر وہ جاریہ کشتی ٹوٹ گئی تو ٹھہری ہوئی اس کشتی پر ضمان لازم نہ ہوگی اور النوادر میں ہے کہ ٹھہری ہوئی وہ کشتی

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲ —	(ب) اور اگر امام (یعنی حاکم مجاز) نے مسجد کے دروازہ کے قریب کوئی جگہ جانوروں کے ٹھہرانے کے لئے مقرر کر دی تو اس میں جانور کے ٹھہرنے سے جو امر پیش آئے اس کی ضمان لازم نہ ہوگی	تبیین
	(ج) لیکن اگر اس جگہ میں کسی شخص نے سواری کے جانور کو پیچھے ہانک کر یا آگے سے اس کی رسی پکڑ کر یا اس پر سوار ہو کر چلایا (اور اس جانور نے کوئی جنایت کی) تو وہ ضامن ہوگا۔ ۱	محیط سرخسی
۱۸	(د) اگر کسی شخص نے اپنا جانور جانوروں کی منڈی میں ٹھہرایا تو اس نے کسی کو لات مار دی تو اس کے مالک پر اس ضمان لازم نہیں ہے (ب) اور اسی (مذکورہ صورت کے حکم) کے بموجب اس کشتی کا حکم ہے جو کنارے پر بندھی ہو۔ ۲	محیط
۱۹	المنتقی میں امام محمدؒ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے سلطان (یعنی حاکم) کے دروازہ پر سواری کا جانور ٹھہرایا اور اس کے دروازہ پر سواری کے جانور ٹھہرائے جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اس جانور نے جو صدمہ پہنچایا وہ اس کا ضامن ہوگا۔ ۳	حاوی
۲۰	اگر کسی شخص نے بیابان میں اپنا جانور ٹھہرایا تو (اس جانور نے جو صدمہ پہنچایا اس کا) وہ ضامن نہ ہوگا لیکن اگر اس نے راستہ میں ٹھہرایا تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ ضامن ہوگا)۔ ۴	قاضیخان
۲۱	(ا) جب کسی شخص نے ایسی زمین یا گھر میں جانور ٹھہرایا جو اس کے اور اس کے غیر کے مابین مشترک ہے پھر اس جانور نے اپنے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے کسی چیز کو صدمہ پہنچایا تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وہ نصف (ضمان) کا ضامن ہوگا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ وہ کسی شئے کا ضامن نہ ہوگا (ب) اور ہمارے بعض مشائخؒ نے کہا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے وہ جانور ایسی جگہ میں ٹھہرایا جہاں پر جانور ٹھہرائے جاتے ہیں اور اگر اس نے اس جانور کو (وہاں) ایسی جگہ ٹھہرایا جہاں جانور نہیں ٹھہرائے جاتے تو جانوروں کے فعل سے جو ہلاک ہوا از روئے قیاس بھی اور از روئے استحسان بھی وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ ۵	ذخیرہ
۲۲	کسی شخص نے اپنا جانور مسلمانوں کے (عام) راستہ میں ٹھہرایا اور اسے باندھا نہیں پھر وہ جانور اس جگہ سے چل پڑا اور کسی چیز کو تلف کر دیا تو وہ شخص ضامن نہ ہوگا۔ ۶	قاضیخان
۲۳	اگر کسی شخص نے جانور کو راستہ میں بندھا ہوا ٹھہرایا تو وہ اپنے باندھنے کی جگہ میں گھوما اور کسی چیز کو صدمہ پہنچایا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس نے وہ بندھن کھلنے اور اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے بعد صدمہ پہنچایا تو اس کے مالک پر ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر اس نے صدمہ پہنچایا اور وہ بندھن حسب حال تھا تو وہ اس کی جنایت کا ضامن ہوگا اگرچہ اس کی مشغولیت اسکے ٹھہرانے کی جگہ سے زائل ہوگئی۔ ۷	محیط

۱ اس لئے ضامن نہیں کہ امام (یعنی حاکم مجاز) کی طرف سے کشتی والوں کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ وہ کنارے پر کشتیاں ٹھہرا سکتے ہیں اور (ایسا) جو امر امام (یعنی حاکم مجاز) کی اجازت سے ہو وہ علی الاطلاق مباح ہے اور سلامتی کی قید سے مقید نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۷۔ حکم نمبر ۱۷/۱۱۸۲ مع حاشیہ، حکم نمبر ۷۸/۱۱۸۲، ۸/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۱۷/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۱۷/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے اپنا گدھا کسی ستون سے باندھا پھر دوسرا شخص اپنا گدھا لایا اور اسے (وہاں) باندھا پھر ان میں سے ایک گدھے نے دوسرے گدھے کو دانتوں سے کاٹا اور اسے ہلاک کر دیا تو اگر اس جگہ میں ان دونوں کو باندھنے کی ولایت حاصل تھی تو ضامن نہ ہوگا ورنہ ضامن ہوگا مثلاً اگر وہ جگہ نہ راستہ تھی نہ کسی شخص کی ملکیت تھی تو ضامن نہ ہوگا بشرطیکہ اس جگہ میں گنجائش تھی اور اگر وہ جگہ راستہ تھی تو ضامن ہوگا اسلئے کہ راستہ میں باندھنا جنایت ہے۔ مفہوم ملخص از فتاوی بزازیہ علی هامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳۔ حکم نمبر ۱۷/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷ حکم نمبر ۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
١١٨٢—٢٤	واذا جمحت الدابة فضربها او كبحها باللجام فضربت برجلها او بذنبها لم يكن عليه شئ	كذا فی الحاوی
٢٥	وكذا لو سقط منها فذهبت على وجهها فقتلت انسانا لم يكن عليه شئ	كذا فی الحاوی
٢٦	لو اكترى حمارا فاوقفه فی الطريق على اهل مجلس فسلم عليهم فنخسه صاحبه او ضربه او ساقه فنفح ضمن وهو كالامر بالسوق	كذا فی خزانة المفتين
٢٧	ان كانت الدابة تسير وعليها رجل فنخسها رجل فالقت الراكب ان كان النخس باذنه لا يجب على الناخس شئ وان كان بغير اذنه فعليه كمال الدية وان ضربت الناخس فمات فدمه هدر وان اصابت رجلا آخر بالذنب او بالرجل او كيف ما اصابت ان كان بغير اذن الراكب فالضمان على الناخس وان كان باذنه فالضمان عليهما الا فی النفحة بالرجل والذنب فانها جبار كذا فی الخلاصة وهكذا فی المحيط وفتاوى قاضيخان	
	الا اذا كان الراكب واقفا فی غير ملكه فامر رجلا فنخسها فنفحت رجلا فالضمان عليهما وان كان بغير اذنه فالضمان كله على الناخس ولا كفارة عليه	كذا فی الخلاصة
	هذا اذا كانت النفحة فی فور النخس فاما اذا انقطع فوره فلا ضمان عليه	كذا فی المحيط
٢٨	ومن قاد دابة فنخسها رجل فانفلتت من يد القائد فاصابت فی فورها فهو على الناخس وكذا اذا كان لها سائق فنخسها غيره	كذا فی الهداية
٢٩	دابة لها سائق وقائد فنخسها رجل بغير اذن احدهما فنفحت انسانا كان ضمان النفح على الناخس خاصة وان كان النخس بامر احدهما لا يجب الضمان على احد	كذا فی فتاوى قاضيخان

ؐ حکم نمبر ٧ تا ٩/١١٨٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؐ حکم نمبر ٣ و/١١٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ؐ حکم نمبر ٢٦، ٣٤/١١٨٢ اور ٧ تا ٩/١١٨٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؐ حکم ١، ٢، ١٥/١١٨٢ کا حاشیہ، ٣٦/١١٨٢ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؐ حکم نمبر ٢٦/١١٨٢ مع حاشیہ، ٣ و ٢، ٥٢/١١٨٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؐ اس حکم کے ماخذ فتاوی

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اوران پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اوران پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۲۴	جب کسی جانور نے سرکشی کی تو مالک نے اسے ضرب لگائی یا لگام کھینچا تو اس جانور نے (کسی آدمی کو) اپنے پچھلے پاؤں سے مارا تو اسپر (ضمان میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی ۱ھ	حاوی
۲۵	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر مالک جانور سے گر پڑا تو وہ جانور اپنے سامنے کے رخ کو چلا گیا اور کسی آدمی کو قتل کر دیا تو اسپر (ضمان میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی ۲ھ	حاوی
۲۶	اگر کسی شخص نے گدھا کرایہ پر لیا تو اسے کسی مجلس والوں کے ہاں راستہ میں ٹھہرایا اور انہیں سلام کہا پھر اس گدھے کے مالک نے اسے کچوکا دیا اور اسے ضرب لگائی یا چلایا تو اس نے (کسی آدمی کو) لات ماردی تو وہ شخص ضامن ہوگا اور وہ ایسا ہی ہے جیساکہ اس نے ہانکنے کا حکم دیا ہو ۳ھ	خزانہ مفتین
۲۷	اگر کوئی جانور چلا جا رہا تھا اور اسپر کوئی شخص (سوار) تھا تو اس جانور کو کسی اور آدمی نے کچوکا لگایا تو (د) اس جانور نے سوار کو گرا دیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر کچوکا لگانا اس کی اجازت سے تھا تو کچوکا لگانے والے پر کوئی شئی واجب نہ ہوگی اور اگر اس کی اجازت سے نہ تھا تو اسپر پوری دیت لازم ہوگی (ب) اور اگر اس جانور نے کچوکا لگانے والے کو ضرب لگائی اور (اس سے) اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کا خون رائیگاں ہے (ج) (د) اور اگر اس جانور نے کسی اور آدمی کو دم سے یا پچھلے پاؤں سے صدمہ پہنچایا یا کسی طرح بھی صدمہ پہنچایا تو اگر (کچوکا لگانا) سوار کی اجازت کے بغیر تھا تو اس کی ضمان کچوکا لگانے والے پر ہوگی (۲) اور اگر سوار کی اجازت سے تھا تو اس کی ضمان ان دونوں پر ہوگی لیکن پچھلے پاؤں سے لات مارنے اور دم سے مارنے کے متعلق یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ یہ رائیگاں ہے (۳) لیکن جب وہ سوار اپنی مملوکہ جگہ کے علاوہ میں ٹھہرا تھا اور اس نے کسی آدمی کو حکم دیا تو اس نے اس جانور کو کچوکا لگایا اور جانور نے کسی آدمی کو لات ماردی (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس کی ضمان ان دونوں پر ہے (۴) اور اگر سوار کی اجازت کے بغیر کچوکا لگایا تھا تو اس کی پوری ضمان کچوکا لگانے والے پر ہوگی اور اسپر کفارہ لازم نہ ہوگا (د) یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں کہ جب اس جانور کا لات مارنا کچوکا لگانے کے (بعد) فوراً ہو اور جب اس کا فوری طور پر ہونا منقطع ہوجائے تو اس کی ضمان کچوکا لگانے والے پر نہ ہوگی ۴ھ	خلاصہ المحیط، قاضیخان خلاصہ محیط
۲۸	(د) جو شخص جانور کی رسی پکڑ کر آگے جا رہا تھا تو کسی آدمی نے اس جانور کو کچوکا لگایا اور وہ قائد کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اس نے فوری طور پر (کسی کو) صدمہ پہنچایا تو وہ کچوکا لگانے والے کے ذمہ ہے (ب) اسی طرح جب کوئی شخص اس جانور کا سائق تھا تو کسی اور آدمی نے اسے کچوکا لگایا تو اس کا حکم بھی اسی (مذکورہ) کی طرح ہے ۵ھ	ہدایہ
۲۹	(د) کسی جانور کا ایک سائق ہے اور ایک قائد ہے پس کسی آدمی کے ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی اجازت کے بغیر اسے کچوکا لگایا تو اس جانور نے کسی آدمی کو لات ماردی تو اس لات (سے پہنچنے والے صدمہ) کی ضمان کچوکا لگانے والے پر ہی ہوگی (ب) اور اگر اسکا کچوکا لگانا ان دونوں میں سے کسی ایک کے حکم سے تھا تو کسی پر بھی ضمان لازم نہ ہوگی ۶ھ	قاضیخان

قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ اسلئے کہ جانور کا سائق اور قائد اسکی لات مارنے کے ضامن نہیں ہوتے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ع ب ج ۳ ص ۴۵۶۔ حکم نمبر ۲۶،۲۷/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایۃ البہائم والجنایۃ علیہا — جنایۃ البہائم والجنایۃ علیہا	حوالہ
۱۱۸۲-۳۰	واذا کان الناخس عبدا فجنایۃ الدابۃ فی رقبۃ العبد وان کان صبیا فھو کالرجل [1]	کذا فی الحاوی
۳۱	واذا مرت الدابۃ بشئ قد نصب فی الطریق فنخسھا ذلک الشئ فنفحت انسانا فقتلتہ فالضمان علی الذی نصب ذلک الشئ	کذا فی الحاوی
۳۲	وفی المنتقی رجل واقف علی دابۃ فی الطریق فأمر رجلا ان ینخس دابتہ فنخسھا فقتلت رجلا وطرحت الآمر فدیۃ الرجل الاجنبی علی الناخس والراکب جمیعا ودم الآمر بالنخس ھدر ولو سارت عن موضعھا ثم نفحت من فور النخسۃ فالضمان علی الناخس دون الراکب وان لم تسر فنفحت الناخس ورجلا آخر وقتلتھما فدیۃ الاجنبی علی الناخس والراکب ونصف دیۃ الناخس علی الراکب ولو لم یوقفھا الراکب علی الطریق ولکن حرنت ووقفت فنخسھا ھو او غیرہ لتسیر فنفحت انسانا فلا شئ علیھما	کذا فی المحیط
۳۳	رجل رکب دابۃ رجل قد اوقفھا ربھا فی الطریق فنفحت انسانا فقتلتہ فالضمان علی ربھا وعلی الراکب نصفین	کذا فی المحیط
۳۴	واذا اوقف الرجل دابۃ رجل فی الطریق وربطھا وغاب فأمر رب الدابۃ رجلا حتی نخسھا فنفحت رجلا او نفحت الآمر فدیتہ علی الناخس وان کان الآمر اوقفھا فی الطریق ثم امر رجلا حتی نخسھا فقتلت رجلا فدیتہ علی الآمر والناخس نصفان	کذا فی المحیط
۳۵	ولو نفرت من حجر وضعہ رجل علی الطریق قالوا ضع بمنزلۃ الناخس	کذا فی محیط السرخسی

[1] حکم نمبر ۳۰/۱۱۸۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] حکم نمبر ۲۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [3] فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۳۰/۱۱۸۲ کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریبا ۲ احکام کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۸۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۱۶، ۲۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ اور ۸۲، ۱۲۰/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۴، ۲۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] حکم نمبر ۴، ۲۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] حکم نمبر ۴، ۲۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[8] حکم نمبر ۸۲، ۹۱، ۱۲۰/۱۱۸۱ نیز ۲۹، ۳۱/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۳۰	(و) جب جانور کو کچوکا لگانے والا شخص، غلام ہو اور اس سے جانور نے جنایت کی، تو جانور کی جنایت (کی ضمان) اس غلام کی گردن پر ہوگی (ب)، اور اگر کچوکا لگانے والا (نابالغ) بچہ ہو تو وہ (اس حکم میں) بالغ آدمی کی طرح ہے [۲] [۳]	حاوی
۳۱	جب کوئی جانور کسی ایسی چیز سے گذرا جو راستہ میں نصب کی گئی تھی اور اس چیز سے اس جانور کو کچوکا لگا تو اس جانور نے کسی آدمی کو لات مار کر قتل کر دیا تو اس کی ضمان اس شخص پر ہوگی جس نے وہ چیز نصب کی تھی [۴]	حاوی
۳۲	المنتقی میں ہے کہ (و)، کوئی شخص سواری کے اپنے جانور پر راستہ میں ٹھہرا ہوا ہے اس نے کسی آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کے جانور کو کچوکا لگائے پس اس نے اسے کچوکا لگایا تو اس جانور نے کسی آدمی کو قتل کر دیا اور حکم دینے والے کو گرا دیا تو اس اجنبی آدمی کی دیت کچوکا لگانے والے پر اور سوار پر بھی پر ہوگی اور حکم دینے والے کا خون رائیگاں ہوگا (ب)، اور اگر (راستہ میں ٹھہرا ہوا) وہ جانور اپنی جگہ سے چل پڑا پھر اس نے کچوکا لگنے کے فورا بعد لات ماری (اور اس سے کسی کی موت واقع ہوگئی)، تو اس کی ضمان کچوکا لگانے والے پر ہوگی سوار پر نہ ہوگی اور اگر (راستہ میں ٹھہرا ہوا) وہ جانور نہ چلا اور کچوکا لگانے والے کو اور ایک اور آدمی کو لات مار کر قتل کر دیا تو اجنبی آدمی کی دیت، کچوکا لگانے والے پر اور سوار پر ہوگی اور کچوکا لگانے والے کی نصف دیت سوار پر ہوگی (ج)، اور اگر اس شخص نے اپنے جانور کو راستہ میں نہ ٹھہرایا تھا لیکن وہ جانور اڑ گیا اور رک گیا تو اس نے یا کسی اور شخص نے اسے کچوکا لگایا تاکہ وہ چل پڑے تو اس جانور نے کسی آدمی کو لات مار دی تو ان دونوں پر (ضمان میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی [۵]	محیط
۳۳	کوئی شخص کسی اور آدمی کے اس جانور پر سوار ہوا جسے اس کے مالک نے راستہ میں کھڑا کر دیا تھا تو اس جانور نے کسی آدمی کو لات مار کر قتل کر دیا تو اس کی ضمان اس کے مالک اور سوار پر نصف نصف ہوگی [۶]	محیط
۳۴	(و) جب کسی شخص نے کسی اور آدمی کا جانور راستہ میں ٹھہرایا اور اسے باندھ دیا اور خود غائب ہوگیا پھر اس جانور کے مالک نے کسی آدمی کو حکم دیا حتی کہ اس نے اسے کچوکا لگایا تو اس جانور نے کسی آدمی کو لات مار دی یا حکم دینے والے کو لات مار دی (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس کی دیت کچوکا لگانے والے پر ہوگی (ب)، اور اگر حکم دینے والے نے اس جانور کو راستہ میں ٹھہرایا تھا پھر کسی آدمی کو حکم دیا حتی کہ اس نے اسے کچوکا لگایا تو اس جانور نے کسی آدمی کو قتل کر دیا تو اس کی دیت حکم دینے والے اور کچوکا لگانے والے پر نصف نصف ہوگی [۷]	محیط
۳۵	اگر کوئی جانور کسی ایسے پتھر سے بدک گیا جو کسی شخص نے راستہ پر رکھ دیا تھا تو پتھر رکھنے والا وہ شخص بمنزلہ الناخس ہے (یعنی اس کے متعلق حکم، کچوکا لگانے والے کے متعلق حکم کی طرح ہے) [۸]	محیط سرخسی

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
۱۱۸۲-۳۶	رجل ارسل حمارہ فدخل زرع انسان وافسد ان ارسله وساقه الی الزرع بان کان خلفه کان ضامنا وان لم یکن خلفه الا ان الحمار ذهب فی فورہ ولم یعطف یمینا وشمالا وذهب الی الوجه الذی ارسله فاصاب الزرع کان ضامنا وان ذهب یمینا وشمالا ثم اصاب الزرع فان لم یکن الطریق واحدا لا یکون ضامنا وان کان الطریق واحدا کان ضامنا وان ارسله فوقف ساعة ثم ذهب الی الزرع وافسد لا یضمن المرسل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۷	وحکی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل البخاری رح فیمن ارسل بقرہ من القریة الی ارضه فدخل فی زرع غیرہ فاکل ان کان له طریق غیر ذلك لا یضمن وان لم یکن له طریق غیر ذلك یضمن	کذا فی المحیط
۳۸	فاما اذا خرجت الدابة من المربط وافسدت زرع انسان او ترکها فی المرعی فافسدت زرع انسان فلا ضمان	کذا فی المحیط
۳۹	وکذا السنانیر والکلاب اذا افسدت شیأ من اموال الناس فلا ضمان علی صاحبها	کذا فی المحیط
۴۰	ومن ارسل بهیمة وکان لها سائقا فاصابت فی فورہ انسانا او شیأ ضمنه	کذا فی السراج الوهاج
۴۱	وان ارسل طیرا وساقه فاصاب فی فورہ لم یضمن	کذا فی السراج الوهاج
۴۲	رجل ارسل کلبا الی شاة ان وقف ثم ذهب وقتل الشاة لا یضمن وان ذهب من فور الارسال وقتل الشاة ذکر فی الجامع الصغیر انه لا یضمن اذا لم یکن سائقا یعنی اذا لم یکن خلفه وهکذا ذکر القدوری وعن ابی یوسف رح انه یکون ضامنا والمشائخ اخذوا بقوله وذکر الفقیه ابو اللیث رح فی شرح الجامع الصغیر رجل ارسل کلبا فاصاب فی فورہ انسانا فقتله او مزق ثیابه ضمن المرسل وذکر الناطقی رح رجل	

۱؎ حکم نمبر ۲۲، ۳۶، ۴۴، ۵۳، تا ۶۰/۱۱۸۲ نیز ۱۰۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۳۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱۲ و ۳۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۹۳/۳۱۴ کا حاشیہ، ۴۰ تا ۴۵/۱۱۸۲، ۲۰، ۳۰/۱۱۹۰ اور ۳۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۰۱/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۳۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے پرندہ چھوڑا تو اس نے چھوٹنے کے فورا بعد کسی چیز کو تلف کر دیا تو ضامن نہ ہوگا اور امام محمد رح نے اس شخص کے بارے میں بطور نص ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے اپنا باز حرم شریف کے شکار پر چھوڑا اور اس نے اسے تلف کر دیا تو ضامن نہ ہوگا اسلئے کہ وہ اپنا راستہ اپنی خوشی اور چستی سے طے کرتا ہے نہ کہ اس کے چھوڑنے سے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۲ صفحہ ۴۰۱ اور

دفعات/شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۳۶	کسی شخص نے اپنا گدھا چھوڑ دیا اور وہ کسی آدمی کے کھیت میں داخل ہوگیا اور اسے خراب کر دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر چھوڑنے والے نے اسے چھوڑا اور اسے کھیتی کی طرف ہانک دیا مثلاً یہ کہ وہ اس گدھے کے پیچھے تھا تو وہ ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ اس کے پیچھے نہ تھا مگر گدھا (چھوڑنے کے بعد) فوری طور پر دائیں بائیں نہ مڑا اور اپنے رخ کو گیا جس رخ کو اس نے چھوڑا تھا پس وہ کھیتی کو پہنچ گیا (اور اسے خراب کر دیا) تو وہ ضامن ہوگا (ج) اور اگر وہ گدھا دائیں یا بائیں چلا گیا پھر کھیتی کو پہنچا تو اگر راستہ ایک ہی نہ تھا تو وہ ضامن نہ ہوگا (د) اور اگر (وہ گدھا دائیں بائیں گیا) اور راستہ ایک ہی تھا تو وہ ضامن ہوگا (ر) اور اگر اس نے گدھا چھوڑا تو وہ تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کھیتی کو گیا اور اسے خراب کر دیا تو چھوڑنے والا ضامن نہ ہوگا ۔۱	قاضیخان
۳۷	الشیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل البخاریؒ سے اس شخص کے بارے میں منقول ہے جس نے اپنا بیل گاؤں سے اپنی زمین کی طرف چھوڑ دیا تو وہ کسی اور شخص کی کھیتی میں داخل ہوا اور (اسے) کھایا تو اگر اس راستہ کے علاوہ اس کا اور راستہ بھی تھا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اس کے علاوہ اس کا اور راستہ نہ تھا تو وہ ضامن ہوگا ۔۲	محیط
۳۸	مگر جب کوئی جانور اپنے باندھنے کی جگہ (یعنی تھان) سے نکلا اور اس نے کسی آدمی کی کھیتی خراب کر دی یا اس نے اسے (یعنی کسی شخص نے اپنے جانور کو) چراگاہ میں چھوڑا اور اس نے کسی آدمی کی کھیتی خراب کر دی تو ضمان لازم نہ ہوگی ۔۳	محیط
۳۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ بلیاں اور کتے جب انہوں نے لوگوں کے مالوں میں سے کسی چیز کو خراب کر دیا تو ان کے مالک پر ضمان لازم نہ ہوگی ۔۴	محیط
۴۰	جب کسی شخص نے کوئی جانور چھوڑا اور وہ اسے ہانکنے والا تھا تو اس جانور نے فوری طور پر کسی آدمی کو یا کسی چیز کو صدمہ پہنچایا تو چھوڑنے والا اس کا ضامن ہوگا ۔۵	سراج وہاج
۴۱	اور اگر کسی شخص نے پرندہ چھوڑا اور اسے ہانک دیا تو اس نے فوری طور پر کسی کو صدمہ پہنچایا تو چھوڑنے والا ضامن نہ ہوگا ۔۶	سراج وہاج
۴۲	(ا) کسی شخص نے کتا کسی بکری کی طرف چھوڑا تو اگر وہ ٹھہرا پھر گیا اور اس نے اس بکری کو قتل کر دیا تو ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر وہ کتا چھوٹنے کے بعد فوراً گیا اور اس بکری کو قتل کر دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) (۱) جامع صغیر میں ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا بشرطیکہ اسے چھوڑنے والا اسے ہانکنے والا نہ تھا یعنی جبکہ وہ اس کے پیچھے نہ تھا یونہی القدوری میں مذکور ہے (۲) اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ وہ (مطلقاً) ضامن ہوگا اور مشائخ نے آپکا قول اختیار کیا ہے اور فقیہ ابواللیثؒ نے شرح جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے کتا چھوڑا اور اس نے فوری طور پر کسی آدمی کو قتل کر دیا یا اسکے کپڑے پھاڑ دیئے تو چھوڑنے والا ضامن ہوگا ۔۷	

ہدایہ میں ہے کہ کسی شخص نے پرندہ چھوڑا اور اسے ہانکا تو اس نے فوری طور پر کسی کو صدمہ پہنچایا (اور بین السطور میں ہے کہ پرندہ یعنی باز چھوڑا اور کسی کو صدمہ پہنچایا یعنی کسی کے مملوک شکار کو مار دیا) تو چھوڑنے والا ضامن نہ ہوگا اور جانور کی صورت میں ضمان لازم ہوتی ہے اور وجہ فرق یہ ہے کہ جانور میں ہانکنا محتمل ہے پس اسکے ہانکنے کا اعتبار ہے اور پرندے میں ہانکنا محتمل نہیں ہے پس اس میں اسکے ہانکنے کا وجود و عدم کا حکم ایک جیسا ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ۴ صـ۶۱۲ ۔ حکم نمبر ۱۱۸۲/۳۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۔۷ اس حکم کے ماخذ فتاویٰ قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ چھوڑنے کے بعد فوری طور پر کی (مذکورہ) صورت میں گویا وہ مالک اسکے پیچھے ہے مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ صـ۴۵۵ حکم نمبر ۱۱۸۲/۴۰ شق ۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
۱۱۸۲-۴۲	اغری کلبه علی رجل نعضه او مزق ثیابه لایکون ضامنا فی قول ابی حنیفة رح ویضمن فی قول ابی یوسف رح والمختار للفتوی قول ابی یوسف رح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۳	ولو کان لرجل کلب عقور یؤذی من مر به فلاهل البلد ان یقتلوه وان اتلف یجب علی صاحبه الضمان ان کان تقدم الیه قبل الاتلاف والا فلا شئ علیه کالحائط المائل	کذا فی التبیین
۴۴	ولو ارسل کلبه الی صید ولم یکن سائقا فاصاب انسانا لا یضمن فی الروایات الظاهرة والاعتماد علی الروایات الظاهرة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	رجل ادخل بعیرا مغتلما[۴] فی دار رجل وفی الدار بعیر صاحبها فوقع علیه المغتلم فقتله اختلف المشائخ رح فیه منهم من قال لا ضمان علی صاحب المغتلم وقال بعضهم ان ادخل صاحب المغتلم بغیر اذن صاحب الدار فعلیه الضمان وان کان ادخله باذنه فلا ضمان وبه اخذ الفقیه ابو اللیث رح وعلیه الفتوی	کذا فی المحیط
۴۶	وقائد القطار فی الطریق یضمن اوله وآخره وان کان عظیما لا یمکنه ضبط آخره وان کان معه سائق فالضمان علیهما وان کان له سائقان ضمنا وان کان ثالث وسط القطار ضمنوا اثلاثا یرید به اذا کان الآخر یمشی فی جانب من القطار یسوقه فیکون سوق البعض کسوق الکل بحکم الاتصال فان کان وسط القطار آخذ ابزمام بعیر فما اصاب مما خلفه فضمانه	

[۱] فتاوی قاضیخاں میں ہے کہ کسی شخص نے کتا للکارا تو اسنے کسی آدمی کو کاٹ کھایا تو اسکے متعلق امام اول (یعنی امام ابو حنیفہ رح) کا قول ہے کہ وہ مطلقاً ضامن نہ ہوگا اور امام ثانی (یعنی امام ابو یوسف) کا قول ہے کہ وہ مطلقاً ضامن ہوگا خواہ وہ اسے ہانک کر لا رہا تھا یا اسکی رسی پکڑ کر آگے چل رہا تھا جیسا کہ دہر، جانور کے متعلق حکم ہے (حکم نمبر $\frac{۸، ۹، ۱۰، ۲۰}{۱۱۸۲}$ ملاحظہ ہوں)، اور امام محمد رح کا قول ہے کہ اگر وہ سائق یا قائد تھا تو ضامن ہوگا ورنہ نہیں اور امام طحاوی رح نے یہی حکم اختیار کیا ہے اور فقیہ ابو اللیث رح امام ابو یوسف رح کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر کتا سیکھا ہوا ہو تو اس کا سائق ہونا شرط نہ ہوگا اور وہ مطلقاً ضامن ہوگا اور اگر کتا سیکھا ہوا نہ ہو تو اس کا سائق ہونا شرط ہوگا اور لوگوں کے گھر میں ان کی اجازت سے یا انکی اجازت کے بغیر داخلہ کی صورت میں جب اس گھر والے کے کتے نے زخمی کر دیا تو گھر والوں کی طرف سے ارسال (یعنی اس پر چھوڑنا) اور للکارنا نہ پائے جانے کی وجہ سے ضمان لازم نہ ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۲۰۱، ص ۲۰۲۔ حکم نمبر $\frac{۳۹، ۴۰، ۴۲ تا ۴۴}{۱۱۸۲}$ اور $\frac{۳۶}{۱۱۸۲}$ مع حاشیہ نیز $\frac{۱۰۱}{۱۱۸۱}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۲] حکم نمبر $\frac{۳۶، ۴۲}{۱۱۸۲}$ مع حواشی اور $\frac{۸، ۹}{۱۱۸۱}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر $\frac{۴۲}{۱۱۸۲}$ مع حواشی اور حکم نمبر $\frac{۳۶}{۱۱۸۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۴] قوله مغتلما ای هائجا ففی المختار غلم البعیر بالکسر غلمة اذا هاج واغتلم ایضا اه بحرالرائق

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-	(۳) اور الناطفی رح نے ذکر کیا ہے کہ کسی شخص نے اپنے کتے کو کسی آدمی پر للکارا تو اس نے اسے کاٹ کھایا یا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے تو امام ابو حنیفہ رح کے قول میں وہ ضامن نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے قول میں وہ ضامن ہوگا اور فتویٰ کے لئے مختار حکم امام ابو یوسف رح کا قول ہے ۱؎	قاضیخان
۴۳	اگر کسی آدمی کا کتا کاٹنے والا ہو جو شخص اس کے پاس سے گذرتا ہے وہ اسے ایذا دیتا ہے تو بستی والوں کو حق حاصل ہے کہ اسے قتل کر دیں اور اگر اس کتے نے کسی کو تلف کر دیا تو اس کے مالک پر ضمان لازم ہوگی بشرطیکہ اس کے تلف کرنے سے پہلے اس کے مالک سے اس کے متعلق پیشگی مطالبہ کیا گیا ہو (یعنی اسے اس کے متعلق پیشگی کہا گیا تھا) ورنہ اس کے مالک پر کوئی شئے لازم نہیں ہوگی جیسا کہ جھکی ہوئی دیوار کے متعلق حکم ہے ۲؎	تبیین
۴۴	کسی شخص نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا اور کتے والا اس کے پیچھے ہانکنے والا نہ تھا پس اس کتے نے کسی آدمی کو صدمہ پہنچایا تو روایات ظاہرہ کے مطابق کتے والا ضامن نہ ہوگا اور روایات ظاہرہ پر ہی اعتماد ہے ۳؎	قاضیخان
۴۵	کسی شخص نے مست اونٹ کسی آدمی کے گھر میں داخل کیا اور اس گھر میں گھر والے کا اونٹ بھی ہے تو مست اونٹ نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ رح نے اختلاف کیا ہے (ا) ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ مست اونٹ کے مالک پر ضمان لازم نہیں ہے (ب) اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اگر مست اونٹ والے نے گھر والے کی اجازت کے بغیر داخل کیا تھا تو اس پر (اسکی) ضمان لازم ہے اور اگر اس کی اجازت سے داخل کیا تھا تو (اس پر اسکی) ضمان لازم نہیں ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے ۵؎	محیط
۴۶	(ا) راستہ میں جو شخص قطار کا قائد ہو (یعنی اونٹوں کی قطار کو آگے سے رسی پکڑ کر آگے چل رہا ہو) وہ اس قطار کے اول او آخر سب کا ضامن ہوگا اگرچہ وہ قطار اتنی بڑی ہو کہ قائد کے لئے اس کے آخر کی نگرانی ممکن نہ ہو (ب) اور اگر اس قائد کے ساتھ سائق (یعنی پیچھے سے ہانکنے والا) بھی ہو تو ضمان دونوں پر لازم ہوگی (ج) اور اگر اس قطار کے سائق دو ہوں تو وہ دونوں ضامن ہوں گے (د) اور اگر وہ تیسرا شخص قطار کے درمیان میں ہو تو سب (یعنی تینوں) تہائی تہائی (ضمان) کے ضامن ہوں گے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسرا قطار کے کسی جانب پیچھے سے ہانکتا جا رہا تھا پس اس قطار کے اتصال کی وجہ سے بعض قطار کا ہانکنا، کل قطار کے ہانکنے کی مانند ہوگا (س) اور اگر سائق قطار کے درمیان میں کسی اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھا تو جو اونٹ اسکے پیچھے ہیں ان میں سے جس نے صدمہ پہنچایا تو اسکی ضمان خاص طور پر اسی پر ہے	

عربی حاشیہ فتاویٰ ہذا۔ یعنی مغتلم یعنی برانگیختہ، بھڑکا ہوا (یعنی مست اونٹ) (مترجم) ۵؎ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ داخل کیا گیا مغتلم یعنی مست ہو یا غیر مغتلم ہو بغیر اذن داخل کرنے کی صورت میں (اسکی جنایت کا) ضامن ہوگا۔ ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳۔ حکم نمبر ۶۱/۱۱۸۲، ۶۲/۱۱۸۲ نیز ۲۱/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
۱۱۸۲-	علیه خاصة وما اصاب مما قبله فالضمان علیهما وان کان احیانا وسطها واحیانا یتقدم ویتأخر فهو سائق والضمان نصفان	کذا فی خزانة المفتین
۴۷	وان کان الذی فی وسط القطار آخذا بزمام بعیر یقود ماخلفه ولا یسوق ماقبله فما اصاب مما خلفه فلا ضمان فیه علی القائد الاول وما اصاب مما قبله فضمان ذلك علی القائد الاول ولا شیٔ فیه علی هذا الذی فی وسط القطار لانه لیس بسائق مما قبله	هکذا فی المحیط
۴۸	ولو کان رجل راکبا وسط القطار علی بعیر ولا یسوق منها شیأ لم یضمن مما تصیب الابل التی بین یدیه ولکن هو معهم فی الضمان فیما اصاب البعیر الذی هو علیه وما خلفه وقال بعض المتأخرین هذا اذا کان زمام ما خلفه بیده یقوده واما اذا کان نائما علی بعیره او قاعدا لا یفعل شیأ یکون به قائدا مما خلفه فلا ضمان علیه فی ذلك وهو فی حق ما خلفه بمنزلة المتاع الموضوع علی بعیر	کذا فی النهایة نقلا عن المبسوط
۴۹	قال فی المنتقی اذا قاد الرجل قطارا وخلفه سائق وامامه راکب علی بعیر فوطیٔ بعیر الراکب انسانا فالدیة علیهم اثلاثا وکذلك اذا وطیٔ بعیر مما خلف الراکب انسانا وان وطیٔ بعیر امام الراکب فهو علی القائد والسائق نصفان ولا شیٔ علی الراکب	کذا فی المحیط
۵۰	ولو ان رجلا یقود قطارا فربط انسان فی قطاره بعیرا والقائد لا یعلم بذلك فوطیٔ هذا البعیر انسانا فاتلفه کانت الدیة علی عاقلة القائد ثم ترجع عاقلة القائد علی عاقلة الرابط وان کان القائد یعلم بربط البعیر لا ترجع عاقلة القائد علی عاقلة الرابط	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۱	ولو کانت الابل وقوفا فربط الرجل بعیرا فقاد صاحب القطار ولا یعلم کان الضمان علی عاقلة القائد ولا ترجع عاقلة القائد علی عاقلة الرابط	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱؎ حکم نمبر ۱۴،۱۶، ۴۲ تا ۵۱/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲—	(قائد پر نہیں ہے) اور جو اونٹ اس کے آگے ہیں ان میں جس نے صدمہ پہنچایا تو اسکی ضمان ان دونوں پر (یعنی اس سائق اور قائد دونوں پر) ہوگی اور اگر وہ کبھی درمیان میں ہوجاتا ہے کبھی آگے ہوجاتا ہے اور کبھی پیچھے ہو جاتا ہے تو وہ ہانکنے والا قرار پاتا ہے اور ضمان نصف نصف ہوگی ۱؎	خزانۃ المفتین
۴۷	اگر وہ شخص جو (اونٹوں کی) قطار کے درمیان میں کسی اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے اپنے سے پیچھے والے اونٹ کو لئے جا رہا ہو اور اپنے سے آگے والے کو ہانک نہ رہا ہو تو جو اونٹ اس سے پیچھے ہیں ان میں سے جس نے صدمہ پہنچایا اس میں پہلے قائد (یعنی قطار کے اول قائد) پر ضمان لازم نہ ہوگی اور جو اونٹ اس سے آگے ہیں ان میں سے جسنے صدمہ پہنچایا اسکی ضمان پہلے قائد پر لازم ہوگی اور اس (ضمان) میں (سے) اس (مذکورہ) شخص پر کوئی شئی لازم نہ ہوگی جو شخص اس قطار کے درمیان ہے اسلئے کہ وہ اپنے سے آگے والے کے لئے سائق نہیں قرار پاتا ۲؎	محیط
۴۸	(ا) اگر کوئی شخص (اونٹوں کی) قطار کے درمیان کسی اونٹ پر سوار ہو اور ان اونٹوں میں سے کسی کو ہانکتا نہ ہو تو جو اونٹ اس کے آگے ہیں ان سے جس نے صدمہ پہنچایا وہ اس کا ضامن نہ ہوگا (ب) (۱) لیکن جس اونٹ پر وہ سوار ہے اور جو اس کے پیچھے ہے ان سے جس نے صدمہ پہنچایا اسکی ضمان میں وہ ان کے ساتھ (یعنی ان دوسرے قائد اور سائق کے ساتھ) شریک ہوگا (۲) بعض متأخرین کا قول ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جو اونٹ اس کے پیچھے ہے اس کی مہار اس کے ہاتھ میں ہو اور یہ ان کا قائد ہو مگر جب وہ اس اونٹ پر سویا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو اور ایسا کوئی کام نہ کر رہا ہو جس کی بنا پر وہ اپنے سے پیچھے کے اونٹ کا قائد قرار پائے تو اس پر اس میں (یعنی اپنے سے پیچھے کے اونٹوں کی جنایت میں بھی) کوئی ضمان لازم نہ ہوگی اور وہ اپنے سے پیچھے والوں کے حق میں ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اونٹ پر سامان لدا ہوا ہو ۳؎	نہایہ
۴۹	المنتقی میں ہے کہ (ا) جب کوئی شخص (اونٹوں کی) کسی قطار کا قائد ہو اور اس قطار کے پیچھے ایک شخص سائق ہو اور اس سائق کے آگے ایک اونٹ پر کوئی شخص سوار ہو پھر سوار کے اونٹ نے کسی آدمی کو روند دیا تو اس کی دیت ان (تینوں) پر تہائی تہائی ہوگی (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس سوار شخص کے پیچھے کے اونٹوں میں سے کسی اونٹ نے کسی آدمی کو روند دیا تو اس کی دیت ان پر تہائی تہائی ہوگی) (ج) اور اگر اس سوار کے آگے سے کسی اونٹ نے (کسی آدمی کو) روند دیا تو اس کی ضمان قائد اور سائق پر نصف نصف ہوگی اور سوار پر کوئی شئی لازم نہ ہوگی ۴؎	محیط
۵۰	کوئی شخص (اونٹوں کی) کسی قطار کا قائد ہو تو کسی آدمی نے اسکی (چلتی) قطار میں ایک اور اونٹ باندھ دیا اور قائد کو اس کا علم نہ ہو پھر اس اونٹ نے کسی آدمی کو روند کر ہلاک کر دیا تو اسکی دیت اس قائد کی عاقلہ پر لازم ہوگی اور پھر قائد کی عاقلہ، اونٹ باندھنے والے مذکورہ آدمی کی عاقلہ سے واپس لے گی اور اگر اس قائد کو اس اونٹ کے باندھ دینے کا علم ہو تو قائد کی عاقلہ، باندھنے والے کی عاقلہ سے واپس نہ لے گی ۵؎	قاضیخان
۵۱	اگر (مذکورہ صورت میں قطار کے) اونٹ ٹھہرے ہوئے تھے تو ایک آدمی نے (قطار میں) ایک اونٹ باندھ دیا پھر قطار والے نے قطار کو آگے سے رسی پکڑ کر چلایا اور اسے اس (باندھے ہوئے اونٹ) کا علم نہیں ہے تو اس (اونٹ کی جنایت) کی ضمان قائد کی عاقلہ پر لازم ہوگی اور قائد کی عاقلہ باندھنے والے کی عاقلہ سے واپس نہ لے گی ۶؎	قاضیخان

ہو (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثاني عشر في جناية البهائم والجناية عليها — جناية البهائم والجناية عليها	حوالہ
۱۱۸۲-۵۲	ولو انفلتت الدابة فاصابت مالا او آدميا ليلا او نهارا لاضمان على صاحبها	كذا في الهداية
۵۳	وفي النوازل صاحب الزرع اذا قال لصاحب الدابة ان دابتك في زرعي فاخرجها صاحبها فافسدت الدابة في حال خروجها فان لم يأمر صاحب الزرع صاحب الدابة بالاخراج فصاحب الدابة ضامن وان امره بالاخراج فلاضمان عليه هكذا اختيار الفقيه ابي الليث ؒ وقال الفقيه ابونصر ؒ يعود بالضمان في الوجهين جميعا	كذا في الذخيرة
۵۴	رجل وجد في زرعه في الليل ثورين وظن انهما من اهل قريته فان كانا لغير اهل القرية فاراد ان يدخلهما مربطه فدخل في المربط احدهما وفر الآخر فتبعه فلم يقدر عليه وجاء صاحب الثور فاراد تضمينه قال الشيخ الامام ابوبكر محمد بن الفضل ؒ ان كانت نيته عند الأخذ ان يمنعه من صاحبه كان ضامنا وان كانت نيته ان يأخذه ليرده على صاحبه الا انه لم يقدر على الاشهاد ولم يجد من يشهده لا يكون ضامنا	كذا في فتاوى قاضيخان
۵۵	فقيل للشيخ ؒ أرأيت ان كان هذا نهارا فقال ان كان الثور لغير اهل قريته كان حكمه حكم اللقطة ان ترك الاشهاد مع القدرة عليه على انه يأخذه او يحبسه في مربطه ليرده على صاحبه ضمن وان لم يجد من يشهد كان ذلك عذرا له	كذا في الذخيرة
۵۶	وان كان الثور لاهل قريته واخرجه من زرعه ولم يزد على ذلك لا يضمن اذا ضاع الثور وان ساقه بعد ما اخرجه من زرعه ضمنه	كذا في الذخيرة

؎۱ جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ العجماء (یعنی جانوروں) کا فعل (یعنی مالک کی کسی کی تعدی کے بغیر عجماء کا فعل) رائیگاں ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۵۶ اور جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جرح العجماء جبار الحدیث۔ یعنی جانور کسی کو زخمی کردیں تو اسمیں (قصاص ودیت سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے (یعنی جبکہ کسی آدمی کی طرف سے مباشرت تعدی اور سبب بنانا نہ ہو) اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ روایت "العجماء جرحہا جبار" بخاری میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ مفہوم از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صفحہ ۶۱۵ (مترجم) ؎۲ جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۵۷ میں ہے اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کی بکری کسی نانبائی کی دکان میں داخل ہوگئی تو اس کا مالک وہاں اسے نکالنے کیلئے اسکے پیچھے گیا تو اس بکری نے اس نانبائی کی ہنڈیا توڑدی تو داخل ہونے والا مالک اسکا ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۵۲-۱۱۸۲	اگر کوئی جانور چھوٹ گیا (یعنی چھوٹ کر بھاگ گیا)، اور اس نے کسی مال یا آدمی کو دن کے وقت یا رات کے وقت صدمہ پہنچایا تو اس (صورت میں) اس کے مالک پر ضمان لازم نہ ہوگی [1]	ہدایہ
۵۳	النوازل میں ہے کہ جب کھیتی کے مالک نے جانور کے مالک سے کہا کہ تیرا جانور میری کھیتی میں ہے تو اس جانور کے مالک نے اسے (کھیتی سے) باہر نکالا پس نکلنے کے دوران اس جانور نے (اسے) خراب کردیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ل) اگر کھیتی کے مالک نے جانور کے مالک کو (اسے) باہر نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا تو جانور کا مالک ضامن ہوگا اور اگر اس نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا تھا تو جانور کے مالک پر ضمان لازم نہ ہوگی فقیہ ابو اللیث کا اختیار کردہ حکم یونہی ہے [2] (ب) اور فقیہ ابو نصرؒ کا قول یہ ہے کہ جملہ دونوں صورتوں میں (جانور کے مالک پر) ضمان عائد ہوگی [3]	ذخیرہ
۵۴	کسی شخص نے رات کے وقت اپنی کھیتی میں دو بیل پائے اور یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بستی والوں کے ہیں تو اگر وہ بیل اس بستی کے علاوہ کے تھے اور اس نے یہ چاہا کہ انہیں مربط (یعنی جانور باندھنے کی جگہ) میں داخل کردے تو ان میں سے ایک بیل مربط میں داخل ہوگیا اور دوسرا بھاگ گیا پھر اس شخص نے اس کا پیچھا کیا مگر اس پر قابو نہ پاسکا پھر بیلوں کا مالک آیا تو اس نے (اس سے) اس بیل کی ضمان لینا چاہی تو (اس کے حکم کے متعلق) (ل) الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضلؒ کا قول ہے کہ اگر پکڑتے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ اس کے مالک کو اس سے محروم کرے گا تو وہ شخص ضامن ہوگا (ب) اور اگر (پکڑتے وقت) اس کی نیت یہ تھی کہ اسے پکڑ لے گا تاکہ اس کے مالک کو لوٹائے لیکن اس نے اس پر گواہ کرلینے کی قدرت نہ پائی (یعنی موقع نہ ملا) اور نہ کسی کو پایا کہ وہ اس پر گواہ ہو تو (اس صورت میں) وہ ضامن نہ ہوگا [4]	قاضیخان
۵۵	(مذکورہ صورت کے متعلق مذکورہ) شیخؒ سے (یعنی امام ابو بکر محمد بن الفضلؒ سے) کہا گیا کہ آپ فرمائیں کہ اگر یہ امر دن کے وقت پیش آیا) ہو تو آپ نے فرمایا کہ (ل) اگر وہ بیل اس کی بستی کے علاوہ کا تھا تو اس کا حکم لقطہ (یعنی گری پڑی چیز) کا ہے اگر قدرت کے باوجود اس نے اس پر گواہ نہ کئے کہ وہ اسے پکڑ لے گا اور باندھنے کی جگہ اپنی حراست میں رکھے گا تاکہ اس کے مالک کو واپس لوٹائے تو وہ ضامن ہوگا (ب) اور اگر اس شخص نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا جسے گواہ کرے تو یہ امر اس کے لئے عذر قرار پائے گا اور پھر ضمان لازم نہ ہوگی [5]	ذخیرہ
۵۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ بیل اس کی بستی والوں کا تھا اس نے اسے کھیتی سے نکالا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کیا تو جب وہ بیل ضائع ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا (ب) اور اگر اس نے اسے اپنی کھیتی سے نکالنے کے بعد پیچھے سے ہانکا (اور پھر وہ ضائع ہوگیا)، تو وہ ضامن ہوگا [6]	ذخیرہ

فتاوی بزازیہ علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳ (مترجم)، [3] جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ جانور کے مالک نے ہانکا ہے اور کھیتی کا مالک اس کھیتی کے خراب کرنے پر راضی نہ تھا بلکہ اسنے اسکی حفاظت چاہی تھی۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۷ حکم نمبر ۵۲، ۶۰/۱۱۸۲ اور ۳۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] حکم نمبر ۵۶، ۵۸، ۶۰/۱۱۸۲ اور حکم نمبر ۵۳، ۳۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۵۳، ۳۶/۱۱۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [6] فتاوی قاضیخان میں ہے کہ بستی کا بیل ہونے کی صورت میں رات کے وقت (تو) اسکے ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے مگر دن کے وقت وہ لقطہ کے حکم میں نہیں ہوتا کیونکہ دن کو اسکے ضائع ہونے کا خدشہ نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی حاشیہ عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۵ حکم نمبر ۵۳، ۳۶/۱۱۸۲ مع حواشی اور لقطہ کے تفصیلی احکام فتاوی عالمگیری کی بحث ۱۵ میں ہیں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
۵۷-۱۱/۱۸۲	ومن وجد دابة انسان فی زرعه فاخرجها من زرعه فجاء ذئب فاکلها فقد اختلف المشائخ فیه بعضهم قال یضمن وقال بعضهم ان اخرجها ولم یسقها فلا ضمان وان ساقها بعد ما اخرجها فهو ضامن وبه کان یفتی الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ والقاضی الامام علی السغدیؒ وکان الفقیه ابونصر الدبوسیؒ یقول ان ساقها بعد ما اخرجها الی موضع یأمن علی زرعه منها فلا ضمان وان کان اکثر من ذلک فهو ضامن والفتوی علی ما اختاره الفضلیؒ[۱]	کذا فی المحیط
	وان ساقها لیردها علی صاحبها فعطبت فی الطریق او انکسرت رجلها کان ضامنا	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵۸	الراعی اذا وجد فی سرحه بقرة اجنبیة فطردها قدر ما تخرج من زرعه فلا ضمان علیه	کذا فی المحیط
۵۹	زارع سأل الغنم من الراعی الخاص او المشترک لیبیتها فی ضیعته کما هو العادة ففعل وبیتها فیها ونام ونفشت الغنم فی زرع جاره لا ضمان علی احد	کذا فی القنیة
۶۰	اذا وجد فی کرمه او زرعه دابة رجل وقد افسدت شیئاً فحبسها صاحب الکرم او الزرع فهلکت ضمن صاحب الکرم او الزرع قیمتها	کذا فی المحیط
۶۱	اذا ادخل دابته فی دار رجل بغیر اذنه فاخرجها صاحب الدار فهلکت لا یضمن	کذا فی الذخیرة

[۱] فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کسی جانور کو اپنی کھیتی میں پایا تو اسے باہر نکال دیا تو اس جانور کو کسی درندے نے ہلاک کر دیا تو وہ شخص ضامن ہوگا اسلئے کہ اسے نکالنے کی بجائے اس کے مالک کو اس پر خبردار کرنا چاہیے تھا حتی اس کا مالک اس کو نکالے اور صحیح حکم وہ ہے جو قاضی امام سغدیؒ کا قول ہے کہ اس کو (یعنی اس کھیتی کے مالک کو) یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے اپنی ملکیت سے باہر نکال دے البتہ اس کے پیچھے ہانکے نہیں اور اگر اس نے اس جانور کو اپنی ملکیت سے نکالنے کے بعد اسے ہانکا اور پھر وہ جانور ہلاک ہوگیا) تو وہ شخص غاصب قرار پاکر ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۵۷ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ (کسی شخص نے اپنی کھیتی میں کوئی جانور پایا تو) کھیتی والے نے (اس) جانور کو اپنی کھیتی سے باہر نکالا تو اسے بھیڑیا کھا گیا تو اس کے متعلق المنتقی میں ہے کہ وہ ضامن نہ ہوگا اور الفتاوی میں ہے کہ مختار حکم یہ ہے کہ اگر اس نے نکالنے کے بعد اسے ہانکا اور پھر اسے بھیڑیا کھا گیا) تو وہ ضامن ہوگا ورنہ نہیں اور ابوالنصرؒ کا قول یہ ہے کہ جب اسے اس جگہ تک ہانکا جہاں سے اپنی کھیتی پر اس (کے دوبارہ آنے) سے امن میں ہو جائے (اور پھر اسے بھیڑیا کھا گیا) تو بھی وہ شخص ضامن نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے کسی کا جانور کسی کی کھیتی سے نکالا تو یہی حکم ہے اور ابوسلمہؒ سے منقول ہے کہ ضامن ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۰۳ حکم نمبر ۳۶، ۵۳/۱۱۸۲ مع حواشی نیز حکم نمبر ۵۸، ۶۱، ۶۲/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	بارھواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۵۷	جس شخص نے کسی آدمی کا جانور اپنی کھیتی میں پایا تو اسے اپنی کھیتی سے باہر نکال دیا پھر بھیڑیا آیا اور اسے کھا گیا تو اس کے حکم کے متعلق مشائخ نے اختلاف کیا ہے (ا) ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگا (ب) اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے اسے نکالا اور اسے ہانکا نہیں تو (اس پر اس کی) ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر اسے نکالنے کے بعد اسے پیچھے سے ہانک دیا (اور پھر وہ جانور ہلاک ہوگیا) تو وہ ضامن ہوگا اور اسی حکم پر الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل اور القاضی الامام السغدیؒ فتوی دیا کرتے تھے (ج) اور فقیہ ابونصر الدبوسیؒ فرماتے تھے کہ اگر اس نے اسے نکالنے کے بعد ایسی جگہ تک ہانکا جہاں سے اپنی کھیتی پر اس (کے دوبارہ آنے) سے امن میں ہو جائے (اور پھر وہ جانور ہلاک ہوگیا) تو (اس پر اس کی) ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر اس کا ہانکنا اس (جگہ کی حد) سے زیادہ تھا تو وہ ضامن ہوگا (د) اور فتوی اسی حکم پر ہے جسے امام الفضلیؒ نے اختیار کیا ہے	محیط
	(س) اور اگر (مذکورہ صورت میں اس جانور کو اپنی کھیتی سے نکالنے کے بعد) اسے پیچھے سے ہانکا تاکہ اس کے مالک کو واپس کرے پھر وہ جانور راستہ میں ہلاک ہوگیا یا اس کا پاؤں ٹوٹ گیا تو وہ ضامن ہوگا [1]	قاضیخان
۵۸	کسی چرواہے نے اپنی چراگاہ میں کوئی اجنبی گائے دیکھی تو اسے اتنی دور تک ہانک دیا کہ وہ اس کی کھیتی (یعنی چراگاہ) سے نکل جائے تو اس پر اس کی ضمان لازم نہیں ہے [2]	محیط
۵۹	کسی کاشتکار نے کسی خاص یا مشترک چرواہے سے بکریاں مانگیں تاکہ رات کے وقت ان بکریوں کو اپنی زمین میں رکھے جیسا کہ اس کی عادت جاری ہے پس اس نے ایسا کیا اور انہیں رات کو وہاں رکھا اور سو گیا اور بکریاں اس کے پڑوسی کی کھیتی میں چرنے لگیں تو کسی پر (اس کی) ضمان نہیں ہے [3]	قنیہ
۶۰	جب کسی شخص نے اپنے باغ میں یا اپنی کھیتی میں کسی آدمی کے جانور کو پایا اور اس جانور نے کسی چیز کو خراب کر دیا تو اس باغ والے یا کھیتی والے نے اس جانور کو اپنی حراست میں رکھا تو وہ جانور ہلاک ہوگیا تو باغ والا یا کھیتی والا شخص اس کی قیمت کا ضامن ہوگا [4]	محیط
۶۱	جب کسی شخص نے اپنا جانور دوسرے آدمی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل کر دیا تو گھر والے نے اسے باہر نکال دیا پھر وہ جانور ہلاک ہوگیا تو گھر والا آدمی ضامن نہ ہوگا [5]	ذخیرہ

[2] چنانچہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی چرواہے نے (کسی کی) گائے اپنی چراگاہ میں پکڑی تو اسے اپنی چراگاہ سے اتنا ہانکا کہ وہ اس کی چراگاہ سے نکل جائے (پھر وہ گائے ہلاک ہوگئی) تو وہ چرواہا ضامن نہ ہوگا اسلئے کہ بھٹکے ہوئے کو بھٹکا ہوا ہی اپنے ٹھکانا میں رکھتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳۔ حکم نمبر $\frac{۵۳، ۳۶}{۱۱۸۲}$ مع حواشی نیز حکم نمبر $\frac{۵۴، ۶۱، ۶۲}{۱۱۸۲}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{۵۳، ۳۶}{۱۱۸۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ اسے اس جانور کو حراست میں رکھنے کی ولایت نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳۔ حکم نمبر $\frac{۵۳، ۳۶}{۱۱۸۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے اپنا جانور دوسرے کے گھر میں داخل کیا تو گھر کے مالک نے اس جانور کو گھر سے نکال دیا پھر وہ جانور تلف ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا جیسا کہ کھیتی کی صورت میں حکم ہے نیز لکھا ہے کہ کسی شخص نے اپنے جانور کے مربط (یعنی اپنے جانور کے باندھنے کی جگہ) میں کوئی جانور پایا تو اسے باہر نکال دیا تو وہ جانور ضائع ہوگیا یا اسے بھیڑیا کھا گیا تو وہ ضامن ہوگا اسلئے کہ مربط، جانور کا محل ہے (گھر کی صورت میں یہ حکم نہیں ہے اسلئے کہ) گھر اسکا محل نہیں ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳۔ حکم نمبر $\frac{۶۲، ۵۷، ۵۸}{۱۱۸۲}$، $\frac{۴۹}{۱۱۹۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حـوالـہ
۱۱۸۲-۶۲	ولو وضع ثوبا فی بیت رجل بغیر اذنه فرمی به صاحب البیت وکان ذلک حال غیبة المالک ضمن قیمة الثوب	کذا فی الذخیرة
۶۳	رجل یسوق حمار الحطب فی الطریق وقال (کوست کوست) وقدامه رجل لم یسمع ذلک حتی اصاب ثوبه فتخرق ضمن السائق وکذا لو سمع صوته الا انه لم یتهیأ له التنحی لضیق المدة ولا فرق فی هذا بین الاصم وغیره وان امکنه التنحی فلم یتنح بعد ما سمع لا یضمن السائق	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶۴	وفی فتاوی الفضلیؒ اذا قطع الرجل ید دابة انسان او رجلها ان کانت لا یؤکل لحمها فعلی الجانی قیمتها ولیس للمالک ان یمسک الدابة ویضمنه النقصان وان کانت ماکولة اللحم کالشاة والبعیر والبقر فکذلک فی ظاهر الروایة وعلیه الفتوی	هکذا فی الذخیرة
۶۵	ومن فتح باب قفص فطار الطیر او باب اصطبل فخرجت الدابة وضلت لا یضمن الفاتح وقال محمدؒ یضمن	کذا فی الکافی
۶۶	وفی المنتقی ان ما یحمل علی ظهره ففی عینه ربع قیمته	کذا فی الذخیرة

۱؎ جیسا کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ کسی شخص نے اپنا کپڑا دوسرے کے گھر میں (بغیر اجازت) رکھا تو گھر والے نے اس کپڑے کو پھینک دیا (اور وہ کپڑا ضائع ہوگیا) تو وہ ضامن ہوگا اور لکھا ہے کہ جانور کی صورت میں یوں حکم نہیں ہے اس لئے کہ جانور کا گھر میں ہونا ضرر دیتا ہے کپڑا ضرر نہیں دیتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی بزازیہ علی ھامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۴۰۳ ۔ حکم نمبر $\frac{۵۴، ۵۸، ۶۱}{۱۱۸۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۲}{۱۱۸۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۳؎ درمختار میں ہے کہ بعض کے ہاں بیل یا گدھے کی زبان کاٹ دینے کی صورت میں، پاؤں کاٹ دینے کی صورت کے حکم کی طرح اسکی پوری قیمت لازم ہوگی اور اجد

دفعات شق نمبر	بارھواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۲-۱۱۸۲	اور اگر کسی شخص نے (اپنا) کپڑا دوسرے آدمی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر رکھا تو گھر والے نے اسے (گھر سے باہر) پھینک دیا اور اس کا یہ پھینکنا کپڑے کے مالک کی غیر حاضری میں ہوا (پھر وہ کپڑا ضائع ہو گیا)، تو گھر والا اس کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا [1]	ذخیرہ
۶۳	(ا) کوئی شخص لکڑی لادا ہوا گدھا راستہ میں ہانک کرلے جا رہا تھا اور اس نے کوست کوست (یعنی ہٹو بچو) کہا اس کے آگے کوئی آدمی تھا جس نے اس کی آواز نہ سنی حتیٰ کہ اس کے کپڑے کو (اس سے) صدمہ پہنچا تو وہ پھٹ گیا تو (گدھے کا) سائق ضامن ہوگا اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے اس کی آواز سنی مگر وہ وقت کی تنگی کی وجہ سے ایک طرف ہو جانے کے لئے مستعد نہ ہو سکا (تو وہ سائق ضامن ہوگا)، اس حکم میں اس کے بہرے یا غیر بہرے ہونے سے فرق نہیں پڑتا (ب)، اور اگر اسے ایک طرف ہونا ممکن تھا پھر بھی سننے کے بعد وہ نہ ہٹا تو (اس صورت میں)، وہ سائق ضامن نہ ہوگا [2]	قاضیخان
۶۴	فتاوی الفضلی میں ہے کہ جب کسی شخص نے دوسرے آدمی کے جانور کا اگلا پاؤں یا پچھلا پاؤں کاٹ دیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ)، (ا) اگر وہ جانور ایسا ہو کہ اس کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو (یعنی حرام جانور ہو)، تو جنایت کرنے والے پر اس کی قیمت لازم ہوگی اور مالک کو اختیار نہ ہوگا کہ وہ اس جانور کو رکھ لے اور اس سے نقصان کی ضمان لے (ب)، اور اگر جانور ایسا ہو کہ اس کا گوشت کھایا جاتا ہو (یعنی حلال جانور ہو) مثلاً وہ بکری، بھیڑ یا گائے تھی تو بھی ظاہر روایت میں یہی حکم ہے اور اسی حکم پر فتویٰ ہے [3]	ذخیرہ
۶۵	(ا) جس شخص نے (کسی) پنجرے کا دروازہ کھول دیا تو (اندر سے) پرندہ اڑ گیا یا کسی شخص نے اصطبل کا دروازہ کھول دیا اور کوئی جانور باہر نکل گیا اور لاپتہ ہو گیا تو (دونوں صورتوں میں) دروازہ کھولنے والا شخص ضامن نہ ہوگا (ب)، اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ وہ ضامن ہوگا [4]	کافی
۶۶	المنتقی میں ہے کہ وہ جانور جس کی پیٹھ پر بوجھ لادا جاتا ہے تو اس کی آنکھ (ضائع کرنے میں)، اس کی قیمت کی چوتھائی لازم ہوگی [5]	ذخیرہ

[3] پر فتویٰ ہے اور مزید تفصیل بھی درج ہے اور رد المحتار میں اس مقام پر خاصا کلام کیا گیا ہے نیز در مختار میں ہے کہ جانور لنگڑا کر دینا (اس کا پاؤں) کاٹ دینے کے حکم میں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۳۱ تا ص ۴۳۲۔ حکم نمبر ۶۴ تا ۶۷/۱۱۸۲، ۵۰/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[4] حکم نمبر ۶۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [5] حکم نمبر ۶۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم والجنایة علیها — جنایة البهائم والجنایة علیها	حوالہ
۱۱۸۲-۶۷	قال ابوحنیفة رح فی عین البرذون[1] والابل والحمار والبغل ربع القیمة وکذا فی عین بقرة الجزار وجزور[2] الجزار وکذا فی عین الفصیل[3] والجحش[4] وفی احدی عینی الشاة والجمل[5] والطیر والکلب والسنور ما انتقص من قیمته وقال ابویوسف رح علیه النقصان فی جمیع البهائم[6] واللہ اعلم	کذا فی فتاوی قاضیخان

[1] برذون یعنی ٹٹو، ترکی گھوڑا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۰۳ (مترجم) [2] جزور کے متعلق بین السطور ہدایہ میں ہے کہ وہ اونٹ جو نحر کرنے کیلئے رکھا ہو یہ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۶۱۵ اور نحر کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۳۲۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] الفصیل یعنی اونٹنی یا گائے کا وہ بچہ جو ماں سے علیحدہ کیا گیا ہو۔ ماخوذ از المنجد ص ۹۳۰ (مترجم) [4] الجحش یعنی گدھے کا بچہ، بچھیرا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۷۱ (مترجم) [5] جمل یعنی اونٹ، اس کا استعمال اونٹنی کے متعلق کم ہوتا ہے ماخوذ از المنجد ص ۳۰۷ یا جمل یعنی نر اونٹ ماخوذ از منتہی الارب ص ۹۶۶۔ اور ابل اور ابِل یعنی اونٹ، جمع کے معنی میں آتا ہے ماخوذ از المنجد ص ۵۷ اور ابل یعنی بہت سے اونٹ۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۲۰۔ تو ابل (یعنی اونٹ) کی آنکھ کے متعلق بحوالہ قاضیخان حکم ہذا میں چوتھائی قیمت کا ذکر ہے اور جمل (یعنی اونٹ) کی آنکھ کے متعلق بحوالہ قاضیخان حکم ہذا میں ہی اس سے قیمت میں آمدہ کمی کی ضمان کا ذکر ہے، ہدایہ میں بھی چوتھائی قیمت کا ذکر ہے جیسا کہ حکم ہذا ہی کے حاشیہ میں ہے اور درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۳۲ میں بھی چوتھائی قیمت کا ذکر ہے۔ اور فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری ج ۶ ص ۴۰۳، ص ۴۰۴ میں بھی چوتھائی قیمت کا ذکر ہے پس حکم ہذا (یعنی ۶۷/۱۱۸۲) میں جانور کی آنکھ ضائع کرنے کی صورت میں اس سے اس کی قیمت میں جو کمی آئے اس کی ضمان لازم ہونے کے حکم کی ذیل میں جمل یعنی اونٹ کا ذکر محل نظر ہے (مترجم) [6] حکم نمبر ۶۷/۱۱۸۲ کا ساتواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں مزید لکھا ہے کہ الناطفی نے ذکر کیا ہے کہ آنکھ کی ضمان تین مراتب پر ہے ایک یہ کہ ایک آنکھ میں جان کی نصف ضمان لازم ہو اور یہ آدمی کی آنکھ سے متعلق ہے آزاد شخص کی ایک آنکھ میں نصف دیت اور مملوک شخص کی ایک آنکھ میں اس کی نصف قیمت لازم ہے (حکم نمبر ۳۰/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو) دوسرے یہ کہ ایک آنکھ میں جان کا چوتھائی بدل لازم ہو جیسا کہ ان جانوروں کی آنکھ کے متعلق حکم ہے جن پر بوجھ لادا جاتا اور ان پر سواری کی جاتی ہے (وغیرہ) مثلاً گھوڑا اونٹ گائے، گدھا اور خچر اور تیسرے یہ کہ ایک آنکھ میں وہ لازم ہو جو (اس وجہ سے) اس کی قیمت کم ہوئی جیسا کہ بکری، کتا، بلی، اور پرندہ وغیرہ اور امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے الخ ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۳۹۔ ہدایہ میں ہے کہ قصاب کی بکری (یعنی جو بکری اس نے ذبح کرنے کے لئے رکھی ہے اس) کی آنکھ ضائع کردی گئی تو اس میں (مال کی) وہ مقدار لازم ہوگی جو اس سے اسمیں کمی ہوئی اس لئے کہ اس میں مقصود گوشت ہے پس مالی نقصان ہی کا اعتبار ہوگا اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ بکری کی آنکھ ضائع ہونے سے گوشت کا مقصود تو فوت نہیں ہوتا مگر یہ ایک عیب قرار پاتا ہے جس سے مالی نقصان لازم ہوگا نیز یہ حکم ہر بکری کے لئے ہے قصاب کی قید (احترازی) نہیں ہے نیز ہدایہ میں ہے کہ قصاب کی گائے اور اس کی جزور کی آنکھ (ضائع کرنے) میں چوتھائی قیمت لازم ہوگی اسی طرح گدھے، خچر اور گھوڑے کی آنکھ کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ اور لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چوپایہ کی آنکھ میں چوتھائی قیمت لازم ہے الخ

دفعات شق نمبر	بارہواں باب، جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام — جانوروں کی جنایت اور ان پر جنایت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۲-۶۷	امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ برذون[۱] (یعنی ٹٹو، ترکی گھوڑا) اور ابل (یعنی اونٹ) اور خچر کی آنکھ (ضائع کرنے) میں اس کی قیمت کی چوتھائی لازم ہوگی اسی طرح ذبح کرنے والے کی گائے (یعنی قصاب کی گائے جو اس نے ذبح کرنی ہے) اور ذبح کرنے کی جزور[۲] (یعنی اونٹنی اور بکری) کی آنکھ (ضائع کرنے) میں (بھی) یہی حکم ہے (یعنی اس کی قیمت کی چوتھائی لازم ہوگی) اسی طرح فسیل[۳] (یعنی اونٹنی یا گائے کا وہ بچہ جو ماں سے علیحدہ شدہ ہو) اور جحش[۴] (یعنی گدھے کے بچہ اور بچھڑے) کی آنکھ (ضائع کرنے) میں (بھی) یہی حکم ہے (یعنی اس کی قیمت کی چوتھائی لازم ہوگی) اور بھیڑ بکری جمل (یعنی اونٹ)، پرندہ، کتا اور بلی کی آنکھوں میں سے ایک آنکھ (کے ضائع کرنے) میں اسی قدر لازم ہے جو (اس سے) اس کی قیمت میں کمی آگئی اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ تمام جانوروں میں اس پر اس قدر لازم ہے جو (اس سے) اس کی قیمت میں کمی آگئی[۷][۸][۹] واللہ اعلم	قاضیخان

حدیث عینی شرح کنز میں ہے ماخوذ از بین السطور ہدایہ) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ منقول ہے۔ نیز اس لئے کہ ان جانوروں میں گوشت کے علاوہ مثلاً بوجھ لادنا، سوار ہونا، کھیتی کرنا) اور زینت کے مقاصد بھی شامل ہیں الخ اور حاشیہ میں ہے کہ ہر گائے اور اونٹ کا حکم، ذبح کے لئے گلے اور اونٹ کے حکم کی طرح ہے اور (مذکورہ) مسئلہ میں گائے اور اونٹ کا ذکر اس لئے ہے کہ تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ قصاب کی گائے اور اونٹ چونکہ اس نے ذبح کے لئے رکھے ہوئے ہیں اس لئے ان کا حکم بکری کے حکم کی طرح ہونا چاہیئے (یعنی ان کی آنکھ ضائع کرنے میں چوتھائی قیمت کی بجائے نقصان کی ضمان کا حکم ہونا چاہیئے) نیز حاشیہ میں ہے کہ جانور کی آنکھ میں چوتھائی قیمت کا حکم نص (یعنی مذکورہ حدیث) کی بنا پر ہے پس اس کا اپنے مورد پر انحصار ہے مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ وبین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۶۱۵۔ رد المحتار میں ہے کہ بکری کی آنکھ ضائع کرنے میں صحیح آنکھ والی اور ضائع شدہ آنکھ والی اس بکری کی قیمت میں جو فرق قرار پائے وہ لازم ہوگا نیز در مختار و رد المحتار میں ہے کہ مرغی، بکری، کبوتر اور دیگر پرندوں اور کتے اور بلی کی آنکھ ضائع کرنے میں نقصان کی ضمان لازم ہوگی اور مرغی اور بکری کی دونوں آنکھیں ضائع کرنے میں مالک کو اختیار ہوگا کہ وہ مجرم کے لئے رکھ چھوڑے اور اس کی قیمت کی ضمان لے یا خود رکھ لے اور نقصان کی ضمان لے جیسا کہ زیلعی میں ہے۔ نیز در مختار میں ہے کہ کسی شخص نے کسی جانور کا کان یا اس کی دم کاٹ دی تو اس پر نقصان کی ضمان لازم ہوگی (مزید تفصیل بھی ہے) مفہوم فی الجملہ ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۳۱ تا ص ۴۳۲۔ حکم نمبر ۶۴ تا ۶۷/۱۱۸۲، ۵۰/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۶۷/۱۱۸۲ پر، باب ۱۲ کے اختتام کے بعد، غلاموں سے مخصوص احکام پر مشتمل باب ۱۳، ۱۴ یعنی حکم نمبر ۱۱۸۳ تا ۱۱۸۶ جن میں غلاموں کی جنایت اور غلاموں پر جنایت کے احکام ہیں ان کا اندراج متروک ہے اس کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۳ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [۹] جانور سے متعلق جنایت کی مزید جزئیات کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	القسامة	حوالـه
	الباب الخامس عشر فی القسامة	
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الخامس عشر فی القسامة	
	دفعات ۱۱۸۷ تا ۱۱۸۷ عنوان ۱ تعداد شق ۹۳	
۱۱۸۷-	**القسامة** تعداد شق ۹۳	
۱	هی الایمان تقسم علے اهل المحلة الذین وجد القتیل فیهم	كذا فی الكافی
۲	وسببها وجود القتیل فی المحلة اوما فی معناها من الدار او موضع الذی یقرب من المصر بحیث یسمع الصوت منه .	كذا فی النهایة

لے چنانچہ ہدایہ مع حواشی میں ہے کہ جب کسی محلہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تو ان میں سے پچاس مردوں سے (مخصوص) قسمیں لی جائیں گی جنہیں مقتول کا ولی چنے گا۔ نیز لکھا ہے کہ جب انہوں نے قسمیں کھالیں تو اہل محلہ کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور خود مدعی پر قسم نہ ہوگی اور لکھا ہے کہ قسامت اور دیت کا جمع کرنا ان احادیث کی بنا پر ہے جنہیں حضرت عبداللہ بن سہل رضؓ اور حضرت زیاد ابن مریم رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ہمدان کے قبیلہ وداعہ کے متعلق یونہی فیصلہ کیا تھا۔ نیز لکھا ہے کہ یہ قسمیں وجوب دیت کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہیں کہ وہ جھوٹی قسموں سے بچیں اور قصاص ظاہر ہو اور جب انہوں نے قسم کھالی تو قصاص سے بری ہو گئے اور دیت کا وجوب قسم سے انکار کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ ان میں ظاہر پائے جانے والے اس مقتول کی محافظت میں تقصیر سے ہوتا ہے (جس کا قاتل معلوم نہیں ہو سکا) جیسا کہ قتل خطا کی صورت میں محافظت میں تقصیر کی وجہ سے دیت واجب ہوتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حواشی ج ۴ ص ۶۳۴ تا ص ۶۳۶ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ اگر گواہی سے یا قاتل کے اقرار سے اس مقتول کا قاتل معلوم ہو گیا تو قسامت ساقط ہو جائے گی البتہ مذکور مقتول پائے جانے کے بعد (قصاص کے لئے)، وہ گواہی تب قبول ہوگی کہ اس محلہ کے علاوہ سے ہو۔ نیز لکھا ہے کہ اگر اس مقتول کے ولی نے اس محلہ کے علاوہ کسی شخص پر قتل کا دعوی کیا تو اہل محلہ قسامت اور دیت سے بری ہو جائیں گے اس لئے کہ مقتول کے ولی کے دعوی کے بغیر، محض محلہ میں ظہور قتل سے اہل محلہ تاوان نہیں اٹھائیں گے اور اگر مقتول کے ولی نے اس محلہ کے کسی شخص پر قتل کا دعوی کیا تو قسامت ساقط نہ ہوگی اس لئے کہ شریعت نے مذکورہ مقتول کے متعلق اس محلہ پر قسامت واجب کی ہے اور ولی کے دعوی کا مدعی علیہ بھی ان ہی میں سے ہے پس قسامت اور دیت ثابت رہے گی (البتہ قسم کی صورت مخصوص ہوگی) جیسا کہ کفایہ میں ہے اور بعض کا قول ہے کہ (اس صورت) میں قسامت ساقط ہوگی اور یہی روایت امام ابو یوسفؒ سے ہے (البتہ اگر مذکورہ مقتول کے متعلق اہل محلہ نے دعوی کیا کہ اسے ان کے علاوہ فلاں شخص نے قتل کیا ہے اور اس پر اس محلہ کے علاوہ سے گواہی قائم کی تو وہ گواہی جائز ہوگی حکم نمبر ۳۰۹ تا ۴۴، ۲۷ / ۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں) نیز رد المحتار میں ہے کہ یہ قسامت کی شروط سے ہے کہ کوئی انسان۔ مقتول پایا جائے (حقیقتا مقتول ہو اور) خواہ وہ مقتول حکما ہو یعنی وہ شخص زخمی پایا جائے اور پھر وہ صاحب فراش

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	پندرہواں باب، قسامت کے احکام	
	دفعات ۱۱۸۷ تا ۱۱۸۷ — عنوان ۱ — تعداد شق ۹۳	
۱۱۸۷-	**قسامت** — تعداد شق ۹۳	
۱	قسامت سے مراد وہ قسمیں ہیں جو اس محلہ والوں سے لی جاتی ہیں جنمیں مقتول پایا جائے (اور قاتل معلوم نہ ہوسکے)[۱]	کافی
۲	قسامت کا سبب، محلہ میں یا جو جگہ محلہ کے معنی میں ہو مثلاً گھر میں یا وہ جگہ جو شہر سے اتنی قریب ہو کہ وہاں سے آواز سنائی دے سکے، وہاں مقتول پایا جائے (اور اس کا قاتل معلوم نہ ہوسکے)[۲]	نہایہ

[۱] رہے اور اس زخم کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوجائے اور وہ مقتول کسی محلہ میں پایا جائے یا اس جگہ پایا جائے جو محلہ کے معنی میں ہے۔ نیز اس میں قتل کا اثر پایا جائے اس کے قتل کا دعویٰ ہو، اس دعویٰ کا انکار ہو، قاتل معلوم نہ ہوسکے اور ولی شخص قسامت کا مطالبہ کرے۔ قسم کھانے والے اس محلہ کے پچاس عاقل بالغ آزاد مرد ہوں جن کا انتخاب مقتول کا ولی کرے۔ ان میں سے ہر ایک یہ قسم کھائے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم نہ میں نے اسے قتل کیا اور نہ مجھے اس کے قاتل کا علم ہے اور اگر وہ مقتول ایسی جگہ پایا جائے جو کسی مکلف مالک کی مملوکہ جگہ ہو خواہ وہ مالک عورت ہو یا وہ یدا مالک ہو مثلاً مکاتب غلام ہو تو (اس صورت میں) وہ بھی قسم کھانے والوں میں شامل ہوں گے۔ قسم کھانے والوں کی تعداد پچاس سے کم بنے تو مقتول کا ولی ان سے مکرر قسمیں لیکر پچاس قسمیں پوری کرے اور قسامت کا حکم یہ ہے کہ اگر انہوں نے قسم کھالی تو بموجب ظاہر روایت ان کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور اگر انہوں نے قسم کھانے سے انکار کیا تو اگر اس مقتول کے ولی نے قتل عمد کا دعویٰ کیا تھا کہ جبتک وہ قسم نہ کھائیں انہیں قید میں رکھا جائیگا اور اگر اس ولی نے قتل خطاء کا دعویٰ کیا تھا تو قسم کھانے سے انکار کی صورت میں ان (کی عاقلہ) پر دیت کا حکم ہوگا اور قسامت کے محاسن سے یہ ہے کہ تاکہ قتل کی روک تھام ہو۔ قتل رائیگاں نہ ہو، متہم بالقتل کیلئے قصاص سے خلاصی ہو اور قسامت کی مشروعیت کی دلیل اسکے متعلق وہ احادیث وارده ہیں جو ہدایہ اور ان کی شروح میں مذکور ہیں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۵ ص ۴۴۴ تا ص ۴۴۵۔ قسامت اور اہل قسامت کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۱۴، ۲۳ تا ۲۵، ۹۰، ۹۱/۱۱۸۷، مقتول اور اثر قتل کے متعلق ۱۵ تا ۲۲/۱۱۸۷ اور مذکورہ مقتول پائے جانے کی جگہ کی نوعیت و حیثیت کے متعلق ۲۶ تا ۹۳/۱۱۸۷ ملاحظہ ہوں جنمیں سے اگر اس مقتول کے پائے جانے کی جگہ کوئی گھر ہو تو اسکے متعلق حکم نمبر ۲۸، ۲۹، ۵۴ تا ۵۷، ۵۹، ۶۰ تا ۶۴، ۶۶ تا ۷۳، ۹۳، ۲۰، ۷۵/۱۱۸۷ اور کشتی ہو تو ۸۰/۱۱۸۷، عجلہ یعنی جانور سے کھینچی جانے والی گاڑی ہو تو ۹۰/۱۱۸۷، کوئی جانور ہو تو ۸۰ تا ۸۲/۱۱۸۷، چھاؤنی ہو تو ۸۷ تا ۹۱/۱۱۸۷، جیل ہو تو ۹۲/۱۱۸۷، محلہ اور بستی ہو تو ۲۳، ۲۷ تا ۳۰، ۴۰ تا ۴۶، ۴۸ تا ۵۳، ۶۵، ۹۱، ۱ تا ۱۴/۱۱۸۷، بازار ہو تو ۴۱/۱۱۸۷، مسجد ہو تو ۳۸، ۴۱، ۴۳ تا ۴۵/۱۱۸۷، شاہراہ ہو تو ۴۲/۱۱۸۷، نہر ہو تو ۵۸، ۷۴ تا ۷۷/۱۱۸۷، پل ہو تو ۸۵/۱۱۸۷، خندق ہو تو ۸۶/۱۱۸۷، دو بستیوں کے مابین ہو تو ۴۸ تا ۵۲، ۸۲/۱۱۸۷ اور اگر بیابان ہو تو حکم نمبر ۸۳، ۸۴/۱۱۸۷ ملاحظہ ہوں۔ نیز دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] چنانچہ ردالمحتار میں ہے کہ قسامت کا سبب مفہوم ہے اور وہ یہ کہ اس محلہ میں یا اس جگہ میں جو محلہ کے معنی میں ہے (دور کا بیابان نہیں ہے) اسمیں مقتول پایا جائے (اور یہ معلوم نہ ہوسکے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے) مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۵ ص ۴۴۲۔ حکم نمبر ۲، ۴، ۷، ۲۸، ۱۱/۱۱۸۷ مع حواشی نیز حکم نمبر ۸۳، ۸۴/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	القسامة	حوالہ
	الباب الخامس عشر فی القسامة	
۱۱۸۷-۳	اذا وجد قتیل فی محلة قوم وادعی ولی القتیل علی جمیع اهل المحلة انهم قتلوا ولیه عمدا او خطأ وانکر اهل المحلة فانه یحلف خمسون رجلا منهم کل رجل بالله ما قتلته ولا علمت له قاتلا ولا یحلف بالله ما قتلنا	هکذا فی المحیط
۴	والخیار فی التعیین الی ولی القتیل ان کانوا اکثر من خمسین رجلا وان کانوا اقل من خمسین فانه یکرر الیمین علی بعضهم حتی یتم خمسین یمینا	هکذا فی المحیط
۵	فان حلفوا غرموا الدیة وان نکلوا فانهم یحبسون حتی یحلفوا	هکذا فی المحیط
۶	ولا یحلف المدعی ان اهل المحلة قتلوا ولیه سواء کان الظاهر شاهدا للمدعی بان کان بین المقتول وبین اهل المحلة عداوة ظاهرة او لم یکن شاهد للمدعی بان لم یکن بین المقتول وبین اهل المحلة عداوة ظاهرة	هکذا فی المحیط
۷	ثم تجب الدیة علی عاقلة اهل المحلة فی ثلاث سنین	هکذا فی المحیط
۸	وان ادعی القتل علی بعض اهل المحلة لا باعیانهم فکذا الجواب تجب القسامة والدیة علی اهل المحلة وکذا الجواب اذا ادعی علی بعض اهل المحلة باعیانهم استحسانا	هکذا فی المحیط
۹	وان ادعی القتل علی واحد من غیر اهل المحلة لم یکن علی اهل المحلة قسامة ولا دیة فیقال للمدعی الک بینة علی ما ادعیت فان قال نعم اقامها وثبت ما ادعاه ببینة وان لم یکن له	
۱۰	بینة یحلف المدعی علیه یمینا واحدة ولا یحلف خمسین یمینا	هکذا فی المحیط

ـلـه حکم نمبر ۲، ۷/۱۱۸۷ مع حاشیہ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۲ـه حکم نمبر ۱، ۳/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۳ـه دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـ۴ـه حکم نمبر ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ـ۵ـه محلہ میں مقتول پائے جانے کی صورت میں حکم نمبر ۱ تا ۱۴، ۲۳ تا ۲۷، ۳۰ تا ۴۰، ۴۶ تا ۴۸، ۵۳، ۶۵، ۹۱/۱۱۸۷ اور دیت کے متعلق حکم ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ـ۶ـه چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ کسی محلہ میں مذکورہ مقتول کے پائے جانے کی صورت میں، جب مقتول کے ولی نے اس محلہ والوں میں سے کسی ایک معین شخص پر اس قتل کا دعوی کیا تو اہل محلہ سے قسامت ساقط نہ ہوگی اور بین السطور میں ہے کہ انکی عاقلہ سے دیت بھی ساقط نہ ہوگی نیز ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ اس مقتول کے متعلق جمیع اہل محلہ پر دعوی کرے تو شارع نے ابتداء ان اہل محلہ پر قسامت واجب کی ہے کیونکہ وہ تقدیراً قاتل ہیں اسلئے کہ انہوں نے قاتل نہ پکڑا اور ان پر وجوب قسامت اس پر دلیل ہے کہ قاتل ان میں سے ہے تو ان میں سے کسی ایک کی تعیین ابتداء الامر کے منافی نہیں کیونکہ وہ معین بھی ان میں سے ہے دلیس حکم نہ بدلے گا، نیز حاشیہ میں ہے کہ مذکورہ مقتول کے متعلق بطریق ظاہر یہ معلوم تھا کہ قاتل ان اہل محلہ میں سے ہے البتہ حقیقۃً معلوم نہ تھا اور ان میں سے کسی ایک پر ولی کے دعوی سے بھی حقیقتاً یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ قاتل وہی ہے تو جب ولی کے اس دعوی سے کوئی چیز ساقط نہیں ہوئی تو حکم متغیر نہ ہوگا اور اہل محلہ پر

دفعات ذیلی نمبر	پندرہواں باب: قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۳	جب کسی قوم کے محلہ میں مقتول پایا گیا اور مقتول کے ولی نے تمام اہل محلہ پر دعوی کیا کہ ان سب نے اس کو عمداً یا خطأً قتل کیا ہے اور اہل محلہ نے انکار کیا تو ان میں سے پچاس مرد قسم کھائیں گے۔ ہر مرد یوں قسم کھائے گا کہ "اللہ تعالیٰ کی قسم نہ میں نے اسے قتل کیا اور نہ مجھے اس کے قاتل کا علم ہے"، اور وہ یوں قسم نہیں کھائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے قتل نہیں کیا"۔ ؂۱	محیط
۴	اگر (قسامت کیلئے) محلہ کے مرد پچاس سے زائد ہوں تو ان میں سے تعیین کا اختیار اس مقتول کے ولی کو ہے اور اگر پچاس سے کم ہوں تو مقتول کا ولی ان سے بعض سے مکرر قسم لے گا تا کہ وہ پچاس قسمیں پوری کر لے ؂۲	محیط
۵	پس اگر (مذکورہ صورت میں) انہوں نے قسم کھائی تو وہ دیت کے ضامن ہوں گے اور اگر انہوں نے انکار کیا تو وہ قید میں رکھے جائیں گے حتی کہ وہ قسم کھائیں ؂۳	محیط
۶	(مذکورہ قتل کے متعلق) مدعی یہ قسم نہ کھائے گا کہ "اہل محلہ نے اس کے ولی کو قتل کیا ہے" خواہ ظاہر حال مدعی کا گواہ ہو مثلاً یہ کہ مقتول اور اہل محلہ کے مابین ظاہری دشمنی ہو یا ظاہر حال مدعی کا گواہ نہ ہو مثلاً یہ کہ مقتول اور اہل محلہ کے مابین ظاہری دشمنی نہ ہو ؂۴	محیط
۷	پھر (مذکورہ صورت میں) یہ حکم بھی ہے کہ وہ دیت اہل محلہ کی عاقلہ پر ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی ؂۵	محیط
۸	(ا) اگر (مذکورہ صورت میں) مدعی نے اہل محلہ کے بعض غیر معین اشخاص پر قتل کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے کہ قسامت اور دیت اہلِ محلہ پر واجب ہوگی (ب) اور اگر مدعی نے اس محلہ کے بعض معین اشخاص پر دعوی کیا (اور انہوں نے انکار کیا) تو بھی از روئے استحسان یہی حکم ہے (یعنی قسامت اور دیت اہل محلہ پر واجب ہوگی) ؂۶	محیط
۹	اگر (مذکورہ صورت میں) مدعی نے ایسے شخص پر قتل کا دعوی کیا جو اہل محلہ سے نہیں ہے تو اہل محلہ پر قسامت اور دیت لازم نہ ہوگی پس اس مدعی سے کہا جائے گا کہ کیا تیرے پاس اپنے دعوی پر گواہی موجود ہے تو اگر اس نے کہا کہ ہاں ہے، تو وہ اس گواہی کو قائم کرے گا اور اس کا دعوی گواہی سے ثابت ہوگا اور اگر اس مدعی کے پاس اپنے دعوی کے لئے گواہی نہ ہو تو مدعا علیہ ایک قسم کھائے گا پچاس قسمیں نہیں کھائے گا ؂۷	محیط

قسامت اور دیت باقی رہے گی یہ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور و حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۲۔ حکم نمبر ۳، ۸، ۳۰ تا ۳۴/۱۱۸۷ نیز حکم نمبر ۹/۱۱۸۷ اور ۷، ۱۰/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ؂۷ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ (کسی محلہ میں مذکورہ مقتول پائے جانے کی صورت میں) جب مقتول کے ولی نے اس محلہ کے علاوہ میں قاتل کی تعیین کی تو یہ تعیین اس امر کا بیان ہے کہ قاتل اس محلہ سے نہیں ہے پس وہ تاوان نہ اٹھائیں گے اس لئے کہ اہل محلہ محض اس لئے تاوان نہیں اٹھاتے کہ مقتول اس محلہ میں پایا گیا ہے بلکہ اہل محلہ پر ولی کا دعوی بھی ضروری ہے اور جب ولی نے ان کے علاوہ پر دعوی کیا تو اس محلہ والوں سے تاوان ساقط ہو گیا۔ مفہوم فی الجملہ فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۴۲ حکم نمبر ۹، ۳۰ تا ۳۴/۱۱۸۷ نیز حکم نمبر ۳، ۸/۱۱۸۷ اور ۷، ۱۰/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	القسامة — الباب الخامس عشر فی القسامة	حوالہ
۱۱۸۷ - ۱۰	ولاولیاء القتیل ان یختار واصالحی اهل المحلة واهل البلدة والعشیرة الذین وجد القتیل بین اظهرهم وتعیین صالحی اهل العشیرة استحسان فان لم یوجد فی المحلة من الصلحاء خمسون رجلا فاراد ولی القتیل ان یکرر الیمین علی الصلحاء حتی یتم خمسون یمینا اهل له ذلک ام یضم الیهم من فاسقی العشیرة مایکمل به خمسون رجلا لم یذکر محمد هذا الفصل فی الکتاب وروی عنه فی غیر روایة الاصول انه لیس لولی القتیل ذلک ولکنه یختار ممن بقی له فی المحلة حتی یکمل خمسون رجلا	هکذا فی المحیط
۱۱	وله ان یختار الشبان والفسقة وله ان یختار المشائخ والصلحاء منهم	کذا فی الکافی
۱۲	والخیار لولی القتیل دون الامام	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	ولایدخل فی القسامة صبی ولا مجنون ویدخل فی القسامة الاعمی والمحدود فی القذف والکافر	کذا فی السراج الوهاج
۱۴	ولایدخل فی القسامة النساء والممالیک من المکاتبین وغیرهم ومعتق البعض فی قول ابی حنیفة رح کالمکاتب	کذا فی المبسوط
۱۵	والقتیل من به اثر القتل والمیت من لایکون به اثر القتل	کذا فی الذخیرة
۱۶	وان وجد میت لا اثر به فلا قسامة ولا دیة	کذا فی خزانة المفتین
۱۷	والاثر ان یکون به جراحة او اثر ضرب او خنق او خرج الدم من عینه او اذنه	کذا فی خزانة المفتین
۱۸	وان خرج الدم من الفم ان علا من الجوف کان قتیلا وان نزل من الرأس فلا	کذا فی المحیط
۱۹	وان خرج من دبره او ذکره فلیس بقتیل	کذا فی الاختیار شرح المختار

۱؎ حکم نمبر ۳، ۴، ۱۱، ۱۴ تا ۲۵ / ۱۱۸۷ اور ۱، ۷ / ۱۱۸۷ حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴، ۱۱ تا ۱۴ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۴، ۱۱ تا ۱۴ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۶۶ تا ۶۸ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۶۴ تا ۶۵ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۱۷ تا ۲۲ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۷؎ حکم نمبر ۱۷ تا ۲۲ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ

دفعات شق نمبر	پندرھواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۱۰	(مذکورہ صورت میں) (الف) مقتول کے وارثوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اہل محلہ یا اہل شہر سے یا ان رشتہ داروں سے جن کے درمیان وہ مقتول پایا گیا ان میں سے نیک لوگ (قسم کیلئے) چن لیں اور ان رشتہ داروں میں سے نیک لوگوں کی تعیین کرنا استحسان ہے (ب) پس اگر محلہ کے نیک لوگوں میں پچاس اشخاص نہ پائے جائیں اور مقتول کا وارث ان نیک لوگوں کو مکرر قسم دینا چاہے تاکہ پچاس قسمیں پوری ہوجائیں تو کیا اسے ایسا کرنے کا حق حاصل ہے یا وہ ان کے ساتھ، رشتہ داروں میں سے اتنی تعداد میں فاسق لوگ ملالے گا جن سے پچاس مردوں کی (مذکورہ تعداد) پوری ہوجائے تو (اس کے متعلق) امام محمدؒ نے الکتاب میں اس فصل کو ذکر نہیں کیا ہے اور الاصول کے علاوہ کی روایت میں آپ سے مروی ہے کہ اس مقتول کے وارث کو ایسا کرنے کا حق نہیں ہے لیکن وہ باقی ماندہ اہل محلہ میں سے اتنی تعداد میں لے گا تاکہ پچاس مرد پورے ہوجائیں [۱]	محیط
۱۱	(مذکورہ صورت میں) اس مقتول کے وارث کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قسم کھانے کے لئے نوجوانوں اور فاسقوں کو چنے اور اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ ان میں سے مشائخ اور نیک لوگوں کو چنے [۲]	کافی
۱۲	(مذکورہ صورت میں) قسم کھانے کے لئے انتخاب کا حق مقتول کے وارث کو حاصل ہے امام (یعنی حاکم مجاز) کو نہیں ہے [۳]	قاضیخان
۱۳	(الف) (مذکورہ) قسامت میں (نابالغ) بچہ داخل نہیں ہوتا اور نہ مجنون داخل ہوتا ہے (ب) اور قسامت میں اندھا اور وہ شخص جس پر حد قذف لگی ہوئی ہو اور کافر شخص داخل ہوتے ہیں [۴]	سراج وہاج
۱۴	(مذکورہ) قسامت میں عورتیں، مکاتب اور غیر مکاتب غلام داخل نہیں ہوتے اور امام ابو حنیفہؒ کے ہاں معتق البعض (یعنی وہ غلام جس کا بعض حصہ آزاد ہو) کا حکم مکاتب غلام کی طرح ہے [۵]	مبسوط
۱۵	قتیل (یعنی مقتول) سے مراد وہ مردہ شخص ہے جس میں قتل کا اثر (یعنی نشان) موجود ہو اور میت سے مراد وہ مردہ شخص ہے جس میں قتل کا اثر موجود نہ ہو [۶]	ذخیرہ
۱۶	اگر (کسی محلہ میں) میت پایا گیا جس میں قتل کا اثر موجود نہیں ہے تو (اس صورت میں اس میت کے متعلق) نہ قسامت لازم ہوگی اور نہ دیت لازم ہوگی [۷]	خزانۃ مفتین
۱۷	قتل کا (مذکورہ) اثر (یعنی نشان) یہ ہے کہ اس مردہ شخص پر زخم ہو یا ضرب کا نشان ہو یا گلا گھونٹنے کا نشان ہو یا اس کی آنکھ سے یا اس کے کان سے خون نکلا ہو [۸]	خزانۃ مفتین
۱۸	اگر (کسی مردہ شخص کے) منہ سے خون نکلا ہو تو اگر وہ خون پیٹ سے چڑھ کر نکلا ہو تو وہ قتیل ہے اور اگر وہ خون سر سے اترا ہو تو وہ شخص قتیل نہیں ہے [۹]	محیط
۱۹	اگر (کسی مردہ شخص کے) دبر سے یا اس کے ذکر سے خون نکلا ہو تو وہ قتیل نہیں ہے [۱۰]	اختیار

ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۸] حکم نمبر ۱۷ تا ۲۲ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۹] حکم نمبر ۱۷ تا ۲۲ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۱۰] حکم نمبر ۱۷ تا ۲۲ / ۱۱۸۷ اور ۱ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
۱۱۸۷-۲۰	واذا وجد بدن القتيل او اکثر من نصف البدن او نصف البدن ومعه الرأس فی محلة فعلی اهلها القسامة والدية	كذا فی المبسوط
۲۱	وان وجد نصفه مشقوقا بالطول او وجد اقل من النصف ومعه الرأس او وجد يده او رأسه فلا شیٔ عليهم فيه	كذا فی المبسوط
۲۲	ولو وجد فيهم جنين او سقط ليس به اثر الضرب فلا شیٔ علی اهل المحلة وان كان به اثر الضرب وهو تام الخلقة وجبت القسامة والدية عليهم وان كان ناقص الخلقة فلا شیٔ عليهم	كذا فی الكافی
۲۳	واذا وجد العبد او المكاتب او المدبر او ام الولد او الذی يسعى فی بعض قيمته قتيلا فی محلة فعليهم القسامة وتجب القيمة علی عواقل المحلة فی ثلاث سنين	كذا فی المحيط
۲۴	وان وجدت البهيمة والدابة مقتولة فلا شیٔ فيها	كذا فی فتاوی قاضيخان
۲۵	ولا يدخل السكان فی القسامة مع الملاك عند ابی حنيفة رح ومحمد رح	كذا فی التبيين
	وهی علی اهل الخطة دون المشترين ولو بقی منهم واحد هذا قول ابی حنيفة رح ومحمد رح وان لم يبق واحد منهم بان باعوا كلهم فهی علی المشترين والملاك دون السكان عندهما	هكذا فی السراج الوهاج
۲۶	واذا وجد قتيل فی محلة خربة ليس فيها احد ويقربها محلة عامرة فيها ناس كثير تجب القسامة والدية علی اهل المحلة العامرة	كذا فی محيط السرخسی

۱؎ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ اس مقتول کا وہ حصہ جو موجود پایا گیا ہے ایسا ہے کہ اگر باقیماندہ پایا جائے تو اس باقیماندہ میں قسامت جاری ہو سکتی ہے تو اس موجود میں قسامت لازم نہ ہوگی اور اگر موجود حصہ ایسا ہو کہ اگر باقی ماندہ پایا جائے تو اس میں قسامت واجب نہیں ہو سکتی تو اس موجود میں قسامت لازم ہوگی اور یہ حکم اس لئے ہے کہ ایک مقتول میں قسامت کا تکرار لازم نہ آئے جو کہ غیر مشروع ہے اور نماز جنازہ کے متعلق بھی اس قاعدہ پر حکم جاری ہوتا ہے یہ ہدایہ میں ہے، مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۴۳۔ دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱،۷/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ جنین کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۱۸۰ کا دوسرا حاشیہ، حکم ۵/۱۱۸۰، اثر قتل کے متعلق حکم نمبر ۱۷ تا ۲۲/۱۱۸۷، دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۸۷ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۱،۷/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ مکاتب، مدبر اور ام ولد از منتہی غلام کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲/۲۴۳ مع حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۱،۷/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۱،۷/۱۱۸۷ مع حواشی نیز حکم نمبر ۶۴ تا ۶۷/۱۱۸۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۵؎ اہل الخطہ یعنی وہ قدیمی مالک جنہیں حاکم مجاز نے اس سرزمین کی فتح کے وقت غانمین کو دیا ہو یا وہ خطہ زمین کہ جس کے ابتدائی مالک وہی قرار پائے ہوں۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ حاشیہ وبین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۶۳۹ (مترجم)، ۶؎ جیسا کہ ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ اس جگہ کی نصرت مالک ہی سے ہوتی ہے وہی اس قطعہ

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۲۰	اگر کسی محلہ میں، کسی مقتول کا بدن یا نصف بدن سے زیادہ یا نصف بدن مع سر پایا گیا تو اہل محلہ پر قسامت اور دیت لازم ہے[۱]	مبسوط
۲۱	اگر کسی محلہ میں کسی مقتول شخص کا نصف بدن، طول میں چرا ہوا پایا گیا یا کسی مقتول کے نصف بدن سے کم سر سمیت پایا گیا یا اسکا ہاتھ پایا گیا یا اس کا سر پایا گیا تو ان (اہل محلہ) پر اس میں (قسامت و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے	مبسوط
۲۲	(۱) اگر اہل محلہ میں جنین (یعنی ماں کے پیٹ سے گرا ہوا بچہ) یا سقط (یعنی میعاد سے پہلے ماں کے پیٹ سے گرا ہوا مردہ بچہ) پایا گیا اور اس میں ضرب کا اثر نہیں ہے تو اہل محلہ پر (قسامت اور دیت سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے۔ (ب) اور اگر اس پر ضرب کا اثر تھا اور اس کی تخلیق مکمل تھی تو (پھر) اہل محلہ پر قسامت اور دیت لازم ہوگی (ج) اور اگر وہ ناقص الخلقت (یعنی غیر مکمل بچہ) تھا تو اہل محلہ پر (قسامت اور دیت سے) کوئی شئی لازم نہیں ہے[۲]	کافی
۲۳	جب کسی محلہ میں غلام یا مکاتب غلام، مدبر غلام یا ام ولد باندی یا وہ مملوک جو اپنی بعض قیمت (کی ادائیگی) کے لئے سعی کر رہا ہے مقتول پایا گیا تو اہل محلہ پر قسامت لازم ہوگی اور اسکی قیمت اہل محلہ کی عاقلہ پر واجب ہوگی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی[۳]	محیط
۲۴	اگر کسی محلہ میں، چوپایہ یا سواری کا جانور مقتول پایا گیا تو اس میں (قسامت اور دیت سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی[۴]	قاضیخان
۲۵	(۱) قسامت میں مالکوں کے ساتھ سکان (یعنی محض رہائش پذیر لوگ کرایہ دار) داخل نہ ہوں گے یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے یہاں ہے (ب) قسامت اہل خطہ[۵] یعنی پہلے مالکوں پر ہے (اگر ان سے کوئی باقی ہو) اور مشتریوں (یعنی جنہوں نے ان سے خریدا کی ہے) ان پر نہیں ہے خواہ ان مالکوں میں سے کوئی ایک شخص ہی ہو یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے اور اگر مالکوں میں سے کوئی (بھی) باقی نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ سب مالک فروخت کر چکے ہوں تو پھر قسامت ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں خریدنے والوں اور مالکوں پر ہوگی (محض) رہائش پذیر لوگوں پر نہ ہوگی[۶]	تبیین سراج وہاج
۲۶	جب کسی ایسے اجاڑ محلہ میں جس میں کوئی شخص نہیں رہتا کوئی مقتول پایا گیا اور اس کے قریب ایک آباد محلہ موجود ہے جس میں بہت سے لوگ رہتے ہیں تو اس آباد محلہ والوں پر قسامت اور دیت واجب ہوگی[۷]	محیط سرخسی

زمین کی نصرت سے مخصوص ہوتا ہے اس کی رہائش لازمی اور قرار دائمی ہوتا ہے ولایت انتظام بھی اس کی طرف ہوتی ہے پس اس میں قصور کرنا بھی اس کی طرف منسوب ہوگا اور (محض) رہائش پذیر (مثلاً کرایہ دار وغیرہ) تو ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں قسامت میں (مالک اور سکان) سبھی داخل ہیں اس لئے کہ ولایت انتظام جس طرح ملکیت سے ہوتی ہے اسی طرح رہائش سے بھی ہوتی ہے پس ولایت حفظ میں مشترک ہیں اور یہ ضمان ترک حفظ سے لازم ہوتی ہے پس سب پر ہوگی اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا آخری قول ہے اور یہی قول ابن ابی لیلیٰ کا ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کی بنیاد اس مشاہدہ پر ہے جو انہوں نے اہل کوفہ کی عادت میں دیکھا کہ ہر محلہ کے اہل خطہ ہی اس محلہ کا انتظام کرتے ہیں الخ۔ واللہ اعلم۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۳۹۔ حکم نمبر ۲۸۷، ۵۷/۱۱۸۷ مع حواشی، حکم نمبر ۲ ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے ۱۰ کا ج (۲)" اور حکم نمبر ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ[۱] ملاحظہ ہوں (مترجم) [۷] حکم نمبر ۷، ۱/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
۱۱۸۴ / ۲۷	واذا التقی قوم بالسیوف فأجلوا عن قتیل فہو علی اہل المحلة الا ان یدعی اولیاؤہ علی اولٰئک او علی رجل منہم بعینہ فلم یکن علی اہل المحلة ولا علی اولٰئک شیء حتی یقیموا البینة	کذا فی الکافی
۲۸	وان وجد القتیل فی دار انسان فالدیة علی عاقلتہ والقسامة علیہ وعلی قومہ ان کانوا حضورا وان کانوا غیبا فالقسامة علی رب الدار یکرر علیہ الایمان ہذا عند ابی حنیفة رح ومحمد رح	ہکذا فی الہدایة
۲۹	واذا وجد فی دار احد من المشترین فعلیہ القسامة والدیة علی عاقلتہ کما لو کان فی المحلة اہل خطة وقد وجد قتیل فی دار احدہم کانت القسامة علی صاحب الدار والدیة علی عاقلتہ وسائر اہل الخطة برآء عن ذلک	کذا فی المحیط
۳۰	وان ادعی ولی القتیل علی واحد من اہل المحلة بعینہ فشہد شاہدان من اہل المحلة علیہ لم تقبل شہادتہم بالاجماع	کذا فی السراج الوہاج
۳۱	واذا وجد الرجل قتیلا فی محلة وادعی ولی القتیل علی واحد من غیر اہل المحلة انہ قتلہ وشہد لہ بذلک شاہدان من غیر اہل تلک المحلة فانہ تقبل شہادتہما ویبرأ اہل المحلة من القسامة والدیة وان شہد بذلک شاہدان من اہل المحلة التی وجد فیہا القتیل قال ابوحنیفة رح لا تقبل شہادتہما الا انہ یبرأ اہل المحلة عن القسامة والدیة وقال ابویوسف رح ومحمد رح تقبل شہادتہما فی حق القضاء بالقتل علی المدعی علیہ	کذا فی الذخیرة
	ثم قال ابویوسف رح ان اختار الولی الشاہدین من جملة من یستحلفہم یحلفہما باللہ ما قتلناہ فقط وقال محمد رح یحلفان باللہ ما قتلناہ ولا علمنا لہ قاتلا سوی فلان	کذا فی الکافی

۱؎ اس مذکورہ صورت میں اہل محلہ پر قسامت لازم ہونے کی وجہ کے متعلق ہدایہ میں ہے کہ اسلئے کہ وہ مقتول ان میں پایا گیا ہے مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۴۲ اور درمختار میں ہے کہ (وان التقی قوم بالسیوف فأجلوا) ای تفرقوا الخ یعنی اگر کچھ (مسلمان) لوگ تلواریں لیکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور ایک مقتول چھوڑ کر متفرق ہوئے تو وہ اہل محلہ کے ذمہ ہے اسلئے کہ اس جگہ کی حفاظت ان پر ہے لیکن اگر ولی نے ان لوگوں پر دعوی کیا الخ مفہوم ماخوذ از درمختار مع ردالمحتار ج ۵ ص ۴۴۹ حکم نمبر ۱۱۸۶/۹۰،۹۱۸ نیز حکم نمبر ۱۱۸۶/۱،۱۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ کسی کے گھر میں مقتول پائے جانے کی صورت میں حکم نمبر ۱۱۸۷/۲۵،۱۲، ۲۸، ۲۹، ۵۴، ۵۰ تا ۵۹، ۶۰، ۶۲ تا ۶۴، ۶۶، ۷۱ تا ۷۳، ۹۳، دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۰/۱۰ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۱۱۸۶/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ اہل خطہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۶/۲۵ کا پہلا حاشیہ، دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۰/۱۰ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ نیز حکم ۱۱۸۶/۱، ۲۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اسلئے کہ خصومت سب کے ساتھ قائم ہے اور وہ گواہ اس خصومت کو اپنے آپ سے ہٹانا چاہتا ہے پس وہ متہم ہے (اور اسکی گواہی غیر مقبول ہے) مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۴۳ حکم نمبر ۱۱۸۶/۱۳، ۱۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۲۷	(ا) جب کچھ (مسلمان) لوگ تلواریں لیکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے (یعنی انہوں نے باہم لڑائی کی)، تو وہ ایک مقتول چھوڑکر متفرق ہوئے تو وہ اہل محلہ پر ہے (یعنی اس کی قسامت وغیرہ اہل محلہ پر ہوگی) لیکن اگر اس کے وارث ان تلوار بردار (یعنی ان مسلح) لوگوں پر یا ان میں سے کسی ایک معین پر دعوی کریں تو وہ مقتول اہل محلہ کے ذمہ نہ ہوگا اور نہ ان لوگوں پر (قسامت اور دیت سے) کوئی شئی لازم ہوگی جبتک کہ وہ وارث (اپنے دعوی پر) گواہی قائم نہ کریں[۱]	کافی
۲۸	اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا گیا تو اسکی دیت اسکی عاقلہ پر اور قسامت اسپر اور اسکی قوم پر ہوگی اگر وہ حاضر ہیں اور وہ حاضر نہیں ہیں غائب ہیں تو قسامت گھر کے مالک پر ہوگی اور اس سے مکرر قسمیں لی جائیں گی یہ حکم امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے[۲]	ہدایہ
۲۹	اگر مشتریوں (یعنی جنہوں نے اہل خطہ سے خریداری کی ہے ان) میں سے کسی کے گھر میں مقتول پایا گیا تو اسپر قسامت اور اسکی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جیساکہ اگر محلہ میں اہل خطہ لوگ موجود ہوں اور ان میں سے کسی کے گھر کوئی مقتول پایا جائے تو قسامت گھر کے مالک پر لازم ہوگی اور دیت اس کی عاقلہ پر ہوگی اور باقی اہل خطہ قسامت سے بری ہونگے[۳]	محیط
۳۰	اگر مقتول کے ولی نے محلہ کے کسی خاص معین شخص پر قتل کا دعوی کیا پھر اس محلہ کے دو گواہوں نے اس پر گواہی دی تو بالاجماع ان کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی[۴]	سراج وہاج
۳۱	(ا) جب کسی محلہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور مقتول کے ولی نے اہل محلہ کے علاوہ کسی ایک شخص پر یہ دعوی کیا کہ اس نے اسے قتل کیا ہے اور اس کے لئے اس محلہ کے علاوہ سے دو گواہوں نے گواہی دی تو ان کی وہ گواہی قبول کی جائے گی اور اہل محلہ قسامت اور دیت سے بری ہوجائیں گے (ب) اگر (مذکورہ صورت میں، جس محلہ میں وہ مقتول پایا گیا ہے اس محلہ کے لوگوں میں سے دو گواہوں نے اس کے لئے (یعنی مقتول کے ولی کے دعوی کے لئے) گواہی دی تو اس کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ ان کی وہ گواہی قبول نہ کی جائے گی لیکن وہ اہل محلہ قسامت اور دیت سے بری ہوجائیں گے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ ان کی وہ گواہی مدعا علیہ پر قتل کا فیصلہ ہونے کے لئے قبول کی جائیگی	ذخیرہ
	(ج) پھر امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ اگر اس مقتول کے ولی نے اپنے دعوی کیلئے ان میں سے دو گواہ چنے جن سے قسم لے گا تو ان سے صرف یہ قسم لے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ وہ یہ قسم کھائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں فلاں شخص کے سوا اس کے قاتل کا علم ہے[۵]	کافی

نیز ۳۱۱۹، ۳۳ / ۱۱۸۶ اور حکم نمبر ۱۰۷ / ۱۱۸۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] جیساکہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں یہ حکم اس لئے کہ وہ (یعنی اہل محلہ جن میں مقتول پایا گیا ہے وہ) اہل خصومت ہیں اور ان سے یہ تقصیر صادر ہے کہ انہوں نے (اپنے محلہ میں) قاتلوں کو اتارا پس ان گواہوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی اگرچہ وہ جملہ خصوم سے نکل گئے الخ اور صاحبینؒ کے ہاں یہ حکم اس لئے ہے کہ اگرچہ وہ خصومت کا نشانہ تھے مگر یہ امر اسلئے باطل ہوگیا کہ مقتول کے ولی نے قتل کا دعوی ان کے غیر پر کیا پس ان کی گواہی مقبول ہوگی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۴۳۔ حکم نمبر ۳۱۱۹، ۳۳، ۳۴ / ۱۱۸۶ نیز ۳۰۰۸۱۳، ۳۲ / ۱۱۸۶ اور حکم نمبر ۱۰۷ / ۱۱۸۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامۃ — القسامۃ	حوالہ
۱۱۸۷-۳۲	ذکر فی النوادر اذا وجد قتیل فی محلۃ وزعم اهل المحلۃ ان رجلا منهم قتله ولم یدع الولی علی واحد منهم بعینه فالقسامۃ والدیۃ علی اهل المحلۃ ثم کیف یحلفون عند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح یحلفون بالله ما قتلناه وما علمنا له قاتلا غیر فلان وهو الاحوط وعلیه الفتوی[1]	کذا فی محیط السرخسی
۳۳	واذا وجد القتیل فی محلۃ وادعی اهل المحلۃ ان فلانا قتله دونهم واقاموا علی ذلک بینۃ من غیر محلتهم جازت الشهادۃ ووقعت لهم البرأۃ عن القسامۃ والدیۃ ادعی ولی القتیل ذلک اولم یدع[2]	کذا فی الذخیرۃ
۳۴	وفی نوادر هشام رح قال سمعت محمدا یقول اذا وجد قتیل فی محلۃ وادعی اولیاءه علیهم واقام اهل المحلۃ بینۃ انه قتله فلان لرجل من غیر محلتهم اوجاء جریحا حتی سقط فی محلتهم ومات قال یبرؤن من الدیۃ وان ادعی اولیاء الدم القتل علی رجل بعینه واقاموا البینۃ علی ذلک فاقام المدعی علیه البینۃ ان فلانا قتله لرجل آخر قال لا اقبل هذه البینۃ[3]	کذا فی المحیط
۳۵	واذا جرح الرجل فی قبیلۃ فنقل الی اهله فمات من تلک الجراحۃ فان کان صاحب فراش حتی مات فالقسامۃ والدیۃ علی القبیلۃ وان لم یکن صاحب فراش فلا ضمان فیه ولا قسامۃ وقال ابو یوسف رح لا ضمان فیه ولا قسامۃ فی الوجهین[4]	کذا فی الکافی
۳۶	وعلی هذا التخریج اذا وجد علی ظهر انسان یحمله الی بیته فمات بعد یوم او یومین فان کان صاحب فراش حتی مات فهو علی الذی کان یحمله کما لو مات علی ظهره وان کان یجیء ویذهب فلا شیء علی من حمله وفیه خلاف ابی یوسف رح	کذا فی الکافی

[1] حکم نمبر ۳، ۸، ۳۰، ۳۲، ۳۴/۱۱۸۷ نیز ۹، ۳۱، ۳۳/۱۱۸۷ اور حکم نمبر ۱، ۷/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۹، ۳۱، ۳۳، ۳۴/۱۱۸۷ نیز ۳، ۸، ۳۰، ۳۲/۱۱۸۷ اور ۱، ۵/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۳، ۸، ۹، ۳۰ تا ۳۴/۱۱۸۷ اور حکم نمبر ۱، ۷/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں مذکورہ حکم اسلئے ہے کہ جب اس زخم سے اسکی موت واقع ہوگئی تو وہ قتل قرار پاکر موجب قصاص ہوگا اور اگر وہ صاحب فراش رہا تو وہ قتل اسی زخم کی طرف منسوب ہوگا اور قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں موجب قسامت ودیت ہوگا، اور اگر وہ صاحب فراش نہ رہا تو یہ احتمال ہوا کہ اسکی موت اس زخم کے علاوہ سے ہوئی ہو پس اس شک کی

حوالہ	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	دفعہ و ضمنی نمبر
محیط سرخسی	النوادر میں مذکور ہے کہ جب کسی محلہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور اہل محلہ نے یہ گمان کیا کہ ان ہی میں سے ایک آدمی نے اسے قتل کیا ہے اور مقتول کے ولی نے ان میں سے کسی معین شخص پر قتل کا دعوی نہیں کیا تو قسامت اور دیت اہل محلہ پر ہوگی پھر (یہ امر کہ) وہ (یعنی اہل محلہ، قسم کسی طرح کھائیں گے؟ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں وہ یوں قسم کھائیں گے کہ: اللہ تعالیٰ کی قسم نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے اور نہ ہمیں فلاں شخص کے سوا اس کے قاتل کا علم ہے اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور اسی پر فتویٰ ہے [۱]	۱۱۸۷-۳۲
ذخیرہ	جب کسی محلہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور اہل محلہ نے دعوی کیا کہ ان کے سوا فلاں شخص نے اسے قتل کیا ہے اور انہوں نے اس پر اپنے محلہ کے علاوہ سے گواہی قائم کی تو (ان کی) وہ گواہی جائز قرار پائے گی اور ان کے لئے قسامت اور دیت سے بری ہونا واقع قرار پائے گا خواہ مقتول کے ولی نے اس کا دعوی کیا ہو یا نہ کیا ہو [۲]	۳۳
محیط	نوادر ہشامؒ میں ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی مقتول کسی محلہ میں پایا گیا اور (۱) اس کے وارثوں نے ان اہل محلہ پر دعوی کیا اور اہل محلہ نے یہ گواہی قائم کی کہ اسے فلاں آدمی نے قتل کیا ہے جو ان کے محلہ کے علاوہ سے ہے یا (اس پر گواہی قائم کی کہ) وہ شخص زخمی آیا اور ان کے محلہ میں گر کر مر گیا تو (اس کے جواب میں) فرمایا کہ (ان صورتوں میں) اہل محلہ دیت سے بری ہو جائیں گے (ب) اور اگر اس مقتول کے وارثوں نے کسی شخص پر قتل کا دعوی کیا اور انہوں نے اپنے دعوی پر گواہی قائم کی اور مدعا علیہ نے یہ گواہی قائم کی کہ اسے فلاں شخص نے قتل کیا ہے اور وہ ایک اور آدمی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں اس گواہی کو قبول نہ کروں گا [۳]	۳۴
کافی	جب کوئی شخص کسی قبیلہ میں مجروح کیا گیا (اور زخم لگانے والا معلوم نہ ہو سکا) تو وہ زخمی اپنے اہل میں اٹھا لایا گیا پھر اس زخم کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر وہ صاحبِ فراش رہا حتی کہ اس کی موت واقع ہو گئی تو قسامت اور دیت اس قبیلہ پر ہے اور اگر وہ صاحبِ فراش (یعنی بیمار) نہ تھا (بلکہ تندرست ہو گیا تھا) تو اس میں ضمان اور قسامت لازم نہ ہوگی (ب) اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ) دونوں صورتوں میں ضمان اور قسامت لازم نہ ہوگی [۴]	۳۵
کافی	اس مذکورہ مسئلہ کی بنا پر یہ حکم ہے کہ جب وہ (یعنی نامعلوم جارح کا مجروح شخص) کسی آدمی کی پیٹھ پر پایا گیا کہ وہ اسے اسکے گھر کی طرف لے جا رہا ہو پھر ایک یا دو دن بعد اس کی موت واقع ہو گئی تو (۱) اگر وہ صاحب فراش رہا حتی کہ اس کی موت واقع ہو گئی تو وہ اسکے ذمہ ہے جو اسے (پیٹھ پر) لادے ہوئے تھا جیسا کہ اگر اسکی پیٹھ پر اس کی موت واقع ہوئی تو یہی حکم ہے اور اگر وہ زخمی آتا جاتا (یعنی چلتا پھرتا) رہا اور بیمار نہ رہا) تو اسے جو شخص اٹھا لایا اس پر (قسامت اور دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی (ب) اور اس میں (بھی) امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے [۵]	۳۶

وجہ کہ قسامت و دیت لازم نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں مذکورہ حکم اسلئے ہے کہ اس قبیلہ و محلہ میں جو کچھ پہنچا وہ جان سے کم تھا پس وہ ایسا ہی ہے کہ وہ صاحب فراش نہ تھا پس قسامت لازم نہ ہوگی، نیز ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس مجروح کا جارح معلوم ہو گیا تو قسامت ساقط ہوگی اور جارح پر قتل عمد کی صورت میں قصاص اور قتل خطا کی صورت میں اسکی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۳۔ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۱۸۷}$ تا $\frac{۳۶}{۱۱۸۷}$ اور $\frac{۱۰۷}{۱۱۸۷}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] جیسا کہ ہدایہ میں ہے، اور لکھا گیا کہ ابو حنیفہؒ کے ہاں یہ حکم اسلئے ہے کہ اٹھانے والا بمنزلہ محلہ کے ہے اور اسکے قبضہ میں اس زخم کا پایا جانا محلہ میں زخمی پائے جانے کی طرح ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۴۴۔ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۱۸۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الخامس عشر[1] فی القسامۃ — القسامۃ	حوالہ
۳۷-۱۱۸۷	ولو جرح فی محلۃ او قبیلۃ فحمل مجروحا ومات فی محلۃ اخری من تلک الجراحۃ فالقسامۃ والدیۃ علی اہل المحلۃ التی جرح فیہا	کذا فی المحیط السرخسی
۳۸	قال فی الجامع محلۃ او مسجد اختطہا ثلاث قبائل احدہا بکر بن وائل وہم عشرون رجلا والاخری بنو قیس وہم ثلاثون رجلا والاخری بنو تمیم وہم خمسون رجلا فوجد فی ہذہ المحلۃ قتیل او فی ہذا المسجد فالدیۃ تجب علی القبائل اثلاثا علی کل قبیلۃ ثلثہا وکذا لو کان من احدی القبائل رجل واحد لا غیر فعلی عاقلتہ ثلث الدیۃ وعلی القبیلتین الباقیتین ثلثا الدیۃ وان کان الرجل من غیر القبیلتین الا انہ حلیف لاحدی القبیلتین کانت الدیۃ علی القبیلتین نصفین ولا شئ علی قبیلۃ الحلیف	کذا فی المحیط
۳۹	وقال فی الجامع ایضا محلۃ اختطہا ثلاث قبائل وبنوا فیہا مسجدا فاشتری رجل من غیر القبائل الثلاث دور احدی القبائل حتی لم یبق من اہل القبیلۃ البائعۃ احد ثم وجد قتیل فی المحلۃ او فی المسجد کانت الدیۃ اثلاثا ثلثہا علی عاقلۃ المشتری وثلثاہا علی القبیلتین الباقیتین فان کان المشتری لتلک الدور رجلا واحدا من احدی القبیلتین الباقیتین کانت الدیۃ نصفین علی القبیلتین الباقیتین وان اشتری رجل من غیر تلک القبائل دور قبیلتین وباقی المسئلۃ بحالہا فالدیۃ نصفان نصفہا علی عاقلۃ المشتری ونصفہا علی عاقلۃ القبیلۃ الباقیۃ	کذا فی المحیط
۴۰	وان اشتری رجل من غیر ہذہ القبائل دور القبائل کلہا ثم باع دور احدی القبائل من قوم شتی فالدیۃ علی عاقلۃ المشتری الاول مادام لہ من تلک الدور شئ ولو کان المشتری للدور کلہا باع دور احدی القبائل من الذین کانت لہم اواقالہا معہم اورد علیہم بعیب بغیر قضاء ثم وجد فی المحلۃ او فی المسجد قتیل فالدیۃ علی عاقلۃ المشتری وان کان الرد علیہم بالعیب بقضاء قاض فعلی عاقلۃ المشتری نصف الدیۃ وعلی عاقلۃ الذین ردت علیہم النصف	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۱۸۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ اہل خطہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر $\frac{۲۵}{۱۱۸۷}$ کا پہلا حاشیہ، دیت کے متعلق حکم نمبر $\frac{۱۰}{۱۱۷۰}$ کا تیسرا حاشیہ عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر $\frac{۷}{۱۱۸۷}$ مع حاشیہ، $\frac{۳۸، ۴۱، ۴۳ تا ۴۵}{۱۱۸۷}$ اور $\frac{۱}{۱۱۸۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{۳۸}{۱۱۸۷}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۳۷	اگر کوئی شخص کسی محلہ یا قبیلہ میں (غیر معلوم جارح سے) مجروح کیا گیا اور اسے زخمی حالت میں اٹھا لایا گیا اور اس زخم کی وجہ سے دوسرے محلہ میں اسکی موت واقع ہوگئی تو قسامت اور دیت اس محلہ والوں پر ہوگی جس محلہ میں وہ شخص زخمی پایا گیا۔ ؎۱	محیط سرخسی
۳۸	الجامع میں فرمایا کہ کوئی محلہ یا مسجد ہے جس کے اہل خطہ تین قبیلے تھے ان میں ایک قبیلہ بکر بن وائل ہے جس میں بیس مرد ہیں۔ دوسرا قبیلہ بنو قیس ہے جس میں تیس مرد ہیں تیسرا قبیلہ بنو تمیم ہے جس میں پچاس مرد ہیں اور اس محلہ میں یا اس مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو (ا)، اس کی دیت تینوں قبیلوں پر تہائی تہائی واجب ہوگی ہر قبیلہ پر ایک تہائی دیت ہوگی (ب)، اسی طرح اگر (مذکورہ صورت میں) ان (تینوں) قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کا صرف ایک ہی شخص ہو اور نہ ہو تو اس کی عاقلہ پر تہائی دیت لازم ہوگی اور باقی دو قبیلوں پر دو تہائی دیت لازم ہوگی (ج)، اور اگر وہ ایک شخص ایسا ہو جو ان دونوں قبیلوں کے علاوہ سے ہو مگر ان دونوں قبیلوں میں سے کسی ایک کا حلیف (یعنی معاہد مددگار) ہو تو وہ دیت ان دونوں قبیلوں پر نصف نصف ہوگی اور حلیف شخص کے قبیلہ پر (دیت میں سے)، کوئی شئی لازم نہ ہوگی ؎۲	محیط
۳۹	الجامع میں یہ بھی فرمایا کہ ایک محلہ ہے جس کے اہل خطہ تین قبیلہ تھے اور انہوں نے اس میں ایک مسجد بنائی پھر (ا)، ایک شخص نے جو ان تینوں قبیلوں کے علاوہ کا ہے ان قبیلوں میں سے کسی ایک قبیلہ کے (سب)، گھر خرید لئے حتی کہ اس فروخت کنندہ کے قبیلہ میں سے کوئی نہ رہا پھر اس محلہ میں یا اس مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو اسکی دیت تین تہائی ہوگی اس کی ایک تہائی اس خریدار کی عاقلہ پر ہوگی اور دو تہائی ان باقی دو قبیلوں پر ہوگی (ب)، اور اگر (فروخت کنندہ قبیلہ کے)، ان گھروں کا وہ خریدار، ان باقی ماندہ دو قبیلوں میں سے کسی قبیلہ کا ہی ایک شخص ہو تو وہ دیت ان باقی ماندہ دو قبیلوں پر نصف نصف ہوگی (ج)، اور اگر ان (تینوں)، قبیلوں کے علاوہ میں سے کسی شخص نے، ان دو قبیلوں کے (سب)، گھر خرید لئے اور باقی مسئلہ حسب حال (مذکورہ)، ہو تو وہ دیت نصف نصف ہوگی ایک نصف اس خریدار کی عاقلہ پر ہوگا اور ایک نصف اس قبیلہ باقیہ کی عاقلہ پر ہوگا ؎۳	محیط
۴۰	اور اگر (مذکورہ صورت میں) (ا)، ان (تینوں)، قبیلوں کے علاوہ میں سے کسی شخص نے تمام قبیلوں کے گھر خرید لئے پھر اس نے ان قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کے تمام گھر مختلف قوم کے ہاں فروخت کردئے تو اس کی دیت پہلے خریدار کی عاقلہ پر ہوگی جبتک کہ اسکے لئے ان گھروں میں سے کچھ بھی باقی ہو (ب)، اور اگر ان تمام گھروں کو خریدنے والے (مذکورہ) شخص نے ان قبائل میں سے کسی ایک قبیلہ کے گھر انہیں کے ہاتھ فروخت کئے جن کے وہ پہلے تھے یا اس نے ان کے ساتھ (انکی)، اس بیع کا اقالہ کیا (یعنی ان کی وہ بیع کالعدم کردی) یا قاضی کے فیصلہ کے بغیر کسی عیب کی وجہ سے انہیں واپس کردیئے پھر اس محلہ میں یا اس مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو اسکی دیت اس خریدار کی عاقلہ پر ہوگی اور اگر انہیں واپس کردینا، قاضی کے فیصلہ کے ذریعہ کسی عیب کی وجہ سے تھا تو اس خریدار کی عاقلہ پر نصف دیت اور جنہیں وہ گھر واپس کردئے گئے انکی عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی ؎۴	محیط

؎۴ حکم نمبر ۳۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	القسامة	حوالہ
	الباب الخامس عشر فی القسامة	
۱۱۸۷-۴۱	اذا وجد فی سوق او مسجد جماعة کانت فی بیت المال اذا کان السوق للعامة او للسلطان وان کان مملوکا لقوم فالقسامة والدیة علیهم واراد بالمسجد المسجد الجامع او مسجد جماعة یکون فی السوق لعامة المسلمین وان کان فی مسجد محلة فعلی اهل المحلة	کذا فی محیط السرخسی
۴۲	وان وجد قتیل فی الشارع الاعظم فلا قسامة فیه والدیة علی بیت المال	هکذا فی الکافی
۴۳	ولو وجد القتیل فی المسجد الحرام من غیر زحام الناس فی المسجد او بعرفة او بغیرها فالدیة علی بیت المال من غیر قسامة	کذا فی المحیط
۴۴	لو وجد قتیل فی ارض او دار موقوفة علی ارباب معلومین فالقسامة والدیة علی اربابها	کذا فی محیط السرخسی
۴۵	وان کانت موقوفة علی المسجد فهو کما لو وجد فی المسجد فیجب علی اهل المحلة القسامة والدیة	کذا فی محیط السرخسی
۴۶	ولو وجد القتیل فی قریة اصلها القوم شتی فیهم المسلم والکافر فالقسامة علی اهل القریة المسلم منهم والکافر فیه سواء ثم یفرض علیهم الدیة فما اصاب المسلمین من ذلک فعلی عواقلهم وما اصاب اهل الذمة فان کانت لهم عواقل فعلیهم والا فعلی اموالهم	کذا فی المبسوط
۴۷	ولو وجد القتیل فی محلة المسلمین وفیها ذمی نازل علیهم لم یستحلف الذمی	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	وان وجد القتیل بین قریتین او سکتین کانت القسامة والدیة علی اقرب القریتین والسکتین الی القتیل هذا اذا کان الصوت القریتین یبلغ الی الموضع الذی وجد فیه القتیل وان لم یبلغ فلا شیٔ علی واحد من القریتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۹	وفی المنتقی اذا وجد قتیل بین قریتین ارضهما وطرقهما مملوکة لقوم یبیعون ارضهما وطرقهما فهو علی الرؤس قال وهذا قول محمد رح	کذا فی الذخیرة

۱؎ حکم نمبر ۴۲/۱۱۸۷ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۳۸، ۴۱ تا ۴۵/۱۱۸۷ اور ۱/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۲؎ الشارع الاعظم کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ المغرب لکھا ہے کہ الشارع یعنی ایسا راستہ جو عام لوگوں کا راستہ ہو اور اسمیں اسناد مجازی ہے، ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۶۴۱ اور الشارع یعنی عام راستہ، بہت چلتی سڑک۔ ماخوذ از المنجد (مترجم)، ۳؎ جیساکہ ہدایہ میں ہے، اور لکھا ہے کہ یہ حکم اسلئے ہے کہ وہ جگہ عام لوگوں کیلئے ہے ان میں سے کسی ایک سے مخصوص نہیں نیز لکھا ہے کہ اگر کوئی مقتول بازار میں پایا جائے اور قاتل معلوم نہ ہو سکے تو اگر وہ جگہ کسی کی مملوکہ ہو تو (قسامت اور دیت) امام ابو یوسف رح کے ہاں وہاں رہنے والوں کے ذمہ ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں مالک کے ذمہ ہے اور اگر وہ جگہ کسی کی مملوکہ نہ ہو جیسا کہ وہ عام راستہ ہو تو وہ بیت المال کے ذمہ ہے، اور حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ النہایہ لکھا ہے کہ بیت المال کے ذمہ اس صورت میں ہے کہ وہ بازار محلوں سے دور ہو مگر ایسے بازار جو محلوں میں ہوتے ہیں اور اہل محلہ کی حفاظت سے محفوظ ہوتے ہیں تو وہاں قسامت اور دیت اہل محلہ پر ہوگی۔ اسی طرح وہ بازار جو دور ہو تو اگر کوئی شخص ایسا ہو جو وہاں رات رہتا ہو یا وہاں کسی کا مملوک گھر ہو تو قسامت اور

دفعات مسلسل نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۴۱	(د) جب بازار میں یا مسجدِ جماعت میں کوئی مقتول پایا گیا تو اس کی دیت بیت المال میں ہوگی بشرطیکہ وہ بازار عام ہو یا سلطانی (یعنی سرکاری) ہو (ب) اور اگر وہ بازار کسی خاص قوم کی ملکیت ہو تو دیت اور قسامت ان پر ہوگی (ج) اور (مذکورہ صورت میں) مسجد (جماعت) سے مراد ایسی جامع مسجد یا مسجد جماعت ہے جو بازار میں عام مسلمانوں کے لئے ہو اور اگر وہ محلہ کی مسجد ہو تو قسامت اور دیت اہل محلہ پر ہوگی [1]	محیط سرخسی
۴۲	اگر شارع اعظم [2] (یعنی شاہراہ عام) پر مقتول پایا گیا تو اس میں قسامۃ لازم نہ ہوگی اور اسکی دیت بیت المال پر ہوگی [3]	کافی
۴۳	اگر المسجد الحرام میں لوگوں کی بھیڑ کے بغیر کوئی مقتول پایا گیا یا عرفہ میں یا غیر عرفہ میں کوئی مقتول پایا گیا تو بغیر قسامت کے اس کی دیت بیت المال پر ہوگی [4]	محیط
۴۴	اگر کوئی مقتول ایسی زمین یا ایسے گھر میں پایا گیا جو معلوم لوگوں پر وقف شدہ ہے تو قسامت اور دیت ان لوگوں پر ہوگی [5]	محیط سرخسی
۴۵	اگر (مذکورہ صورت میں وہ مقتول ایسی جگہ پایا گیا کہ) وہ جگہ مسجد پر وقف شدہ تھی تو اس کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ (وہ مقتول) مسجد میں پائے جانے کی صورت میں حکم ہے پس اہل محلہ پر قسامت اور دیت واجب ہوگی [6]	محیط سرخسی
۴۶	اگر کوئی مقتول ایسی بستی میں پایا گیا کہ اس کے اصل مالک مختلف قومیں ہیں ان میں سے مسلمان بھی اور کافر بھی تو قسامت اس بستی والوں پر ہوگی اور اس میں اس بستی والوں میں سے مسلمان اور کافر برابر ہیں پھر ان پر دیت لازم ہوگی تو اس دیت میں سے جو مسلمانوں پر ہو وہ ان کی عاقلہ پر ہوگی اور جو اہل ذمہ پر ہو وہ اگر اہل ذمہ کی عاقلہ ہو تو اس پر ہوگی ورنہ اہل ذمہ کے مالوں میں سے ہوگی [7]	مبسوط
۴۷	اگر کوئی مقتول مسلمانوں کے محلہ میں پایا گیا اس محلہ میں کوئی ذمی اترا ہوا ہے تو قسامت میں اس ذمی سے قسم نہ لی جائیگی [8]	محیط سرخسی
۴۸	اگر کوئی مقتول دو گاؤں یا دو گلیوں کے مابین پایا گیا تو جو گاؤں یا گلی مقتول سے نسبتاً زیادہ قریب ہو اسی (کے لوگوں) پر قسامت اور دیت لازم ہوگی اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان دونوں گاؤں کی آواز اس جگہ تک (عادۃ) پہنچ سکتی ہو جہاں وہ مقتول پایا گیا اور اگر آواز نہ پہنچ سکتی ہو تو ان دونوں (کے لوگوں) پر (قسامت و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی [9]	قاضیخان
۴۹	المنتقی میں ہے کہ جب کوئی مقتول ایسے دو گاؤں کے درمیان پایا گیا کہ ان دونوں گاؤں کی زمینیں اور گلیاں ایک ہی قوم کی ملکیت ہیں وہ ان دونوں گاؤں کی زمینوں اور راستوں کو فروخت کر سکتے ہیں تو وہ ان کی تعداد کے ذمہ ہے آپ نے فرمایا کہ یہ امام محمدؒ کا قول ہے [10]	ذخیرہ

دیت اسپر ہوگی اسلئے کہ اس جگہ کی حفاظت اسی سے متعلق ہے پس وہ تقصیر سے متصف ہوگا اور تقصیر کا موجب اسپر لازم ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حواشی ج ۴ صفحہ ۶۴۱۔ حکم نمبر ۴۱۰۱، ۴۸، ۸۶/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۳۸، ۴۱، ۴۳ تا ۴۵/۱۱۸۷ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۳۸، ۴۱، ۴۲ تا ۴۵/۱۱۸۷ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[6] حکم نمبر ۳۸، ۴۱، ۴۳ تا ۴۵/۱۱۸۷ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] حکم نمبر ۶۹/۱۱۸۷ دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر ۱۰۰/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [8] ذمی شخص کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا حاشیہ، نیز حکم نمبر ۴۶/۱۱۸۷ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[9] دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۴۸ تا ۵۳، ۸۷/۱۱۸۷ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [10] حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
۱۱۸۷-۵۰	وفیہ اذا وجد قتیل فی ارض قریة وھو الی بیوت قریة اخری اقرب فان کانت الارض التی وجد فیھا القتیل مملوکة فھو علی صاحب الملک وان لم تکن مملوکة فھو علی اقرب القریتین	کذا فی الذخیرة
۵۱	وفیہ ایضا سئل محمدؒ عن قتیل بین قریتین أھو علی اقربھما الی الحیطان والارضین قال ان کانت الارضون لیست بملک لھم انما تنسب الی قریة کما تنسب الصحاری فھو علی اقربھما بیوتا	کذا فی الذخیرة
۵۲	واذا وجد قتیل بین قریتین ھو فی القرب الیھما علی السواء وفی احدی القریتین الف رجل وفی الاخری اقل من ذلک فالدیة علی القریتین نصفان بلا خلاف	کذا فی المحیط
۵۳	قال ابو یوسفؒ فی قتیل وجد بین ثلاث دور دار لتمیمی ودار ان لھمدانیین وھن جمیعا فی القرب علی السواء فالدیة نصفان فاعتبر القبیلة دون القرب	کذا فی المحیط
۵۴	ومن اشتری دارا فلم یقبضھا حتی وجد قتیل ولیس فی الشراء خیار فالدیة علی عاقلة البائع وان کان فی البیع خیار احدھما فھو علی عاقلة ذی الید وھذا عند ابی حنیفةؒ وقالا ان لم یکن فی الشراء خیار فالدیة علی عاقلة المشتری وان کان فیہ خیار فالدیة علی عاقلة الذی تصیر الدار الیہ	کذا فی الکافی
۵۵	ومن کان فی یدہ دار فوجد فیھا قتیل لم تعقلہ العاقلة حتی یشھدوا الشھود انھا للذی فی یدیہ	کذا فی خزانة المفتین
۵۶	واذا وجد فی دار انسان قتیل وفیھا مدبرہ وغلمانہ واحرار فان القسامة والدیة علی رب الدار دونھم کذا فی التتارخانیة	ناقلا عن الاسبیجابی

۱؎ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ، نیز حکم نمبر ۵۹/۱۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ، نیز حکم نمبر ۵۹/۱۱۸۶ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶؎ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۵۰	نیز اس میں (یعنی المنتقی میں) ہے کہ جب کوئی مقتول کسی گاؤں کی زمین میں پایا گیا اور وہ مقتول دوسرے گاؤں کے مکانوں کے زیادہ قریب ہے تو اگر وہ زمین جس میں وہ مقتول پایا گیا وہ کسی کی ملکیت ہے تو وہ اس مالک کے ذمہ ہے اور اگر وہ جگہ کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ مقتول ان دونوں گاؤں میں سے نسبتاً قریب گاؤں کے ذمہ ہے [۱]	ذخیرہ
۵۱	نیز اس میں (یعنی المنتقی میں) ہے کہ امام محمدؒ سے اس مقتول کے بارے میں دریافت کیا گیا جو دو گاؤں کے مابین ہو تو ان دونوں گاؤں میں سے جن کے (مکانوں کی) دیواریں زیادہ قریب ہیں ان کے ذمہ ہو گا یا جن کی زمینیں زیادہ قریب ہیں (ان کے ذمہ ہو گا) تو آپ نے فرمایا اگر وہ زمین جہاں وہ مقتول پایا گیا ہے ان کی ملکیت نہ ہو بلکہ (محض) اس گاؤں کی طرف منسوب ہو جیسا کہ صحرائیں (کسی کی ملکیت نہیں ہوتیں اور قریب کے گاؤں کی طرف) منسوب کر دی جاتی ہیں تو وہ مقتول ان دونوں گاؤں میں سے جس کے مکان نسبتاً زیادہ قریب ہوں گے اس کے ذمہ ہو گا [۲]	ذخیرہ
۵۲	جب کوئی مقتول دو گاؤں کے مابین پایا گیا اور وہ قریب ہونے میں ان دونوں گاؤں کی طرف برابر ہے اور ان گاؤں میں سے ایک کی آبادی میں ایک ہزار مرد ہیں اور دوسرے کی آبادی اس سے کم ہے تو دیت ان دونوں گاؤں پر نصف نصف ہو گی اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے [۳]	محیط
۵۳	امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ وہ مقتول جو تین گھروں کے مابین پایا گیا ان میں سے ایک گھر قبیلہ تمیم میں سے کسی کا ہے اور دو گھر دو ہمدانیوں کے ہیں اور وہ سب گھر مقتول سے قریب ہونے میں برابر ہیں تو اس کی دیت نصف نصف ہو گی بس (اس صورت میں) قبیلہ کا اعتبار کیا گیا (جگہ کے لحاظ سے) قریب ہونے کا اعتبار نہیں کیا گیا [۴]	محیط
۵۴	جس شخص نے کوئی گھر خریدا اور (ابھی) اس پر قبضہ نہ کیا تھا حتیٰ کہ (اس میں) کوئی مقتول پایا گیا اور اس بیع میں کسی کے لئے کوئی خیار (یعنی واپسی کا اختیار) نہ رکھا گیا تو اس کی دیت فروخت کنندہ کی عاقلہ پر ہو گی اور اگر اس بیع میں کسی کے لئے (یعنی بائع یا مشتری کے لئے واپسی کا) خیار ہو تو اس کی دیت قابض کی عاقلہ پر ہو گی یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے (ب) اور صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کا قول یہ ہے کہ اگر اس بیع میں خیار نہ تھا تو اسکی دیت مشتری کی عاقلہ پر ہو گی اور اگر اس میں خیار تھا تو اس کی دیت اس کی عاقلہ پر ہو گی جس کے لئے وہ گھر قرار پائے گا [۵]	کافی
۵۵	جس شخص کے قبضہ میں کوئی گھر ہو پھر اس میں کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی عاقلہ اس وقت تک ضامن نہ ہو گی جب تک گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ یہ گھر اسی کا ہے جس کے قبضہ میں ہے [۶]	خزانۃ المفتین
۵۶	جب کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا گیا اور اس گھر میں اس کے خادم، غلام، اور (کچھ) آزاد لوگ رہتے ہیں تو قسامت اور دیت گھر کے مالک پر ہو گی (ان دیگر مذکورہ پر نہ ہو گی) [۷]	تتارخانیہ

[۱] تا [۷] حکم نمبر ۲۸، ۲۵ / ۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
۱۱۸۷-۵۷	وان وجد فی ملک مشترک قتیل فالقسامة علی الملاک وتحمل الدیة علی عواقلهم بعدد الرؤس[1] من الملاک لا بعدد الانصباء حتی لو کان لاحد الشریکین ثلث الدار وللآخر ثلثاها فالدیة علی عواقلهما نصفان	کذا فی الذخیرة
۵۸	وکذا لو وجد فی نهر مشترک بین اقوام	کذا فی الذخیرة
۵۹	قال فی الجامع دار مملوکة لاحد عشر رجلا عشرة منهم من بکر بن وائل وواحد منهم من بنی قیس فوجد فی هذه الدار قتیل فدیته علی احد عشر جزءا عشرة اجزاء منها علی عاقلة بنی بکر بن وائل وجزء واحد علی عاقلة قیس وکذا دار بین بکری وبین قیسیین اثلاثا فوجد فیها قتیل فالدیة علی عواقلهم اثلاثا وهذا الذی ذکر قول محمد رحمه الله رواه عن ابی حنیفة رحمه الله وروی عن ابی یوسف رحمه الله بخلاف هذا فانه قال فی دار بین تمیمی وهمدانیین وجد فیها قتیل فعلی التمیمی نصف الدیة وعلی الهمدانیین نصف الدیة قال وانما هذا علی عدد القبائل بمنزلة قتیل یوجد بین قریتین هو منهما سواء فی القرب فعلی اهل کل قریة نصف الدیة ولا ینظر الی عدد اهل القریتین وکذلک قال ابو یوسف رحمه الله فی دار بین تمیمی وبین اربعة من همدان وجد فیها قتیل فالدیة بینهما نصفان وعند محمد رحمه الله تجب الدیة اخماسا	کذا فی المحیط
۶۰	وفی المنتقی عن محمد رحمه الله عن ابی یوسف رحمه الله فی رجلین فی بیت لیس معهما احد فوجد احدهما مقتولا قال ابو یوسف رحمه الله اضمنه الدیة وقال محمد رحمه الله لا اضمنه لعله قتل نفسه	کذا فی الخلاصة
۶۱	واذا وجد القتیل فی دار بین ثلاثة نفر فالقسامة علی عواقلهم جمیعا اثلاثا وتمام الخمسین فی الکسر علی ای العواقل شاء ولی القتیل ولیس له ان یختار جمیع الخمسین علی عاقلة احدهم	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۲۵،۲۸/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۵۸،۴۲،۴۷ تا ۷۷/۱۱۸۷، ۲۵/۱۱۸۷ مع حاشیہ اور ۱/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۵۲،۵۳/۱۱۸۷ نیز حکم نمبر ۲۵،۲۸/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] جیسا کہ ہدایہ میں ہے، اور لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں یہ حکم اس لئے ہے کہ بظاہر کوئی شخص اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا

دفعات شق نمبر	پندرھواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷/۵۷	اگر مشترکہ ملکیت (کے گھر) میں کوئی مقتول پایا گیا تو قسامت مالکوں پر ہوگی اور دیت مالکوں کی تعداد کی بنا پر ان کی عاقلہ پر ہوگی حصوں کی تعداد کی بنا پر نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر کسی شریک کا حصہ تہائی گھر ہوا اور دوسرے شریک کا حصہ اس (گھر) کا دو تہائی ہو تو دیت ان کی عاقلہ پر نصف نصف ہوگی ۱ھ	ذخیرہ
۵۸	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی مقتول کسی نہر میں پایا گیا اور وہ نہر کچھ قوموں میں مشترک (ملکیت) ہو (تو قسامت مالکوں پر ہوگی اور دیت ان کی تعداد کی بنا پر ان کی عاقلہ پر ہوگی) ۲ھ	ذخیرہ
۵۹	الجامع میں ہے کہ (ا) کسی گھر کی ملکیت گیارہ آدمیوں میں مشترک ہے ان میں سے دس آدمی قبیلہ بکر بن وائل سے ہیں اور ایک آدمی قبیلہ بنو قیس سے ہے اور اس گھر میں کوئی مقتول پایا گیا تو اس کی دیت گیارہ جزوں میں ہوگی ان میں سے دس جز بنی قبیلہ بنو بکر بن وائل (کے آدمیوں) کی عاقلہ پر، ایک جز قبیلہ قیس (کے آدمی) کی عاقلہ پر ہوگی اسی طرح اگر کوئی گھر قبیلہ بنو بکر کے ایک آدمی اور قبیلہ قیس کے دو آدمیوں میں مشترک (ملکیت) ہوا اور اس میں کوئی مقتول پایا گیا تو اس کی دیت تین حصے ہو کر ان کی مددگار عاقلہ پر ہوگی اور یہ مذکورہ احکام امام محمدؒ کے قول پر ہیں جسے آپ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے اس کے خلاف مروی ہے آپ نے ایسے گھر کے متعلق فرمایا جو قبیلہ تمیم کے ایک آدمی اور قبیلہ ہمدان کے دو آدمیوں میں مشترکہ (ملکیت) ہو اس میں کوئی مقتول پایا گیا تو قبیلہ تمیم کے اس ایک آدمی پر نصف دیت اور قبیلہ ہمدانؒ کے ان دونوں آدمیوں پر نصف دیت لازم ہوگی اور آپ نے فرمایا کہ یہ حکم (مالک، قبائل کی تعداد پر ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مقتول دو گاؤں کے مابین پایا گیا وہ ان دونوں گاؤں سے قریب ہونے میں برابر ہو تو ہر گاؤں والوں پر نصف دیت لازم ہوگی اور ان گاؤں والوں کی تعداد کو ملحوظ نہ رکھا جائے گا اسی طرح امام ابو یوسفؒ نے اس گھر کے متعلق فرمایا جو قبیلہ تمیم کے ایک آدمی اور قبیلہ ہمدان کے چار آدمیوں میں مشترک (ملکیت) ہو اس میں کوئی مقتول پایا گیا تو دیت ان دونوں قبیلوں پر نصف نصف ہوگی اور امام محمدؒ کے ہاں وہ دیت پانچ حصوں میں واجب ہوگی (یعنی ایک حصہ قبیلہ تمیم کے مذکورہ آدمی پر اور چار حصے قبیلہ ہمدان کے مذکورہ چار آدمیوں پر لازم ہوں گے) ۳ھ	محیط
۶۰	المنتقی میں ہے کہ امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ سے ان دو شخصوں کے بارے میں روایت کیا ہے جو ایک مکان میں تھے ان کے ساتھ اور کوئی نہ تھا (ان) میں سے ایک مقتول پایا گیا تو (اس کے حکم کے متعلق) امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ میں اس (دوسرے) کو اسکی دیت کی ضمان کا حکم دوں گا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ میں اسے ضمان کا حکم نہ دوں گا شاید کہ مقتول نے خودکشی کر لی ہو ۴ھ	خلاصہ
۶۱	جب کوئی مقتول کسی ایسے گھر میں پایا گیا جو تین آدمیوں میں مشترک (ملکیت) تھی تو قسامت تین حصے ہو کر ان سب کی عاقلہ پر ہوگی اور پچاس کی تعداد پوری کرنے کیلئے (سولہ سولہ کے بعد) گھر میں مقتول کا ولی ان کی عاقلہ میں سے جس سے چاہے (قسم لیکر) پچاس پوری کرلے اور اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ ان میں سے کسی ایک کی عاقلہ میں سے ہی پچاس قسمیں لینا اختیار کرے ۵ھ	محیط

یہ وہم کرنا مسقوط ہے جیسا کہ کوئی شخص محلہ میں مقتول پایا جائے (تو اسکے متعلق خودکشی کا وہم کرنا مسقوط ہے) اور حاشیہ میں ہے کہ محلہ میں مقتول پائے جانے کی صورت میں خودکشی کا وہم موجود ہوتا ہے اور وہاں اسکا اعتبار نہیں کیا جاتا پس اسی طرح اس صورت میں بھی اسکا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۴ — حکم نمبر ۵، ۶۲/۱۱۸۷ اور حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ھ حکم نمبر ۱۰، ۵۷/۱۱۸۶ اور حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامۃ — القسامۃ	حوالہ
۱۱۸۷-۶۲	ولو وجد الرجل قتیلا فی دار نفسہ فعلی عاقلتہ دیۃ لورثتہ عند ابی حنیفۃ رح وقالا لا شئی علیہم واختلف المشائخ رح فی وجوب القسامۃ علی عاقلتہ علی قولہ واختار شمس الائمۃ السرخسی ان لا تجب القسامۃ ہہنا [1]	کذا فی الکافی
۶۳	ولو وجد قتیل فی دار من لا تقبل شہادتہ لہ او امرأۃ فی دار زوجہا ففیہ قسامۃ ودیۃ ولا یحرم الارث	کذا فی محیط السرخسی
۶۴	واذا وجد القتیل فی دار امرأۃ فی مصر لیس فیہ من عشیرتہا احد فان الایمان تکرر علی المرأۃ حتی تحلف خمسین یمینا ثم تفرض الدیۃ علی اقرب القبائل منہا وہذا قول ابی حنیفۃ رح وہو قول محمد رح وابی یوسف رح الاول	کذا فی شرح المبسوط
	اما اذا کانت عشیرتہا حضورا تدخل معہا فی القسامۃ	کذا فی الکفایۃ
۶۵	ولو وجد قتیل فی قریۃ لامرأۃ فعند ابی حنیفۃ رح ومحمد رح علیہا القسامۃ تکرر الایمان علیہا وعلی عاقلتہا الدیۃ وعاقلتہا اقرب القبائل الیہا فی النسب قال المتأخرون من اصحابنا ان المرأۃ تدخل مع العاقلۃ فی التحمل فی ہذہ المسئلۃ	کذا فی الکافی
۶۶	واجمعوا ان القتیل اذا وجد فی دار صبی فانہ لا یکون علی الصبی قسامۃ وانما تجب الدیۃ والقسامۃ علی عاقلتہ	کذا فی الذخیرۃ
۶۷	واجمعوا انہ اذا وجد فی دار مجنون انہ لا قسامۃ علی المجنون وانما القسامۃ والدیۃ علی عاقلتہ	کذا فی الذخیرۃ
۶۸	ولو وجد قتیل فی قریۃ او دار لایتام فان کان فیہم کبیر فالقسامۃ علیہ والدیۃ علی عاقلتہم وان لم یکن فیہ کبیر فالقسامۃ والدیۃ علی عاقلتہم	کذا فی محیط السرخسی

[1] حکم نمبر ۶۲/۱۱۸۷ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں یہ حکم اسلئے ہے کہ قسامت ظہور قتل (یعنی مقتول پائے جانے) کی بنا پر واجب ہے اسی لئے ظہور قتل سے قبل وفات یافتہ شخص دیت میں داخل نہیں ہوتا اور مذکورہ صورت میں جب ظہور قتل کے وقت وہ گھر اسکے وارثوں کا قرار پایا تو اسکی عاقلہ پر اسکے وارثوں کیلئے دیت واجب ہوگی اور صاحبین رح اور امام زفر رح کے ہاں مذکورہ حکم اسلئے ہے کہ زخمی ہوتے وقت (اسکا) وہ گھر اسکے قبضہ میں تھا تو وہ ایسا ہی قرار پائے گا جیسا کہ اسنے خودکشی کی ہو پس وہ قتل رائیگاں ہے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۳۴ حکم نمبر ۶۰/۱۱۸۷ مع حاشیہ اور ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۶۲/۱۱۸۷ کے بعد، فلاموں سے مخصوص تقریبا ۱۰ احکام کا اندراج متروک ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱۳/۱۱۷۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۱۰، ۱۱، ۳۰/۱۱۸۷ اور ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۲۵۲ اور فتاوی بزازیہ علی ہامش عالمگیری عربی ج ۶ ص ۳۹۹ میں ہے (مترجم)، [6] حکم نمبر ۱۴، ۶۵/۱۱۸۷ اور ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [7] جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح اور

دفعات و شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷- ۶۲	اگر کوئی شخص اپنے گھر میں مقتول پایا گیا تو (ا) امام ابو حنیفہؒ کے ہاں اس کی دیت اس کی عاقلہ پر اس کے وارثوں کے لئے ہے (ب) اور صاحبینؒ کا قول ہے کہ ان پر کوئی شئی لازم نہیں ہے (ج) اور امام ابو حنیفہؒ کے قول میں اس کی عاقلہ پر قسامت واجب ہونے کے متعلق مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے شمس الائمہ السرخسیؒ نے یہ حکم اختیار کیا ہے کہ اس صورت میں قسامت واجب نہ ہوگی ۲ ۳	کافی
۶۳	اگر کوئی شخص کسی ایسے (رشتہ دار) شخص کے گھر میں مقتول پایا گیا کہ اسکی گواہی اس (مقتول) کے حق میں قبول نہیں ہو سکتی یا کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر میں مقتول پائی گئی تو اس میں قسامت اور دیت لازم ہوگی اور وہ (مقتول کی) میراث سے محروم نہ ہوگا ۴	محیط سرخسی
۶۴	(ا) جب شہر میں کسی عورت کے ایسے گھر میں کوئی شخص مقتول پایا گیا جسمیں اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی نہیں ہے تو (قسامت میں) اس عورت سے مکرر قسمیں لی جائیں گی حتی کہ وہ پچاس قسمیں کھلئے گی پھر اس عورت کے قبیلوں میں سے جو قبیلہ (رشتہ داروں میں) سب سے زیادہ قریب ہو اس پر دیت لازم کی جائے گی یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور یہی قول امام محمدؒ کا ہے اور یہی امام ابو یوسفؒ کا پہلا قول ہے ۵	شرح مبسوط
	(ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس عورت کے رشتہ دار (وہاں) حاضر تھے تو وہ قسامت میں داخل ہونگے ۶	کفایہ
۶۵	(ا) اگر کوئی مقتول کسی عورت کے (مملوکہ) گاؤں میں پایا گیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس پر قسامت لازم ہوگی اس عورت سے مکرر قسمیں لی جائیں گی اس کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور اس کی عاقلہ وہ قبیلہ ہوگا جو نسب میں دوسرے قبائل کی نسبت زیادہ قریب ہوگا (ب) ہمارے اصحاب میں سے متاخرین نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں وہ عورت بھی دیت برداشت کرنے میں عاقلہ میں داخل ہوگی ۷	کافی
۶۶	اس پر اجماع ہے کہ جب کوئی مقتول کسی (نابالغ) بچہ کے (مملوکہ) گھر میں پایا گیا تو اس بچہ پر قسامت نہ ہوگی بلکہ دیت اور قسامت اس کی عاقلہ پر ہوگی ۸	ذخیرہ
۶۷	اس پر اجماع ہے کہ جب کوئی مقتول کسی مجنون شخص کے گھر میں پایا گیا تو اس مجنون پر قسامت نہ ہوگی بلکہ قسامت اور دیت اس کی عاقلہ پر ہوگی ۹	ذخیرہ
۶۸	(ا) اگر کوئی مقتول کسی ایسے گھر یا گاؤں میں پایا جو یتیموں کا ہے تو اگر ان میں کوئی بڑا (یعنی بالغ) شخص تھا تو قسامت اس پر ہے اور دیت ان کی عاقلہ پر ہوگی (ب) اور اگر ان میں کوئی بڑا شخص نہ ہو تو قسامت اور دیت ان کی عاقلہ پر ہوگی ۱۰	محیط سرخسی

امام محمدؒ کے ہاں یہ حکم اسلئے ہے کہ قسامت نفی تہمت کیلئے ہے اور عورت میں قتل کی تہمت متحقق ہے اور متاخرین نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں (دیت کے) تحمل کیلئے عورت بھی عاقلہ میں داخل ہوگی اس لئے کہ ہم نے اسے قاتلہ قرار دیا ہے اور قاتل عاقلہ میں شمار ہوتا ہے اور حاشیہ میں بحوالہ العنایہ لکھا ہے کہ دوسری صورتوں میں عورت قسامت میں شامل نہیں ہوتی بلکہ قسامت مردوں پر واجب ہوتی ہے پس عورت عاقلہ میں بھی داخل نہیں ہوتی اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں (اختلاف کی) وجہ یہ ہے کہ قسامت اسپر واجب ہوتی ہے جو اہل نصرت سے ہو اور عورت اہل نصرت سے نہیں قرار پاتی پس وہ اس میں بچہ کے مشابہ ہے ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۳ ۔ حکم نمبر ۱۱۸۷/۱۳ اور ۱۱۸۷/۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ حکم نمبر ۱۱۸۷/۱۳ اور ۱۱۸۷/۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۹ حکم نمبر ۱۱۸۷/۱۳ اور ۱۱۸۷/۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۱۰ حکم نمبر ۱۱۸۷/۱۳ اور ۱۱۸۷/۲۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
۱۸۷/۱-۶۹	واذا وجد القتیل فی دار ذمی فالقسامة علیہ یکرر علیہ خمسون یمینا فاذا حلف ان کان لہ عاقلة وکانوا یتعاقلون فیما بینھم فعلی العاقلة الدیة ولا تجب الدیة فی مالہ	کذا فی الذخیرة
۷۰	لو وجد قتیل فی دار ابنہ وبنتہ وھی بینھما نصفان فادعی کل واحد القتل علی صاحبہ فللابن ثلث الدیة علی عاقلتھا وعاقلتھا عاقلتہ ولھا السدس علی عاقلة اخیھا ولو ادعی الابن القتل علی زوج اختہ فلا شیٔ لہ	کذا فی خزانة المفتین
۷۱	وفی مجموع النوازل لو وجد الرجل قتیلا فی دار ابنہ وقد کان قال قبل موتہ وھو مجروح قتلنی فلان فقد أبرأ عاقلة ابنہ من الدیة الا انہ لا یبطل عن الابن ما علیہ من ذلک اذا کان من اھل العطاء خمسة دراھم او اقل من ذلک	کذا فی المحیط
۷۲	وفیہ ایضا اذا وجد الضیف فی دار المضیف قتیلا فھو علی رب الدار عند ابی حنیفةؒ وقال ابو یوسفؒ ان کان نازلا فی بیت علی حدة فلا دیة ولا قسامة وان کان مختلطا فعلیہ الدیة والقسامة	کذا فی المحیط
۷۳	ولو وجد فی دار وارثہ لا وارث لہ غیرہ لم تعقل عاقلتہ لہ	کذا فی خزانة المفتین
۷۴	واذا وجد الرجل قتیلا فی نھر یجری فیہ الماء ان کان النھر عظیما کالفرات ونحوہ فان کان یجری بہ الماء وکان موضع انبعاث الماء فی دار الحرب فدمہ ھدر سواء کان یجری فی وسطہ او فی شطہ وان کان موضع انبعاث الماء فی دار الاسلام تجب الدیة فی بیت المال	ھکذا فی الذخیرة
۷۵	وان کان محتبسا علی شط من شطوطہ لا یجری بہ الماء فھو علی اقرب القری وھذا اذا کان اقرب القری الی ھذا الشط بحیث یسمع اھلھا الصوت منہ فاما اذا کان بحیث لا یسمع منہ الصوت لا یجب علیھم شیٔ وانما یجب فی بیت المال	ھکذا فی الذخیرة

۱؎ ذمی کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷/۱۸۱ کا پہلا حاشیہ ۴۶/۱۱۸۷ اور ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۶۳، ۷۱، ۳۰۷/۱۱۸۷ اور ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۶۳، ۷۰، ۳۰۷/۱۱۸۷ اور ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۴۴ تا ۴۴، ۲۳۳/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۹-۱۱۸۷	جب کوئی مقتول کسی ذمی کے گھر پایا گیا تو قسامت اس ذمی پر ہوگی اس سے مکرر پچاس قسمیں لی جائیں گی پس جب اس نے قسم کھائی تو اگر اس کی عاقلہ ہو جو باہم ایکدوسرے کی مدد کرتے ہوں تو اسکی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی ورنہ دیت اس ذمی کے مال میں واجب ہوگی ۱	ذخیرہ
۷۰	(د) اگر کوئی شخص اپنے بیٹے اور بیٹی کے گھر میں مقتول پایا گیا اور وہ گھر ان دونوں میں نصف نصف مشترک ہے اور ان میں سے ہر ایک نے قتل کا دعوی ایک دوسرے پر کیا تو بیٹے کے لئے تہائی دیت بیٹی کی عاقلہ پر ہوگی اور بیٹی کی عاقلہ وہی ہے جو بیٹے کی عاقلہ ہے (اور بیٹی کے لئے (دیت کا) چھٹا حصہ اس کے بھائی (یعنی مقتول کے بیٹے) کی عاقلہ پر ہوگا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) بیٹے نے (باپ کے) قتل کا دعوی اپنی بہن کے خاوند پر کیا تو بیٹے کے لئے کچھ نہ ہوگا ۲	خزانۃ المفتین
۷۱	مجموع النوازل میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کے گھر مقتول پایا گیا اور اس نے مجروح ہونے کی حالت میں اپنی موت سے پہلے یہ بیان دیا تھا کہ مجھے فلاں شخص نے قتل کیا ہے تو اس نے اپنے بیٹے کی عاقلہ کو دیت سے بری کر دیا لیکن اس سے جو اس کے بیٹے پر لازم آتا ہے وہ باطل نہ ہوگا جب کہ وہ اہل عطا سے ہو (اور) وہ پانچ درہم یا اس سے کم ہوگا ۳	محیط
۷۲	نیز اس میں (یعنی مجموع النوازل میں) ہے کہ جب مہمان اپنے میزبان کے گھر مقتول پایا گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں وہ اس گھر کے مالک کے ذمہ ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ ہے کہ اگر وہ علیحدہ کمرے میں اترا ہوا تھا تو اس پر نہ دیت لازم ہوگی اور نہ قسامت اور اگر وہ مختلط (یعنی میزبان کے ساتھ اس کمرے میں) تھا تو اس میزبان پر دیت اور قسامت لازم ہوگی ۴	محیط
۷۳	اگر کوئی شخص اپنے ایسے وارث کے گھر میں (مقتول) پایا گیا جس وارث کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس وارث کے لئے اس کی عاقلہ اس (مقتول) کی دیت نہ ادا کرے گی ۵	خزانۃ المفتین
۷۴	جب کوئی شخص کسی بہتی نہر میں مقتول پایا گیا تو اگر وہ نہر بڑی ہو مثلاً فرات اور اسکی مانند تو اگر پانی اس (مقتول) کو بہائے لاتا ہو اور (د) اس کے پانی کے ظہور کی جگہ (یعنی منبع) دار الحرب میں (یعنی سلطنت کفار میں) ہو تو اس کا قتل رائیگاں ہے خواہ وہ نہر کے درمیان بہتا ہو یا کنارے پر بہتا ہو (ب) اور اگر اس نہر کے پانی کا منبع دار الاسلام میں ہو تو اس کی دیت بیت المال میں ہوگی ۶	ذخیرہ
۷۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب کوئی شخص بہتی بڑی نہر میں مقتول پایا گیا اور) اس نہر کے کناروں میں سے کسی کنارے پر رکا ہوا ہو یانی اسے بہائے نہ لے جا رہا ہو تو (د) وہ (مقتول) بستیوں میں نسبتاً قریبی بستی کے ذمہ ہوگا اور یہ حکم اس صورت میں ہوگا جبکہ قریب ترین بستی سے اس نہر تک اتنا فاصلہ ہو کہ اس گاؤں والے اسکی آواز سن سکتے ہوں اور اگر فاصلہ اتنا ہو کہ وہاں سے آواز نہ سنی جا سکتی ہو تو اس گاؤں والوں پر (قسامت و دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی بلکہ اسکی دیت بیت المال میں واجب ہوگی ۷	ذخیرہ

۵ حکم نمبر ۶۳، ۷۰، ۷۱ / ۱۱۸۷ اور ۲۸ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶ حکم نمبر ۵۸ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۷ حکم نمبر ۵۸ / ۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
۱۱۸۷-۷۶	وان كان النهر صغيرا لا توام معروفين تجب القسامة على اصحاب النهر والدية على عواقلهم	هكذا فی الذخيرة
۷۷	والفرق فی النهر الصغير والكبير ما عرف بالشفعة كل نهر يستحق به الشفعة فهو صغير وما لا يستحق به الشفعة نحو الفرات والجيحون فهو عظيم	كذا فی فتاوى قاضيخان
۷۸	وان وجد القتيل فی السفينة فالقسامة على من فيها من الركاب والملاحين واللفظ يشمل اربابها حتى يجب على الارباب الذين فيها وعلى السكان وعلى من يمدها والمالك وغير المالك سواء	كذا فی الهداية
۷۹	وكذا العجلة	كذا فی الهداية
۸۰	قتيل على دابة معها سائق او قائد او راكب فديته على عاقلته دون اهل المحلة وان اجتمع فيها السائق والقائد والراكب كانت الدية عليهم جميعا ولا يشترط ان يكونوا مالكين بخلاف الدار	كذا فی التبيين
۸۱	وان لم يكن مع الدابة احد فالدية والقسامة على اهل المحلة الذين وجد فيهم القتيل على الدابة	كذا فی التبيين
۸۲	وان مرت دابة بين قريتين عليها قتيل فعلى اقربهما القسامة والدية قيل هذا محمول على ما اذا كان بحيث يبلغ اهلها الصوت اما اذا كان بحيث لا يبلغهم الصوت فلا شئ عليهم	كذا فی الكافی
۸۳	واذا وجد القتيل فی فلاة فی ارض فان كانت ملكا لانسان فالقسامة والدية على المالك وعلى قبيلته وان لم تكن ملكا لاحد فان كان يسمع فيها الصوت من مصر من الامصار فعليهم القسامة وان كان لا يسمع فيها الصوت فان كان للمسلمين فيها منفعة الاحتطاب والاحتشاش والكلاء فالدية فی بيت المال وان انقطعت عنها منفعة المسلمين فدمه هدر	كذا فی محيط السرخسی

۱؎ حکم نمبر ۵۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۵۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ اور اس حکم کے ماخذ ہدایہ مع حاشیہ میں مزید لکھا ہے کہ یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سکان یعنی رہائش پذیر لوگ بھی مالکوں کے ساتھ قسامت میں داخل ہوتے ہیں (حکم نمبر ۲۵/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہو) اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے ہاں یہ حکم اسلئے ہے کہ کشتی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیجاتی اور ہٹائی جاتی ہے اسمیں ملکیت کی بجائے قبضہ کا اعتبار ہوگا جیسا کہ جانور پر مقتول پائے جانے کی صورت میں قبضہ کا اعتبار ہے (حکم نمبر ۸۰/۱۱۸۷ ملاحظہ ہو) اور لکھا ہے کہ قبضہ میں مالک اور غیر مالک برابر ہیں اور محلہ یا گھر کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ منتقل نہیں کئے جاتے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۱ نیز حکم نمبر ۱۸/۱۱۸۲ ، ۸/۱۱۹۰ اور حکم نمبر ۱۲۵/۱۱۸۷ مع حاشیہ

دفعات شق نمبر	پندرھواں باب، قسامت کے احکام . . . قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۷۶	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی بہتی نہر میں مقتول پایا گیا اور) وہ نہر چھوٹی ہو جو کہ معروف قوموں کی (ملکیت) ہو تو اس نہر کے مالکوں پر قسامت اور ان کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی [۱]	ذخیرہ
۷۷	اور (مذکورہ صورتوں میں) چھوٹی نہر اور بڑی نہر میں فرق وہ ہے جو حق شفعہ سے پہچانا جاتا ہے ہر وہ نہر جس سے حق شفعہ ثابت ہوتا ہے وہ نہر چھوٹی قرار پاتی ہے اور ہر وہ نہر جس سے حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا مثلاً فرات اور جیحون (وغیرہ) تو وہ نہر، بڑی نہر قرار پاتی ہے [۲]	قاضیخان
۷۸	جب کوئی مقتول کسی کشتی میں پایا گیا تو قسامت ان لوگوں پر ہوگی جو لوگ اس میں سوار اور ملاح ہیں اور یہ لفظ (یعنی جو لوگ اس میں ہیں، کا لفظ) اس کشتی والوں کو شامل ہے حتیٰ کہ وہ کشتی والے جو اس میں ہیں اور جو اس میں رہ رہے ہیں اور جو اسے کھینچتے ہیں ان (سب) پر (قسامت اور دیت) واجب ہوگی اور اس حکم میں مالک اور غیر مالک برابر ہیں [۳]	ہدایہ
۷۹	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم جانور سے کھینچی جانے والی گاڑی کے متعلق ہے (یعنی جب مذکورہ گاڑی میں مقتول پایا جائے، قاتل معلوم نہ ہو سکے تو قسامت اور دیت سواریوں اور چلانے والوں سبھی پر ہے) [۴]	ہدایہ
۸۰	کوئی مقتول کسی جانور پر پایا گیا اور اس جانور کے ساتھ سائق یا قائد یا سوار موجود ہے تو اس کی دیت (اور قسامت) اس پر (یعنی سائق یا قائد یا سوار پر) ہوگی اہل محلہ پر نہ ہوگی (ب) اور اگر اس جانور کے ساتھ سائق اور قائد اور سوار سبھی موجود ہیں تو اس کی (قسامت اور) دیت ان سب پر ہوگی اور اس میں مالک ہونا شرط نہ ہوگا اور کسی گھر میں مقتول پائے جانے کی صورت میں یوں حکم نہیں ہے (بلکہ اس میں اس گھر کا مالک ہونا شرط ہے) [۵]	تبیین
۸۱	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب کوئی مقتول کسی جانور پر پایا گیا اور) اس جانور کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا تو اس کی دیت اور قسامت اس محلہ والوں پر ہوگی جنمیں وہ مقتول اس جانور پر پایا گیا [۶]	تبیین
۸۲	(د) اگر کسی جانور کا دو گاؤں کے مابین گذر ہوا اور اس پر کوئی مقتول پایا گیا تو قسامت اور دیت اس گاؤں پر ہوگی جو ان دونوں گاؤں میں سے (اس سے) زیادہ قریب ہے (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ اتنے فاصلہ پر تھا کہ اس گاؤں والوں کو (اس جگہ سے عادۃً) آواز پہنچ سکتی ہو اور اگر وہ جگہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ انہیں وہاں سے، آواز نہ پہنچ سکتی ہو تو ان پر (قسامت اور دیت سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی [۷]	کافی
۸۳	جب کوئی مقتول دشت بیابان (یعنی وسیع جنگل) کی زمین میں پایا گیا تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ (د) اگر وہ جگہ کسی شخص کی ملکیت ہو تو قسامت اور دیت اسکے مالک اور اسکے قبیلہ پر ہوگی (ب) اور اگر وہ جگہ کسی شخص کی ملکیت نہ ہو تو اگر شہروں میں سے کسی شہر کی آواز وہاں سنائی دیتی ہو تو اس شہر والوں پر [۸] قسامت لازم ہوگی اور [۲] اگر وہاں سے آواز نہ سنائی دیتی ہو تو اگر وہاں مسلمانوں کیلئے جلانے کی لکڑی، خشک گھاس یا سبز گھاس کی منفعت حاصل ہو تو اس مقتول کی دیت بیت المال میں ہوگی اور اگر اس جگہ سے مسلمانوں کی (مذکورہ) منفعت منقطع ہو تو پھر اسکا خون رائیگاں ہے [۹]	محیط سرخسی

ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۱۸۷/۸۴،۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] ۱۱۸۷/۸۰ تا ۸۲ نیز ۱۱۸۷/۲۵،۱۸۰،۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱۱۸۷/۸۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱۱۸۷/۴۸،۸۰،۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۸] رد المحتار میں بحوالہ الفتاوی الہندیہ (یعنی فتاوی عالمگیری) عن المحیط یہ حکم نقل کرنے کے بعد بطور تنبیہ لکھا ہے کہ فتاوی میں ہے کہ اگر (بیابان میں مقتول پایا گیا قاتل معلوم نہ ہو سکا اور) وہ جگہ کسی شخص کی ملکیت نہ ہو اور وہاں سے (شہر میں) آواز سنائی دیتی ہو تو اس جگہ سے اس شہر کے قبائل میں سے قریبی قبیلہ پر (قسامت اور دیت) لازم ہوگی مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۴۶ [۹] حکم نمبر ۱۱۸۷/۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۱۰] حکم نمبر ۱۱۸۷/۸۳،۸۲ نیز ۱۱۸۷/۴۸ اور حکم نمبر ۱۱۸۸/۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس عشر فی القسامة — القسامة	حوالہ
١١٨٧-٨٤	وکذلک اذا وجد فی المفازة ولیس بقربها عمران[١]	کذا فی محیط السرخسی
٨٥	وفی المنتقی اذا وجد قتیل علی الجسر اوعلی القنطرة فذلک علی بیت المال	کذا فی المحیط
٨٦	وفیہ ایضا اذا وجد القتیل فی مثل خندق فی مدینة ابی جعفر[٢] فهو بمنزلة الطریق الاعظم علی اقرب المحال[٣]	کذا فی المحیط
٨٧	ولو وجد فی معسکر نزلوا فی فلاة مباحة لیست بمملوکة لاحد فان وجد فی خیمة او فسطاط فالقسامة والدیة علی من یسکنها وان کان خارجا منها ونزلوا قبائل متفرقین فعلی القبیلة التی وجد فیها القتیل ولو وجد بین القبیلتین فعلی اقربهما وان استویا فعلیهما	هکذا فی التبیین
٨٨	وان نزلوا مختلطین جملة فی مکان واحد ان وجد القتیل فی خیمة احدهم او فسطاط احدهم فعلی صاحب الخیمة والفسطاط وان وجد خارج الخیام فعلی اهل العسکر کلهم	کذا فی المحیط
٨٩	وان کان العسکر فی ارض رجل فالقسامة والدیة علیه	کذا فی محیط السرخسی
٩٠	وان کان اهل العسکر قد لقوا عدوهم من الکفرة فأجلوا عن قتیل مسلم فلا قسامة فی القتیل ولا دیة وان لا یدری من قتله	کذا فی المحیط
٩١	وکذلک ان کانت طائفتان مسلمتین لکن احدی الطائفتین باغیة والاخری عادلة وأجلوا عن قتیل من اهل العدل فلا دیة فی القتیل ولا قسامة	کذا فی المحیط
٩٢	ولو وجد فی السجن فالدیة علی بیت المال وعلی قول ابی یوسف الدیة والقسامة علی اهل السجن	کذا فی الهدایة
٩٣	وان کانت الدار مفرغة وهی مقفلة فوجد فیها قتیل فالقسامة والدیة علی عاقلة رب الدار وهو قول ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد	کذا فی المحیط
	واللہ اعلم	

١ حکم نمبر ٨٣/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٢ حکم نمبر ١/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣ المحال، المحل کی جمع ہے۔ اترنے کی جگہ، ٹھہرنے کی جگہ۔ ماخوذ از المنجد ص٣٢٣۔ حکم نمبر ٣٢/١١٨٧ کا حاشیہ اور ١،٢/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤ حکم نمبر ٨٧ تا ٩١/١١٨٧، ١/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٥ حکم نمبر ٨٦/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦ حکم نمبر ٨٧/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٧ حکم نمبر ٢٧، ٩٠، ٩١/١١٨٧ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٨ حکم نمبر ٩٠/١١٨٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٩ اس حکم کے ماخذ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں یہ حکم اس لئے ہے کہ قید خانہ والے مقہور ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کی نصرت نہیں کرسکتے

دفعات شق نمبر	پندرہواں باب، قسامت کے احکام — قسامت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۷-۸۴	اور اسی مذکور حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کوئی مقتول خشک بیابان (یعنی صحرا) میں پایا گیا اور قریب کوئی آبادی نہیں ہے (تو اس کا خون رائیگاں ہے) [1]	محیط سرخسی
۸۵	المنتقی میں ہے کہ جب کوئی مقتول کسی بڑے یا چھوٹے پل پر پایا گیا تو وہ بیت المال پر ہے [2]	محیط
۸۶	نیز اسمیں (یعنی المنتقی میں) ہے کہ جب کوئی مقتول، مدینہ ابی جعفر کی خندق جیسی جگہ میں پایا گیا تو وہ بمنزلہ (اس) بڑے راستہ کے (ہے) جسمیں مقتول پائے جانے کی صورت میں اسکی قسامت اور دیت، محلوں میں سے قریب ترین محلہ پر ہے [3]	محیط
۸۷	اگر کوئی مقتول کسی ایسی چھاؤنی (یعنی لشکرگاہ) میں پایا گیا جو اہل لشکر کسی ایسے بیابان میں اترے جو مباح (عام) جگہ ہے کسی کی ملکیت نہیں ہے تو (ا) اگر وہ چھوٹی چھولداری یا بڑے خیمہ میں پایا گیا تو قسامت اور دیت اسمیں رہنے والے پر ہے (ب) اور اگر وہ مقتول خیمہ سے باہر پایا گیا تو (۱) اگر لشکر والے ہر قبیلہ کے لوگ الگ الگ اترے تو اس قبیلہ کے ذمہ ہے جس میں وہ مقتول (خیمہ سے باہر پایا گیا) (۲) اور اگر وہ مقتول ان دو قبیلوں کے درمیان پایا گیا تو وہ اس قبیلہ کے ذمہ ہوگا جو قبیلہ ان دونوں قبیلوں میں سے (اس جگہ سے) نسبتاً زیادہ قریب ہوگا اور اگر (اس جگہ سے) قریب ہونے میں وہ دونوں قبیلے برابر ہوں تو وہ ان دونوں قبیلوں کے ذمہ ہوگا [4]	تبیین
۸۸	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی غیر مملوکہ بیابان میں اترتے ہوئے لشکرگاہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور) وہ لشکر والے ایک ہی جگہ میں جمع ہوکر مختلط طور پر (یعنی گھل مل کر) اترے تو (ا) اگر وہ مقتول ان میں سے کسی کی چھولداری یا خیمہ میں پایا گیا تو وہ اس چھولداری اور خیمہ والے کے ذمہ ہوگا (ب) اور اگر وہ مقتول خیمہ سے باہر پایا گیا تو وہ سب اہل لشکر کے ذمہ ہوگا [5]	محیط
۸۹	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی کوئی مقتول لشکرگاہ میں پایا گیا اور) وہ لشکر کسی شخص کی (مملوکہ) زمین میں اترا تھا تو قسامت اور دیت اس (مالک) شخص پر ہوگی [6]	محیط سرخسی
۹۰	اگر اہل لشکر نے اپنے دشمن کفار سے مقابلہ کیا تو وہ ایک مسلمان مقتول چھوڑ کر متفرق ہوئے تو اس مقتول میں قسامت اور دیت لازم نہ ہوگی اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے [7]	محیط
۹۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر (مذکورہ صورت میں) مسلمانوں کے دو گروہ تھے لیکن ان دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ باغی ہو اور دوسرا گروہ اہل عدل سے ہو (اور انہوں نے باہم مقابلہ کیا) اور وہ اہل عدل میں سے کوئی مقتول چھوڑ کر متفرق ہوئے تو اس مقتول میں قسامت اور دیت لازم نہ ہوگی [8]	محیط
۹۲	اگر کوئی مقتول جیل میں پایا گیا تو اسکی دیت بیت المال پر ہوگی اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اسکی دیت اور قسامت جیل والوں پر ہوگی [9]	ہدایہ
۹۳	اگر کوئی گھر خالی ہو اور اسے تالا لگا ہوا ہو پھر اسمیں کوئی مقتول پایا گیا تو قسامت اور دیت اس گھر کے مالک کی عاقلہ پر ہے یہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے [10]	محیط
	واللہ اعلم	

پس ان پر وہ شئی لازم نہ ہوگی جو ترک نصرت سے لازم ہوتی ہے نیز قید خانہ عام لوگوں کے حقوق پالنے کیلئے بنایا جاتا ہے تو جب اسکی غنیمت عام مسلمانوں کیلئے ہے تو اس کا تاوان یعنی عام مسلمانوں پر لوٹے گا پس وہ بیت المال سے ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے ہاں یہ حکم اس لئے ہے کہ قید خانہ والے وہاں کے رہائش پذیر ہیں وہاں کے انتظام کی دلالت ان سے متعلق ہے اور وہ مقتول ان میں پایا گیا پس وہ ان پر ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رح کا جو اختلاف مالک اور محض رہائش پذیر میں ہے یہ بھی اسی کی فرع ہے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۵ صـ ۶۳۱ ـ حکم نمبر ۲۵/۱۱۸۷ مع حاشیہ ۸۸/۱۱۸۷ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [10] حکم نمبر ۱، ۲۸/۱۱۸۷ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اہل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السادس عشر فی المعاقل

دفعات ۱۱۸۸ تا ۱۱۸۹ ۔ عنوانات ۲ ؛ تعداد شق ۶۷

دفعات و شق نمبر	متن	حوالہ
۱۱۸۸ ۔	**المعاقل** — تعداد شق ۵۵	
۱	المعاقل جمع معقلة وهی الدية[1]	كذا فی الهداية
۲	العاقلة الذين يعقلون العقل ای يؤدون الدية وتسمى الدية عقلا ومعقلا لانها تعقل الدماء من ان تسفك ای تمسك	كذا فی الكافی
۳	عاقلة الرجل اهل ديوانه عندنا	كذا فی المحيط
	واهل الديوان اهل الرايات وهم الجيش الذين كتبت اسامیهم فی الديوان	كذا فی الهداية

[1] عقل البعیر یعنی اونٹ کو اسکی ٹانگ اور ران سے ملا کر رسی سے باندھنا کسی کی طرف سے تاوان اور دیت دینا، مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۸۲۹ ۔ حکم ہذا کے ماخذ ہدایہ میں مزید لکھا ہے کہ دیت کو معقلہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ (ناحق) خون بہانے سے باندھکر رکھتی اور روکتی ہے اور حاشیہ میں ہے کہ اس بحث میں یعنی جنایات کی بحث میں دیتوں کا بیان ہے اور اس عنوان یعنی معاقل کے باب میں ان لوگوں کی انواع اور احکام کا بیان ہے جن پر دیتیں واجب ہوتی ہیں اور وہ عواقل یعنی عاقلہ ہیں اور چونکہ عواقل، عاقلہ کی جمع ہے یعنی دیت ادا کرنے والے، اور معاقل، معقلہ کی جمع، یعنی دیت، پس یہاں حذفِ مضاف ہے اور تقدیر کلام یوں ہے "کتاب اہل المعاقل وھو العواقل" یعنی یہ بحث ان کے متعلق ہے جن پر دیتیں واجب ہوتی ہیں ۔ اور وہ عواقل ہیں ۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۵ ۔ حکم نمبر ۲/۱۱۸۸ اور دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں اور عاقلہ (کی انواع) کے متعلق احکام حکم ۳/۱۱۸۸ سے شروع ہوتے ہیں (مترجم) [2] ہدایہ مع حاشیہ میں ہے کہ عاقلہ پر دیت واجب ہونے کی اصل حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے جس کا شان ورود یہ ہے کہ حضرت حمل بن مالک رضی اللہ کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمہ کی لکڑی سے ضرب پہنچائی تو مضروبہ نے جنین ڈالدیا (جنین کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۰ ملاحظہ ہوں) تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرب لگانے والی کے وارثوں سے فرمایا: "قوموا فدوه فقال اخوها عمران بن عویم الاسلمی الذی من لاصاح ولا استهل، ولا شرب ولا اكل، ومثل دمه بطل، فقال عليه السلام أسجع كسجع الكهان قوموا فدوه الحديث" یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اٹھو اسکا فدیہ دو (یعنی مال دیکر چھٹکارا حاصل کرو) تو اس عورت کے بھائی

دفعات/شق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	سولہواں باب معاقل (یعنی اہل معاقل) کے احکام	
	دفعات ۱۱۸۸ تا ۱۱۸۹ ۔ عنوانات ۲ ۔ تعداد شق ۶۷	
۱۱۸۸-	**معاقل (یعنی عاقلہ قرار پانے والے)** اور اسمیں ۵۵ شقیں ہیں	
۱	معاقل، معقلہ کی جمع ہے اور معقلہ سے مراد دیت ہے ۔[۱]	ہدایہ
۲	عاقلہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بند ہن باندھتے ہیں یعنی دیت ادا کرتے ہیں اور دیت کو عقل اور معقل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ (ناحق) خون بہانے سے باندھ کر رکھتی یعنی روکتی ہے ۔[۲]	کافی
۳	(۱) آدمی کا عاقلہ ہمارے ہاں اس کے اہل دیوان ہیں	محیط
	(ب) اور اہل دیوان، وہ اہل رایات (یعنی اہل پرچم) اور وہ لشکری (یعنی فوجی) لوگ ہیں جن کے نام دیوان میں لکھے جاتے ہیں	ہدایہ

عمران نے عرض کیا کہ وہ جو نہ چلایا نہ اونچی آواز سے رو دیا اور وہ جس نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اس جیسے کا خون تو باطل ہوگا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا کاہنوں کے قافیہ دار کلام کی طرح قافیہ آرائی ہورہی ہے اٹھو اور اس کا فدیہ دو الخ بروایت طبرانی فی معجمہ ۔ نیز لکھا ہے کہ ہر (محفوظ) جان قابل احترام ہے اسے رائیگاں چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں اور خطأ (جرم) کرنے والا معذور ہے پس مال واجب کرنے میں ایک قسم کی سزا ہے اور لکھا ہے ایسے قصور لاپرواہی اور بے احتیاطی سے ہوتے ہیں اور اس کے لئے آدمی اپنے اعوان و انصار کی وجہ سے اپنے اندر قوت پاتا ہے پس وہی دیت برداشت کرنے کے لئے مخصوص ہیں ۔ مفہوم مخصوص از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۶۴۵ ۔ چنانچہ عاقلہ کے مفہوم کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ العاقلۃ ای الناصر ق للقاتل قہستانی ۔ یعنی عاقلہ سے مراد قاتل شخص کیلئے اہل نصرت یعنی مددگار لوگ ہیں ۔ یہ قہستانی میں ہے ۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۳۷۷ ۔ حکم نمبر ۱/۱۱۸۸ مع شق دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ اور عاقلہ کی انواع و احکام کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
١١٨٨-١	اذا کان القاتل من اهل الدیوان فان کان غازیا وله دیوان یرتزق منه للقتال فعاقلته من کان فی دیوانه من الغزاة وان کان کاتبا وله دیوان یرتزق منه فعاقلته من کان یرتزق من دیوان الکتاب ان کانوا یتناصرون بها وان لم یکن له دیوان فعاقلته انصاره فان کانت نصرته بالمحال والدرب یحمل علیهم وان کان من اهل القریة ونصرته باهل القریة یحمل علیهم	کذا فی المحیط
	والحاصل ان العبرة فی هذا للتناصر وقیام البعض بامر البعض فان کان اهل المحلة او اهل السوق او اهل القریة او العشیرة بحال اذا وقع لواحد منهم امر قاموا معه فی کفایته فهم العاقلة والا فان کان له متناصرون من اهل الدیوان ومن العشیرة والمحلة والسوق فاهل الدیوان اولی فان لم یکن له متناصرون من اهل الدیوان فی المتناصرون من اهل العشیرة ثم بعد ذلک فالمتناصرون من اهل المحلة والسوق	کذا فی الذخیرة
	وان کانوا لا یتناصرون بعضهم ببعض فعاقلته عشیرة من قبل ابیه	کذا فی المحیط
٢	ویقسم علیهم فی ثلاث سنین لا یؤخذ من کل واحد فی کل سنة الا درهم او درهم وثلث درهم ولا یزاد علی کل واحد من کل الدیة فی ثلاث سنین علی ثلاثة او اربعة فان لم تتسع القبیلة لذلك ضم الیهم اقرب القبائل نسبا ویضم الاقرب فالاقرب علی ترتیب العصبات الاخوة ثم بنوهم ثم الاعمام ثم بنوهم واما الآباء والابناء فقد قیل یدخلون وقیل لا یدخلون	کذا فی الکافی

ــــه جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرائے تو دیت، اہل دیوان پر قرار دی اور یہ امر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ہوا اور کسی نے انکار نہیں کیا تو یہ معنوی تقریر قرار پائی (کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم احکام رسالت جاننے میں اعلم واولی ہیں) اور لکھا ہے کہ دیت، اہل نصرت پر ہوتی ہے اور یہ نصرت کئی انواع پر ہے قرابت سے، معاہدے سے اور ولاء (وغیرہ) سے اور حضرت عمرؓ کے عہد میں یہ نصرت (اولا) اہل دیوان سے قرار پائی اور لکھا ہے کہ اگر آجکل نصرت ہم پیشہ لوگوں سے ہو تو وہ ہم پیشہ لوگ (بھی) عاقلہ قرار پائینگے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص۶۲۵، ص۶۲۶۔ اور رد المحتار میں ہے کہ ماحصل الکلام یہ ہے کہ مددگار (یعنی عاقلہ) قرار پانے میں زیادہ ظاہر دیوان ہے۔ دیوان کے نہ ہونے پر قرابت، نسب، ولاء اور سکونت میں قریب ہونے سے نصرت ظاہر ہوگی اور دیوان کے بعد مددگاری نسب سے ہے اور اس سے بہت سے مسائل کا استخراج ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص۲۵۲ حکم نمبر $\frac{٢،١}{١١٨٨}$ ملاحظہ ہو چنانچہ اگر مجرم اہل دیوان سے ہو اسکے رشتہ دار موجود ہوں جو اس شہر میں اہل دیوان ہوں یا وہ رشتہ دار ایسے نہ ہوں تو حکم نمبر $\frac{٣ تا ١٢}{١١٨٨}$ اور اگر مجرم اہل دیوان سے نہ ہو اور اس کے کل

دفعات/شق نمبر	سولھواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام / اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-	(ج) جب قاتل اہل دیوان سے ہو تو اگر وہ (غازیوں میں سے کوئی) غازی ہو اور جنگ کرنے کے لئے اس دیوان سے رزق (یعنی رسد، وظیفہ، تنخواہ) پاتا ہو تو اس کی عاقلہ وہ لوگ ہیں جو غازیوں میں سے اس کے دیوان میں درج ہیں اور اگر قاتل کاتب (یعنی منشی) ہو اور اس دیوان سے رزق پاتا ہو تو اس کی عاقلہ وہ لوگ ہیں جو کتابت کے دیوان سے رزق پاتے ہیں بشرطیکہ وہ باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوں (د) اگر قاتل ایسا ہو کہ اس کا کوئی دیوان نہیں ہے (یعنی قاتل اہل دیوان سے نہ ہو) تو اس کی عاقلہ اس کے مدد گار لوگ ہیں پس اگر اس کی مدد محلوں اور درب (یعنی راستہ والوں) سے ہو تو تاوان پر ڈالی جائے گی اور اگر وہ گاؤں والوں سے ہو اور اس کی مدد گاؤں والوں سے ہوتی ہو تو تاوان پر ڈالی جائے گی	محیط
	(س) حاصل الکلام یہ ہے کہ اس میں (یعنی عاقلہ قرار پانے میں) ایک دوسرے کا مدد گار ہونے اور بعض کا بعض کے کام آنے، کا اعتبار ہے پس اگر اہل محلہ یا اہل بازار یا اہل دہ یا رشتہ دار باہم یوں ہوں کہ جب ان میں سے کسی ایک کو کوئی حادثہ (درپیش) ہو تو وہ اسے کفایت کرنے میں اس کا ساتھ دیتے ہیں تو وہ اس کی عاقلہ ہیں ورنہ اگر اس کے مدد گار اہل دیوان سے اور رشتہ داروں، محلہ داروں اور بازار والوں (سبھی) سے ہوں تو اہل دیوان کو (عاقلہ قرار پانے میں) اولیت ہوگی اور اگر اہل دیوان میں سے اس کے مدد گار نہ ہوں تو رشتہ داروں میں جو مدد گار ہیں وہ (اس کی عاقلہ) ہوں گے پھر اس کے بعد وہ مدد گار جو اہل محلہ اور بازار سے ہیں (وہ اس کی عاقلہ ہوں گے)	ذخیرہ
	(س) اور اگر ان (مذکورہ) میں سے بعض بعض کے مدد گار نہیں ہوتے تو اس کی عاقلہ اس کے وہ رشتہ دار ہوں گے جو اس کے باپ کی طرف سے ہیں ۱ھ	محیط
۴	دیت (قاتل کی عاقلہ پر) تین سال میں تقسیم کر کے لی جائے گی اور ہر ایک سے ہر سال میں ایک درہم یا ایک درہم اور تہائی درہم ہی لیا جائے گا اور تین سال میں ہر ایک پر پوری دیت میں سے تین یا چار درہموں سے زیادہ نہ ہوگا اور اگر (مجرم کی عاقلہ قرار پانے کی صورت میں مجرم کا) وہ قبیلہ اس کی گنجائش نہ رکھے (یعنی ان کی تعداد کی قلت کی وجہ سے وہ دیت پوری نہ ہو سکے) تو اس قبیلہ کے ساتھ دوسرے قبائل میں سے جو قبیلہ از روئے نسب زیادہ قریب ہو وہ ملایا جائیگا پہلے بھائی پھر اسکے بیٹے پھر چچے پھر انکے بیٹے اور باپ دادا اور بیٹوں اور پوتوں کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ وہ داخل ہوں گے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ داخل نہ ہوں گے ۲ھ	کافی

۱ بعض رشتہ دار، اہل دیوان سے ہوں تو ۱۳/۱۱۸۸ اور اگر مجرم اہل دیوان سے نہ ہو اور اس کے رشتہ دار بھی اہل دیوان سے نہ ہوں تو ۱۴ تا ۱۶/۱۱۸۸ اور اگر مجرم اہل دیوان سے نہ ہو اور اس کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو ۱۷ تا ۱۹/۱۱۸۸، اور اہل عجم کی عاقلہ میں کلام کے متعلق ۲۰/۱۱۸۸، دوسرے شہر میں عاقلہ کے متعلق ۲۱ تا ۲۳/۱۱۸۸، عاقلہ سے وصولی کے متعلق ۲۴ تا ۲۶/۱۱۸۸ رزق اور عطاء میں اصطلاحی فرق کے متعلق ۲۷/۱۱۸۸، دیوان کی تبدیلی، اہل دیوان میں منتقلی و بالعکس اور سکونت کی تبدیلی سے عاقلہ کے احکام کے متعلق ۲۸ تا ۳۵، ۴۶، ۴۷/۱۱۸۸، جنایت کے اقرار و گواہی سے عاقلہ کے متعلق ۳۶ تا ۴۰/۱۱۸۸، موالات سے عاقلہ قرار پانے کے متعلق ۴۱ تا ۴۵/۱۱۸۸، ملاعنہ کے بچہ اور مامور بچہ کی دیت میں عاقلہ کے رجوع کر سکنے کے متعلق ۴۸ تا ۵۱/۱۱۸۸ اور غیر مسلم عاقلہ کی حیثیت اور غیر مسلم کی عاقلہ کے متعلق ۵۲ تا ۵۵/۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ھ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عطایا مقرر کئے تو دیت کاملہ، اہل دیوان سے تین سالوں میں لازم کی نیز لکھا ہے تین سالوں کی تقدیر کرنا حضرت عمرؓ سے محکی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے نیز لکھا ہے کہ عطاء سے وصولی کی بنا پر تخفیف ہے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صفحہ ۶۳۵، صفحہ ۶۳۶ حکم نمبر ۳ تا ۹، ۲۴ تا ۲۶/۱۱۸۸ مع حواشی نیز مستحقین قصاص میں ترتیب کے حکم نمبر ۱/۱۱۴۷ کے دوسرے حاشیہ کا ۱۰ و ۱۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اھل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
۱۱۸۸-۵	والزوج لا یکون عاقلة للمرأة وکذلک المرأة لاتکون عاقلة الزوج والابن لا یکون عاقلة الام الا ان یکون الزوج من قبل ابیها	کذا فی المحیط
۶	ثم القاتل احد العواقل یلزمه من الدیة مثل ما یلزم احد العواقل عندنا	کذا فی المبسوط
۷	ولیس علی النساء والذریة ممن کان له عطاء فی الدیوان عقل وعلی ھذا لو کان القاتل صبیا او امرأة لا شیٔ علیه من الدیة	کذا فی الکافی
۸	ولا یؤخذ من العبید والاماء والمجانین	کذا فی المحیط
۹	وان قلت العاقلة حتی یصیر نصیب کل واحد اکثر من اربعة دراھم یضم الیھم اقرب دیوان آخر وکان اقرب الدواوین فی ھذا المصر الیه اولی من الابعد	کذا فی محیط السرخسی
۱۰	واقرب الدواوین الی دیوان القاتل من یکون تائد ذلک الدیوان من ید تائد الدیوان الذی فیه القاتل ثم لو ضم الیه اقرب الدواوین من ھذا المصر لم یکف یضم ابعد الدواوین من دواوین ھذا المصر وھو الدیوان الذی لیس تائده من ید تائد الدیوان الذی فیه القاتل وانما کان تائده من ید الوالی ثم اذا ضم الیه ابعد الدواوین ولم یکف یضم الیه عشیرته من قبل ابیه وان کان فی ھذا المصر دیوان ھو اقرب الی دیوان القاتل الا انھم اجانب من القاتل ودیوان ھو ابعد من دیوان القاتل الا انھم عشیرة القاتل من جانب الاب فانه یضم اقرب الدواوین الی دیوانه وان کانوا اجانب	کذا فی المحیط
۱۱	ومتی استوی دیوانان فی القرب احدھما من عشیرة القاتل من الاب والآخر من جانب الام فانه یضم الیه دیوان العشیرة ویعتبر النسب ترجیحا والترجیح یعتبر اولا بالقرب فی الدیوان فاذا استوی فی القرب یعتبر الترجیح بالنسب	کذا فی محیط السرخسی

۱؎ چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ خاوند، بیوی کیلئے زوجیت کی بنا پر عاقلہ نہیں قرار پاتا۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری ع ب ج ۳ ص ۴۴۹، ۴۵۰ نیز حکم نمبر ۴/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۴، ۳۶/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول یونہی وارد ہے نیز لکھا ہے کہ عاقلہ پر دیت اہل نصرت پر ہوتی ہے کہ انہوں نے اسکی نگرانی ترک کی اور لوگ (بالعموم)، عورتوں اور بچوں سے نصرت نہیں لیتے اسی لئے ان پر نصرت سے بچنے

دفعات/شق نمبر	سولہواں باب؛ اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۵	خاوند اپنی بیوی کے لئے عاقلہ نہیں قرار پاتا اسی طرح بیوی اپنے خاوند کے لئے عاقلہ نہیں قرار پاتی اور بیٹا اپنی ماں کے لئے عاقلہ نہیں ہوتا لیکن اگر وہ خاوند بیوی کے باپ کی طرف سے ہو تو پھر یہ حکم نہیں ہے [1]	محیط
۶	پھر (یہ حکم بھی ہے کہ) قاتل شخص بھی منجملہ عاقلہ کے ایک ہوتا ہے ہمارے ہاں اسے بھی دیت میں سے اسکے مثل واجب ہوتا ہے جو (اسکی) عاقلہ میں سے کسی ایک پر واجب ہوتا ہے [2]	مبسوط
۷	عورتیں اور (نابالغ) بچے اگر ان میں سے ہوں جنہیں دیوان سے عطاء ملتی ہے (تب بھی) ان پر دیت نہیں ہے اور اس حکم کے بموجب اگر قاتل شخص (نابالغ) بچہ یا (بالغ) عورت ہو تو اس پر دیت میں سے کوئی شئی لازم نہ ہوگی [3]	کافی
۸	غلاموں، باندیوں اور مجنون لوگوں سے (دیت میں سے) کچھ نہ لیا جائے گا [4]	محیط
۹	اگر عاقلہ (کے لوگوں) کی تعداد کم ہو حتیٰ کہ (دیت میں سے تین سال میں) ہر آدمی کے حصہ میں چار درہم سے زیادہ بنتے ہوں تو اس عاقلہ کے ساتھ دوسرے قریب ترین دیوان (کے لوگوں) کو ملایا جائے گا اور اس (مجرم کے) شہر کا قریب ترین دیوان اس سے بعید دیوان پر اولیت رکھتا ہے [5]	محیط سرخسی
۱۰	(ا) قاتل (کی عاقلہ اہل دیوان قرار پانے کی صورت میں اس) کے دیوان کا قریب ترین دیوان وہ ہے جس دیوان کا قائد (یعنی سردار) قاتل کے دیوان کے قائد کے ید سے ہوں (یعنی ماتحت ہو) (ب) پھر اگر اس شہر کا قریب ترین دیوان، قاتل کے دیوان کے ساتھ ملایا گیا اور وہ (دیت کے لئے) کافی نہ ہوا تو اس شہر کے دیوانوں میں سے ابعد الدواوین کو ملایا جائے گا اور (مذکورہ) ابعد الدواوین وہ ہے جس کا قائد قاتل کے دیوان کے قائد کے ماتحت نہ ہو بلکہ اس کا قائد، والی (یعنی گورنر) کے ماتحت ہو (ج) پھر جب اس کے ساتھ وہ بعید دیوان ملایا گیا اور وہ (بھی دیت کے لئے) کافی نہ ہوا تو اس کے ساتھ اس کے وہ رشتہ دار ملائے جائیں گے جو اس کے باپ کی طرف سے اس کے رشتہ دار ہوں (د) اور اگر اس (قاتل) کے شہر میں ایک ایسا دیوان ہو جو قاتل کے دیوان کے ساتھ قریب ترین ہو مگر اس دیوان والے قاتل سے اجنبی (یعنی اس کے غیر رشتہ دار) ہوں اور ایک ایسا دیوان ہو جو قاتل کے دیوان کے ساتھ (نسبتاً) بعید ترین ہو مگر اس دیوان والے قاتل کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہوں (اجنبی نہ ہوں) تو قاتل کے دیوان کے ساتھ قریب ترین دیوان کو، قاتل کے دیوان کے ساتھ ملایا جائے گا اگرچہ اس دیوان والے (اس قاتل) کے اجنبی ہوں [6]	محیط
۱۱	جب دو دیوان قریب ہونے میں برابر ہوں اور ان میں سے ایک دیوان کے لوگ قاتل کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہوں اور دوسرے دیوان کے لوگ قاتل کی ماں کی طرف سے رشتہ دار ہوں تو دیت پوری کرنے کیلئے، قاتل کے دیوان کے ساتھ، اسکے رشتہ داروں کا دیوان ملایا جائیگا اور ترجیح کیلئے نسب کا اعتبار ہوگا اور ترجیح کیلئے پہلے قرب فی الدیوان کا اعتبار ہوگا پھر جب وہ اس قرب میں برابر ہوں تو ترجیح کا اعتبار نسب سے ہوگا [7]	محیط سرخسی

والوں کی طرح جزیہ نہیں لگتا اور عورتوں اور بچوں کیلئے جو کچھ عطا کیا جاتا ہے وہ بطور اہل نصرت کے نہیں بلکہ وہ امام (یعنی حاکم مجاز) کی طرف سے معاونت کے طور پر ہوتا ہے جیسا کہ ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے رہا۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۳۸ ۔ [1] حکم نمبر ۴/۱۱۸۸ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۴/۱۱۸۷، ۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۴/۱۱۸۸ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۳/۱۱۸۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۴/۱۱۸۸ مع حاشیہ اور اقرب دیوان کے متعلق ۱۰ تا ۱۲/۱۱۸۸ نیز ۲۱ تا ۲۳/۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] حکم نمبر ۱۰ تا ۱۲/۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۰ تا ۱۲/۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اھل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
۱۱۸۸-۱۲	حکی عن ابی جعفرؒ ان الجانی اذا کان دیوانیا ولا قرابتہ دواوین ایضا نعقلہ علی اقربائہ فی دیوانہ فان لم یتسع نعلی الکل یعنی علی جمیع الاقرباء من دیوانہ ومن دیوان غیرہ[۱]	کذا فی المحیط
۱۳	فان لم یکن الجانی دیوانیا ولکن لا قرابتہ دواوین نعقلہ علی اقرب اقربائہ من اھل الدیوان فان لم یتسع فھو علیھم وان لم یکن ھو دیوانیا ولکن لبعض اقاربہ دیوان فی المصر ولا دیوان لبعضھم وھم یسکنون الرستاق فانہ ینظر ان کان القاتل یسکن الرستاق فھو علی اقاربہ الذین یسکنون فی الرستاق فان لم یتسع فھو علی جمیع اقاربہ الذین یسکنون فی الرستاق والذین یسکنون المصر من اھل الدیوان وما فضل فھو فی مالہ وان کان القاتل یسکن المصر نعقلہ علی اقربائہ الساکنین فی المصر من اھل الدیوان فان لم یتسع فھو فی مالہ ولا یجب علی عاقلتہ من اھل الرستاق الذین لا دیوان لھم[۲]	کذا فی المحیط
۱۴	وان لم یکن لہ دیوان ولا لقرابتہ ینظر ان کان یتناصر باھل الحرف نعقلہ علیھم والفضل فی مالہ وان کان یتناصر باھل المحلۃ نعقلہ علی اھل المحلۃ والفضل علیہ وان کان یتناصر بالمصر فھو علی اھل المصر[۳]	کذا فی المحیط
۱۵	ومن لا دیوان لہ من اھل البادیۃ ونحوھم تعاقلوا علی الانساب وان تباعدت منازلھم واختلف البادیتان[۴]	کذا فی المبسوط
۱۶	ولو کان البدوی نازلا فی المصر ولیس لہ مسکن فی المصر لا یعقل عنہ اھل العطاء کما ان اھل البادیۃ لا یعقل عن اھل المصر النازل فیھم[۵]	کذا فی الکافی

۱؎ حکم نمبر ۱۰ تا ۱۲/۱۱۸۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ اور اقرب دیوان کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۲ تا ۱۴/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۶/۱۱۸۸، ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۱۲	ابو جعفرؒ سے منقول ہے کہ (و) جب مجرم اہل دیوان سے ہو اور اس کے رشتہ دار بھی اہل دیوان سے ہوں تو اس پر لازم شدہ دیت اس کے ایسے رشتہ داروں پر ہوگی جو اس کے دیوان میں ہیں (ب) اور اگر اسمیں دیت پوری ہونے کی گنجائش نہ ہو تو (دیت) ان سب رشتہ داروں پر ہوگی جو اس کے دیوان میں سے ہیں اور جو اس دیوان سے ہیں جو دیوان، قاتل کے دیوان کے علاوہ ہے ۱ھ	محیط
۱۳	(نیز منقول ہے کہ) پھر اگر مجرم اہل دیوان سے نہ ہو (ا) لیکن اس کے رشتہ دار اہل دیوان سے ہوں تو اس کی (طرف سے) دیت اس کے اہل دیوان اقرباء میں قریب ترین رشتہ داروں پر ہوگی اور اگر (اس میں بھی دیت پوری ہونے کی) گنجائش نہ ہوئی تو وہ دیت ان سب (اہل دیوان رشتہ داروں) پر ہوگی (ب) اور اگر قاتل اہل دیوان سے نہ ہو لیکن اس کے بعض رشتہ دار شہر میں اہل دیوان سے ہوں اور اس کے بعض رشتہ دار اہل دیوان نہ ہوں اور وہ دیہات میں رہتے ہوں تو دیکھا جائیگا (۱) اگر وہ قاتل دیہات میں رہتا ہو تو دیت کی ذمہ داری اسکے ان رشتہ داروں پر ہوگی جو دیہات میں رہتے ہیں اور اگر اسمیں بھی دیت پوری کرنے کی گنجائش نہ ہو تو وہ دیت اس کے ان سب رشتہ داروں پر ہوگی جو دیہات میں رہتے ہیں اور جو اہل دیوان رشتہ داروں میں سے شہر میں رہتے ہیں اور جو مال زائد رہے تو وہ اس قاتل کے مال میں (سے وصول) ہوگا (۲) اور اگر وہ قاتل شہر میں رہتا ہو تو اس (کی دیت) کی ذمہ داری اس کے ان رشتہ داروں پر ہوگی جو اہل دیوان میں سے شہر میں رہتے ہیں اور اگر اس میں بھی دیت پوری کرنے کی گنجائش نہ ہو تو وہ دیت اس قاتل کے مال میں (سے وصول) ہوگی اور (اس صورت میں) اس کی اس دیہاتی عاقلہ پر دیت واجب نہ ہوگی جن کا کوئی دیوان نہیں ہے ۲ھ	محیط
۱۴	اور (یہ بھی منقول ہے کہ) اگر اس مجرم کا کوئی دیوان نہ ہو اور نہ اس کے رشتہ داروں کا دیوان ہو تو دیکھا جائے گا کہ (ا) اگر وہ اہل حرفہ (یعنی اہل پیشہ، ہنرمند لوگوں) سے مدد لیتا ہو تو اس کی (طرف سے) دیت اہل حرفہ پر ہوگی اور جو مال زائد رہے وہ اس مجرم کے مال میں (سے وصول) ہوگا اور اگر وہ اہل محلہ سے مدد لیتا ہو تو اس کی (طرف سے) دیت ان اہل محلہ پر ہوگی اور اگر وہ شہر والوں سے مدد لیتا ہو تو اس دیت کی ذمہ داری ان اہل شہر پر ہوگی ۳ھ	محیط
۱۵	اور جو مجرم اہل بادیہ (یعنی خانہ بدوش بدو یا صحرائی اور شہر سے باہر دیہاتی لوگوں) سے اور اس کی مانند سے ایسا ہو کہ اسکا کوئی دیوان نہیں تو وہ ایک دوسرے کی دیت نسبوں کے بموجب برداشت کریں گے اگرچہ ان کے ٹھکانے ایک دوسرے سے دور ہوں اور ایک دوسرے کے بادیہ مختلف ہوں ۴ھ	مبسوط
۱۶	اگر کوئی دیہاتی شخص شہر میں اترا ہوا تھا اور اس کی جائے سکونت شہر میں نہیں ہے تو اس کی (طرف سے) دیت اہل عطار (یعنی جنہیں دیوان سے عطیہ ملتا ہے وہ) نہیں دیں گے جیسا کہ اہل شہر میں سے (یعنی اہل عطار لوگوں میں سے) کوئی شخص اہل دیہات میں اترا ہو تو وہ اہل دیہات اس کی (طرف سے) دیت نہیں دیں گے ۵ھ	کافی

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
۱۱۸۸-۱۷	ومن ليس له عشيرة ولا ديوان نحن ابي حنيفة رح انه يكون في ماله وبه أخذ عصام رح وفي ظاهر الرواية على بيت المال وعليه الفتوى) قاله حسام الدين رح	كذا في السراجية
۱۸	وذكر في كتاب الولاء ان بيت المال لا يعقل من له عشيرة او وارث سواء كان مستحقا للميراث بان كان حرا مسلما او لم يكن بان كان كافرا عبدا حتى قال لو ان حربيا مستأمنا اشترى عبدا مسلما فاعتقه ثم عاد المستأمن الى دار الحرب فأسر وأخرج الى دار الاسلام ثم مات المعتق فميراثه لبيت المال لان معتقه رقيق ولو جنى هذا المعتق فعقله عليه ولا يكون في بيت المال	كذا في المحيط
۱۹	وهو الصحيح	كذا في النهاية
۲۰	ذكر شمس الائمة الحلواني رح اختلف المتأخرون قال بعضهم لا عاقلة للعجم وهو قول الفقيه ابي بكر البلخي رح وابي جعفر الهندواني رح لان العجم لم يحفظوا انسابهم ولا يتناصرون فيما بينهم وليس لهم ديوان وتحمل الجناية على الغير عرف بخلاف القياس في حق العرب فانهم لم يضيعوا انسابهم ويتناصرون فيما بينهم فلا يلحق بهم العجم وقال بعضهم للعجم عاقلة عند التناصر والمقاتلة مع البعض لاجل البعض نحو الاساكفة والصفارين بمرو ودروب الخشابين وكلاباذ ببخارى فاذا قتل واحد خطأ ووجبت الدية فاهل محلة القاتل ودرب قاتله عاقلته وكذلك طلبة العلم وهو اختيار شمس الائمة الحلواني رح وكثير من المتأخرين قال رضي الله عنه وكان الشيخ الامام الاجل الاستاذ ظهير الدين رح يأخذ بقول الفقيه ابي جعفر رح لان العبرة للتناصر واجتماع الاساكفة وطلبة العلم ونحوهم لا يكون للتناصر فلا يلزمهم التحمل عن غيرهم	كذا في فتاوى قاضيخان

ل چنانچہ ہدایہ میں ہے، کہ جس (مسلمان) قاتل کی عاقلہ پر دیت لازم ہو اور اس کی عاقلہ نہ ہو تو اسکی وہ دیت (مسلمانوں کے) بیت المال پر ہوگی اسلئے کہ اسکے اہل نصرت بلا تخصیص جماعت المسلمین میں چنانچہ جسطرح اسکی میراث بیت المال کیلئے ہوتی ہے اسکا تاوان بھی بیت المال پر ہوگا اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت شاذہ مروی ہے کہ اسکی دیت اسکے مال میں لازم ہوگی اسلئے کہ اصل میں دیت قاتل پر ہی واجب ہوتی ہے کیونکہ دیت، تلف شدہ کا بدل ہے اور تلف کرنا اس قاتل سے ہے اور عاقلہ، اس سے تخفیف کرنے اور اس سے تنگی دور کرنے کیلئے برداشت کرتی ہے اور جب اس کی عاقلہ موجود ہی نہیں ہے، تو حکم اپنے اصل پر (یعنی خود قاتل پر) لوٹے گا اور حاشیہ ہدایہ میں ہے، کہ فتاوی قاضیخان میں امام ابو یوسف رح سے بھی اسیطرح کا حکم مروی ہے، مفہوم ماخوذ ملخصا از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صـ ۲۵۲ اور فتاوی قاضیخان میں ہے، کہ شیخ عصام رح نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد رح نے امام ابو یوسف رح سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کیا، کہ جس شخص کی عاقلہ نہ ہو اور اسنے کسی آدمی کو خطا قتل کر

دفعات شق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۱۷	(۱) جس شخص کے رشتہ دار نہ ہوں اور نہ وہ اہل دیوان سے ہو تو اس کے (ذمہ دیت کے) متعلق امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اسکی دیت اس کے مال سے ہوگی اور اس حکم کو شیخ عصامؒ نے اختیار کیا ہے (ب) اور ظاہر روایت میں حکم یہ ہے کہ (اسکی دیت) بیت المال پر ہوگی اور اسی حکم پر فتویٰ ہے اسے شیخ حسام الدینؒ نے کہا ہے	سراجیہ
۱۸	کتاب الولاء میں مذکور ہے کہ بیت المال ایسے شخص کی طرف سے دیت ادا نہیں کرتا جس کے رشتہ دار یا وارث موجود ہوں خواہ وہ وارث میراث کا مستحق ہو مثلاً یہ کہ وہ آزاد اور مسلمان ہو یا وہ وارث میراث کا مستحق نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ کافر اور غلام ہو حتیٰ کہ فرمایا کہ کسی حربی متأمن شخص (یعنی سلطنت کفار کا وہ شخص جو امن حاصل کرکے دار الاسلام میں آیا اس) نے کوئی مسلمان غلام خریدا اور اسے آزاد کردیا پھر وہ متأمن شخص دار الحرب واپس چلا گیا پھر وہ قید ہوگیا اور دار الاسلام میں نکال لایا گیا پھر وہ معتق (یعنی اسکا آزاد کردہ مذکورہ غلام) وفات پاگیا تو اس کی میراث بیت المال کے لئے ہوگی اس لئے کہ اس کو آزاد کرنے والا (جواب قیدی بنا کر لایا گیا ہے وہ) غلام ہے اور اگر اس معتق (یعنی آزاد کردہ غلام) نے کوئی (قابل دیت) جرم کیا تو اس کی دیت (کی ذمہ داری) خود اسپر ہوگی. ال پرنہ ہوگی[۲]	محیط
۱۹	اور (عاقلہ کے متعلق) یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے[۳]	نہایہ
۲۰	(۱) شمس الائمہ الحلوانیؒ نے متاخرین کا (یہ) اختلاف ذکر کیا ہے کہ ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ عجم کے لوگوں (یعنی عرب کے لوگوں) کے لئے عاقلہ نہیں قرار پاتی اور فقیہ ابوبکر البلخیؒ اور ابو جعفر الہندوانی کا یہی قول ہے اس لئے کہ عجم کے لوگوں نے اپنی نسبوں کو محفوظ نہیں رکھا ہے اور نہ وہ باہم ایک دوسرے کے (مذکورہ قسم کے) مددگار بنتے ہیں اور نہ ان کے لئے کوئی دیوان ہے اور جنایت (کی دیت) دوسرے پر ڈالنا، اہل عرب کے حق میں خلافِ قیاس ثابت ہے اس لئے کہ عربوں نے اپنی نسبوں کو ضائع نہیں کیا اور وہ باہمی حوادثات میں ایک دوسرے کے لئے (مذکورہ قسم کے) مددگار بنتے ہیں پس اہل عجم ان کے ساتھ ملحق نہ ہوں گے (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ اہل عجم کے لئے بھی عاقلہ قرار پاتی ہے جبکہ وہ بعض کے لئے بعض کے ساتھ جنگ کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے مثلاً مرو کے اساکفہ[۳] (یعنی موزہ دوز) اور صفارین[۵] (یعنی ٹھٹھیرے) اور بخارا کے خشابین[۶] و کلاباز[۷] کے دروب[۸] (یعنی لکڑی بیچنے والوں اور بازیگروں کی گلیاں یعنی محلے) پس جب (ان میں سے) کسی شخص نے خطاءً قتل کیا اور دیت واجب ہوگئی تو قاتل کے اہل محلہ اور اس کے اہل وہ اس کی عاقلہ ہیں اور اس مذکورہ حکم کی طرح طالبعلموں کا حکم ہے اور اس حکم کو شمس الائمہ الحلوانیؒ اور بہت سے مشائخؒ نے اختیار کیا ہے (ج) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو آپ نے فرمایا کہ شیخ امام الاجل الاستاذ ظہیر الدینؒ، فقیہ ابو جعفرؒ کا قول اختیار کرتے تھے اس لئے کہ (اسمیں) باہمی مددگار ہونا معتبر ہے اور موزہ دوزوں اور طالبعلموں اور انکی مانند (لوگوں) کا اجتماع (مذکورہ قسم کی) باہمی مددگاری کیلئے نہیں ہوتا پس انہیں دوسروں کی طرف سے (دیت کا) اٹھانا لازم نہ ہوگا[۹]	قاضیخان

[۱] تو مقتول کی دیت مجرم کے مال میں سے ہوگی بمفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری عربی ج ۵ ص ۴۳۹ حکم نمبر ۱۷ تا ۱۹/۱۱۸۸، ۱/۱۱۸۹ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۶۶/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۷/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱۷/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] الاسکف یعنی موچی کا پیشہ. ماخوذ از المنجد ص ۵۷۸ (مترجم) [۵] الصفار یعنی ٹھٹھیرا. ماخوذ از المنجد ص ۶۹۲ اور ٹھٹھیرا یعنی پیتل، کانسی اور تانبے کے برتن بنانے اور بیچنے والے. ماخوذ از فیروز اللغات اردو ج ۱ ص ۳۳۲ (مترجم) [۶] الخشاب یعنی لکڑی بیچنے والا ماخوذ از المنجد ص ۳۲۳ (مترجم) [۷] کلاباذ یعنی قلاباز یعنی کرتب و کھیل والے (یعنی بازیگر) ماخوذ از فیروز اللغات ص ۳۲۱، ص ۱۶۱ (مترجم) [۸] الدرب یعنی گلی کا کشادہ دروازہ. ماخوذ از المنجد ص ۳۰۳ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ الدرب گلی کے کشادہ دروازہ کو کہتے ہیں اور اہل الدرب سے مراد گلی ہے ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۶۱۶ (مترجم) [۹] اور رد المحتار میں اسی حکم کو المختار کہا گیا ہے وھکذا فی درمختار بمفہوم ملخصاً ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۱۶ حکم نمبر ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
۱۱۸۸-۲۱	ولا یعقل اهل مصر عن اهل مصر آخر اذا كان لاهل كل مصر دیوان علی حدة ولو كان تناصرهم باعتبار القرب فی السكنی فاهل مصر اقرب الیه من اهل مصر آخر	كذا فی الهدایة[1]
۲۲	ولوان اخوین لاب وام دیوان احدهما بالكوفة ودیوان الآخر بالبصرة لم یعقل احدهما عن صاحبه وانما یعقل عن كل واحد منهما اهل دیوانه	كذا فی المبسوط
۲۳	ویعقل اهل كل مصر عن اهل سوادهم وقراهم ومن كان منزله بالبصرة ودیوانه بالكوفة عقل عنه اهل كوفة	كذا فی الكافی
۲۴	واذا قتل الرجل خطأً فلم یرفع الی القاضی حتی مضت سنون ثم رفع الیه فانه یقضی بالدیة علی عاقلته فی ثلاث سنین من یوم یقضی فان كانوا اهل دیوانه تقضی بذلك فی عطیاتهم ویجعل الثلث فی اول عطاء یخرج لهم بعد قضائه وان لم یكن بین القتل وقضائه وبین خروج عطیاتهم الاشهر او اقل من ذلك وا لثلث الثانی فی العطاء الآخر اذا خرج ان ابطاء بعد الحول او عجل قبل السنة وكذلك الثلث الثالث	كذا فی المبسوط
	فان عجل لهم عطیة ثلاث سنین بمرة واحدة مما وجب بعد القضاء بالدیة فالدیة كلها فی ذلك معجلة ولو خرج له عطاء وجب قبل القضاء بالدیة لم یكن فیه شئ واستحقت الدیة فی الاعطیة المستقبلة بعد القضاء وان خرج لكل ستة اشهر وجب فیه سدس الدیة وفی كل اربعة اشهر تسع الدیة	كذا فی محیط السرخسی
۲۵	وان كان عاقلة الرجل اصحاب رزق تقضی علیهم بالدیة فی ارزاقهم فان خرجت لهم ارزاق اشهر مضت قبل القضاء بالدیة لا یؤخذ من ذلك شئ وان خرجت لهم ارزاق اشهر مضت بعد القضاء یؤخذ منها الدیة بالحصة فینظر ان كانت ارزاقهم تخرج فی كل شهر یؤخذ من رزق كل شهر نصف سدس ثلث الدیة	كذا فی المحیط
	فان خرج الرزق بعد قضاء القاضی بیوم او اكثر أُخذ من رزق ذلك الشهر بحصة الشهر	كذا فی الكافی

[1] حکم نمبر ۲۳،۲۲/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۲۳،۲۱/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۲۲،۲۱/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۲۱	(د) (اہل دیوان میں) ایک شہر والے دوسرے شہر والوں کے لئے عاقلہ نہ قرار پائیں گے جبکہ ہر شہر والوں کیلئے علیحدہ دیوان ہو (ب)، اور اگر ان کا ایک دوسرے کا مددگار ہونا رہائش میں قرب کے اعتبار سے ہو تو دوسرے شہر والوں کی نسبت اس شہر والے زیادہ قریب قرار پائیں گے ۱؎	ہدایہ
۲۲	اگر دو بھائی ایک ماں باپ سے ہوں (یعنی سگے ہوں)، ان میں سے ایک کا دیوان کوفہ میں ہو اور دوسرے کا دیوان بصرہ میں ہو تو ان میں سے ایک، اپنے دوسرے ساتھی (یعنی بھائی) کیلئے عاقلہ نہ ہوگا بلکہ ان میں سے ہر ایک کی طرف سے اس کے اہل دیوان، اسکی عاقلہ قرار پائیں گے ۲؎	مبسوط
۲۳	(د) ہر شہر والے اپنے ارد گرد کی بستیوں اور گاؤں کی عاقلہ قرار پائیں گے (ب) جس شخص کا گھر بصرہ میں ہو اور اس کا دیوان کوفہ میں ہو تو اہل کوفہ اس کی عاقلہ قرار پائیں گے ۳؎	کافی
۲۴	(د) جب کسی شخص نے خطأً قتل کیا اور پھر اس کا مرافعہ (یعنی حاکم مجاز کے ہاں مقدمہ پیش کرنا) قاضی کے ہاں نہ ہوا حتی کہ کئی سال گذر گئے پھر وہ مقدمہ قاضی کے ہاں پیش کیا گیا تو قاضی، قاتل کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ دے (سکے) گا جس کی ادائیگی فیصلہ کے دن سے تین سال میں ہوگی۔ (ب) پس (مذکورہ صورت میں) اگر اس کی عاقلہ کے لوگ اہل دیوان تھے تو (د) اس دیت کی ادائیگی کے لئے ان کے عطایا سے حکم دیا جائے گا اور اس دیت کا تہائی حصہ اس پہلی عطا میں سے ہوگا جو عطا فیصلہ کے دن کے بعد اس کی عاقلہ کے لوگوں کو دی جائے گی اور اگرچہ اس قتل اور اس کے فیصلہ اور عاقلہ کے لئے عطار دیئے جانے میں ایک ماہ یا اس سے بھی کم عرصہ ہوا اور دیت کی دوسری تہائی دوسری عطار میں سے ہوگی جب وہ دی جائے گی اگرچہ وہ سال کے بعد دیر سے دی جائے یا سال سے پہلے جلدی دی جائے اور اسی طرح دیت کی تیسری تہائی کے متعلق یونہی حکم ہے (ج) پھر اگر (مذکورہ صورت میں انہیں یعنی اس کے اہل دیوان عاقلہ کو) اس دیت کا فیصلہ ہونے کے بعد واجب شدہ تین سال کی عطار پیشگی طور پر ایک ہی بار میں دے دی گئی تو پوری دیت اس عطار سے پیشگی لی جائے گی اور اگر عاقلہ کو وہ عطا دی گئی جو اس دیت کا فیصلہ ہونے سے پہلے واجب شدہ تھی تو اس میں (دیت سے) کوئی شئی نہ لی جائے گی اور وہ دیت، دیت کا فیصلہ ہونے کے بعد، اس عاقلہ کی آئندہ عطار سے لی جائے گی اور اگر عطار ہر ششماہی کے لئے ہو تو دیت کا چھٹا حصہ واجب ہوگا اور اگر عطار ہر چار ماہ بعد ہو تو اس میں دیت کا نواں حصہ واجب ہوگا۔	مبسوط محیط سرخسی
۲۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب اسکی عاقلہ اہل دیوان سے ہو اور) اس قاتل کی عاقلہ کے لوگ اصحاب رزق (یعنی اہل وظیفہ) ہوں تو (د) انکے رزق میں دیت کا حکم دیا جائیگا پس اگر انہیں اس دیت کا فیصلہ ہونے سے پہلے کے (گذشتہ) مہینوں کا وظیفہ دیا گیا تو اس میں (دیت سے) کوئی شئی نہ لی جائیگی اور اگر انہیں (دیت کا) فیصلہ ہونے کے بعد کے گذرے ہوئے مہینوں کا وظیفہ دیا گیا تو اس میں سے بقدر حصہ دیت لی جائیگی پس دیکھا جائیگا اگر ان کا وظیفہ ہر ماہ (یعنی ماہانہ) دیا جاتا ہو تو ہر ماہ کے وظیفہ سے تہائی دیت کے چھٹے حصہ کا نصف (یعنی $\frac{1}{36}$ حصہ) لیا جائیگا (ب) پھر اگر دیت کے لئے قاضی کے فیصلہ کے بعد ایک دن یا زیادہ دن (انہیں)، وظیفہ دیا گیا تو اس ماہ کے وظیفہ سے اس ماہ کے حصہ کے بقدر دیت وصول کی جائیگی ۵؎	محیط کافی

؎ حکم نمبر ۲۲ تا ۲۷، ۳۶ / ۱۱۸۸ اور ۳ / ۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۲۴ / ۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السادس عشر في المعاقل — اهل المعاقل يعني العواقل	حوالہ
١١٨٨-٢٦	وان كان لهم ارزاق في كل شهر وعطاء في كل سنة فرضت عليهم الدية في عطياتهم دون ارزاقهم	كذا في الكافي
٢٧	الفرق بين الرزق والعطاء هو ان الرزق ما يفرض للناس في مال بيت المال مقدرا بالحاجة والكفاية يفرض له ما يكفيه في كل شهر وكل يوم والعطاء ما يفرض في كل سنة ويقدر بجده وعنائه في باب الدين لا بالحاجة والكفاية	كذا في محيط السرخسي
٢٨	ولو كان القاتل من اهل الكوفة وله بها عطاء فلم يقض بالدية على عاقلته حتى حول ديوانه الى البصرة فانه يقضى بالدية على عاقلته من اهل البصرة	كذا في المبسوط
٢٩	ولو قضى بالدية على عاقلته بالكوفة في ثلاث سنين فأخذ منه ثلث الدية او لم يؤخذ ثم حول اسمه عنهم فجعل في ديوان اهل البصرة كان العقل على ديوان اهل الكوفة ولا يحول الى ديوان اهل البصرة الا انه يؤخذ من عطائه بالبصرة حصته	كذا في المحيط
٣٠	وان كان مسكنه بالكوفة وليس له عطاء فقتل رجلا خطأً فلم يقض عليه حتى تحول من الكوفة واستوطن البصرة فانه يقضى بالدية على عاقلته بالبصرة ولو قضى بها على عاقلته بالكوفة لم ينتقل عنهم	كذا في الكافي
٣١	وكذا البدوي اذا لحق بالديوان بعد القتل قبل القضاء يقضى بالدية على اهل الديوان وان كان ذلك بعد القضاء على عاقلته بالبادية لم يتحول عنهم	كذا في الكافي
٣٢	اذا قتل البدوي رجلا من اهل الحضر خطأً فعليه مائة من الابل في البادية في عشيرته وقومه يجمع ذلك له غرفاؤه ويؤمر ولي الدم بالخروج اليهم حتى يستوفي ذلك منهم في بلادهم	كذا في المحيط

۱ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اگر اسے ماہانہ رزق اور سالانہ عطیہ بھی ملتا ہو تو رزق کی نسبت عطا سے (دیت) وصول کرنے میں سہولت ہے اسلئے کہ رزق تو کفایت وقت کیلئے ملتا ہے جس سے ادائیگی میں آگے نسبتاً تنگی پیدا ہوگی۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۴۵۳ حکم نمبر ۲۴/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ جیسا کہ درمختار میں ہے کہ رزق (یعنی وظیفہ، رسد، تنخواہ) اسے کہتے ہیں جو بیت المال سے بقدر حاجت اور کفایت ماہانہ یا یومیہ مقرر کیا جاتا ہے اور عطاء وہ ہے جو کہ ہر سال مقرر کیا جاتا ہے اور وہ بقدر حاجت نہیں بلکہ امر دین میں اس کے صبر کرنے اور مشقت برداشت کرنے کی بناء پر ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۵۳ حکم نمبر ۲۴/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ حکم نمبر ۲۸ تا ۳۵، ۲۶، ۲۷/۱۱۸۸ اور حکم نمبر ۳۰

دفعات/شق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانیوالوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۲۶	اور اگر اس (مذکورہ اہل دیوان) عاقلہ کے لئے ماہانہ رزق (یعنی وظیفہ) دیا جاتا ہو اور سالانہ عطاء (بھی) دی جاتی ہو تو ان کی عطایا میں سے دیت کی ادائیگی لازم کی جائے گی ان کے رزق میں سے (دیت) نہ لی جائے گی ۱ھ	کافی
۲۷	رزق (یعنی وظیفہ) اور عطاء کے (اصطلاحی) مفہوم میں فرق یہ ہے کہ رزق اسے کہا جاتا ہے جو لوگوں کے لئے بقدر ضرورت اور کفایت مقرر کیا جاتا ہے اور اس کے لئے اتنی مقدار مقرر کی جاتی ہے جو اسے ہر مہینہ اور ہر دن میں کافی ہو اور عطاء اسے کہا جاتا ہے جو (اس کے لئے) ہر سال مقرر کیا جاتا ہے اور وہ دین کے معاملہ میں ان کی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے بقدر ہوتا ہے اور اس کی مقدار میں ضرورت اور کفایت ملحوظ نہیں ہوتی ۲ھ	محیط سرخسی
۲۸	اگر کوئی قاتل اہل کوفہ سے تھا اور اس کے لئے کوفہ میں عطاء موجود ہے تو اس کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ (ابھی) نہیں ہوا تھا حتی کہ اس کا دیوان بصرہ میں تبدیل ہو گیا تو اس کی دیت کا حکم اس کی اس عاقلہ پر ہوگا جو اہل بصرہ سے (اہل دیوان) ہیں ۳ھ	مبسوط
۲۹	اگر کوفہ میں کسی (اہل دیوان) قاتل کی عاقلہ پر تین سال میں دیت ادا کرنے کا فیصلہ ہو گیا اور اس عاقلہ سے تہائی دیت لے لی گئی، یا نہ لی گئی پھر اس قاتل کا نام ان سے تبدیل کر کے اہل بصرہ کے دیوان میں کر دیا گیا تو اس کی دیت اہل کوفہ کے دیوان میں ہی رہے گی اور اہل بصرہ کے دیوان میں تبدیل نہ ہو گی مگر بصرہ میں قاتل کی عطاء سے اس کے حصہ کی دیت لی جائے گی ۴ھ	محیط
۳۰	(د) کسی شخص کی جائے سکونت کوفہ میں تھی اور وہ اہل عطاء سے نہ تھا پھر اس نے کسی آدمی کو خطاءً قتل کر دیا اور (ابھی) اس پر فیصلہ نہ ہوا تھا کہ وہ کوفہ سے چلا گیا اور اس نے بصرہ میں وطن اختیار کر لیا تو بصرہ میں اسکی عاقلہ پر دیت کا حکم کیا جائے گا (ب) اور اگر کوفہ میں اس کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ ہو چکا تھا تو پھر ان سے (یعنی کوفہ میں اس کی عاقلہ سے) دیت منتقل نہ ہو گی ۵ھ	کافی
۳۱	(د) اور (بعینہ مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کوئی دیہاتی کسی شخص کو قتل کرنے کے بعد اور فیصلہ ہونے سے پہلے اہل دیوان سے ملحق ہو گیا تو اس کے ذمہ دیت کے لئے اہل دیوان کو حکم کیا جائے گا (ب)، اور اگر اہل دیوان سے اس قاتل کے نام کا الحاق، دیہات میں اس کی عاقلہ پر دیت کا فیصلہ ہونے کے بعد ہوا تو پھر ان سے (یعنی دیہات میں اس کی عاقلہ سے) دیت منتقل نہ ہو گی ۶ھ	کافی
۳۲	جب کسی دیہاتی نے اہل شہر میں سے کسی شخص کو خطاءً قتل کر دیا تو (دیت میں) اس پر سو اونٹ، دیہات میں اس کے رشتہ داروں اور اس کی قوم پر (یعنی اس کی عاقلہ پر) لازم ہوں گے انہیں اس کے جان پہچان والے جمع کریں گے اور مقتول کے ولی کو وہاں جانے کا حکم دیا جائے گا تاکہ وہ اس دیت کو ان سے ان کے علاقوں میں وصول کرے ۷ھ	محیط

مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ھ حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ھ حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ھ حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۷ھ حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
١١٨٨-٣٣	ولو ان رجلا من اهل البادية جنى جناية فلم يقض بها حتى نقله الامام وقومه فجعلهم اهل العطاء وجعل عطاءهم دنانير ثم رفع الى القاضي قضى عليهم بالدنانير دون الابل	كذا في الظهيرية
٣٤	ولو كان قضى عليهم بمائة من الابل ثم نقله الامام وقومه الى العطاء وجعل عطاءهم دنانير أُخذوا بالابل او بقيمتها واذا لم يكن لهم مال غير العطايا اخذت قيمة الابل من عطياتهم قلت القيمة او كثرت	كذا في شرح المبسوط
٣٥	ولو ان اهل عطاء الكوفة جنى رجل منهم جناية وقضى بها على عاقلته ثم الحق قوم بقومه من اهل البادية او من اهل المصر لم يكن لهم ديوان عقلوا معهم ودخلوا فيما قضى وفيما لم يقض ولم يدخلوا فيما ادوا قبل ذلك	كذا في الظهيرية
٣٦	ومن اقر بالقتل خطأً ولم يرفعوا الى القاضي الا بعد سنين قضى عليه بالدية في ماله في ثلث سنين من يوم يقضي ولو تصادق القاتل وولي الجناية على ان قاضي بلد كذا قضى بالدية على عاقلته بالكوفة بالبينة وكذبهما العاقلة فلا شئ على العاقلة ولم يكن عليه في ماله شئ الا ان يكون له عطاء معهم فحينئذ يلزمه بقدر حصته	كذا في الكافي
٣٧	وذكر في المعاقل ان البينة على القتل الذي يوجب الدية على العاقلة لا تقبل عند غيبة العاقلة	كذا في الظهيرية
٣٨	رجل اقر عند القاضي انه قتل فلانا خطأً فاقام ولي القتيل بينة ان المدعى عليه قتله تقبل هذه الشهادة ويقضى بالدية على العاقلة واقرار المدعى عليه بالقتل لا يمنع قبول هذه البينة لان البينة تثبت ما ليس بثابت باقرار المدعى عليه ونظائر هذا كثيرة	كذا في فتاوى قاضيخان

١ه حکم نمبر ٢٨/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٢ه حکم نمبر ٢٨/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٣ه حکم نمبر ٢٨/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
٤ه حکم نمبر ٣٦ تا ٤٠/١١٨٨ نیز ٢٣، ٢٤/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٥ه حکم نمبر ٣٦/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ٦ه حکم نمبر ٣٦/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام　　اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۳۳	اگر اہل دیہات میں سے کسی شخص نے (قتل کا) جرم کیا پھر اس پر (ابھی) فیصلہ نہ کیا گیا تھا کہ امام (یعنی حاکم مجاز) نے اسے اور اس کی قوم کو اہل عطار میں داخل کر دیا اور ان کی عطار دینار مقرر کئے پھر قاضی کے ہاں وہ مقدمہ پیش ہوا تو وہ قاضی ان پر (یعنی دیت کے لئے اس کی عاقلہ پر) دیناروں کا حکم دے گا اونٹوں کا حکم نہ دے گا۔	ظہیریہ
۳۴	اور اگر (مذکورہ صورت میں جب اہل دیہات میں سے کسی شخص نے قتل کا جرم کیا اور) ان پر سو اونٹوں کا فیصلہ کیا گیا پھر امام نے اس قاتل کو اور اس کی قوم کو اہل عطار میں منتقل کر دیا اور ان کا عطیہ دینار مقرر کئے تو ان سے اونٹ یا ان کی قیمت وصول کی جائے گی اور جب سوائے عطایا کے ان کا مال نہ ہو تو ان اونٹوں کی قیمت ان کے عطایا سے وصول کی جائے گی خواہ وہ قیمت کم رہے یا زیادہ ہے۔[۲]	شرح مبسوط
۳۵	اگر کوفہ کے اہل عطار میں سے کسی شخص نے جرم کیا اور اس کی عاقلہ پر اس کی جنایت کی دیت کا فیصلہ کیا گیا پھر اس کی قوم کے ساتھ کوئی ایسی قوم ملحق ہوگئی جو اہل دیہات سے تھی یا وہ اہل شہر سے تھی اور ان کا کوئی دیوان نہ تھا تو یہ قوم (یعنی ملحق ہونے والی قوم بھی) اس (قاتل کی) قوم کے ساتھ دیت اٹھائیں گے اور جس (جنایت) میں فیصلہ کیا گیا اور جس میں (ابھی) فیصلہ نہیں ہوا اس (سب کی دیت) میں داخل ہوں گے اور جو اس سے پہلے ادا کر چکے ہیں اس میں داخل نہ ہوں گے۔[۳]	ظہیریہ
۳۶	دو جس شخص نے قتلِ خطاء کا اقرار کیا اور وارثوں نے قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں مقدمہ چند سال بعد پیش کیا تو قاضی اس پر اس کے مال سے دیت (ادا کرنے) کا حکم دے گا جس کی ادائیگی فیصلہ کے دن سے تین سال میں ہوگی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) قاتل اور ولی جنایت (یعنی مقتول کے وارث) نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ فلاں شہر کے قاضی نے (مذکورہ مقدمہ میں) گواہی کی بنا پر اس قاتل کی عاقلہ پر دیت کی ادائیگی کا فیصلہ دیا تھا اور عاقلہ نے ان دونوں (یعنی قاتل اور مقتول کے وارث) کی تکذیب کی تو عاقلہ پر (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی اور اس قاتل کے مال میں بھی (دیت سے) کچھ لازم نہ ہوگا لیکن اگر اس قاتل کے لئے اس کی عاقلہ کے ساتھ عطار (مقرر) تھی تو پھر اس پر اس کے حصہ کے بقدر (دیت) لازم ہوگی۔[۴]	کافی
۳۷	المعاقل میں مذکور ہے کہ قتل پر ایسی گواہی جس سے عاقلہ پر دیت واجب ہوتی ہو عاقلہ کی غیر حاضری میں قبول نہ کی جائے گی۔[۵]	ظہیریہ
۳۸	کسی شخص نے قاضی کے ہاں (پیش ہو کر) یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص کو خطاءً قتل کیا ہے اور مقتول کے وارث نے یہ گواہی (بھی) پیش کی کہ مدعی علیہ نے اسے قتل کیا ہے تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اور (قاتل کی) عاقلہ پر دیت کا حکم دیا جائیگا اور مدعا علیہ کا اقرارِ قتل اس گواہی کے قبول ہونے کے لئے مانع نہ ہوگا اس لئے کہ گواہی سے وہ امر ثابت ہوتا ہے جو مدعا علیہ کے اقرار سے ثابت نہیں ہوتا اور اس کے نظائر بہت ہیں۔[۶]	قاضیخان

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
١١٨٨-٣٩	وان قال الولی بعد اقرارہ لا اعلم بینة فاقض لی بها علیه فی ماله فقضی القاضی بها فی مال المقر ثم وجد ولی الجنایة بینة فاراد ان یحول ذلك الی العاقلة لم یکن له ذلك	کذا فی المبسوط
٤٠	ولو قال الولی لا تعجل بالقضاء فی ماله لعلی اجد بینة فأخرہ القاضی ثم وجد بینة قضی له علی العاقلة ـ٢ـ	کذا فی المبسوط
٤١	ولو والی رجلا ثم قتل رجلا خطأ ثم تحول عنه قبل ان یعقل عنه کانت الدیة علی الثانی	کذا فی محیط السرخسی
٤٢	حربی اسلم ووالی مسلما فی دار الاسلام ثم جنی جنایة عقلت عنه عاقلة الذی والاہ ثم لا یکون له ان یتحول بولائه بعد الجنایة فان عقلوا عنه اولم یقض بها حتی أسر ابوہ من دار الحرب فاشتراہ رجل واعتقه جر ولاء ابنه ثم لا یرجع عاقلة الذی کان والاہ علی عاقلة موالی الاب بشیء	کذا فی المبسوط
٤٣	وکذلك لو حفر بئرا قبل ان یؤسر ابوہ ثم وقع فیها انسان بعد عتق الاب فان ذلك علی عاقلة الذی والاہ دون عاقلة ابیه	کذا فی المبسوط
٤٤	ذمی اسلم ولم یوال احدا حتی قتل قتیلا خطأ فلم یقض به حتی والی رجلا من بنی تمیم ثم جنی جنایة اخری فانه یقضی بالجنایتین علی بیت المال ویبطل موالاته	کذا فی الظهیریة

ـ١ـ حکم نمبر ٣٩/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٢ـ حکم نمبر ٤٠/١١٨٨ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٣ـ حکم نمبر ٣٦/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٤ـ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ٤٠/١١٨٨ کے بعد، غلاموں سے مخصوص تقریبا ٣ احکام کا اندراج متروک ہے اسکے متعلق حکم نمبر ١٢/١١٧٢ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٥ـ حکم نمبر ٤١ تا ٤٥/١١٨٨ اور ٣/١١٨٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٦ـ حکم نمبر ٤١/١١٨٩ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٧ـ حکم نمبر ٤١/١١٨٨ مع حاشیہ نیز کنوئیں سے متعلق جنایت کے متعلق حکم نمبر ٥٠، ٥١، ١٢٥ تا ١٥٧/١١٨١ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ٨ـ ذمی کے متعلق حکم نمبر ٦/١٨١ کا حاشیہ نیز حکم نمبر

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۳۹	اگر (مقتول کے) وارث نے قاتل کے اقرارِ قتل کے بعد یہ کہا کہ مجھے گواہی کا علم نہیں ہے پس میرے لئے اس دیت کا حکم، قاتل پر اس کے مال میں سے کر دو تو قاضی نے اقرار کنندہ قاتل کے مال میں دیت کا حکم دیا پھر ولی جنایت (یعنی وارث) نے گواہی پائی تو اس نے ارادہ کیا کہ وہ اس دیت کا حکم (قاتل کی) عاقلہ کیطرف منتقل کرے تو اب اسے اختیار نہ ہوگا[۱]	مبسوط
۴۰	اگر (مقتول کے) وارث نے یہ کہا کہ (دیت کے لئے) قاتل کے مال میں فیصلہ کرنے کے متعلق جلدی نہ کر شاید کہ مجھے گواہی مل جائے تو قاضی فیصلہ میں تاخیر کی پھر وارث نے گواہی پائی تو قاضی مقتول کے وارث کیلئے قاتل کی عاقلہ پر (دیت کا) حکم دے گا[۳][۴]	مبسوط
۴۱	اگر کسی شخص نے کسی سے موالات (یعنی ایک دوسرے کا مددگار ہونے) کا معاہدہ کیا پھر اس نے کسی آدمی کو خطاءً قتل کیا پھر اس کی طرف سے دیت ادا ہونے سے پہلے اس نے اس سے موالات منتقل کر لی (یعنی اسے چھوڑ کر کسی اور سے موالات کر لی) تو اس کی دیت اس دوسرے پر ہوگی[۵]	محیط سرخسی
۴۲	کوئی حربی (یعنی سلطنت کفار کا غیر مسلم محارب) شخص اسلام لے آیا اور دار الاسلام میں کسی شخص سے موالات کی پھر اس نے کوئی جنایت کی تو اس کی طرف سے اس شخص کی عاقلہ دیت ادا کرے گی جس سے اس نومسلم نے موالات کی تھی پھر اس نومسلم کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جنایت کرنے کے بعد وہ اپنی موالات منتقل کرے پس اگر انہوں نے اس کی طرف سے دیت دے دی یا قاضی نے (ابھی) فیصلہ ہی نہ کیا تھا کہ دار الحرب سے اس کا باپ قیدی بنا کر لایا گیا اور اسے ایک آدمی نے خرید کر آزاد کر دیا تو وہ (باپ) اپنے بیٹے کی موالات کو کھینچ لے گا اور پھر جس سے بیٹے نے موالات کی تھی اس کی عاقلہ، اس کے باپ کو آزاد کرنے والے کی عاقلہ سے (ادا کردہ دیت میں سے) کوئی شئی واپس نہ لے گی[۶]	مبسوط
۴۳	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) اس (نومسلم) نے قبل اس کے کہ اس کا باپ قید ہو کنواں کھودا پھر اس کے باپ کے آزاد ہونے کے بعد اس کنوئیں میں کوئی آدمی گر گیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی، تو وہ دیت اس شخص کی عاقلہ پر ہوگی جس سے اس نومسلم نے موالات کی تھی اس کے باپ کی عاقلہ پر نہ ہوگی[۷]	مبسوط
۴۴	کوئی ذمی شخص اسلام لایا اس نے کسی سے (معاہدہ) موالات نہ کیا حتیٰ کہ اس نے خطاءً قتل کیا اور (ابھی) اس پر کوئی فیصلہ نہ کیا گیا تھا کہ اس نے بنو تمیم کے کسی شخص سے موالات کی پھر اس نومسلم نے ایک اور جنایت کی تو ان دونوں جنایتوں (کی دیت) کا حکم بیت المال پر ہوگا اور اس کی وہ موالات باطل قرار پائے گی[۸]	ظہیریہ

۴۱/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو[۱] (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
۱۱۸۸-۴۵	لو حفر بئرا ثم دلّی رجلا ثم وقع فی البئر رجل کانت دیته فی ماله ولا یعقل عنه بیت المال بخلاف ما لو رمی بسهم او حجر خطأ فقبل الاصابة عاتده ثم وقعت الرمیة فقتلت رجلا وجب العقل فی بیت المال [1]	كذا فی محیط السرخسی
۴۶	ولو ان رجلا من اهل البادیة حفر بئرا فی الطریق ثم ان الامام نقل اهل البادیة الی الامصار فتفرقوا فیها فصاروا اصحاب عطیات ثم تردی فی تلک البئر انسان کانت الدیة علی عاقلته یوم تردی	كذا فی الظهیریة
۴۷	ولو حفر وهو من اهل العطاء ثم ابطل الامام عطاءه وردّه الی انسابهم فتعاقلوا علیها زمانا طویلا ثم مات انسان فی البئر کانت الدیة علی عاقلته فی الیوم الذی وجب المال فیه	كذا فی المبسوط
۴۸	وابن الملاعنة یعقل عنه عقلة امه فان عقلوا عنه ثم ادعاه الاب رجعت عاقلة الام بما ادت علی عاقلة الاب فی ثلاث سنین من یوم یقضی القاضی لعاقلة الام علی عاقلة الاب [2]	كذا فی الكافی
۴۹	وكذلك رجل امر صبیا لیقتل رجلا فقتله فضمنت عاقلة الصبی الدیة رجعت بها علی عاقلة الآمر ان کانت الامر ثبت بالبینة وان ثبت الامر باقراره فانهم یرجعون علیه فی ماله فی ثلاث سنین من یوم یقضی القاضی بها علی الآمر او علی عاقلته	كذا فی الكافی

[1] حکم نمبر ۴۵/۱۱۸۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۱۱۷۶، ۴۱/۱۱۸۸ مع حاشیہ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۱۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] فتاوی عالمگیر کی اشاعت ہٰذا میں حکم نمبر ۴۵/۱۱۸۸ کے بعد، غلاموں سے مخصوص ۱ حکم کا اندراج متروک ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۸۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ [4] حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ نیز کنوئیں سے متعلق جنایت کے متعلق حکم نمبر ۵۰، ۵۱، ۱۲۵ تا ۱۵۷/۱۱۸۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۲۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [6] حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۸ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [7] جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ جب باپ نے اسکے متعلق اپنا بیٹا ہونے کا دعوی کیا تو اس نے اپنے پہلے دعوی کی تکذیب کی اور واضح ہوگیا کہ اسکی نسب باپ سے ثابت تھی اور وہ دیت باپ کی عاقلہ پر تھی اور ماں کی عاقلہ نے وہ دیت اضطرارا ادا کی تھی۔ مفہوم فی الجملہ ملخصا ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۵۳ اور لعان کے احکام، فتاوی عالمگیری بحث ۳، کتاب الطلاق کے باب ۱۱ "اللعان" میں

دفعات و شق نمبر	سولہواں باب، اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام — اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۴۵	(د) اگر (مذکورہ صورت میں کوئی ذمی اسلام لایا اور) اس نے کنواں کھودا پھر کسی آدمی سے موالات کی پھر اس کنوئیں میں کوئی آدمی گر گیا (اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی) تو اس کی دیت کنواں کھودنے والے کے مال میں ہوگی اور اس کی طرف سے (دیت) بیت المال نہ ادا کرے گا (ب) اور اس حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ اگر اس نے خطا تیر پھینکا یا پتھر پھینکا اور اس تک (یعنی جس آدمی کو وہ لگا اس تک) پہنچنے سے پہلے اس نے کسی آدمی سے معاہدہ (موالات) کر لیا پھر وہ تیر یا پتھر پہنچا اور اس سے کوئی آدمی قتل ہوگیا تو اسکی طرف سے (دیت) بیت المال میں لازم ہوگی ۲؎ ۳؎	محیط سرخسی
۴۶	اگر اہل دیہات میں سے کسی آدمی نے راستہ میں کنواں کھودا پھر امام (یعنی حاکم مجاز) نے ان اہل دیہات کو شہروں میں منتقل کر دیا تو وہ لوگ شہروں میں متفرق ہوئے اور صاحب عطاء ہوگئے پھر اس کنوئیں میں کوئی شخص گر گیا (اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی) تو اسکی دیت اس کی اس عاقلہ پر ہوگی جو اس دن (اسکی عاقلہ) تھی جس دن وہ (آدمی اس کنوئیں میں) گرا ۴؎	ظہیریہ
۴۷	اگر کسی شخص نے کنواں کھودا اور وہ اہل عطاء سے تھا پھر امام (یعنی حاکم مجاز) نے اس کی عطاء کو باطل کر دیا اور اسے اس کے نسبتی رشتہ داروں کی طرف لوٹا دیا وہ عرصہ دراز تک اسکی عاقلہ رہے پھر کوئی آدمی اس کنوئیں میں (گر کر) مر گیا تو اسکی دیت اس کی اس عاقلہ پر ہوگی جو اس مال (یعنی دیت) کے واجب ہونے کے دن اسکی عاقلہ تھی ۵؎	مبسوط
۴۸	ملاعنہ (یعنی لعان کنندہ عورت) کے بیٹے کی عاقلہ وہی ہوگی جو اسکی ماں کی عاقلہ ہے اور اگر اس کی ماں کی عاقلہ نے ملاعنہ کے بیٹے کی طرف سے دیت دی پھر باپ نے اس کے متعلق (اپنا بیٹا ہونے کا) دعوی کیا تو اسکی ماں کی عاقلہ نے جو مال دیت ادا کیا ہے وہ اس کے باپ کی عاقلہ سے واپس لے گی جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی اور اس دن سے ہوگی جس دن قاضی اس کے باپ کی عاقلہ کو اسکی ماں کی عاقلہ کیلئے (ادا شدہ دیت کے واپس کرنیکا) حکم دے گا ۷؎ ۸؎	کافی
۴۹	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے کسی (نابالغ) بچہ کو حکم دیا کہ وہ ایک آدمی کو قتل کر دے تو اس بچہ نے اسے قتل کر دیا پھر اس بچہ کی عاقلہ نے اسکی دیت دی تو وہ (یعنی بچہ کی عاقلہ) حکم دینے والے شخص کی عاقلہ سے واپس لے گی بشرطیکہ اس کا حکم دینا گواہی سے ثابت ہوا ہو اور اگر اس کا حکم دینا اس کے اقرار سے ثابت ہو تو وہ لوگ (یعنی بچہ کی عاقلہ کے لوگ) حکم دینے والے کے مال سے واپس لیں گے جس کی ادائیگی تین سال میں ہوگی اور اس دن سے ہوگی جس دن قاضی اس حکم دینے والے کو یا اسکی عاقلہ کو (اس بچہ کی عاقلہ کے لئے) اس دیت (کی واپسی) کا حکم دے گا ۹؎	کافی

ہیں۔ نیز حکم نمبر ۴۸ تا ۵۱/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸؎ فتاوی عالمگیری کی اشاعت ہذا میں حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۸ کے بعد، غلاموں سے مخصوص ۱۱ حکم کا اندراج متروک ہے اسکے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۱۷۲ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۹؎ حکم نمبر ۱۶، ۱۹/۱۱۷۹، ۳۲/۱۱۹۰، ۴۸ تا ۵۱/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اهل المعاقل یعنی العواقل	حوالہ
۱۱۸۸ ـ ۵۰	وان کانوا اجتمعوا فی اول الامر قضی القاضی بها لولی الجنایة علی عاقلة الصبی ولعاقلة الصبی علی عاقلة الآمر فکلما أخذ ولی الجنایة من عاقلة الصبی شیأ أخذت عاقلة الصبی من عاقلة الآمر مثل ذلک	کذا فی المبسوط
۵۱	ولو ان ابن الملاعنة قتل رجلا خطأ فقضی القاضی بالدیة علی عاقلة الام فادّوا الثلث ثم ادعاه الاب فحضر واجمعا فانه یقضی لعاقلة الام بالثلث الذی ادّوا علی عاقلة الاب ویبدأ بهم فی سنة مستقبلة قبل اهل الجنایة ویبطل الفضل عن عاقلة الام ویقضی بالثلثین الباقیین علی عاقلة الاب فی السنتین بعد السنة الاولی ولا یسترد من ولی الجنایة ما أخذ من عاقلة الام ثم فی السنة الاولی بعد القضاء لیس لولی الجنایة ان یستوفی منهم شیأ وعلی هذا ابن المکاتب	کذا فی المبسوط
۵۲	ولا یعقل مسلم عن کافر ولا کافر عن مسلم	کذا فی المحیط
۵۳	والکفار یتعاقلون فیما بینهم اذا دانوا التعاقل وان اختلفت مللهم	کذا فی المحیط
	قالوا هذا اذا لم تکن المعاداة فیهم ظاهرة اما اذا کانت ظاهرة کالیهود والنصاری فینبغی ان لا یعقل بعضهم عن بعض وهکذا روی عن ابی یوسف رح	کذا فی الکافی
۵۴	وان کانوا لا یدینون التعاقل فیما بینهم فانه تجب الدیة فی مال الجانی	کذا فی المحیط
۵۵	واذا دانوا التعاقل الا انه لا عاقلة للجانی تجب الدیة فی مال الجانی ولا تجب فی بیت المال	کذا فی المحیط

واللہ اعلم

۱ حکم نمبر ۴۸ تا ۵۱/۱۱۸۸ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۴۸/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۳ حکم نمبر ۵۲ تا ۵۵/۱۱۸۸، ۴۶/۱۱۸۶ اور ۳/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۵۲/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ حکم نمبر ۵۲/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	سولہواں باب، اہلِ معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام　　اہل معاقل یعنی عاقلہ قرار پانے والوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۸-۵۰	اور اگر (مذکورہ صورت یعنی جب کسی شخص نے کسی نابالغ بچہ کو کسی آدمی کے قتل کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کردیا اور) وہ سب ابتداءِ مقدمہ میں جمع ہوئے تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) اس دیت کے متعلق، اس بچہ کی عاقلہ کو، اس مقتول کے وارث کے لئے حکم دے گا اور حکم دینے والے کی عاقلہ کو، اس بچہ کی عاقلہ کے لئے حکم دے گا پس جب بھی، اس مقتول کا وارث، بچہ کی عاقلہ سے (دیت میں سے) کچھ لے گا تو اسی قدر وہ اس بچہ کی عاقلہ حکم دینے والے شخص کی عاقلہ سے وصول کرے گی [1]	مبسوط
۵۱	(اور اگر ملاعنہ (یعنی لعان کنندہ) عورت کے بیٹے نے کسی آدمی کو خطاً قتل کردیا تو قاضی (یعنی حاکم مجاز) نے اس کی ماں کی عاقلہ پر دیت کا حکم دیا تو انہوں نے تہائی دیت ادا کی پھر اس (قاتل بیٹے) کے باپ نے اس کے متعلق اپنا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا پھر وہ (قاضی کے ہاں) سبھی حاضر ہوئے تو وہ (اس کے) باپ کی عاقلہ کو، اس کی ماں کی عاقلہ کے لئے اس تہائی دیت کی ادائیگی کا حکم دے گا جو انہوں نے ادا کی ہے اور آئندہ سال انہیں سے (یعنی باپ کی عاقلہ سے) اہل جنایت (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف ابتداء کرے گا اور اس کی ماں کی عاقلہ سے باقی دیت باطل ہوجائے گی اور دیت سے باقیماندہ دو تہائی کے متعلق اس کے باپ کی عاقلہ پر اس پہلے سال کے بعد دو سالوں میں ادائیگی حکم دے گا اور مقتول کے وارث نے جو کچھ (یعنی ایک تہائی دیت) اس کی ماں کی عاقلہ سے وصول کیا ہے وہ واپس نہ لی جائے گی پھر یہ حکم بھی ہے کہ پہلے سال میں قاضی کے (مذکورہ حکم کے بعد مقتول کے وارث کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ ان سے (یعنی اس کے باپ کی عاقلہ سے) کچھ (دیت) وصول کرے اور مکاتب کے بیٹے کے متعلق بھی اس کے بموجب حکم ہے [2]	مبسوط
۵۲	کوئی مسلمان شخص کسی کافر کی عاقلہ نہیں قرار پاتا اور نہ کوئی کافر شخص کسی مسلمان کی عاقلہ قرار پاتا ہے [3]	محیط
۵۳	(و) کافر لوگ آپس میں ایک دوسرے کی عاقلہ ہوں گے جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کی عاقلہ ہونے کا طریقہ اختیار کیا ہو اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں	محیط
	(ب) مشائخ رحہ نے کہا ہے کہ یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان میں ظاہرہ عداوت نہ ہو مگر جب (ان میں باہم) ظاہرہ عداوت ہو جیساکہ یہود ونصاریٰ میں ہے تو ان میں سے بعض، بعض کے لئے عاقلہ نہ قرار پانی چاہیئے اور امام ابو یوسف رحہ سے یونہی مروی ہے [4]	کافی
۵۴	اگر وہ (مذکورہ یعنی کافر لوگ) باہم ایک دوسرے کی عاقلہ ہونے کا طریقہ نہ اختیار کرتے ہوں تو دیت مجرم کے مال میں واجب ہوگی [5]	محیط
۵۵	اور جب انہوں نے (مذکورہ یعنی کافر لوگوں نے) ایک دوسرے کی عاقلہ ہونے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہو لیکن اس مجرم کی عاقلہ نہ ہو تو دیت، مجرم کے مال میں واجب ہوگی بیت المال میں واجب نہ ہوگی [6]	محیط
	واللہ اعلم	

[1] حکم نمبر ۵۲/۱۱۸۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اداء الدیۃ	حوالہ
	فصل دفعات ١١٨٩ تا ١١٨٩، عنوان ١، تعداد شق ١٢ تعداد شق ١٢	
١١٨٩-	**(اداء الدیۃ)**	
١	اذا لم تکن لقاتل الخطأ عاقلۃ تجب الدیۃ فی مالہ	کذا فی الخلاصۃ
٢	وکذا العمد المحض اذا اوجب الدیۃ یجب فی مالہ فی النفس وفیما دون النفس والخطأ یجب علی العاقلۃ	کذا فی الخلاصۃ
٣	وشبہ العمد فی النفس یوجب الدیۃ علی العاقلۃ وفیما دون النفس یجب علی الجانی وان بلغ دیۃ تامۃ	کذا فی الخلاصۃ
٤	ولا تعقل العاقلۃ اقل من نصف عشر الدیۃ وتحمل نصف العشر فصاعدا	کذا فی الکافی
٥	وما وجب بالعمد الذی تمکن فیہ شبہۃ او بالصلح من الجنایۃ علی مال او بالاقرار علی نفسہ بالقتل الخطأ او ما دون أرش الموضحۃ او ما یجب بجنایۃ العبد لا یکون علی العاقلۃ بل یجب فی مال الجانی وفی العبد علی المولی	کذا فی محیط السرخسی
٦	ولا تعقل عاقلۃ المولی شیأ من جنایۃ العبد والمدبر وام الولد	کذا فی المبسوط
٧	ولا تعقل العاقلۃ ما لزم باعتراف الجانی الا ان یصدقوا	ھکذا فی الہدایۃ
٨	واما حکومۃ العدل اذا کانت دون أرش الموضحۃ او مثل أرش الموضحۃ لا تتحملہا العاقلۃ وان کانت اکثر من ذلک بیقین فلا روایۃ فیہ عن اصحابنا وقد اختلف المتأخرون فیہ قال شیخ الاسلام رح الصحیح ان لا تتحملہا العاقلۃ واما المفصل فلا تتحملہا العاقلۃ بلا خلاف	کذا فی المحیط

١ قتل خطاء کے متعلق حکم نمبر ٢/١١٦٩ اور ٩ تا ١٩/١١٧٠ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ١١٨٨، دیت کے متعلق حکم نمبر ١٠/١١٧٠ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ١٧ تا ١٩/١١٨٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ عمد کے متعلق ٢ تا ١/١١٦٩، ١ تا ٣/١١٧٠ نیز حکم نمبر ٨/١١٧٠ اور حکم نمبر ١١٧٧ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ١١٨٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٣ شبہ عمد کے متعلق حکم نمبر ٢/١١٦٩، ٤ تا ٨/١١٧٠ اور حکم نمبر ١١٧٧ اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ١١٨٨ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٤ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ اس میں اصل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ موقوف حدیث ہے نیز اسلئے کہ عاقلہ کا برداشت کرنا مجرم کو تنگی سے تحفظ دینے کیلئے ہے اور قلیل مال میں تنگی نہیں ہوتی پس وہ مجرم کے مال سے ادا ہوگا اور قلیل اور کثیر میں فرق کی مقدار کی پہچان سماعی طور پر ہے یہ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از ہدایہ ج ٤ ص ٦٥١ اور درمختار میں ہے کہ دیت کے بیسویں حصہ سے کم کو عاقلہ نہ اٹھائے گی بلکہ مجرم خود اٹھائے گا اور رد المحتار میں ہے کہ دیت کے بیسویں حصہ سے کم، یعنی موضحہ کے اُرش سے کم، یعنی پانچ سو درہم سے کم کے متعلق عاقلہ کے نہ اٹھانے کا حکم، جان سے کم (تلف کرنے) کی دیت (وارش) سے مخصوص ہے، اور اگر جان کی دیت ہو تو (جن صورتوں میں عاقلہ اٹھاتی ہے) خواہ وہ پانچ سو

دفعات و شق نمبر	سولہواں باب، دیت کی ادائیگی سے متعلق احکام — دیت کی ادائیگی کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
	فصل	
	دفعات ۱۱۸۹ تا ۱۱۸۹، عنوان ۱، تعداد شق ۱۳	
۱۱۸۹-	**(دیت کی ادائیگی کے احکام)** اور اسمیں ۱۳ شقیں ہیں	
۱	جب قتل خطا کے قاتل کی عاقلہ نہ ہو تو (مقتول کی) دیت اس قاتل کے مال میں واجب ہوگی ۱	خلاصہ
۲	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح محض عمد، جب موجب دیت ہو تو جان میں اور جان سے کم میں یہی حکم ہے (یعنی وہ دیت مجرم کے مال میں لازم ہوگی) (ب) اور قتل خطا کی صورت میں ان دونوں میں (یعنی جان اور جان سے کم دونوں میں) دیت عاقلہ پر لازم ہوگی ۲	خلاصہ
۳	شبہ عمد، جان میں ہو تو وہ عاقلہ پر موجب دیت ہے اور جان سے کم میں ہو تو مجرم پر ہے اگرچہ وہ پوری دیت کی مقدار تک پہنچ جائے ۳	خلاصہ
۴	عاقلہ اس تاوان کو نہیں اٹھائے گی جو (مقدار میں جان کی) دیت کے بیسویں حصہ سے کم ہو (یعنی پانچ سو درہم یا پچاس دینار سے کم ہو تو اسے مجرم خود اپنے مال سے ادا کرے گا) اور عاقلہ، دیت کے بیسواں حصہ یا زائد تاوان کی صورت میں اٹھائے گی ۴	کافی
۵	جس عمد میں شبہ متحقق ہو اس میں جو کچھ واجب ہو، یا کسی جرم پر صلح علی المال سے جو مال واجب ہو یا قتل خطا میں اپنے اوپر اقرار کرنے سے جو مال واجب ہو یا جو مال موضحہ زخم کے ارش سے کم واجب ہو یا جو مال غلام کی جنایت سے واجب تو یہ (سب مذکورہ مال) مجرم کے مال میں واجب ہوں گے اور غلام کی صورت میں وہ مال اس کے آقا پر واجب ہوگا ۵	محیط سرخسی
۶	آقا کی عاقلہ، غلام، مدبر اور ام ولد کی جنایت سے کوئی شئی ادا نہ کرے گی ۶	مبسوط
۷	عاقلہ اس تاوان کو (بھی) نہ اٹھائے گی جو مال مجرم کے اعتراف جرم سے لازم ہو لیکن اگر عاقلہ والے اس کی تصدیق کریں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس مال کو عاقلہ ادا کرے گی) ۷	ہدایہ
۸	(ا) حکومۃ العدل سے جو (مال) واجب ہو جب وہ موضحہ زخم کے ارش سے کم ہو یا وہ موضحہ کے تاوان جتنا ہو تو اسے عاقلہ نہ اٹھائیگی (ب) اور اگر یقینی طور پر اس سے زیادہ ہو تو اسکے متعلق ہمارے اصحاب سے کوئی روایت مروی نہیں ہے اور متاخرین مشائخ کا اس میں اختلاف ہے شیخ الاسلام کا قول یہ ہے کہ اسمیں صحیح حکم یہ ہے کہ اسے عاقلہ نہ اٹھائے گی (ج) درمفصل یعنی اعضاء کے جوڑ میں (جنایت سے) لازم شدہ ارش کو، عاقلہ بلا خلاف نہیں اٹھائے گی ۸	محیط

درہم سے کم لازم ہوتی ہو اسے عاقلہ اٹھائیگی مثلاً اگر سو آدمیوں نے ایک شخص کو قتل کیا (اور اسکی دیت لازم ہوئی) تو ہر ایک کی عاقلہ پر سو درہم لازم ہوں گے یا کسی شخص نے ایسا غلام قتل کیا جسکی قیمت سو درہم تھی (اور اسکی دیت عاقلہ پر لازم ہوئی) تو اسے عاقلہ اٹھائیگی اسلئے کہ جان کی دیت کو عاقلہ کا اٹھانا نص سے ثابت ہے، یہ العنایہ اور الکفایہ سے ملخصاً لیا گیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ردالمحتار ج ۵ ص ۴۵۵۔ حکم نمبر 11/1169 مع حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم 10/1170 کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ عمد میں شبہ کے متعلق حکم نمبر 1/1169، 2، 4 تا 8/1170، حکم نمبر 1177، صلح کے متعلق حکم نمبر 1175، قتل خطاء کے متعلق 2/1169، 9 تا 19/1170 اور قتل خطاء میں اقرار کے متعلق 69، 70/1171، 38، 42، 43، 45/1174 اور 36 تا 40/1188، موضحہ زخم کے متعلق 1209، 1219، 2/1148، ارش کے متعلق 1/1177 مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ حکم نمبر 38/1190 عاقلہ کے متعلق حکم نمبر 1188 اور مدبر و ام ولد کے متعلق 2/3210 مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ امتناع انکے حق کی وجہ سے تھا اور جب انہوں نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو ثابت ہوگیا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۶۵۲۔ حکم نمبر 38/1174 اور 37/1188 مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۸ جیسا کہ بحوالہ تتارخانیہ، درمختار ردالمحتار ج ۵ ص ۴۱۶ میں ہے اور حکومۃ العدل کے متعلق 24/1148، موضحہ کے ارش کے متعلق 19/1148، عاقلہ کے متعلق 1188 اور مفصل کے متعلق 7/1143

دفعات و شق نمبر	الباب السادس عشر فی المعاقل — اداء الدیۃ	حوالہ
۱۱۸۹- ۹	وکل دیۃ وجبت بنفس القتل فی الخطأ او شبہ عمد او عمد دخلہ شبہۃ فھو فی ثلاث سنین علی من وجب علیہ فی کل سنۃ الثلث وکذلک من اقر بقتل خطأ کانت الدیۃ فی مالہ فی ثلاث سنین	کذا فی الذخیرۃ
۱۰	ولو صولح من الجنایۃ علی مال فھو فی مال الجانی حالا الا ان یشترط الاجل	کذا فی الذخیرۃ
۱۱	قال القدوری وکل جزء من الدیۃ وجب علی العاقلۃ او فی مال الجانی فذلک الجزء فی ثلاث سنین فی کل سنۃ الثلث وذلک کعشرۃ قتلوا رجلا خطأ فعلی عاقلۃ کل واحد منھم عشر الدیۃ فی ثلاث سنین وکذلک لو تعمدوا ولکن احدھم ابو المقتول ففی مال کل واحد عشر الدیۃ فی ثلاث سنین	کذا فی الذخیرۃ
۱۲	واذا کان الواجب بالفعل ثلث دیۃ النفس او اقل کان فی سنۃ واحدۃ وما زاد علی الثلث الی تمام الثلثین فی السنۃ الثانیۃ وما زاد علی ذلک الی تمام الدیۃ فی السنۃ الثالثۃ واللہ اعلم	کذا فی الھدایۃ

لہ قتل خطا کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۶۹ اور ۹ تا ۱۹/۱۱۷۰، شبہ عمد کے متعلق ۲/۱۱۶۹، ۴ تا ۸/۱۱۷۰ قتل خطأ میں اقرار پر دیت کے متعلق ۲/۱۱۷۷ نیز حکم نمبر ۱۱، ۱۲/۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ۲ے جنایت میں مال پر صلح کے اس حکم کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۱۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)۔ ۳ے چنانچہ فتاوی قاضیخان میں ہے کہ عمد محض میں جب جان کی یا جان سے کم کی دیت واجب ہو تو وہ مجرم کے مال میں سے ہوگی لیکن جان کی دیت یا جان کی دیت کی کوئی جز ہو تو اسکی ادائیگی تین سالوں میں واجب ہوگی مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صہ ۴۴۵ (مترجم)۔ ۴ے عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ اور عاقلہ پر دیت لازم ہونے کے متعلق ۵، ۱۰، ۱۹، ۲۲/۱۱۷۰ اور ۱۱۷۷، ۲۹/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۴، ۹، ۱۲/۱۱۸۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/ضمنی نمبر	سولہواں باب، دیت کی ادائیگی سے متعلق احکام — دیت کی ادائیگی کے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۸۹-۹	ہر وہ دیت جو نفس قتل کی وجہ سے واجب ہو، قتل خطأ میں یا قتل شبہ عمد میں یا ایسے قتل عمد میں جس میں شبہ متحقق ہو (اور اس وجہ سے قصاص ساقط ہو کر دیت واجب ہو) تو وہ دیت جس پر واجب ہوگی اسکی ادائیگی تین سالوں میں ہوگی ہر سال میں ایک تہائی (دیت) کی ادائیگی ہوگی۔ اسیطرح جس شخص نے قتل خطأ کا اقرار کیا تو وہ دیت قاتل کے مال میں ہوگی اس کی ادائیگی تین سالوں میں ہوگی ۔[1]	ذخیرہ
۱۰	اگر کسی جنایت میں مال پر صلح کی گئی تو وہ مال، مجرم کے مال میں فی الحال لازم ہوگا لیکن اگر میعاد شرط کرلی تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر حسب شرط اس میعاد میں لازم ہوگا) ۔[2]	ذخیرہ
۱۱	امام قدوری نے کہا ہے کہ (جان کی)[3] دیت میں جو جز عاقلہ پر واجب ہو یا مجرم کے مال میں واجب ہو تو اس جز کی ادائیگی تین سالوں میں ہوگی ہر سال میں تہائی دیت ادا کرنا واجب ہوگا اور یہ مثلاً دس اشخاص ہیں، انہوں نے کسی آدمی کو خطأ قتل کر دیا تو ان میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر دیت کا دسواں حصہ لازم ہوگا جس کی ادائیگی تین سالوں میں ہوگی اسی طرح اگر انہوں نے (یعنی ان مذکورہ دس اشخاص نے) اس آدمی کو عمداً قتل کیا لیکن ان میں سے ایک شخص اس مقتول کا باپ ہے تو ان میں ہر ایک کے مال میں، دیت کا دسواں حصہ لازم ہوگا جس کی ادائیگی تین سالوں میں ہوگی ۔[4]	ذخیرہ
۱۲	جب بالفعل واجب (مال ایک) جان کی دیت کا تہائی یا اس سے کم ہو تو اس کی ادائیگی ایک سال میں ہوگی اور جو واجب (مال) تہائی دیت سے زائد دو تہائی دیت تک ہو تو اس کی ادائیگی دوسرے سال میں ہوگی اور جو اس سے بھی زائد پوری دیت تک ہو اس کی ادائیگی تیسرے سال میں ہوگی ۔[5]	ہدایہ

واللہ اعلم

[5] حکم نمبر ۸۸/۱۱۶۳ نیز حکم نمبر ۹، ۱۱/۱۱۸۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب السابع عشر فی المتفرقات

دفعات ۱۱۹۰ تا ۱۱۹۰ عنوان ۱ تعداد شق ۵

۱۱۹۰ - المتفرقات

تعداد شق ۵۰

۱ فی نوادر ہشام عن ابی یوسف رجل قتل فجاء رجل وادعی انہ عبدہ واقام البینۃ فشهد الشهود انہ کان عبدہ فاعتقہ وهو حر الیوم فان کان لہ وارث قضی لوارثہ بالقصاص فی العمد وبالدیۃ بالخطأ وان لم یکن وارث فلمولاہ قیمتہ فی العمد والخطأ — كذا فی المحیط

۲ اذا جرح الرجل عمدا ثم اشهد المجروح علی نفسہ ان فلانا لم یجرحہ ثم مات المجروح من ذلک هل یصح هذا الاشهاد قالوا هذا علی وجهین اما ان تکون جراحۃ فلان معلومۃ عند الناس والقاضی او لم تکن معلومۃ فان کانت معلومۃ فهذا الاشهاد منہ لا یصح فاما اذا لم تکن جراحۃ فلان معلومۃ معروفۃ عند القاضی والناس کان الاشهاد صحیحا فان اقامت الورثۃ بعد ذلک بینۃ علی ان فلانا جرحہ لم تقبل هذہ البینۃ — كذا فی الذخیرۃ

۳ رجل جرح فقال قتلنی فلان ثم مات فاقامت ورثتہ البینۃ علی رجل آخر انہ قتلہ لم تقبل بینتہ — كذا فی الظهیریۃ

۴ رجل جرح فقال فلان جرحنی ثم مات فاقام ابنہ البینۃ علی ابن لہ آخر انہ جرحہ خطأ تقبل بینتہ — كذا فی الظهیریۃ

۱؎ دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، قتل عمد کے متعلق ۱ تا ۳/۱۱۷۰ اور قتل خطا کے متعلق ۱ تا ۱۹/۱۱۷۰، حکم نمبر ۱ تا ۴، ۳۳/۱۱۹۰ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۷۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)
۲؎ جراحت کے متعلق حکم نمبر ۳۹/۱۱۷۱، ۱، ۲۹/۱۱۷۸، ۷۱/۱۱۸۷، ۱ تا ۴، ۳۳/۱۱۹۰ نیز ۱/۱۱۷۴ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲/۱۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	ستر ہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستر ہواں باب، متفرق احکام

دفعات ۱۱۹۰ تا ۱۱۹۰ عنوان ۱ — تعداد شق ۵۰

۱۱۹۰ **متفرق احکام** اور اسمیں ۵۰ شقیں ہیں

۱ نوادر ہشام رح میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ کوئی شخص قتل کیا گیا پھر ایک آدمی آیا اور اس نے یہ دعوی کیا کہ وہ (مقتول) اس کا غلام تھا اور اس نے (اس پر) گواہی قائم کی اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ اس کا غلام تھا پھر اس نے اسے آزاد کر دیا اور وہ اس دن (یعنی قتل کے دن) آزاد تھا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (۱) اس مقتول کے وارث ہوں تو قتل عمد کی صورت میں اس کے وارثوں کے لئے قصاص کا حکم ہوگا اور قتل خطأ کی صورت میں (ان کے لئے) دیت کا حکم ہوگا (ب) اور اگر اس مقتول کا کوئی وارث نہ تھا تو قتل عمد و قتل خطأ کی صورت میں اس کی قیمت اس کے آقا کے لئے ہوگی [۱] — محیط

۲ جب کوئی شخص عمداً مجروح کیا گیا تو اس مجروح نے اپنے پر یہ گواہ کئے کہ اسے فلاں شخص نے مجروح نہیں کیا ہے پھر اس مجروح شخص کی موت واقع ہوگئی تو کیا یہ (مذکورہ) گواہ کرنا صحیح قرار پائے گا؟ مشائخ رح نے کہا ہے کہ اس کی دو صورتیں ہیں (۱) کہ اس فلاں شخص کا زخمی کرنا لوگوں اور قاضی (یعنی حاکم مجاز) کے ہاں جانا پہچانا ہوا ہوگا یا نہ پس اگر وہ جانا ہوا ہے تو اس زخمی کی طرف سے یہ (مذکورہ) گواہ کرنا صحیح نہ ہوگا (ب) اور اگر اس فلاں شخص کا زخمی کرنا قاضی اور لوگوں کے ہاں جانا پہچانا ہوا نہیں ہے تو اس کا وہ گواہ کرنا صحیح قرار پائے گا پھر اگر اس کے بعد وارثوں نے یہ گواہی قائم کی کہ اسے اس فلاں شخص نے (ہی) زخمی کیا ہے تو یہ گواہی قبول نہ کی جائے گی [۲] — ذخیرہ

۳ کوئی شخص مجروح کیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے فلاں آدمی نے قتل کیا ہے پھر اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے وارثوں نے (اس فلاں کے علاوہ) ایک اور آدمی پر گواہی قائم کی کہ اس نے اسے قتل کیا ہے تو ورثا کی یہ گواہی قبول نہ کی جائیگی — ظہیریہ

۴ کوئی شخص مجروح کیا تو اس نے کہا کہ فلاں آدمی نے مجھے زخمی کیا ہے پھر اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کے بیٹے نے مقتول کے دوسرے بیٹے پر یہ گواہی قائم کی کہ اس نے اسے خطأً مجروح کیا ہے تو اس (دوسرے بیٹے کی مذکورہ) گواہی قبول کی جائیگی [۴] — ظہیریہ

[۴] حکم نمبر ۲/۱۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۹۰-۵	واذا اصطدم الفارسان وقتل کل واحد منهما صاحبه فان کان خطأ فان کانا حرین یجب علی عاقلة کل واحد منهما دیة صاحبه وهذا استحسان وان کانا عبدین فلا شیٔ لاحد المولیین علی صاحبه وان کان احدهما حرا والآخر عبدا فانه یجب علی عاقلة المقتول الحر قیمة العبد فیأخذها ورثة المقتول الحر ویبطل حق الحر المقتول عما زاد علی القیمة من الدیة وان کان عمدا فان کانا حرین یجب علی عاقلة کل واحد منهما نصف دیة صاحبه وان کانا عبدین هدرت الجنایة وان کان احدهما حرا والآخر عبدا فعلی عاقلة الحر نصف قیمة العبد وعلی العبد نصف دیة الحر فی رقبته فاذا مات فقد هلک واخلف بدلا عن نصفه وهو نصف قیمته علی عاقلة الحر فیستوفی ولی الحر المقتول من عاقلة الحر من نصف الدیة قدر نصف القیمة ویبطل حقه فی الزیادة	کذا فی المحیط فی الفصل الثامن عشر
۶	وکذلک اذا کانا ماشیان فاصطدما	کذا فی المحیط فی الفصل الثامن عشر
۷	ولو جلس راکب خلف سائر فصدمه فعطب الجانی لا ضمان علی السائر ولو عطب السائر فضمانه علی من جاء خلفه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۸	وکذلک فی السفینتین	کذا فی فتاوی قاضیخان
۹	فارسان اصطدما احدهما یسیر والآخر واقف وکذلک الماشی والواقف اصطدما فعلی السائر والماشی الکفارة ولا کفارة علی الواقف ویرث	کذا فی محیط السرخسی

۱ حکم نمبر $\frac{۵ تا ۱۳، ۱۴}{۱۱۹۰}$، $\frac{۳۵}{۱۱۷۱}$، $\frac{۲۸ ب}{۱۱۷۴}$، $\frac{۴۲}{۱۱۸۱}$ مع حواشی اور دیت کے متعلق $\frac{۱۰ ب}{۱۱۷۰}$ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق ۱۱۸۸ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۱۱۸۲}$ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ صفحہ ۴۴۴ میں ہے، اسکی نظائر کے متعلق حکم نمبر $\frac{۵}{۱۱۹۰}$ مع حاشیہ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۱۱۸۲}$ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع امیریہ مصر سنہ ۱۳۱۰ھ میں فتاوی قاضیخان سے ماخوذ اس عبارت میں یوں ہی لکھا ہے کہ "الجانی" ہلاک ہوگیا یعنی مجرم یعنی پیچھے سے آکر ٹکر مارنے والا ہلاک ہوگیا اور اس حکم کے ماخذ فتاوی قاضیخان میں یوں لکھا ہے کہ "الجانی" ہلاک ہوگیا یعنی مجرم یعنی پیچھے سے آنے والا ھلاک ہوگیا۔ ماخوذ از فتاوی قاضیخان

دفعات شق نمبر	سترہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-۵	جب دو (گھوڑا) سوار باہم ٹکرا گئے تو ان میں سے ہر ایک کے صدمہ سے دوسرا قتل ہوگیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ل) اگر وہ حادثہ خطائً تھا تو (ا) اگر وہ دونوں آدمی آزاد تھے تو ان میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر اپنے (سے ٹکرانے والے) ساتھی کی دیت لازم ہوگی اور یہ حکم از روئے استحسان ہے (۲) اور اگر وہ دونوں آدمی غلام تھے تو ان کے دو آقاؤں میں سے کسی پر اپنے ساتھی کے لئے (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی (۳) اور اگر ان میں سے ایک آزاد تھا اور دوسرا غلام تھا تو آزاد مقتول کی عاقلہ پر اس غلام کی قیمت واجب ہوگی پھر اسے اس آزاد مقتول کے وارث وصول کریں گے اور اس آزاد مقتول کی دیت، جسقدر (اس غلام کی) قیمت سے زیادہ ہوگی وہ آزاد مقتول کے حق میں سے باطل ہو جائے گی (ب) اور اگر وہ حادثہ عمداً تھا تو (ا) اگر وہ دونوں آزاد تھے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر اپنے سے ٹکرانے والے ساتھی کی نصف دیت واجب ہوگی (۲) اور اگر وہ دونوں غلام تھے تو وہ جنایت رائیگاں رہے گی (۳) اور اگر ان میں سے ایک آزاد اور دوسرا غلام تھا تو اس آزاد آدمی کی عاقلہ پر اس غلام کی نصف قیمت لازم ہوگی اور اس غلام آدمی پر اس آزاد آدمی کی نصف دیت اس غلام کی گردن پر ہوگی پس جب اس غلام کی موت واقع ہو چکی تو یہ حق جاتا رہا (۲۰/۱۱۷۱ ملاحظہ ہو) اور وہ اپنے نصف کا بدل چھوڑ گیا اور وہ اس غلام کی نصف قیمت ہے جو اس آزاد کی عاقلہ پر واجب ہے پس اس آزاد آدمی کا وارث شخص، آزاد آدمی کی عاقلہ سے آزاد آدمی کی نصف دیت سے، غلام کی نصف قیمت کے بقدر لے گا اور اس کا جو حق زائد ہے وہ باطل ہو جائے گا ۔[۱]	محیط
۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ (مذکورہ صورت میں) وہ دونوں پیدل تھے تو باہم ٹکرا گئے (اور اس سے ان کی موت واقع ہوگئی تو حسب تفصیل حکم نمبر ۵/۱۱۹۰ احکام لاگو ہوں گے)[۲]	محیط
۷	(ل) اگر ایک سوار شخص، کسی چلتے ہوئے آدمی کے پیچھے سے آیا اور اسے ٹکر مار دی پس اس سے وہ مجرم (یعنی ٹکر مارنے والا) ہلاک ہوگیا تو آگے چلنے والے آدمی پر کوئی ضمان لازم نہ ہوگی (ب) اور اگر وہ آدمی ہلاک ہوگیا جو آگے چل رہا تھا تو اس کی ضمان اس (سوار) پر ہوگی جو اس کے پیچھے سے آیا (اور اسے ٹکر مار کر ہلاک کر دیا)[۳]	قاضیخان
۸	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم دو کشتیوں کی صورت میں ہے (کہ پیچھے سے آکر ٹکر مارنے والی کشتی پر اس نقصان کی ضمان لازم ہوگی اور آگے والی پر کوئی ضمان نہ ہوگی)[۴]	قاضیخان
۹	دو سوار باہم ٹکرا گئے ان میں سے ایک چل رہا تھا اور دوسرا ٹھہرا ہوا تھا اور اسی طرح ایک شخص پیدل چل رہا تھا اور دوسرا ٹھہرا ہوا تھا اور وہ دونوں باہم ٹکرا گئے تو ان صورتوں میں چلنے والے سوار اور چلنے والے پیدل پر کفارہ لازم ہوگا[۵] اور ٹھہرے ہوئے سوار اور ٹھہرے ہوئے پیدل شخص پر کفارہ لازم نہ ہوگا اور وہ وراثت سے (اپنے حصہ کا) حقدار ہوگا یعنی اگر وہ مقتول کا وارث ہے تو محروم نہ ہوگا	محیط سرخسی

[۱] ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۴۲ - تاہم مفہوم میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اسکی نظائر کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۹۰ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۴] حکم نمبر ۱۸/۱۱۸۲ مع حاشیہ، اسکی نظائر کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۹۰ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۵] کفارہ کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۴۰، وراثت سے محرومی کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۱۷۰ کا پہلا حاشیہ اور اس کی نظائر کے متعلق حکم نمبر ۵/۱۱۹۰ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۰-۱ | ۹۰	ولو اصطدمت السفینتان ان کان بفعل الراکب والملاح ضمن ولا ضمان فی الانفس وفی المال[1] یضمن الملاح	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۱	لو ان رجلین مدا حبلا فانقطع الحبل فسقطا وماتا قال ان سقط کل واحد منهما علی القفا ھدر دم کل واحد منهما وان سقطا علی الوجه وماتا یجب علی عاقلۃ کل واحد منهما دیۃ صاحبه وان سقط احدهما علی القفا والآخر علی الوجه فانه یهدر دم[2] الذی سقط علی القفا ووجب علی عاقلته دم الذی سقط علی الوجه	کذا فی الذخیرۃ
۱۲	وان جاء اجنبی وقطع الحبل حتی سقطا وماتا یجب علی عاقلۃ الاجنبی دیۃ کل واحد منهما	کذا فی الذخیرۃ
۱۳	ابن سماعۃ رح عن محمد رح حر معه سیف وعبد معه عصا فالتقیا وضرب کل واحد منهما صاحبه حتی قتل فماتا ولا یدری ایهما بدأ بالضرب فلیس علی ورثۃ الحر ولا علی مولی العبد شیٔ وان کان السیف بید العبد والعصا بید الحر فعلی عاقلۃ الحر نصف قیمۃ العبد ولا شیٔ لورثۃ الحر علی مولی العبد وان کان بید کل واحد منهما عصا وضرب کل واحد منهما صاحبه وشجه موضحۃ ثم ماتا ولا یدری من الذی بدأ بالضرب فعلی عاقلۃ الحر قیمۃ العبد صحیحا لمولاہ ثم یقال لمولاہ ادفع من ذلک قیمۃ الشجۃ الی ولی الحر وهذا استحسان	کذا فی المحیط

۱؎ حکم نمبر ۴۶ تا ۴۸ / ۱۱۷۱ نیز ۱۸ ب / ۱۱۸۲ مع حاشیہ، اور اسکی نظیر کے متعلق ۵ / ۱۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیسا کہ درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۴۲۹ میں ہے، اور لکھا ہے کہ اس صورت میں گردن کے بل گرنا اس کی اپنی قوت سے گرنا قرار پاتا ہے اور چہرے کے بل گرنا اس کے ساتھی کی قوت سے گرنا قرار پاتا ہے اور عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸، دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰ / ۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ نیز حکم نمبر ۵ / ۱۱۹۰ مع حاشیہ اور ۱ / ۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸، دیت کے متعلق ۱۰ / ۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، نیز حکم نمبر ۵ / ۱۱۹۰ مع حاشیہ اور ۱ / ۱۱۷۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۴۳، ۵۰، ۷۵ / ۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں نیز فتاوی قاضیخان میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو لاٹھی سے ضرب لگائی اور اسے زخمی کر دیا پھر مجروح آدمی نے اس شخص کو تلوار سے ضرب لگائی پھر ان دونوں

دفعات و شق نمبر	سترھواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-۱۰	اگر دو کشتیاں باہم ٹکرا گئیں تو اگر یہ واقعہ ملاح کے فعل سے ایسا ہوا تو وہ ضامن ہوگا اور نفوس یعنی جانوں کی ضمان نہ ہوگی اور مال کے متعلق ملاح ضامن ہوگا ۔[۱]	خزانۃ المفتین
۱۱	اگر دو شخصوں نے ایک رسی کو کھینچا تو رسی ٹوٹ گئی اور وہ دونوں گر گئے اور اس سے ان دونوں کی موت واقع ہوگئی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر ان میں سے ہر ایک گردن کے بل (یعنی چت) گرا ہے تو ان میں سے ہر ایک کا خون رائیگاں ہے (ب) اور اگر وہ دونوں چہرے کے بل گرے ہیں اور اس سے ان کی موت واقع ہوگئی تو ان میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر اپنے (ہلاک شدہ) ساتھی کی دیت واجب ہوگی (ج) اور اگر ان میں سے ایک شخص گردن کے بل گرا اور دوسرا چہرے کے بل گرا تو اس کا خون رائیگاں ہوگا جو گردن کے بل گرا اور اسکی عاقلہ پر، چہرے کے بل گرنے والے کے خون کی دیت واجب ہوگی ۔[۲]	ذخیرہ
۱۲	اور اگر (مذکورہ صورت میں یعنی جب دو شخصوں نے ایک رسی کو کھینچا تو) کسی اجنبی (یعنی ایک اور شخص) نے اگر وہ رسی کاٹ دی حتی کہ وہ دونوں گر گئے اور اس سے ان کی موت واقع ہوگئی تو ان میں سے ہر ایک کی دیت اس اجنبی کی عاقلہ پر واجب ہوگی ۔[۳]	ذخیرہ
۱۳	ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ (ا) ایک آزاد شخص ہے اس کے پاس تلوار ہے اور ایک غلام شخص ہے اس کے پاس لاٹھی ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل ساتھی کو ضرب لگائی حتی کہ وہ (یعنی ہر ایک کا ساتھی) قتل ہوا اور (اس طرح) ان دونوں کی موت واقع ہوگئی اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ضرب لگانے میں پہل کس نے کی پس نہ اس آزاد شخص کے وارثوں پر اور نہ اس غلام کے آقا پر (دیت سے) کوئی شئی لازم ہے (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) تلوار اس عبد کے ہاتھ میں تھی اور لاٹھی اس آزاد شخص کے ہاتھ میں تھی تو اس آزاد شخص کی عاقلہ پر، اس غلام کی نصف قیمت لازم ہوگی اور غلام کے آقا پر، اس آزاد شخص کی عاقلہ کیلئے (دیت میں سے) کوئی شئی لازم نہ ہوگی (ج) اور اگر اس آزاد اور غلام میں سے ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل ساتھی کو ضرب لگائی اور شجہ موضحہ زخم کردیا اور پھر اس سے ان دونوں کی موت واقع ہوگئی اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ضرب لگانے میں پہل کس نے کی تھی تو اس آزاد شخص کی عاقلہ پر اس صحیح غلام کی قیمت، اسکے آقا کیلئے لازم ہے اور پھر اسکے آقا سے کہا جائیگا کہ اسمیں سے اس آزاد شخص کے وارث کو شجہ زخم کی قیمت ادا کرے اور یہ حکم از روئے استحسان ہے ۔[۴]	محیط

[۱] کی موت واقع ہوگئی تو اس صورت کے حکم کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ لاٹھی سے مقتول شخص کی دیت اس کے قاتل کی عاقلہ پر ہوگی اور تلوار سے مقتول شخص کیلئے دیت لازم نہ ہوگی اس لئے کہ اس کا حق قصاص میں تھا اور اس کا قاتل مرچکا ہے مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۴۴۱ حکم نمبر ۵/۱۱۹۰ مع حاشیہ، ۱۱۸۸، ۲/۱۱۷۰ اور ۲۰/۱۱۷۱ نیز حکم نمبر ۱۷۱، ۷۵/۱۱۷۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
١١٩٠-١٤	أُخذ بید رجل فجذب الرجل یدہ فانفلتت یدہ ان کان أخذ یدہ للمصافحۃ فلا أرش علیہ من الید فان کان غمزہا فتأذی فجذبہا فاصابہ ذلک ضمن أرش الید	کذا فی الظہیریۃ
١٥	ولو ان رجلا أخذ بید رجل فجذب الآخر یدہ فسقط الجاذب فمات نظرت ان کان أخذہا لیصافحہ فلا شیٔ علیہ وان أخذہا لیعصرہا فآذاہ فجذبہا ضمن الممسک لمعادیتہ وان انکسرت ید الممسک لم یضمن الجاذب	کذا فی السراج الوہاج
١٦	ولو ان رجلا امسک رجلا حتی قتلہ رجل قتل الذی ولی القتل وحبس الممسک فی السجن وعوقب	کذا فی الظہیریۃ
١٧	ومن امسک رجلا حتی جاء آخر وأخذ دراہمہ نضمان الدراہم علی الآخر عندنا لا علی الممسک	کذا فی المحیط
١٨	رجل جلس علی ثوب انسان وہو لا یعلم بہ فقام صاحب الثوب فانشق ثوبہ من جلوسہ فانہ یضمن نصف الثوب	کذا فی خزانۃ المفتین
١٩	رجل دخل علی رجل فأذن لہ فی الجلوس علی وسادۃ فجلس علیہا فاذا بجنبہا قارورۃ وفیہا دہن لا یعلم فاندقت وذہب الدہن ضمن الجالس الدہن وما تخرق من الوسادۃ وفسد ولو کانت القارورۃ تحت ملاءۃ قد غطاہا فاذن بالجلوس علیہا فلا ضمان علی الجالس وان اذن لہ بالجلوس علی سطح فانخسف بہ فوقع علی مملوک الآذن ضمن قال الفقیہ ابو اللیث قال بعض مشائخنا لا ضمان علی الجالس فی الوسادۃ کما فی الملاءۃ قال ہو اقرب الی القیاس وبہ نأخذ	کذا فی الذخیرۃ

ا؎ حکم نمبر ١٤ تا ٢١/١١٩٠، ٨ ج/١١٨٩، ٦٣٠١/١١٧٧ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢؎ حکم نمبر ١٤/١١٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣؎ حکم نمبر ١/١١٧١ کا حاشیہ اور ١٤/١١٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٤؎ حکم نمبر ١٤/١١٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥؎ حکم نمبر ١٤/١١٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦؎ ملاءۃ - چادر، تہبند - ماخوذ از المنجد صـ ١٢٢٤ (مترجم) ٧؎ حکم نمبر ١٤/١١٩٠ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	سترھواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۹۰-۱۴	کسی شخص نے دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس آدمی نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا (یعنی اکھڑ گیا)، تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) (ا) اگر اس شخص نے اس آدمی کا ہاتھ مصافحہ کے لئے پکڑا تھا تو اس پر ہاتھ کا ارش لازم نہ ہوگا (ب) اور اگر اس شخص نے اس آدمی کے ہاتھ کو غمز کیا (یعنی ٹٹولا یا دبایا) اور اس سے اس آدمی نے اذیت پائی اور ہاتھ کھینچا اور اس سے اسے وہ (مذکورہ) صدمہ پہنچا تو وہ شخص اس آدمی کے ہاتھ کے ارش کا ضامن ہوگا ۔ لہ	ظہیریہ
۱۵	اگر کسی شخص نے کسی (دوسرے) آدمی کا ہاتھ پکڑا تو اس دوسرے آدمی نے اپنا ہاتھ کھینچا تو کھینچنے والا گر گیا اور اس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو دیکھا جائے گا (ا) اگر اس شخص نے اس کا ہاتھ اس لئے پکڑا تھا تاکہ اس سے مصافحہ کرے تو اس پر (دیت میں سے) کچھ لازم نہ ہوگا (ب) اور اگر اس نے اس لئے پکڑا تھا تاکہ اسے کھینچے پس (اس طرح) اس نے اسے اذیت دی تو اس نے ہاتھ کھینچا تھا تو ہاتھ پکڑنے والا اس کے لئے اس کی دیت کا ضامن ہوگا (ج) اور اگر (اس صورت میں) ہاتھ پکڑنے والے کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو کھینچنے والا ضامن نہ ہوگا ۲ہ	سراج وہاج
۱۶	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو پکڑے رکھا حتی کہ اسے کسی اور شخص نے قتل کر دیا تو جس نے قتل کیا وہ (قصاص میں) قتل کیا جائے گا اور پکڑ رکھنے والا جیل میں قید رکھا جائے گا اور اسے سزا دی جائے گی ۳ہ	ظہیریہ
۱۷	جس شخص نے کسی آدمی کو پکڑے رکھا حتی کہ دوسرا شخص آیا اور اس نے اس کے دراہم لے لئے تو ہمارے ہاں ان دراہم کی ضمان دراہم لینے والے شخص پر ہے پکڑے رکھنے والے پر نہیں ہے ۴ہ	محیط
۱۸	کوئی شخص کسی آدمی کے کپڑے پر بیٹھ گیا اور اسے اس کا (یعنی کپڑے پر بیٹھنے کا) علم نہیں سے پھر کپڑے والا اٹھا تو اس کا کپڑا اس شخص کے بیٹھنے کی وجہ سے پھٹ گیا تو وہ نصف کپڑے کا ضامن ہوگا ۵ہ	خزانۃ المفتین
۱۹	(ا) کوئی شخص کسی آدمی کے ہاں گیا اس نے اسے ایک مسند پر بیٹھنے کی اجازت دی تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور اس مسند کے ساتھ تیل کی شیشی تھی جسے یہ نہ جانتا تھا وہ ٹوٹ گئی اور تیل بہہ گیا تو بیٹھنے والا اس تیل کا، اور جس قدر وہ مسند پھٹا اور خراب ہوا (سب کا) ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ شیشی ملارۃ ۶ہ (یعنی چادر) کے نیچے تھی جس نے اسے ڈھانپ رکھا تھا پھر اس نے اسے اس پر بیٹھنے کی اجازت دی تو اس صورت میں بیٹھنے والے پر ضمان لازم نہ ہوگی (ج) اور اگر اس نے کسی کو چھت پر بیٹھنے کی اجازت دی تو وہ چھت بیٹھ گئی اور اجازت دینے والے کے کسی مملوک پر آپڑی تو بیٹھنے والا ضامن ہوگا (د) فقیہ ابو اللیث ؒ نے کہا ہے کہ ہمارے بعض مشائخ رح کا قول یہ ہے کہ مسند پر بیٹھنے والے پر ضمان لازم نہ ہوگی جیسا کہ چادر کے نیچے شیشی ہونے کی صورت میں حکم ہے اور فرمایا کہ یہی حکم قیاس کے زیادہ قریب ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں ۷ہ	ذخیرہ

دفعات نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالـه
١١٩٠-٢٠	وفی اجارات القدوری[1] اذا دعا الرجل قوما الی منزله فمشوا علی بساطه او جلسوا علی وسادته فتخرق لم یضمنوا ولو وطؤا آنیة او ثوبا لا یبسط مثله ضمنوا ولو تقلبوا اناء بایدیهم فانکسر لم یضمنوا ولو کان متقلدا سیفا فخرق السیف الوسادة لم یضمن	كذا فی المحيط
٢١	وفی متفرقات الفقیه ابی جعفر[2] فیمن حضره ضیف فأمر الضیف ان یجلس علی وسادة فجلس فاذا تحت الوسادة صبی صغیر لصاحب الدار فمات بقعوده فان الضیف یضمن دیته ولو کان تحت الوسادة مملوک صغیر لصاحب الدار لا یضمن وکذلک اذا کان تحت الوسادة اناء من زجاج لغیره فالجواب فیه کالجواب فی الصبی	كذا فی الذخيرة
٢٢	فصد غیره وهو نائم فسال منه الدم حتی مات فعلیه القصاص	كذا فی القنية
٢٣	فی المنتقی رجل قال قتلت فلانا ولم یسم عمدا ولا خطأ قال استحسن ان اجعل دیته فی ماله	كذا فی الذخيرة
٢٤	فی الفتاوی عن خلف[3] قال سألت اسد بن عمرو[4] عمن ضرب آخر بیده او رجله ومات منه، هذا اشبه العمد وقال الحسن[5] کذلک اذا الح فی الضرب حتی مات فاما لو ضربه بزاجره لا یخاف من مثله الموت ومع هذا مات فهو خطأ قال ابو اللیث الکبیر[6] قول اسد احب الی	كذا فی المحيط
٢٥	فی المنتقی عن محمد قال فی رجل قصد ان یضرب آخر بالسیف فأخذ المضروب السیف بیده فجذب صاحب السیف السیف عن یده فقطع السیف اصابع الرجل قال ان کان من غیر المفاصل فعلی الجاذب الدیة وان کان من المفاصل فعلیه القصاص	كذا فی الذخيرة

ـــه ١ حکم نمبر ١٤/١١٩٠ مع حاشیه ملاحظه هو (مترجم) ـــه ٢ حکم نمبر ١٤/١١٩٠ مع حاشیه ملاحظه هو (مترجم) ـــه ٣ حکم نمبر ٣٦/١١٦٩، ١/١١٧٧ کا حاشیه اور ١٤/١١٩٠ مع حاشیه ملاحظه هو (مترجم) ـــه ٤ حکم نمبر ١، ٢، ٦٩، ٧٠/١١٦١، ١، ٣٦/١١٦٢ مع حواشی ملاحظه هوں (مترجم) ـــه ٥ حکم نمبر ٩٠٣/١١٧٠، ٤/١١٦١، ٣٢، ٤/١١٦١، ١، ٥/١١٦٣ اور ٣٧/١١٩٠ مع حاشیه ملاحظه هو (مترجم) ـــه ٦ حکم نمبر ١١/١١٦٣ مع حواشی اور ٨/١١٨٩ ملاحظه هوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	سترہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-۲۰	اجارات القدوری میں لکھا ہے کہ جب کسی شخص نے کچھ لوگوں کو اپنے گھر بلایا تو (ا) وہ اس کے بچھونے پر چلے اور اس کے مسند پر بیٹھے تو وہ پھٹ گیا تو وہ لوگ ضامن نہ ہوں گے (ب) اور (مذکورہ صورت میں) انہوں نے کوئی برتن اور ایسا کپڑا جو بچھایا نہیں جاتا روند ڈالا (اور وہ پھٹ گیا) تو وہ ضامن ہوں گے (ج) اور اگر انہوں نے کوئی برتن اپنے ہاتھوں میں لوٹ پوٹ کیا تو وہ ٹوٹ گیا تو وہ اس کے ضامن نہ ہوں گے (د) اور اگر ان میں سے کوئی شخص تلوار باندھے ہوئے ہو اور اس تلوار سے مسند پھٹ گیا تو وہ ضامن نہ ہوگا [1]	محیط
۲۱	متفرقات فقیہ ابی جعفرؒ میں ہے کہ جس شخص کے ہاں مہمان آیا تو اس نے مہمان سے کہا کہ وہ مسند پر بیٹھے پس وہ بیٹھا تو (ا) اس مسند کے نیچے اس گھر والے کا چھوٹا بچہ تھا تو اس کے بیٹھنے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ مہمان اس کی دیت کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس مسند کے نیچے گھر والے کا چھوٹا مملوک (یعنی غلام) تھا تو وہ مہمان ضامن نہ ہوگا (ج) اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس مسند کے نیچے شیشے کا کوئی برتن گھر والوں کے علاوہ کا تھا تو اس کا جواب ایسا ہی ہے جیسا کہ اس (مذکورہ) چھوٹے بچہ کی صورت میں ہے [2]	ذخیرہ
۲۲	کسی شخص نے کسی سوئے ہوئے آدمی کی فصد کھول دی (یعنی رگ کاٹ دی) اس سے خون بہہ پڑا حتی کہ اس کی موت واقع ہوگئی تو اس پر اس کا قصاص لازم ہوگا [3]	قنیہ
۲۳	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے فلاں شخص کو قتل کیا اور اس نے عمداً یا خطاً کا ذکر نہ کیا تو اس حکم کے متعلق فرمایا کہ میں از روئے استحسان اس مقتول کی دیت اس اقرار کنندہ کے مال سے قرار دینے کا حکم دوں گا	ذخیرہ
۲۴	(ا) الفتاوی میں حلفؒ سے روایت ہے کہ میں نے اسد بن عمروؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا کہ جس نے دوسرے آدمی کو اپنے ہاتھ پاؤں سے مارا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ صورت قتل شبہ عمد کی ہے (ب) اور حسنؒ نے بھی یونہی کہا ہے جبکہ اس نے مارنے میں بار بار اور سختی سے مارا ہو حتی کہ اسکی موت واقع ہوگئی اور اگر اس نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کے طور پر مارا جس کی مانند مار سے موت واقع ہونے کا خدشہ نہیں ہوتا اور اس کے باوجود اس کی موت واقع ہوگئی تو یہ صورت قتل خطا کی ہے امام ابو اللیث الکبیرؒ کا قول ہے کہ میرے ہاں اسدؒ کا قول زیادہ پسند ہے [5]	محیط
۲۵	المنتقی میں امام محمدؒ سے مروی ہے کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی آدمی کو تلوار کے ساتھ مارنے کا قصد کیا تو مضروب آدمی نے تلوار کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا تو تلوار والے نے تلوار کو اس کے ہاتھ سے کھینچا تو تلوار نے اس آدمی کی انگلیاں کاٹ دیں تو آپ نے (اس کے حکم کے متعلق) فرمایا کہ اگر وہ انگلیاں جوڑوں کے علاوہ سے کٹی ہوں تو کھینچنے والے پر دیت (یعنی انگلیوں کا تاوان) لازم ہوگا اور اگر جوڑوں سے کٹی ہوں تو اس پر قصاص لازم ہوگا [6]	ذخیرہ

دفعات شق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۹۰-۲۶	رجل قتل عبد رجل عمدا فقال السید أبرأتك عن عبدی لا یکون مبرئا له عن قیمته وعلیه القیمة	کذا فی المحیط
۲۷	لو أمر رجلا بنزع سنه لوجع اصابه وعین السن والمأمور نزع سنا آخر ثم اختلفا فیه فالقول للآمر فاذا حلف فالدیة فی ماله لانه عامد وسقط القصاص للشبهة	کذا فی القنیة
۲۸	جنایة الانسان علی مکاتب نفسه تجب فی مال الجانی ولا تجب علی عاقلته صارت نفسا او اقتصرت علی مادون النفس والجنایة علی مکاتب الغیر متی صارت نفسا تجب علی عاقلة الجانی وان اقتصرت علی مادون النفس تجب فی مال الجانی کما فی القن	کذا فی المحیط
۲۹	کسر رجلان سن رجل خطأ فالدیة فی مالهما لان ما یجب علی کل واحد منهما دون أرش الموضحة	کذا فی القنیة
۳۰	واذا جنی علی مکاتب انسان ثم ادی المکاتب فعتق لا یهدر السرایة وکان علی الجانی قیمة المکاتب لا الدیة وان مات حرا	کذا فی المحیط
۳۱	رجل اوقد نارا فی بیته فاحترقت دار جاره لا یضمن ان اوقد نارا یوقد مثلها هکذا ذکر شیخ الاسلام رح وذکر شمس الائمة السرخسی رح انه لا یضمن مطلقا	کذا فی الفصول العمادیة

[1] فتاوی عالمگیری میں بحوالہ السراج الوہاج لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کے غلام کو خطأ قتل کر دیا تو اس پر اسکی قیمت لازم ہے اور اگر اس کی قیمت دس ہزار درہم ہو یا زائد ہو تو دس کم دس ہزار درہم کا حکم ہوگا اور یہ قاتل کی عاقلہ پر ہوگا یہ حکم امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے ہاں ہے۔ اور بحوالہ ہدایہ لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی کا غلام چھین لیا جسکی قیمت بیس ہزار درہم تھی وہ غلام چھیننے والے کے قبضہ میں ہلاک ہو گیا تو اس پر اس غلام کی جتنی بھی قیمت ہوگی وہ بالاجماع واجب ہوگی یہ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از فتاوی عالمگیری عربی بحث ۵۵۔ باب ۱۴ ج ۵ ص ۷۵۔ حکم نمبر ۳/۱۱۷۱، ۱۰۷۱/۱۱۷۲ مع حواشی ۲۶، ۲۸، ۳۰، ۳۷/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۳ مع حاشیہ ۲۷، ۲۹، ۳۷/۱۱۹۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۳/۱۱۷۱ مع حواشی، ۵/۱۱۸۹ اور ۳۶/۱۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۳۸/۱۱۷۳ مع حاشیہ

دفعات شق نمبر	سترہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-۲۶	کسی شخص نے کسی آدمی کے غلام کو عمداً قتل کیا تو اس کے آقا نے یوں کہا کہ "میں نے اپنے غلام سے تجھے بری کیا"، تو یوں کہنے میں وہ آقا اس قاتل شخص کو اس غلام کی قیمت سے بری کرنے والا نہ قرار پائے گا اور اس قاتل پر (اس غلام کی) وہ قیمت لازم ہوگی ۔[1]	محیط
۲۷	اگر کسی شخص نے اپنے دانت میں درد ہونے کی وجہ سے کسی آدمی کو یہ حکم کیا کہ وہ اس کا دانت اکھیڑ دے اور (اس نے اسے) وہ دانت معین کرکے بتایا اور جسے حکم کیا گیا اس نے (اس دانت کی بجائے) ایک اور دانت اکھیڑ دیا پھر ان دونوں نے اس بارے میں اختلاف کیا تو حکم دینے والے کے قول کا اعتبار ہوگا پس جب حکم دینے والے نے قسم کھائی تو دانت اکھیڑنے والے کے مال میں سے اس دانت کی دیت لازم ہوگی اس لئے کہ وہ عمداً ایسا کرنے والا قرار پاتا ہے اور شبہ متحقق ہونے کی وجہ سے قصاص ساقط ہوگا ۔[2]	قنیہ
۲۸	کوئی شخص اپنے مکاتب غلام پر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو (اس کی ضمان) مجرم کے مال میں سے ہوگی اسکی عاقلہ پر نہ ہوگی خواہ وہ جرم جان تلف کرنے کا تھا یا اس سے کم کا تھا اور کوئی شخص دوسرے کے مکاتب غلام پر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو جب وہ جرم، جان تلف کرنے کا ہو تو (اس کی ضمان) مجرم کی عاقلہ پر ہوگی اور اگر وہ جرم، جان تلف کرنے سے، کم کا ہو تو (اسکی ضمان) مجرم کے مال میں واجب ہوگی جیسا کہ محض غلام کی صورت میں حکم ہے ۔[3]	محیط
۲۹	دو شخصوں نے خطاً کسی آدمی کا دانت توڑ دیا تو اس کی دیت (یعنی اس دانت کا تاوان)، ان دونوں کے مال میں لازم ہوگا اس لئے کہ (اس صورت میں) ان دونوں میں سے ہر ایک پر جو کچھ واجب ہوگا وہ موضحہ زخم کے تاوان سے کم ہے (اور موضحہ زخم کے تاوان سے کم تاوان، مجرم کے مال میں لازم ہوتا ہے)۔ [4]	قنیہ
۳۰	جب کسی شخص نے کسی آدمی کے مکاتب غلام پر کسی جرم کا ارتکاب کیا پھر وہ مکاتب مال کتابت ادا کرکے آزاد ہو گیا (اور مذکورہ جرم سے ہونے والا زخم اسکی جان تک سرایت کر گیا)، تو وہ سرایت رائیگاں نہ ہوگی اور اس مجرم پر اس مکاتب کی قیمت لازم ہوگی اس کی دیت لازم نہ ہوگی اگرچہ اسکی موت آزاد ہونے کی حالت میں ہوئی ۔[5]	محیط
۳۱	(۱) کسی شخص نے اپنے گھر میں آگ جلائی اس سے اس کے پڑوسی کا گھر جل گیا تو وہ ضامن نہ ہوگا بشرطیکہ اس نے اس طرح آگ جلائی جس طرح کہ (بالعموم) جلائی جاتی ہے۔ شیخ الاسلام نے یونہی ذکر کیا ہے اور شمس الائمہ السرخسیؒ نے یہ ذکر کیا ہے کہ وہ علی الاطلاق ضامن نہ ہوگا	فصول عمادیہ

[1-3] ۲۷، ۲۹، ۳۲ / ۱۱۹۰ نیز حکم نمبر ۳۷ / ۱۱۷۱ کا حاشیہ، ۶۵ / ۱۱۷۱ ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] حکم نمبر ۳ / ۱۱۷۱ مع حواشی، ۳۶ / ۱۱۹۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۹۰-۳۱	وفی فتاوی اھل سمرقند اذا القی فی التنور من الحطب مالا یحتملہ التنور فاحرق بیتہ وتعدی الی بیوت غیرہ فاحرقہا ضمن	ھکذا فی المحیط
۳۲	امر ابنہ لیوقد لہ نارا فی ارضہ نفعل وتعدت الی ارض جارہ فاتلف شیأ یضمن الاب لان الامر قد صح فانتقل فعل الابن الیہ کمالو باشرہ الاب	کذا فی القنیۃ
۳۳	قال فی المنتقی رجل شھد لہ رجلان علی رجل انہ قتل ابن ھذا فلانا وشھد آخران لھذا الرجل علی ھذا الرجل ایضا انہ قتل ابن ھذا فلانا سمیا ابنا آخر لہ غیر الذی سمیاہ الاول فزکی الفریق الاول ولم یزک الفریق الثانی فدفع علیہ الی المشھود علیہ الی المشھود لہ لیقتلہ فقال المشھود لہ انا اقتلک بابنی الذی لم یزک الشھود علی قتلہ ولا اقتلک بابنی الذی زکی الشھود علی قتلہ ثم قتلہ فلا شئ علیہ ولو قال ما قتلت ابنی الذی زکی الشھود علی قتلہ وانما قتلت ابنا آخر لی وقتلہ کان علیہ الدیۃ استحسانا	کذا فی المحیط
۳۴	وفی کنز الرؤس اذا نظر فی باب دار انسان ففقأ عینہ صاحب الدار لا یضمن ان لم یکن تنحیتہ من غیر فقء العین وان امکنہ یضمنہ	کذا فی القنیۃ
۳۵	ولو ادخل رأسہ فرماہ صاحب الدار ففقأ عینہ لا یضمن بالاجماع	کذا فی القنیۃ

لـ۱ـہ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۱۱۷۱}$، $\frac{۱۰۴}{۱۱۸۱}$ مع حواشی اور $\frac{۳۲}{۱۱۹۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) لـ۲ـہ حکم نمبر $\frac{۳۴}{۱۱۷۱}$، $\frac{۱۰۴}{۱۱۸۱}$ مع حواشی اور $\frac{۳۲}{۱۱۹۰}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)
لـ۳ـہ حکم نمبر $\frac{۴}{۱۱۷۲}$، $\frac{۱}{۱۱۷۴}$ کا تیسرا حاشیہ، $\frac{۱ تا ۴}{۱۱۹۰}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) لـ۴ـہ حکم نمبر $\frac{۸}{۱۱۷۳}$ مع حواشی اور حکم نمبر $\frac{۳ تا ۵}{۲۶۷}$، $\frac{۲۳}{۲۶۸}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) لـ۵ـہ حکم نمبر $\frac{۸}{۱۱۷۳}$، $\frac{۳۴}{۱۱۹۰}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	ستر ہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-	(ب) فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ جب کسی شخص نے تنور میں اتنا ایندھن ڈالا جسے وہ تنور برداشت نہ کرسکتا تھا تو اس نے اس کے مکان کو جلا دیا اور دوسرے کے مکانوں تک متعدی ہوکر انہیں بھی جلا دیا تو وہ ضامن ہوگا[1]	محیط
۳۲	کسی شخص نے اپنے (نابالغ) بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اس کی زمین میں اس کے لئے آگ جلادے تو اس نے ایسا کیا اور آگ نے پڑوسی کی زمین تک متعدی ہوکر (وہاں) کوئی چیز تلف کردی، تو باپ ضامن ہوگا اس لئے کہ باپ کا حکم صحیح ہوکر، بیٹے کا فعل، باپ کی طرف منتقل ہوکر ایسا ہی قرار پائے گا جیسا کہ باپ نے خود وہ فعل کیا ہو[2]	قنیہ
۳۳	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص کے لئے دو مردوں نے کسی آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس آدمی نے اس (مدعی) کا فلاں بیٹا قتل کردیا ہے اور اس شخص کے لئے دو اور مردوں نے بھی اس آدمی پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس (مدعی) کا فلاں بیٹا قتل کردیا ہے ان (یعنی دوسرے گواہوں) نے اس کے ایک اور بیٹے کا نام لیا جو اس کے علاوہ تھا جس کا نام پہلے فریق نے لیا تھا پھر گواہوں کے فریق اول کا تزکیہ ہوگیا (یعنی وہ گواہ معتبر قرار پائے) اور گواہوں کے دوسرے فریق کا تزکیہ نہ ہوا تو اس کے بموجب (یعنی تزکیہ شدہ گواہوں کی گواہی کے بموجب) جس پر گواہی دی گئی وہ (مجرم)، اس شخص کو دیا گیا جس کے لئے گواہی دی گئی (یعنی وہ مجرم مدعی کے حوالہ کیا گیا) تاکہ وہ اسے قصاص میں قتل کرے تو (ا) اس مدعی نے یہ کہا کہ میں تجھے اس بیٹے کے قصاص میں قتل کرتا ہوں جس کے قتل پر گواہوں کا تزکیہ نہیں ہوا ہے اور میں تجھے اپنے بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کرتا ہوں جس کے قتل پر گواہوں کا تزکیہ ہوا ہے پھر اس نے اسے قتل کردیا تو اس پر کوئی شئی لازم نہ ہوگی (ب) اور اگر اس (مدعی) نے یوں کہا کہ تو نے میرے اس بیٹے کو قتل نہیں کیا جس کے قتل پر گواہوں کا تزکیہ ہوا بلکہ تو نے میرے اس دوسرے بیٹے کو قتل کیا ہے اور اسے قتل کردیا تو اس پر از روئے استحسان دیت لازم ہوگی[3]	محیط
۳۴	کنزالرؤس میں ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کے گھر میں نظر ڈالی تو گھر والے نے اس کی آنکھ ضائع کردی تو وہ ضامن نہ ہوگا بشرطیکہ آنکھ ضائع کئے بغیر اس کا دور کرنا ممکن نہ تھا اور اگر ممکن تھا تو پھر وہ ضامن ہوگا[4]	قنیہ
۳۵	اور اگر (مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے (کسی آدمی کے گھر میں) اپنا سر داخل کیا تو گھر والے نے اسے تیر مار کر اسکی آنکھ ضائع کردی تو وہ بالاجماع ضامن نہ ہوگا[5]	قنیہ

دفعات/شق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۹۰-۳۶	فی المنتقی روایۃ الحسن بن ابی مالک عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ فی اخوین لاب ادعی احدھما علی رجل انہ قتل اباہ یوم النحر بمکۃ من سنۃ کذا وادعی الآخر علیہ انہ قتل اباہ ذلک الیوم بکوفۃ واقاما البینۃ او ادعی علی رجل آخر واقاما البینۃ فانہ یقضی لکل واحد منھما بنصف الدیۃ	کذا فی المحیط
۳۷	ولو وکز اربعۃ رجلا فسقط بضربھم سن المضروب وانکسر سن آخر منہ فلو عرف آخرھم ضربا تجب علیہ الدیۃ والا فلا شیء علیھم	کذا فی القنیۃ
۳۸	وفی المنتقی عن ابی یوسف فی جاریۃ قتلت ابن رجل عمدا فدفعھا المولی الی ابی المقتول فوطئھا ابو المقتول فولدت فقال مولی الجاریۃ دفعتھا الیک لتقتلھا وقال ابو المقتول لابل صالحتنی علیھا من الدم فانہ یردھا وعقرھا والولد عبد ولا سبیل لابی المقتول علی الجاریۃ	کذا فی المحیط
۳۹	اذا لوی ثوبا فضرب علی رأس رجل ناوضحہ وجب القصاص ولو مات من ذلک لم یجب القصاص ھذا ما یجب القصاص فی سببہ دون مسببہ	کذا فی خزانۃ المفتین
۴۰	وعلی عکسہ ما لا یجب فی سببہ ویجب فی مسببہ ان یھشمہ بالحدید لا یجب القصاص ولو مات من ذلک وجب القصاص	کذا فی خزانۃ المفتین

ـــہ ۱ حکم نمبر ۸، ۱/۱۱۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ ۲ حکم نمبر ۳۷، ۶۵/۱۱۷۱، ۵۱۱، ۳۸، ۱۰۷/۱۱۷۳، ۲۲، ۲۷، ۲۹، ۳۷/۱۱۹۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ ۳ عقر کے مفہوم کے متعلق ردالمحتار میں بحوالہ الفتح لکھا ہے کہ (کسی عورت کیلئے) عقر سے مراد اس جیسے جمال والی عورت کا مہر مثل ہے فقط مفہوم ماخوذ از ردالمحتار ج ۲ صـ ۴۱۵ اور الجوہرۃ النیرۃ میں ہے کہ آزاد عورتوں کیلئے عقر سے مراد مہر مثل ہے اور باندیوں کیلئے عقر سے مراد باکرہ ہونے کی صورت میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ اور ثیبہ ہونے کی صورت میں اسکی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔ یونہی السرخسیؒ نے ذکر کیا ہے۔ ماخوذ از الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ صـ ۱۹۲ اور باندیوں کے لئے عقر کے متعلق حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ یہ دیکھا جائیگا ایسے جمال والی باندی کو اسکا آقا جتنے پر نکاح کر دیتا ہے وہ مقدار (عقر میں) معتبر ہوگی اور یہی حکم مختار ہے مفہوم ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۲ صـ ۴۱ (مترجم) ـــہ ۴ حکم نمبر ۱/۱۱۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ ۵ شجہ موضحہ کے متعلق حکم نمبر ۱، ۹، ۱۲، ۱۹، ۲۰/۱۱۷۸، ۳۹ تا ۴۲/۱۱۹۰ نیز ۸، ۷، ۱۲/۱۱۷۰ مع حواشی۔

دفعات/شق نمبر	ستر ہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
١١٩٠-٣٦	المنتقی میں حسن بن ابی مالکؒ کی روایت ہے کہ آپ نے امام ابو یوسفؒ سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے کہ دو بھائی باپ کی طرف سے ہیں ان میں سے ایک نے ایک شخص پر یہ دعوی کیا کہ اس نے اس کے باپ کو فلاں سن کے یوم النحر (یعنی ذو الحجہ کی دسویں تاریخ) کو مکہ مکرمہ میں قتل کیا اور دوسرے بھائی نے اس شخص پر یہ دعوی کیا کہ اس نے اس کے باپ کو اس دن کوفہ میں قتل کیا اور دونوں نے گواہی قائم کی یا اس نے (یعنی دوسرے بھائی نے) کسی اور آدمی پر (باپ کے قتل کا) دعوی کیا اور ان دونوں نے گواہی قائم کی تو ان میں سے ہر ایک کے لئے نصف دیت کا حکم دیا جائے گا[1]	محیط
٣٧	اگر چار شخصوں نے کسی آدمی کو دکز کیا (یعنی مکے مارے) تو ان کی ضرب سے مضروب کا ایک دانت گر گیا اور اس مضروب کا ایک اور دانت ٹوٹ گیا تو اگر یہ معلوم ہو گیا کہ ان میں سے آخری ضرب لگانے والا کون ہے تو اس دانت کی دیت اس پر لازم ہو گی ورنہ ان پر (قصاص و دیت میں سے) کوئی شی لازم نہ ہو گی[2]	قنیہ
٣٨	المنتقی میں امام ابو یوسفؒ سے اس باندی کے بارے میں مروی ہے جس نے کسی شخص کا بیٹا عمدا قتل کر دیا تو اس کے آقا نے وہ باندی، مقتول کے باپ کے حوالہ کر دی تو مقتول کے باپ نے اس سے وطی کی پس اس سے بچہ پیدا ہوا تو باندی کے مالک نے کہا کہ میں نے تجھے وہ باندی اس لئے دی تھی کہ تو اسے (قصاص میں) قتل کرے اور مقتول کے باپ نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے اس قتل کے بدلہ میں، اس باندی پر مجھ سے صلح کی تھی تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ، وہ (یعنی مقتول کا باپ) وہ باندی اس کے آقا کو مع عقر[3] کے واپس کرے گا اور وہ بچہ غلام قرار پائے گا اور مقتول کے باپ کو اس باندی پر کوئی راہ نہ ہو گی[4]	محیط
٣٩	جب کسی شخص نے کپڑے کو بل دیکر (اس کوڑے سے) کسی آدمی کے سر پر ضربیں لگائیں اور اسے موضحہ زخم پہنچایا تو اس زخم کا قصاص واجب ہو گا اور اگر اس زخم سے اس مضروب کی موت واقع ہو گئی تو (جان کا) قصاص واجب نہ ہو گا اور یہ مثال اس صورت کی ہے کہ سبب میں قصاص واجب ہوتا ہے (اور اس کے) مسبب میں قصاص واجب نہیں ہوتا[5]	خزانہ مفتین
٤٠	اور اس کے عکس پر (یعنی یہ صورت) کہ سبب میں قصاص واجب نہیں ہوتا اور مسبب میں قصاص واجب ہوتا ہے مثلاً یہ کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو لوہے سے ہاشمہ زخم لگایا تو (اس زخم کا) قصاص واجب نہ ہو گا اور اگر اس سے اس (زخمی) کی موت واقع ہو گئی تو (جان کا) قصاص واجب ہو گا[6]	خزانہ مفتین

١/١١٧٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ٣٩ تا ٤٢/١١٩٠، ٥/١١٧٣، ٨/١١٧٠، ١٠، ١٧، ١٩، ٢٠/١١٧٨، ٦ھ ہاشمہ زخم کے متعلق حکم نمبر ١٢/١١٧٢ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۱۹۰-۴۱	وما یجب القصاص فی مسببہ ومسببہ ان یشجہ موضحۃ بحدیدۃ یجب فیہا القصاص وان مات من ذلک فکذلک یجب القصاص	کذا فی خزانۃ المفتین
۴۲	وعلی عکسہ مالا یجب القصاص فی سببہ ولا مسببہ ان یجرحہ بخشب عظیم فیموت لا یجب القصاص	کذا فی خزانۃ المفتین
۴۳	صبی عاقل اشلی کلبا علی غنم آخر فنفرت وذہبت ولا یدری این ذہبت لم یضمن	کذا فی القنیۃ
۴۴	رجلان مدا شجرۃ فوقعت علیہما فماتا فعلی عاقلۃ کل واحد منہما نصف دیۃ الآخر ولو مات احدہما کان علی عاقلۃ الآخر نصف الدیۃ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴۵	دخلت دابتہ زرع غیرہ تفسدہ فلو دخل لیخرجہا یفسدہ ایضا لکن اقل من الدابۃ یجب علیہ اخراجہا ویضمن ما اتلف ولو کانت دابۃ غیرہ لا یجب علیہ ولو اخرجہا فہلکت لا یضمن	کذا فی القنیۃ
۴۶	رأی حمارۃ یأکل حنطۃ غیرہ فلم یمنعہ حتی أکلہا ففیہ اختلاف المشائخ والصحیح انہ یضمن	کذا فی القنیۃ
۴۷	رجل بعث غلاما لانسان فی حاجۃ لہ بغیر اذن سیدہ ثم ان الغلام رأی صبیانا یلعبون فانتہی الیہم وارتقی فوق بیت فوقع منہ فالضمان علی المرسل لانہ باستعمال العبد صار غاصبا	کذا فی خزانۃ المفتین

۱؎ حکم نمبر ۳۹/۱۱۹۰ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ جیسا کہ فتاوی قاضیخان علی ہامش عالمگیری ج ۳ ص ۴۴۲ میں ہے، جراحت کے متعلق حکم نمبر ۲۹/۱۱۷۸ نیز ۴ تا ۸/۱۱۷۰، ۳۹ تا ۴۲/۱۱۹۰ اور ۱۶/۱۱۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱۰۱/۱۱۸۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۵/۱۱۹۰ مع حاشیہ، ۳۵/۱۱۷۱، ۴۲/۱۱۸۱ کا حاشیہ نیز دیت کے متعلق حکم نمبر ۱۰/۱۱۷۰ کا تیسرا حاشیہ، عاقلہ کے متعلق حکم نمبر ۱۱۸۸ اور ۱/۱۱۷۷ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۴۶/۱۱۹۰، ۲/۱۱۸۲ مع حواشی اور ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶؎ حکم نمبر ۴۵/۱۱۹۰، ۲/۱۱۸۲ مع حواشی اور ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۷؎ حکم نمبر ۲۰/۱۱۷۱، ۲۶/۱۱۹۰ مع حواشی

دفعات/شق نمبر	سترہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-۴۱	اور وہ (صورت) جسمیں سبب اور مسبب دونوں میں قصاص واجب ہوتا ہے مثلاً یہ کہ کسی شخص نے کسی آدمی کو لوہے سے موضحہ زخم لگایا تو اس میں (اس زخم کا) قصاص واجب ہوگا اور اگر اس سے اس (زخمی) کی موت واقع ہوگئی تو (جان کا) بھی قصاص واجب ہوگا[1]ـہ	خزانۃ المفتین
۴۲	اور اس کے عکس پر (یعنی یہ صورت) کہ سبب اور مسبب دونوں میں قصاص واجب نہیں ہوتا مثلاً یہ کہ کوئی شخص کسی آدمی کو بڑی لکڑی سے مجروح کردے پھر اس سے اس کی موت واقع ہوجائے تو (سبب اور مسبب دونوں میں) قصاص واجب نہ ہوگا[2]ـہ	خزانۃ المفتین
۴۳	کسی (نابالغ) عاقل بچہ نے دوسرے آدمی کی بکریوں پر کتا للکارا تو وہ بکریاں بدک گئیں اور بھاگ گئیں اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں گئیں تو وہ ضامن نہ ہوگا[3]ـہ	قنیہ
۴۴	(ا) دو شخصوں نے ایک درخت کھینچا تو وہ درخت ان دونوں پر گر پڑا اور اس سے ان دونوں کی موت واقع ہوگئی تو ان میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر دوسرے کی نصف دیت لازم ہوگی (ب) اور اگر ان میں سے ایک کی موت واقع ہوئی تو دوسرے کی عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی[4]ـہ	قاضیخان
۴۵	(ا) کسی شخص کا جانور دوسرے آدمی کی کھیتی میں داخل ہوگیا اور اسے خراب کرنا شروع کیا تو اگر وہ شخص اسے نکالنے کے لئے داخل ہو تو اس سے وہ کھیتی خراب ہوگی لیکن اس جانور (کے خراب کرنے) کی نسبت کم خراب ہوگی تو اس پر اس چوپایہ کا نکالنا واجب ہے اور وہ اس جانور کے تلف کردہ کا ضامن ہوگا (ب) اور اگر وہ جانور کسی اور آدمی کا ہو تو اس پر (اس کا نکالنا) واجب نہ ہوگا اور اگر اسے نکالا اور (اس سے) وہ جانور ہلاک ہوگیا تو وہ (یعنی نکالنے والا) ضامن نہ ہوگا[5]ـہ	قنیہ
۴۶	کسی شخص نے دیکھا کہ اس کا گدھا دوسرے آدمی کی گندم کھا رہا ہے تو اس نے اسے منع نہ کیا حتیٰ کہ اس نے اسے کھایا تو اس (کے حکم) کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ وہ ضامن ہوگا[6]ـہ	قنیہ
۴۷	کسی شخص نے کسی آدمی کا غلام اس کے آقا کی اجازت کے بغیر اپنے کسی کام کو بھیجا تو اس غلام نے بچوں کو کھیلتے دیکھا اور ان تک جا پہنچا اور ایک مکان پر چڑھا پھر وہ اس سے گر پڑا تو اس کی ضمان، بھیجنے والے شخص پر ہوگی اس لئے کہ (اس صورت میں) اس غلام کو اپنے کام میں لگانے کی وجہ سے وہ اس غلام کو غصب کرنے والا قرار پائے گا[7]ـہ	خزانۃ المفتین

ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السابع عشر فی المتفرقات	حــوالــہ
۱۱۹۰–۴۸	ولو ضرب انثی رجل فانتفخت احداهما او کلاهما ففیه حکومة عدل[1]	کذا فی القنیة
۴۹	وفی الجامع الاصغر غصب من بطا وشد فیه دوابه فاخرجها مالک المربط صار ضامنا	کذا فی الفصول العمادیة
۵۰	وفی العیون قال ابو حنیفة[2] اذا استهلک رجل حمار غیره او بغله بقطع یده او بذبحه ان شاء صاحبه ضمنه وسلمه الیه وان شاء حبسه ولا یضمنه شیأ وعلیه الفتوی	کذا فی الفصول العمادیة
	واللہ سبحانہ اعلم	

[1] حکومة عدل کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۱۸۷ نیز حکم نمبر ۱۰۲ تا ۱۰۴/۱۱۷۷، ۱۰۸/۱۱۷۳ مع حاشیہ! اور ۹۶/۱۱۷۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر ۶۱/۱۱۸۲، ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۶۴/۱۱۸۲ مع حاشیہ اور ۱/۱۱۸۲ کا پانچواں حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)



دفعات/شق نمبر	سترہواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۱۹۰-۴۸	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے انثیین (یعنی خصیتین) کو ضرب لگائی تو ان میں سے ایک خصیہ یا وہ دونوں پھول گئے تو اس میں حکومۃ عدل کے مطابق حکم ہوگا [1]	قنیہ
۴۹	الجامع الصغیر میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے کے مربط (یعنی جانوروں کے باندھنے کی جگہ) کو غصب کرکے اس میں اپنے جانور باندھے تو مربط کے مالک نے ان جانوروں کو باہر نکال دیا تو (اگر وہ تلف ہوگئے تو) وہ ضامن ہوگا [2]	فصول عمادیہ
۵۰	العیون میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے دوسرے آدمی کے گدھے کو یا اس کے خچر کو اسکے اگلے پاؤں کو کاٹ دینے یا اسے ذبح کردینے سے تلف کردیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اس کا مالک چاہے تو اس کی ضمان لے لے اور وہ (ناقص) جانور اس مجرم کو سونپ دے اور چاہے تو اس (ناقص) جانور کو (ہی پاس) رکھ لے اور اس صورت میں وہ (اس سے) ضمان میں سے کچھ نہ لے گا اور اسی حکم پر فتوی ہے [3] واللہ سبحانہ اعلم [2] ضامن	فصول عمادیہ

مترجم ابو السعید محمد صادق بن حافظ رح قادری

اللھم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل وحسن الختام عند انتھاء الاجل

والعون علی الاتمام یاذا الجلال والاکرام والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات،

اللھم تقبلہ واغفر لمؤلفہ والمترجمہ والقارئہ والسامعہ والمعاونہ ولجبہ

اللھم اغفر لنا ولوالدینا ولاساتذتنا ولاصحابنا ولاحبابنا ولعشائرنا

ولقبائلنا ولمن لہ حق علینا، ونسئل اللہ العافیۃ

فی الدنیا والآخرۃ ویرحم اللہ عبدا قال آمین،

یا ارحم الراحمین، وصلی اللہ تعالی علی

سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ

اجمعین، آمین

